

فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ ۝ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ ۝
پس بڑی خرابی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نمازوں سے غافل ہیں

هَذِهِ آيَةُ النَّبِيِّ الْمَخْتَارِ

الْحَيِّ

مَنْ يُصَلِّيَ إِلَى يَوْمِ الْقَرَارِ

مُلَقَّبًا بِهِ

نماز با معنی

مع سوانح حیات مصنف رحمہ اللہ

انتظامہ

حضرت علامہ مولانا عبد الوہاب صاحب

محمد بن ہند رحمہما اللہ تعالیٰ

جس میں توحید، ربوبیت، توحید الوہیت، نیت، وضو، رکوع، سجود، استراحت، الدعائیں، دعائیں، مع ترجمہ و تشریح، پھر نماز کے بعد کامل و ظیفہ، دعائیں، و تہنوں کا بیان۔ ان سب کے طریقے اور مفصل شرح بیان ہے اس کے علاوہ ابتداء میں دیگر نمازیں بھی طریقوں و اوقات سمیت بیچ کی گئی ہیں۔

ناشر

مکتبہ اشاعت الکتاب والسنة

فاری

برنس روڈ، اے۔ ایم نمبر ۱، کراچی، فون: ۲۰۲۱۸۸

توضیحات

جملہ حقوق — بحق محشی دوم مولانا حافظ عبد القہار صاحب

نام — ہدایہ النبئی المختار مکمل نماز

مصنف — حضرت علامہ مولانا عبد الوہاب صاحب محدث ہند

مُحَشِّیان — (۱) حضرت علامہ مولانا عبدالستار صاحب محدث دہلوی
(۲) مولانا حافظ عبد القہار صاحب ناظم نشر اشاعت

و مولانا محمد یونس اجڑا نوی صاحب

کتابت — حافظ محمد ابراہیم صاحب محمدی خوشنویس دہلوی

سائز — ۳۰ × ۲۰
۱۶

تعداد صفحات — ۵۶۰

طبع و ناشر — مکتبہ اشاعت الکتاب والسنة کراچی نمبر

تعداد طباعت — ایک ہزار (۱۰۰۰)

بار — اٹھارہویں

قیمت —

سن طباعت — س ۱۴۱۰ھ
۱۹۹۰ء

مطبوعہ — المخرن پرنٹرز کراچی

خط و کتابت کا پتہ

حافظ محمد ادریس حافظ محمد الیاس حافظ عبد السلام صاحبان

اے۔ ایم نمبر محمدی مسجد برنس روڈ، کراچی ۷



نَحْمَدُكَ وَنُحَمِّدُكَ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ

سَوَاحِجُ حَيَاتِ حَضْرَةِ الْفَظِّ الْعَلَامَةِ لَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ

صَاحِبِ مَجَلَّتِ ہَلُو می رَحْمَةُ اللهِ عَلَیْهِ مُصَنَّفُ کِتَابِ ہَذَا

نام و نام عبد الوہاب، ابو محمد کنیت، محدث ہند خطاب

نسب تھا۔ سلسلہ نسب اس طرح ہے "عبد الوہاب بن حاجی محمد بن میاں خوش حال بن میاں فتح بن میاں قائم"

تاریخ پیدائش آپ کی پیدائش ۱۲۸۰ھ یا ۱۲۸۱ھ میں قصبہ واسو آستانہ ضلع جھنگ پنجاب کے ایک زمیندار

۱۔ تاریخ پیدائش میں قدرے اختلاف ہے۔ وہ اس طرح کہ :

(۱) حضرت مولانا عبد الجلیل صاحب محدث سامودی مرحوم تلمیذ رشید مولانا

مرحوم نے اپنے قابلِ قدر استاد کی شہرہ آفاق تصنیف "ہدایت النبیؐ" کے شروع میں اپنے استاد محترم کے مختصر حالات قلم بند فرمائے ہیں۔

ہدایت النبیؐ مطبوعہ کراچی ۱۳۵۶ھ کے صفحہ ۵ پر لکھتے ہیں کہ "ہم ۱۳۲۲ھ

میں مدرسہ میں داخل ہوئے تھے" اس سے قبل ص ۳ پر (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

گھرانے میں ہوئی۔ آپ کے والد صاحبؒ واسو آستانہ سے ہجرت کر کے قصبہ مبارک آباد ضلع ملتان میں آکر آباد ہو گئے۔ آپ کی زندگی کی پانچ بہاریں گزر جانے کے بعد چھٹے برس میں آپ کی تعلیم کا آغاز ہوا۔ پہلے تو آپ کو اپنے گاؤں کی مسجد میں قرآن مجید پڑھنے بٹھا دیا گیا لیکن بعد میں آپ مع اپنے حقیقی برادر خور دمسئی نور محمد صاحب مرحوم لکھو کے ضلع

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) لکھتے ہیں کہ آپ کی عمر اس وقت ۳۶ برس کی تھی "مولانا سامرودی صاحب کی تحریر سے یہ معلوم ہوا کہ ۱۲۲۲ھ میں مولانا مرحوم کی عمر ۳۶ برس کی تھی تو اس حساب سے پیدائش ۱۲۸۶ھ یا ۱۲۸۵ھ ہوتا ہے۔

(۲) اخبار المدینہ، یکمور نے اپنی اشاعت ماہ جولائی ۱۳۳۲ھ میں مولانا مرحوم کے انتقال پر ملال کی خبر شائع کی تھی اس میں لکھا تھا کہ مولانا مرحوم نے ۵۷ برس کی عمر میں انتقال فرمایا ہے۔ اگر ۱۳۳۲ھ میں مولانا مرحوم کی عمر ۵۷ برس تسلیم کریں تو بحساب سنہ ہجری آپ کا انتقال ۱۳۵۱ھ میں ہوا ہے۔ اس میں سے ۵۷ برس کم کریں تو سنہ پیدائش ۱۲۹۴ھ اور عیسوی ۱۸۷۵ھ ٹھہرتا ہے۔

(۳) سوم خود حضرت مولانا مرحوم نے انتقال سے ۳ ماہ ۱۰ یوم قبل او آخر ماہ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ کو اپنی جماعت کو جو وصیت فرمائی تھی وہ وصیت بلفظہ صحیفہ البحریت دہلی مجریہ ماہ ربیع الثانی ۱۳۵۱ھ میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں مولانا مرحوم کے یہ الفاظ بھی ہیں کہ میری عمر اس وقت تقریباً ستر سال کی ہوگی الخ یعنی او آخر ماہ ربیع الاول ۱۳۵۱ھ میں بقول خود مولانا مرحوم کی عمر تقریباً ستر برس کی تھی تو اس حساب سے پیدائش ۱۲۸۱ھ یا ۱۲۸۰ھ میں ہوئی۔

(باقی حاشیہ صفحہ آئندہ)

فیروزپور میں حضرت مولانا حافظ محمد صاحب لکھوی مؤلف تفسیر محمدی پنجابی کے مدرسہ میں آکر داخل ہو گئے۔ لکھو کے اُس زمانہ میں پنجاب میں علم صرف و نحو کا مرکز تصور کیا جاتا تھا، آپ دونوں بھائی اسی مدرسہ میں داخل ہو گئے۔

آغاز حصول علم | مولانا مرحوم نے قرآن مجید حفظ شروع کر دیا تھا اُنے تعالیٰ نے آپ کو ذہن کی تیزی سے نوازا تھا اسلئے

آپ نے تھوڑے ہی عرصہ میں قرآن عزیز حفظ ختم کر کے کتب صرف و نحو بھی شروع کر دیں۔ کچھ عرصہ بعد آپ یہاں سے رخصت ہو کر خالص مدرسہ میں قطب ربانی اُسوۃ السلف حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب غزنوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہنچ کر صرف و نحو کی تکمیل کی۔ اس کے بعد احادیث کی ابتدائی کتب بلوغ المرام اور ریاض الصالحین شروع کر دیں حضرت مولانا عبداللہ صاحب علم و عمل بالکتاب و السنۃ میں یکتائے روزگار تھے۔ آپ کی صحبت سے مستفیض ہونے کے بعد جن اصحاب نے اپنی تحریرات میں تاثرات پیش کئے ہیں اُن سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کے علم و عمل کا چرچا بہت دُور دُور تک پھیلا ہوا تھا۔ آپ کو مسئلہ رفع الیدین عند الركوع وعند الرفع اور رفع سبابہ

بقیہ حاشیہ گذشتہ) اب یہ تین اقوال و اخبار میں جن میں نہایت غور و فکر کرنے کے بعد میں نے خود مولانا مرحوم کے فرمان کو ترجیح دی ہے۔ یہی بات میرے نزدیک زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے، واللہ اعلم بالصواب۔ ابو محمد میمانوالوی

فی التشہد پر عمل کرنے کی وجہ سے غزنی ملک کابل سے زرد کو بکر کے نکال دیا گیا تھا۔ آپ امرتسر میں آکر آباد ہوئے تھے اس لئے آپ مہاجر کہلاتے تھے۔ مولانا مرحوم پر آپ کی صحبت پر گہرا اثر ہوا، عمل بالکتاب والسنہ کا ایسا رنگ چڑھا کہ شاید ویاہد۔

امرتسر سے دونوں بھائی سیدھے دہلی پہنچے۔

سفر دہلی

مولانا سامردی صاحب مدظلہ فرماتے ہیں کہ اس وقت آپ کی عمر صرف پندرہ برس کی تھی "ہدایۃ الہی صفحہ ۴۷" یہاں پہنچنے کے بعد آپ دونوں بھائی شیخ العرب و العجم حضرت مولانا سید میاں نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ المتوفی ۱۲۳۵ھ کے مدرسہ میں داخل ہو کر تحصیل حدیث میں مصروف ہو گئے۔ اس وقت شیخ النکل حضرت میاں صاحب مرحوم کے درس حدیث و تفقہ فی الدین کا چرچا دور دراز ممالک میں پھیل چکا تھا۔

تحصیل علم میں مشقت

مولانا موصوف نے نہر سعادت خاں پرجو مسجد حفیظ اللہ خاں والی مشہور تھی اس میں سکونت اختیار کی یعنی میاں صاحب سے علم حدیث حاصل کرتے اور مسجد میں رہتے، درس مشکوٰۃ دیتے اور مسجد کے نمازیوں کے لئے پانچ اوقات کنوئیں سے کھینچ کر پانی مہیا کرتے۔ پانی کھینچنے کا کام دونوں بھائی مل کر کرتے تو اس کے صلہ میں صرف بارہ آنے ماہانہ ملنے جنہیں آپ اپنے صرفہ میں نہلاتے کہتا ہیں خرید فرماتے۔ بسا اوقات روٹی

میسرہ ہوتی تو ان سے گاہریں مولیٰ لے کر دونوں بھائی بھوک بچھاتے لیکن تحصیل حدیث میں کبھی شستی نہ کرتے۔ اس ہمت، صبر و استقلال اور شوق حدیث کا نتیجہ یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے مولانا مرحوم کو فہم حدیث و تفقہ فی الدین میں وہ کمال عطا فرمایا کہ خود آپ کے لائق استاد میاں صاحب کو بھی آپ کے کمال فہم کا اعتراف تھا چنانچہ سرائے حافظ بنہ کی مسجد کے تازیوں نے میاں صاحب سے درخواست کی کہ کوئی اچھا سمجھدار طالب علم ہم کو جمعہ پڑھانے کیلئے دیدیکھے تو آپ نے مولانا موصوف کو وہاں کا خطیب مقرر کر دیا۔

سرائے حافظ بنہ کی مسجد کے تمام افراد حنفی مقلد تھے لیکن آپ تتبع کتاب و سنت، موحد آپ مسجد میں مشکوٰۃ شریف کا درس دیتے اور جمعہ کا خطبہ بھی جس دھڑا دھڑا حنفی مقلدین موحد الحدیث ہونے شروع ہو گئے۔

مقلدین متعصبین | بعض مقلدین بتدرین کو یہ بات بُری معلوم ہوئی تو مولانا کو جسمانی ایذا دینے کی توہمت نہ ہوئی،
کی آپ دشمنی | ہاں رُوحانی ایذا دینے کی غرض سے مولانا کی

مشقت و جانفشانی سے جمع شدہ نادر کتب کا کافی ذخیرہ رات کو موقع پا کر کپڑوں میں باندھ کر مسجد کے کنویں میں ڈال دیا۔ صبح خبر ہونے پر نکلا وائیں لیکن زیادہ تر کتب پانی کی نذر ہو چکی تھیں، چند کتب ہاتھ آئیں اسکے متعلق مولانا سامرودی صاحب رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ مجھے خود ایک روز مرحوم نے کشن گنج علی الصبح جاتے ہوئے اس کنویں کے پاس لے جا کر

دکھایا تھا اور کہا کہ سرائے والوں نے اس میں میری کتابیں ڈال دی تھیں میں نے جھانک کر دیکھا تو اس میں برابر وراق کتب پر آگندہ پانی میں نظر آ رہے تھے۔ میری آنکھیں بھر آئیں، آپ کی تو میں کیا عرض کروں۔

تحصیلِ علوم سے فراغت
اسی طرح آپ کو حصولِ علوم کے دوران بڑی بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا لیکن آپ نے صبر و استقلال سے نہایت خندہ پیشانی سے مصائب کا مقابلہ کیا۔ اسی

اثناء میں آپ نے تحصیلِ علوم سے فراغت حاصل کی۔ اس وقت آپ کی عمر ۱۹-۲۰ برس کے لگ بھگ تھی۔ آپ قرآن مجید حفظ، تفسیر تحصیلِ حدیث صحاح ستہ وغیرہ عربی ادب، صرف و نحو وغیرہ جملہ علوم و فنون اس وقت کے ان چار مشہور محدثین سے حاصل کیا۔ (۱) حضرت مولانا حافظ محمد صاحب لکھنوی (۲) حضرت مولانا عبداللہ صاحب غزنوی (۳) حضرت مولانا منصور الرحمن صاحب تلمیذ امام شوکانی (۴) حضرت مولانا شیخ الکمل میاں سید نذیر حسین صاحب محدث دہلوی رحمہم اللہ۔

یہ چاروں بزرگ اشاعتِ کتاب و سنت کیلئے تن من دھن سے مصروفِ عمل تھے۔ مولانا مرحوم ۶ برس کی عمر سے ۲۰ برس کی عمر تک ۱۴ برس کا طویل عرصہ ان بزرگ و مشفقین اساتذہ کی خدمت میں رہے۔ اس عرصہ میں اشاعتِ قرآن و حدیث کا جذبہ آپ کی رگ میں بھر گیا تھا اور خداوند قدوس نے آپ سے دین الحق کی ہمہ گیر اشاعت کا کام لینا تھا، چنانچہ آپ نے ہندوستان میں کفر و بدعات کا خاتمہ کر کے دین اللہ کو ہندو

بیرون ہندوستان میں پھیلانے کی غرض سے ارض اللہ پر سے مذاہب باطلہ کو نیست و نابود کر کے شریعت محمدیہ کو نافذ کرنے اور ہندوستان کے کروڑوں قبروں اور بتوں کے پجاریوں کو اکیلے اللہ وحدہ لا شریک لہ کا مطیع و فرماں بردار بنانے کی غرض سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد

ایک مدرسہ بنام ”مدرسہ دارالکتاب والسُّنۃ“
تسلّمہ کے اوائل میں دہلی میں قائم کیا اور
اپنے اساتذہ و دیگر محدثین کے طرز پر کتاب

و سنت کی تدریس میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ اس سے پہلے عرصہ
دراز تک محلہ کشن گنج کی مسجد میں مدرسہ قائم رہا۔

مولانا مرحوم کو خدا تعالیٰ نے فہم حدیث، تطبیق احادیث اور
تفقہ فی الدین میں کمال کا ملکہ عطا فرمایا تھا۔ غیر منقسمہ ہندوستان
کے گوشے گوشے سے اور دیگر ممالک اسلامیہ سے تشنگان علوم آسمانی
آپ کے مدرسہ میں آتے اور سیر ہو کر علم و عمل کے سورج بن کر دنیائے
جہالت کو روشن کرتے۔ آپ کی اشاعت کتاب و سنت و تدریس علوم
النبیہ پر آپ کے اساتذہ کرام کو بھی فخر تھا۔ وقت کے حالات و واقعات
نے کچھ ایسا پلٹا کھایا کہ مولانا موصوف کو محلہ کشن گنج کی مسجد سے مدرسہ
کو منتقل کرنا پڑا۔ آپ کے ارادوں سے مطلع ہو کر جماعت کے نیک دل
صاحب ثروت جناب شیخ عبدالغنی صاحب پنجابی نے صدر کے علاقہ
میں خالی جگہ خرید کر ایک عالی شان مسجد اور مولانا کی رہائش کے لئے

ایک مکان تعمیر کرایا۔

مدرسہ صدیقی
مسجد کلاں میں

اب کشن گنج سے مدرسہ منتقل ہو کر مسجد کلاں (صدر)
میں آگیا اور یہاں علم و عرفان کی بارش ہونے لگی اور
مولانا کے درس و وعظ اور خطبہ جمعہ سے اس

علاقہ کے شرک و بدعت پسند توبہ کر کے موحد و متبع قرآن و حدیث
ہونے شروع ہو گئے۔ اسی اثنا میں مولانا حج کے لئے تشریف لے گئے
چونکہ ان دنوں شیخ عبدالغنی صاحب انتقال کر گئے تھے، انکا جانشین
ان کے لڑکے محمد عمر کو بنایا گیا تھا۔ ان کا چچا سخت متعصب حنفی المسلک
تھا، مولانا سے جلتا تھا۔ مولانا کے حج پر چلے جانے کے بعد اس نے اپنے
بھتیجے محمد عمر کو مولانا کے خلاف بھڑکایا اور یہ اسکیم تیار کی کہ جب مولانا حج
سے واپس آئیں تو ان کو مسجد میں نہ آنے دیا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا
جب مولانا تشریف لائے تو حسب پروگرام آپ کو مسجد سے روک دیا گیا۔

آپ نے نہایت صبر و سکون کے ساتھ مسجد و حجرہ خالی کر دیا طلبہ اور
اپنی کتابیں گھر لے آئے۔ مکان کے نیچے ہمان خانے میں طلبہ کو ٹھہرایا گیا
اور پڑھائی، جمعہ و جماعت بدستور پابندی سے شروع کر دی۔

ایذا رسانی و تکلیف دہی کا یہ دوسرا واقعہ تھا جو متعصبین حنفی المسلک
مقلدین کی طرف سے ظہور میں آیا لیکن مولانا نے دونوں واقعات کا خندہ
پیشانی سے مقابلہ کیا۔ یہ واقعہ غالباً ۱۳۲۵ھ کا ہے۔ اس کے بعد

لے غالباً اسلئے کہ جن دنوں کا یہ واقعہ ہے ان دنوں میں حضرت مولانا (باقی حاشیہ صفحہ آئندہ پر)

سفر رنگون اور اسباب تعمیر مدرسہ
 مولانا مرحوم جماعت کے چند مخلصین حضرات
 کی دعوت پر رنگون تشریف لگئے۔ وہاں بھگوان
 توحید و سنت کا خوب پرچار کیا۔ تھوڑے دنوں
 بعد آپ واپس تشریف لے آئے۔ واپسی پر افراد جماعت اہل رنگون
 نے مدرسہ کے لئے خاصی امداد کر دی تھی جس سے مولانا مرحوم نے
 مدرسہ دارالکتاب السنۃ کو موجودہ جگہ پر تعمیر کیا اور طلباء کے لئے
 کوٹھڑیاں بھی بنوائیں چھتوں پر ٹین کی چادریں ڈالیں اور اس میں
 تدریس و جمعہ جماعت کا سلسلہ باطمینان مستقل طور پر شروع کر دیا
 یہ مدرسہ مسجد کلاں کے قریب صدر کے علاقہ میں واقع ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) ساحرودی صاحب محدث متعنا اللہ بطول حیات مولانا مرحوم کے پاس
 پڑھتے تھے اور ساحرودی صاحب سنہ ۱۳۲۲ھ میں مدرسہ میں داخل ہوئے ہیں اور مولانا مرحوم نے پہلا حج
 سنہ ۱۳۲۱ھ میں، دوسرا حج سنہ ۱۳۲۵ھ اور تیسرا حج سنہ ۱۳۲۶ھ میں کیا ہے۔ چونکہ پہلے حج سنہ ۱۳۲۱ھ
 کے وقت تو ساحرودی صاحب موجود ہی نہ تھے، اور تیسرے حج سنہ ۱۳۲۶ھ اور اس واقعہ کے
 مابین اتفاقاً فصل ہے کہ جس میں مولانا رنگون گئے، واپس آئے، پروگرام تعمیر، انتقال
 مدرسہ وغیرہ امور انجام دیئے۔ لیکن اگر یہ واقعہ تیسرے حج کا تسلیم کرتے ہیں
 تو چونکہ مولانا ساحرودی صاحب سنہ ۱۳۲۸ھ میں اسی ٹین کے مدرسہ میں فارغ التحصیل
 ہوئے ہیں تو اس واقعہ اور ساحرودی صاحب کے فارغ ہونے کے مابین صرف
 ایک سال یا کم ہوتا ہے جس میں مولانا کا مسجد سے مدرسہ گھر میں لانا، رنگون جانا،
 واپس آنا، مدرسہ تعمیر کرانا محال نظر آتا ہے۔
 ابو محمد میانوالی

علوم آسمانی کی عظیم درسگاہ

فرزندِ توحید مولانا موصوف نے مدرسہ اہل کتاب
والشہ میں قرآن و حدیث کی نہایت صاف تشریحی مثنوی
اور محدثین حضرات کے طرز پر تدریس شروع کی تو

اطرافِ ملک ہندو بیرون ہند میں برقِ رفتار سے شہرت پھیل گئی
چنانچہ ہندوستان کے علاوہ کشمیر، تبت، بنگال وغیرہ دور دراز ملک
سے طالبانِ علوم جوق در جوق آنے شروع ہو گئے۔ آپ کے مدرسہ میں
الف باتا نا پڑھنے والے سے لیکر فارغ التحصیل علمائے تک آتے۔ ہندی
جمہ علم و فنون سے کما حقہ فارغ التحصیل ہو کر جاتے اور علماء مولانا مرحوم
کے فہم حدیث، تفہیم فی الدین و تفہیم القرآن سے مستفیض ہوتے۔ جس
طالب علم کو بوجہ کمزوری ذہن کسی مدرسہ میں داخلہ نہ ملتا اسے آپ بشوقِ حل
کر لیتے اور وہ اپنی نیک تمناؤں میں بفضلِ خدا کامیاب ہو جاتا۔ آپ
کی حسنِ تعلیم و تربیت کا مخالفین مقلدین کو بھی اعتراف تھا۔ آپ سے
فارغ التحصیل طلباء دنیا میں استاذ الاساتذہ کے خطاب سے موسوم
ہوئے۔ آپ کے طریقِ تعلیم کے متعلق محدث سامرودی صاحب رقم طراز
ہیں کہ آپ کے درس میں وہ خوبیاں تھیں جو ان کے معاصرین کے درس
میں چراغِ لیکر ڈھونڈھنے سے بھی دستیاب نہیں ہوتی تھیں۔ حنفی
علمائے تک درس کا جائزہ لینے کیلئے آتے۔ آپ درس میں مسئلہ کو تہہ تک
پہنچا کر چھوڑتے، کسی بات کو بے حوالہ نہیں چھوڑتے۔ حنفیہ کے وہ
اصولی نکات کی تلقین کرتے کہ شاید و باید۔ آپ کی اس قدر نظر و وسیع فہمی

کہ آپ کے حوالہ دینے پر ہمیں رشک ہوتا کہ یہ چیزیں کب دیکھی ہونگی؟ صفحہ ۱۰
غرض کہ مولانا مرحوم علوم کتاب و سنت کا دریا بلکہ سمندر بے کراں تھے
کہ جس میں انمول موتیوں کی تعداد کا کسی کو اندازہ نہیں۔

مولانا کا طریق تعلیم اور
علوم آسمانی کا درس دیا۔ طریق تعلیم کے بارے
میں محدث سامرودی صاحب لکھتے ہیں

”صبح کی نماز کے بعد قرآن مجید کا ترجمہ و درس عام ہوتا۔ بعدہ طلباء
کو ایک ایک آیت کا ترجمہ پڑھایا جاتا۔ اس میں سب کو شریک ہونا پڑتا
خواہ بخاری کا پڑھنے والا کیوں نہ ہو۔ اس کے بعد تفسیر القرآن
بعدہ احادیث نبویہ کا درس ہوتا۔ بلوغ المرآء والوں کو ایک ایک حدیث
پھر دو، آخر الامر چار حدیثیں، مشکوٰۃ والوں کو دو چار حدیثیں۔
صبح سے آپ بیٹھتے تو گیارہ بجے آپ مکان تشریف لیجاتے کبھی سارا
گیارہ بجی کچ جاتے۔ پھر نماز کے وقت آجاتے، بعد ظہر پھر درس دیتے
پھر مکان نہیں جاتے، مغرب کے بعد ہی تشریف لیجاتے اور اپنے والد
صاحب کی خدمت میں مشغول ہو جاتے، ہاتھ پیر دباتے۔ بعد عشاء
بھی والد صاحب کی خدمت کرتے۔ دعائیں سکھاتے ہاتھ پاؤں دباتے
یہاں تک کہ وہ سو جاتے۔ اس کے بعد مکان تشریف لیجاتے۔ جب
آپ کے والد کا انتقال ہو گیا تو اس کے بعد عشاء ہی کے وقت گھر آتے

نے آپ نے اپنے والد کو اپنے پاس بلا لیا تھا ۱۲۔ ابو محمد میانوالی

بعد عشر طلبہ کی وہ جماعت جو نہ صرف ترجمہ پڑھتے والی یا ادنیٰ جماعت والے ہوتے آپ کو گھیر کر بیٹھ جاتے۔ ان میں پنجاب کے اکثر ہوتے۔ احوال الآخرہ شہباز وغیرہ انھیں یاد ہوتیں، ہاتھ پیر دباتے جاتے اور ان کتابوں کے توحید کے اشعار پڑھتے جاتے۔ آپ بڑے شوق سے سنتے پھر مکان شریف لیجاتے۔ طالب علموں کا بہت خیال رکھتے۔ صفحہ ۱۵ و ۱۶۔

طلباء سے حسن سلوک کے متعلق سامرو دی صاحب نے بہت تفصیل سے لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ مولانا مرحوم طلباء سے اس طرح حسن سلوک سے پیش آتے جیسے کوئی اپنے اکلوتے بیٹے سے پیش آتا ہے۔

مولانا مرحوم کے تلامذہ | مولانا مرحوم نے احیاء کتاب و سنت کیلئے اپنی زندگی کو وقف کر دیا تھا، اشاعت

قرآن و حدیث کو مقصد حیات سمجھ لیا تھا اور اس مقدس کام میں تن من دھن سے ہمہ وقت مصروف عمل رہے۔ آپ نے کم و بیش ساٹھ سال کتاب و سنت کی خدمت کی۔ آپ کے مدرسہ دارالکتاب والسنۃ سے ہزاروں کی تعداد میں ہندوستان اور دیگر ممالک کے تشنگان علوم سیراب ہوئے جو ان پڑھ آتے اور قرآن و حدیث کی تعلیم کا حقہ حاصل کر کے اپنے اپنے علاقہ جات و ممالک میں شیخ الحدیث، شیخ القرآن، استاذ الاساتذہ اور فخر العلماء جیسے اہم ترین القاب سے ملقب ہوئے۔

آپ کے تلامذہ کی صحیح تعداد معلوم نہیں۔ نامعلوم اس بحر العلوم سے کتنے پیاسوں نے اپنی پیاس بجھائی۔ بطور نمونہ چند اصحاب علم و

فضل کے اسمائے گرامی پیش خدمت ہیں۔

(۱) محدث کبیر محقق شہیر حضرت مولانا الحاج ابو عبد البکیر عبد الجلیل

صاحب محدث سامرودی رحمۃ اللہ علیہ دپیدائش ۱۳۱۷ھ و وفات

۱۳۹۷ھ) حال وارد سامرود ڈاک خانہ پلسانہ ضلع سورت ہندوستان

آپ ۱۳۲۲ھ میں مدرسہ میں داخل ہوئے اور ۱۳۲۶ھ میں جملہ علوم و فنون

سے فارغ التحصیل ہوئے۔ اس وقت پاک و ہند میں ہم پلہ کوئی عالم

وماہر کتاب و سنت معلوم نہیں ہوتا۔ آپ اردو فارسی اور عربی زبان

میں متعدد کتب کے مصنف ہیں۔ عربی تصانیف کے ذریعہ ممالک

عربیہ میں بھی آپ کے تبحر علمی کی کافی شہرت ہے۔

(۲) بقیۃ السلف حضرت مولانا ابو محمد عبد الجبار صاحب محدث کھنڈیلو

رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ کو مولانا مرحوم نے بچپن ہی سے دامن شفقت میں

لے لیا تھا۔ آپ نے تصانیف و تقاریر اور عرصہ دراز تک تدریس کے

ذریعہ قرآن و حدیث کی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں۔ مدرسہ

جامعہ محمدیہ اوکاڑہ وغیرہ میں شیخ الحدیث کے عہدہ جلیلہ پر فائز رہے

اور سینکڑوں علماء کو مستفیض فرمایا۔ آپ بھی متعدد کتب کے مصنف

ہیں۔ اوکاڑہ ضلع منٹگمری میں مدفون ہیں۔

(۳) صاحب تصانیف کثیرہ قاض تقلید خطیب الہند حضرت مولانا الحاج

محمد بن ابراہیم صاحب محدث جونانگڑھی۔ آپ طائفہ منصورہ

الہدیت کے اُن نامور اصحاب تصانیف میں سے ہیں جنہیں جماعت

اہلحدیث بجا طور پر فخر کرتی ہے۔ راقم الحروف ابو محمد سلطان احمد میانوالوی آبائی مقلد مشرک حنفی المسلك تھا۔ زندگی کی تقریباً ۲۱ بہاریں تقلید ناسدید کے خاردار جنگل میں راہ حق سے بھٹکتے ہوئے برباد کیں، ۱۹۵۶ء میں خطیب الہند رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف محمدیہ خصوصاً طریق محمدی شمع محمدی اور خطبات محمدی وغیرہ کے مطالعہ سے بفضلہ تعالیٰ اہلحدیث ہو گیا فَلَہُ الْحَمْدُ وَلَہُ الشُّکْرُ۔

(۴) امام الحرم حضرت شیخ ابوالسمہ عبدالظاہر المکی۔ مولانا مرحوم جب حج کیلئے تشریف لیگئے تو وہاں آپ کی علمی شہرت پر موصوف نے بڑے اشتیاق سے آپ سے بخاری شریف پڑھ کر سند حاصل کی۔

(۵) مفتی اسلام حضرت مولانا عبدالستار صاحب محدث کلا نوری المتونی ۱۳۲۹ھ۔ آپ بھی جملہ علوم و فنون میں مولانا مرحوم کے شاگرد رشید ہیں فارغ ہونے کے بعد مولانا مرحوم نے آپ کو مدرسہ دارالکتاب والسنة کا مفتی مقرر کر دیا تھا۔ عرصہ دراز تک مسند افتاء کو رولنگ بخشی۔

(۶) عالم ربانی واقف رموز قرآنی حضرت مولانا الحاج ابوالخلیل عبدالجلیل صاحب محدث اسلاموی ثم الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ۔ آپ قصبہ اسلام آباد تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں تقریباً ۱۳۲۵ھ میں پیدا ہوئے۔ قرآن مجید اور اردو اور قرآن کا ترجمہ پڑھنے کے بعد ۱۹۳۵ھ ماہ شوال المکرم حصول علوم کی غرض سے دہلی چلے آئے۔ مولانا مرحوم کے مدرسہ دارالکتاب والسنة میں داخل ہو گئے۔ مولانا مرحوم بڑی محنت و جانفشانی سے پڑھاتے۔

آپ نے صرف ونحو کی اور کتب احادیث بلوغ المرء تا صبح بخاری شریف پڑھیں و دیگر کتب احادیث و جملہ علوم و فنون پڑھ کر ۳۵ سالہ میں فارغ التحصیل ہوئے۔ آپ محدث، قرآن و حدیث کے زبردست عالم، دیگر علوم و فنون کے ماہر، طبیب اور عامل روحانیات تھے۔ آپ ماہنامہ صحیفہ الہدایت، دہلی اور پندرہ روزہ صحیفہ الہدایت کراچی کے از عرصہ دراز تا دم حیات مدیر اور جماعت کے مرکزی مدرسہ دارالسلام کراچی نائب صدر مدرس اور جماعت غبار الہدایت کے ناظم تعلیمات بھی رہے۔ جماعت میں مولوی جی کے لقب سے مشہور تھے۔ متعدد کتب کے مصنف بھی تھے۔ شب التواریخ، جمادی الثانی ۱۳۹۶ھ مطابق ۶ جون ۱۹۷۶ء کو اپنے مالک حقیقی سے جا ملے رَحِمَہُ اللہُ وَعَقَدَکَ (۷) خطیب ملت فخر الاسلام حضرت مولانا الحاج محمد عبد اللہ صاحب اوڈ المتوفی ۱۳۸۶ھ۔ آپ مولانا مرحوم کے ان خاص تلامذہ میں سے تھے جنہوں نے بروقت تن من دھن سے اشاعتِ دین الحی میں مولانا کا ساتھ دیا۔ آپ جماعت کے ان قائدین میں سے تھے جن کی ان تھک کوششوں سے بفضلِ ایزدی جماعت دن دوئی رات چوگنی ترقی کی راہ پر گامزن ہے آپ ذہانت و ذکاوت، دور اندیشی اور خداداد فراست کی بدولت وسیع و عریض ملک میں پھیلی ہوئی قوم اوڈ کے رئیس، مرکزی بیت المال کے محاسب اور صوبائی جماعت مغربی پاکستان کے امیر الامر تھے۔ آپ اپریل ۱۹۷۲ء میں پیدا ہوئے تھے۔

(۸) علیگڑھ یونیورسٹی کے پروفیسر علم ادب کے ماہر حضرت مولانا

عبد العزیز صاحب مہمن۔

(۹) حضرت مولانا محمد صاحب سورتی۔

(۱۰) حضرت مولانا عبد الرشید صاحب اٹاوی۔

(۱۱) حضرت مولانا عبید اللہ صاحب اٹاوی المتوفی ۱۳۵۶ھ۔

(۱۲) حضرت مولانا نسیم الدین صاحب رنگپوری۔

(۱۳) حضرت مولانا عبدالحی صاحب مہمن سنگھی۔

(۱۴) حضرت مولانا احمد اللہ صاحب ندوی۔

(۱۵) حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب نرپادی۔

(۱۶) حضرت مولانا احمد حسن صاحب نرپادی۔

(۱۷) حضرت مولانا عبد الحمید صاحب بدھ آنوی۔

(۱۸) حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب لائلپوری۔

(۱۹) حضرت مولانا حافظ عنایت اللہ صاحب وزیر آبادی۔

(۲۰) حضرت مولانا عبد العظیم صاحب ضلع بستی۔

(۲۱) حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب کوٹ کپوری۔

(۲۲) حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب مہتمم مدرسہ اوڈنوالہ ضلع لائلپور۔

یہ وہ اصحاب علم و فضل ہیں کہ جن کی الگ الگ مستقل سوانح

حیات لکھی جاسکتی ہیں۔ علاوہ ازیں پنجاب، بنگال، تبت، کشمیر

مصر، عراق، بغداد وغیرہ میں ہزاروں کی تعداد میں آپ کے شاگرد

پھیلے ہوئے ہیں۔

مولانا مرحوم نے اشاعتِ توحید و سنت اور شرک و بدعات کے قلع قمع کرنے کے لئے اپنی زندگی کو

وقف کر دیا تھا خصوصاً مُردہ سنن کے احیاء میں ہمہ تن مصروف و گوشاں رہتے چنانچہ آپ نے بہت سی ایسی مُردہ سنتوں پر عمل کیا کرایا اور ان کی اشاعت کی کہ جو شرک و بدعات اور رسومات کفریہ و رواج پرستی کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں چھپ چکی تھیں۔ مسلمان اہل ہندو کی تقلید میں اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے انمول فرامین و اقوال اور اسوۂ حسنہ کو فراموش کر چکے تھے، چنانچہ چند ایسے مسائل کا ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) بارۃ تکبیروں کے ساتھ کھلے | مولانا مرحوم سے قبل افرادِ جماعت
میدان میں نمازِ عیدین کا ادا کرنا | اہلحدیث اور مولانا مرحوم کے
استاذ شیخ اکل حضرت میاں سید

نذیر حسین صاحب محدث دہلوی برادرانِ احناف کے ہمراہ پختہ چار دیواری عید گاہ میں چھ تکبیروں کے ساتھ نمازِ عیدین ادا کرتے تھے لیکن مولانا مرحوم نے بَعَثَ اللہ وَحُسْنِ تَوْحِيدِهِ اس سنت کو زندہ کیا اور کھلے میدان میں بارۃ تکبیروں کے ساتھ نمازِ عیدین الگ ادا کرنی شروع کی۔ اس سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جماعتِ اہلحدیث نے بھی عمل کرنا شروع کر دیا۔ آج الحمد للہ جمیع اہلحدیث کے ہاں اسی پر عمل ہے۔

(۲) مستورات کو | مولانا مرحوم نے نماز دو گانہ و دعاءِ مسلمین میں عید گاہ لے جانا | مستورات کے شریک ہونے کی احادیث صحیحہ پر

عمل کرتے ہوئے اپنی بیویوں بہوؤں اور بیٹیوں کو نماز عید کیلئے عید گاہ لے گئے۔ اس سے قبل عوام اہلحدیث ایسی سنتوں پر عمل کرتا اپنی ہمت تک و بے عزتی اور مستورات کی بے پردگی سمجھتے تھے اس لئے شروع شروع اکابرین اہلحدیث نے مولانا مرحوم کو منع کیا اور صداہا قسم کے اندیشے ظاہر کئے لیکن آپؑ نے سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق میں کسی کی نہ سنی اور عمل کرتے رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ رفتہ رفتہ دیگر اہلحدیث بھی اس مُردہ سنت پر عمل پیرا ہونے لگے۔ آج بفضلہ تعالیٰ اس سنت پر کا حلقہ عمل ہو رہا ہے۔

(۳) خطبہ جمعہ سامعین کی زبان میں | مولانا مرحوم سے قبل اہلحدیث حضرات بھی

احناف کی طرح خطبہ جمعہ عربی زبان میں پڑھتے تھے لیکن مولانا موصوف نے کتاب و سنت کے ثقہ دلائل کی بنا پر خطبہ جمعہ سامعین کی زبان میں شروع کیا کیونکہ یہی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے دلائل مولانا محمد صاحب جو ناگدھی کی کتاب ”خطبہ محمدی“ میں ملاحظہ کئے جاسکتے ہیں۔ الحمد للہ اس سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر آج تمام مساجد اہلحدیث میں عمل ہو رہا ہے فہو الحمد۔

(۴) صلوٰۃ جنازہ بالجہر | مولانا موصوف سے پیشتر مثل احناف کے اہلحدیث بھی نماز جنازہ سِرِّی یعنی آہستہ

پڑھتے تھے لیکن خدا بھلا کرے مولانا موصوف کا کہ آپؑ نے اس مُردہ سنت کو

زندہ کیا اور ثقہ دلائل و براہین کے ساتھ مسئلہ صلوٰۃ جنازہ بالجہر کو ثابت کیا اور عمل شروع کر دیا۔ آج تمام اہل حدیث حضرات کے ہاں اس طریقہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل ہے۔

(۵) **فسخ نکاح عورتِ مظلومہ** بعض درندانہ خصلت مردوں نے عورتوں پر سخت ظلم و ستم ڈھارکھا

تھاکہ ان بے چاریوں کو نہ بساتے تھے اور نہ ہی انکو طلاق دیتے تھے۔ مولانا موصوف نے شریعت محمدیہ کے عدل و انصاف کو ظاہر کرتے ہوئے فتویٰ دیا کہ ”جب خاوند اپنی عورت کو نہ بسائے نہ نان نفقہ دے اور نہ باقی حقوق زوجیت ادا کرے اور نہ ہی طلاق دے تو اس حالت میں اس مظلومہ عورت کو اختیار ہوگا کہ وہ اس نکاح کو فسخ کر اگر دوسری جگہ نکاح کر لے۔“ مولانا موصوف کا یہ فتویٰ قرآن و حدیث کے دلائل پر مبنی تھا لیکن علماء احناف و اہل حدیث نے پہلے تو اس کے خلاف شور و غل کیا لیکن تھوڑے عرصہ بعد حق کو تسلیم کر ہی لیا۔

(۶) **اذانِ جمعہ** مساجد احناف و اہل حدیث میں جمعہ کی دو اذانیں ہوا کرتی تھیں جیسا کہ آج کل احناف کے ہاں مروج ہے

مولانا موصوف نے پہلی اذان جو مسجد میں خطبہ سے گھنٹہ آدھ گھنٹہ پہلے ہوتی تھی اسے ثقہ دلائل سے بدعت ثابت کر کے موقوف کا فتویٰ صادر فرمایا اور دوسری اذان عند جلوس الامام علی المنبر کے صحیح ہونیکا فتویٰ دیا آج اکثر مساجد اہل حدیث میں اس طریقہ نبوی پر عمل ہو رہا ہے۔

(۷) کلمہ توحید صرف لا الہ الا اللہ ہے ہو گیا تھا کہ کلمہ توحید لا الہ

الا اللہ محمد رسول اللہ ہے لیکن مولانا موصوف نے واضح کیا کہ کلمہ طیبہ کے دو جز ہیں۔ اول لا الہ الا اللہ اقرار توحید۔ دوم محمد رسول اللہ اقرار رسالت اول کو کلمہ توحید اور دوسرے جز کو کلمہ رسالت کہتے ہیں۔ کلمہ توحید صرف لا الہ الا اللہ ہے۔ پورے کلمہ طیبہ کو کلمہ توحید کہنا نا سمجھی ہے اور توحید میں رسالت کو مدغم کرنا ہے۔

(۸) مسئلہ اکراہی مولانا موصوف نے فتویٰ دیا کہ شرعی مجبوری وہ کسی یعنی حالت اکراہ میں محض جان بچانے

کی خاطر دشمن کے خوف سے دل کو مطمئن بالایمان رکھ کر بادل نا خواستہ زبان سے کوئی کفریہ کلمہ کہہ دے تو بفرمان رب العالمین مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْ بَعْدِ اِيْمَانِهٖ اِلَّا مِنْ اَكْرِهٍ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ بِالْاِيْمَانِ (پاکوے) اس پر عند اللہ کوئی مواخذہ نہیں۔ مولانا مرحوم سے قبل جہلار تودرکنار طائفہ علماء بھی اس رخصت خداوندی کو معیوب سمجھتا تھا لیکن مولانا مرحوم کے بیان و دلائل کے بعد علماء حضرات نے تسلیم کر ہی لیا۔

۹ گائے کی قربانی مولانا مرحوم سے قبل بھی گائے کی قربانی ہوتی تھی لیکن مولانا کے وقت میں انگریز قوم کا اقتدار ختم کرنے کے لئے ہندو مسلم اقوام نے اتحاد و اتفاق کر رکھا تھا۔ اس اتحاد کی خاطر مسلمانوں نے گائے کے گوشت کے نقائص بیان کرنے شروع

کر رکھے تھے اور علماء سرور نے تو یہاں تک فتویٰ دیدیا تھا کہ گائے کا گوشت کھانا (نَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذَلِكَ) گویا خنزیر کا گوشت کھانے کے برابر ہے لیکن خدائے قدوس نے مولانا مرحوم کو توفیق عطا فرمائی۔ آپ نے اس شعار اسلام کی حفاظت کی اور خدائے بزرگ و برتر کے نام ہزار مخالفتوں کے باوجود گائے کی قربانی کی اور فرمایا میں قرآنی حکم اِنَّ اللّٰهَ يَمْوُكُّہُ اَیُّ تَدْبَحُوْا یَنْفَرُ (پارہ ۸) کے خلاف قوم ہنود وغیرہ کی دلجوئی کو جائز نہیں سمجھتا۔ اس پر نام نہاد مسلم قوم نے بوجہ نادانی آپ کی سخت مخالفت کی چنانچہ جب آپ گائے لینے کیلئے گئے تو گائیں خریدیں تو ایک گائے کو مخالفین نے چھڑا کر بھگا دیا، دوسری گائے کو مسلم قصائیوں نے ذبح کرنے سے انکار کر دیا، مولانا نے خود ذبح کی۔ جب گوشت بیل گاڑی میں لادھکر گھر لانے لگے تو پھر مخالفین نے گاڑی سے بیلوں کو چھڑا کر بھگا دیا اور بیل گاڑی کا پیسہ نکال کر لے گئے تو مجبوراً طلباء اپنے سروں پر گوشت رکھ کر مدرسہ لائے غرض کہ جس طرح بھی ممکن ہوا مولانا نے گائے کی قربانی کی اور ایک مٹے ہوئے شعار اسلام کی حفاظت کی۔ یہی مردہ سنت اور قرآنی حکم ہے آج تمام موافق و مخالف مسلمانوں کو اس بات کا اعتراف ہے کہ اگر مولانا عبد الوہاب صاحب دہلوی اس سال قربانی نہ کرتے تو ایک شعار اسلام مٹ جاتا پھر تاقیامت مسلمان گائے کی قربانی نہیں کر سکتے تھے۔ خدا بھلا کرے مولانا مرحوم کا کہ آپ نے جان کو خطرہ میں ڈال کر ڈنکے کی چوٹ کھا کہ ہندو مسلم کا کبھی اتفاق و اتحاد نہیں ہو سکتا کیونکہ

کفر و اسلام آپس میں ضد ہیں۔ اسلام و کفر کا اتحاد کیسا؟ اگر کفر و اسلام کا اتحاد و اتفاق ممکن ہو تا تو لکھ دیتے کہ دلی دین ○ دینا سورہ کافرون فرمانے کی ضرورت نہ تھی۔

بفرض محال اگر ہم انگریزی اقتدار کو ختم کرنے کی غرض سے ہندوؤں سے اتحاد کریں بھی تو یہ اتحاد سیاسی ہو گا نہ کہ مذہبی۔ سیاسی اتحاد پر ہم اپنے اسلام کے عظیم شعار گائے کی قربانی کو قربان نہیں کر سکتے۔ ہم انگریزوں کو نکال کر ایسی آزادی ہرگز قبول نہیں کریں گے کہ جس سے ہمارے اسلام پر آج آئے۔ فرمایا کہ گائے کی قربانی ہوگی اور ضرور ہوا کرے گی انشاء اللہ خواہ عبدالوہاب کو جان کی بازی کیوں نہ لگانی پڑے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ مولانا نے گائے کی قربانی کی۔

راقم الحروف کو جماعت کے متعدد دبزد گول نے بتایا کہ جب ہندو مسلم اتحاد کسی حد تک بچتے ہو گیا تو دونوں فرقوں کے لیڈروں نے ملکر انگریز وائسرائے کو درخواست دی کہ گائے کی قربانی قانوناً جرم قرار دی جائے (ان دنوں قربانی کے دن قریب تھے) وائسرائے نے جواب دیا کہ اگر امسال گائے کی قربانی پورے ہندوستان میں نہ ہوئی تو ایسا ہی قانون پاس کر دیا جائے گا۔ قربانی کے ایام گزرنے کے بعد وائسرائے نے اعلان کیا کہ امسال گائے کی قربانی کو قانوناً جرم قرار دینے کا ہمارا پختہ ارادہ تھا بشرطیکہ

لے ان میں سے ایک میرے نسبتی باپ (سسر) حضرت مولانا الحاج مفتی عبدالجبار صاحب پنجابی کم الدہلوی رحمۃ اللہ علیہ مبلغ جماعت غریبہ المدینہ تلمیذ مولانا مرحوم ہیں۔

امسال ہمیں قربانی نہ ہوتی لیکن مذبح خانہ کے رجسٹر سے معلوم ہوا ہے کہ
امسال بھی گائے کی قربانی ہوئی ہے اور مولوی عبدالوہاب نے کی ہے
لہذا ہم مسلمانوں کی درخواست درممانعت قربانی گاؤں میں اختلاف پاتے
ہیں اس لئے ہم اسے قانوناً جرم قرار نہیں دے سکتے **فَإِنَّ اللَّهَ أَكْبَرُ**۔

(۱۰) مسئلہ امارت | سب سے نمایاں اور اہم کام جو مولانا مرحوم نے
انجام دیا "احیاء مسئلہ امارت" ہے۔ یوں تو موصوف

نے ساری زندگی دینی خدمات کے لئے وقف کر دی تھی لیکن احیاء مسئلہ
امارت میں جن تکالیف و مصائب کا آپ کو سامنا کرنا پڑا وہ ان مصائب
سے کم نہ تھے جن کا مقابلہ صحابہ کرامؓ و ائمہ عظامؒ کو کرنا پڑا تھا۔ مولانا موصوف
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ پر عمل کرنے اور اللہ تعالیٰ
کے فرمان عالی شان **وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا فِي الْبَارَةِ**
دکوع ۲ یعنی "سب مل کر جماعت بندی کے ساتھ اللہ کی رسی کو مضبوط
پکڑ لو اور جماعت میں بھوٹ نہ ڈالو" کو عملی جامہ پہنانے کیلئے تمام جماعت
مسلمین اہل حدیث کو اتحاد و اتفاق کا سبق پڑھایا، اجتماعی زندگی بسر کرنے
کی تعلیم دی اور فرمایا کہ رہبانیت، تارک الدنیا اور انفرادی زندگی گزارنے
کی اسلام قطعاً اجازت نہیں دیتا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ **مَنْ شَدَّ شِدَّتِي فِي النَّارِ جَوَّجَتْ مِنْهُ**۔

انفرادی اور تنہائی کی زندگی گزارنے والا اُس بکری کے مانند ہے جو
ریوڑ سے الگ ہو جاوے اور اُسکو بھیڑ یا اُچک لے جائے۔ تعلیمات قرآنی

فرامین رسول یزدانی کا یہی تقاضا و منشاء ہے کیونکہ اسلام جس قسم کا نظام برپا کرنا چاہتا ہے وہ بغیر طاقت کے کما حقہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور طاقت بغیر نظم و ضبط اور اتحاد و اتفاق کے میسر نہیں آ سکتی۔ ہاتھ کی انگلیوں کو دیکھئے تنہا ایک انگلی بہت کمزور ہے۔ جب دو انگلیاں مل جائیں تو کچھ طاقت بڑھ جاتی ہے اور چاروں انگلیوں کو یکجا کر دیا جائے تو بھاری بوجھ اٹھانے کے قابل ہو جاتی ہیں۔ اور اگر ان چاروں انگلیوں کے سروں کو جوڑ کر مٹھی کی شکل دی جاتے تو اسکو کھولنے سے بعض اوقات طاقتور بھی عاجز ہو جاتا ہے اور جب ان چاروں انگلیوں کو انگوٹھے کی مدد حاصل ہو جائے تو پھر یہ مٹا بن جاتا ہے جس کی طاقت کا کوئی ٹھکانا نہیں۔ یہی مثال انفرادی و اجتماعی زندگی کی ہے جسکی پشت پناہی کوئی قائد کر رہا ہو قرآن عزیز کی بکثرت آیات میں اجتماعی زندگی پر زور دیا گیا ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بکثرت احادیث میں انفرادی زندگی ختم کر کے اجتماعی زندگی بسر کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا عمل اس پر شاہد ہے۔ مسلم کے لئے یہ لائق نہیں کہ وہ ایک رات بھی تنہائی کی زندگی گزارے۔ جملہ مسلمان ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر ایک ماہر علوم آسمانی متبع کتاب و سنت شخص کی ماتحتی قبول کر کے اس سے اس بات کا عہد و اقرار کریں کہ کتاب و سنت کی روشنی میں اس کی اطاعت کریں گے۔

مولانا نے جماعت کے دل میں اجتماعی زندگی کی خوب اہمیت

بٹھائی تو معتقدین نے باریقادات اٹھانے پر آپ کو مجبور کیا۔ پہلے تو آپ نے انکار کیا اور فرمایا مجھ سے بہتر تلاش کرو، میں خود اسکی اطاعت قبول کرونگا لیکن جماعت کے بار بار اصرار کرنے پر آپ نے طوعاً و کرہاً اس بارگراں کو اٹھایا اور اپنی استطاعت کے مطابق کتاب و سنت کی روشنی میں جماعت کی قیادت فرمائی۔ ۱۳؎ اھ میں آپ نے جماعت قائم کی اور اس جماعت کا نام بفحوائے حدیث فُطُوْبِی لِلْغُرَبَاءِ غر بار اہلحدیث رکھا۔

اس پر امراء و علماء بہت کچھ اُچھلے کودے، مناظرے مجادلے کئے بالآخر اس حق بات کو تسلیم کر ہی لیا۔ اور جب اجتماعی زندگی کے فوائد و انفرادی زندگی کے نقائص مخالفین پر واضح ہوئے تو انھوں نے اس مسئلہ پر عمل کرنے کی ٹھان لی اور اجتماعی زندگی گزارنے پر مجبور ہو گئے تو انھوں نے بھی علیحدہ امارت قائم کی لیکن ضد و نفسانیت کی وجہ سے ایک جماعت بن کر پھر بھی نہ رہ سکے بلکہ کئی جماعتیں قائم کر لیں جیسا کہ مختصر تعارف صاحب کتاب ہذا کی کتاب خطبہ امارت میں کرایا گیا ہے۔

اس نظم و اتحاد کے قیام کے سلسلہ میں مولانا کو سنگین مشکلات و تکالیف کا سامنا ہوا۔ آپ کو دعوت کے یہاں گھر میں بلا کر زہر دیا گیا، ڈاڑھی مونڈھی گئی، نزد کو بکیا گیا، بدنام و بُرا کہا گیا۔ قتل کے ارادہ سے رات کو راستہ میں غنڈوں کو بٹھایا گیا۔ ہمعصر علماء نے اصحاب ثروت کے اشارہ پر کفر و غیرہ کے فتوے لگائے غرض کہ نفسِ امارہ کے فرمانبردار امراء و علماء نے روحانی و جسمانی ہر قسم کی ایذا رسانی میں کوئی کسر نہیں چھوڑی تھی لیکن

مولانا نے نہایت پامردی سے مقابلہ کیا۔ آخر کار حق کو فتح اور باطل کو شکست فاش ہوئی۔

جماعت غر بار اہلحدیث
کی حقانیت کا ثبوت

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ثُمَّ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ
جتنا بھی اللہ تعالیٰ کا شکر یہ مجال میں
کم ہے، بانی جماعت غر بار اہلحدیث

کے خلوص نیت کا نتیجہ ہے، جس جماعت حقہ کی بنیاد صرف
کتاب و سنت پر رکھی تھی اخلاص کی برکت سے آج الحمد للہ
اس جماعت حقہ کو ایک سو نو سال ہو چکے ہیں الحمد للہ قائم ہے
اور تا قیامت اِنْ شَاءَ اللہ قائم و دائم رہے گی۔ بہت سی انجمنیں
بنیں اور ختم ہو گئیں۔

مولانا کی جماعت عقائد و اعمال کے لحاظ سے کوئی نئی جماعت
نہیں تھی بلکہ یہ وہی جماعت تھی کہ جس کے تاقیامت حق پر ہونے
کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش گوئی فرمائی تھی، لَا تَزَالُ
طَائِفَةٌ مِّنْ اُمَّتِيْ عَلٰی الْحَقِّ مُنْصُوْرًا بَيْنَ لَا يَضُرُّهُمْ مِّنْ
خِلافِهِمْ اِلٰہٌ (ابن ماجہ) یعنی میری امت میں ایک جماعت ہمیشہ
حق پر قائم رہے گی۔ ان کو ان کے مخالفین کوئی نقصان نہیں پہنچا سکیں گے۔
ہاں اسلامی طریقہ پر نظم و ضبط کے لحاظ سے ہندوستان میں
سیّد احمد بریلویؒ و مولانا اسماعیل شہید کے بعد یہ پہلی جماعت تھی۔
الحمد للہ یہ جماعت قائم ہوئی اور اِنْ شَاءَ اللہ تاقیامت قائم و

دائم رہے گی۔ اس وقت جماعت کا مرکز کراچی (مغربی پاکستان) میں ہے دن دوئی اور رات چوگنی ترقی کر رہی ہے فللہ الحمد یہی حال مذہبی اخبارات کا ہوا کہ جاری ہوئے اور چند سالوں میں بند ہو گئے۔

صحیفۃ اہلحدیث مولانا مرحوم نے جس طرح تدریس و اشاعت قرآن و حدیث کی غرض سے سنہ ۱۳۱۰ھ میں عظیم دینی درسگاہ دارالکتاب والسنة کے نام سے قائم کی اسی طرح کتاب و سنت کی تعلیم کو ہمہ گیر اور وسیع تر کرنے، اور ملکہ بیرون ملک تک پھیلانے کے لئے ایک ماہنامہ رسالہ بنام ”اہلحدیث“ ماہ شعبان ۱۳۳۸ھ سے جاری کیا جسے بعد میں مولانا شہار اللہ صاحب امرتسری ایڈیٹر اخبار اہلحدیث کی درخواست پر ”ہمدرد اہلحدیث“ کے نام سے بدل دیا۔ چونکہ گورنمنٹ سے صرف ”اہلحدیث“ کے نام رجسٹرڈ تھا اس لئے ”ہمدرد اہلحدیث“ نام دیر پا نہ ہو سکا اور جلد ہی اس نام میں ترمیم کر کے سنہ ۱۳۴۰ھ کے اوائل میں اس منبع علم و ادب داعی اسلام حمیدہ کا نام صحیفۃ اہلحدیث رکھا گیا۔ اس مبارک نام سے کتاب و سنت کی اشاعت کرتے ہوئے اس اسلامی مجلہ کو آٹھ برس ہوئے ہیں

۱۰ کتاب ہذا ۱۴۱۰ھ میں شائع کی جا رہی ہے لہذا اس سنہ تک صحیفۃ اہلحدیث کو شائع ہوتے ہوئے ۷۱ سال ہے۔

پہلے دہلی سے ماہنامہ اور اب کراچی سے پندرہ روزہ شائع ہوتا ہے۔
الحمد للہ صحیفۃ الہدایت کا مقصد چونکہ کتاب و سنت کی ترویج و
اشاعت تھا اسی خلوص کی برکت ہے کہ یہ رسالہ جب سے جاری ہوا
آج تک جاری و ساری ہے جس کو تقریباً ستو سال ہو رہے ہیں۔ اور
ان شاء اللہ آئندہ بھی اسی طرح اپنی نورانی کرنوں سے لوگوں کے قلوب
کو منور کرتا رہے گا۔

جماعت کا یہ مدرسہ دہلی میں ٹین کے سائے میں شروع ہوا
تھا، آج الحمد للہ جامعہ ستاریہ کے نام سے کراچی میں اپنی پوری
آب و تاب کے ساتھ رواں دواں ہے اور اپنی مثال آپ ہے یہ بھی
اخلاص ہی کا ثمرہ و نتیجہ ہے۔

تصانیف | مولانا موصوف نے تدریس و تقریری تبلیغ میں
زیادہ وقت صرف کیا ہے اسلئے تصنیف و تالیف
میں زیادہ توجہ نہیں دے سکے غالباً اس خیال سے کہ تصنیف سے تو
صرف اہل علم حضرات ہی مستفیض ہونگے لیکن تدریس و تقریر سے پڑھے
لکھے اور ان پڑھ یکساں استفادہ حاصل کر سکتے ہیں۔ تاہم آپ نے
فرصت کے اوقات میں چند کتب لکھ ہی دیں۔

(۱) هَذَا آيَةُ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ إِلَى مَنْ يُصَلِّي إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ
کے متعلق مکمل و مفصل بحث اور صلوة النبی کا مکمل طریقہ مع اذیہ
ماثورہ جو آپ کے ہاتھوں میں ہے یعنی مکمل نماز۔

(۲) اَمْرُ الْكَلْبِيِّ فِي قَوْلِ الرَّسُولِ صَلُّوا كَمَا رَأَيْتُمُونِي اَصْلَحَ
یہ طبع نہ ہو سکی، مسودہ ضائع ہو گیا۔

(۳) اِقَامَةُ الْحُجَّةِ عَلَى اَنْ لَا فَرْقَ بَيْنَ الصَّلَاةِ الْمَرْوَةِ وَالْمَرْأَةِ

(۴) مشکوٰۃ شریف کا عربی میں حاشیہ جو مطبع فاروقی دہلی نے شائع کیا۔

(۵) مسنون قراءت والا قرآن مجید معری یعنی قرآن مجید کو مسنون

قراءت کے مطابق طبع فرمایا اور مرویہ بدعیہ رموز اوقاف مثل
ط۔ م۔ ج۔ لا وغیرہ کو خارج کر دیا۔

(۶) اَللّٰ لَا اِثْلَ الْوَاثِقَةِ فِي مَسَاوِلِ الثَّلَاثَةِ۔

مولانا مرحوم کریم النفس، حلیم الطبع، بااخلاق، منکسر
شمال | المزاج، نہایت سادگی پسند، قد آور، خوبصورت جسم،

آپ چھوٹی ہلکی پھلکی پگڑی، معمولی کرتا اور سفید پاجامہ زیب تن فرماتے۔
اگر کوئی اجنبی آتا تو طلبہ اور مولانا میں امتیاز نہ کر پاتا۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ صحیح مسلم شریف کا درس دے رہے
تھے، طلبہ میں پنجابی، بنگالی اور ہندوستانی وغیرہ تھے کسی کے سر
پر ٹوپی کسی کے سر پر پگڑی وغیرہ، ایک دیہاتی آیا کہنے لگا، مولوی
عبدالوہاب صاحب کون ہے؟ طلبہ نے بتایا تب اسے معلوم ہوا۔

نہایت سادگی سے رہتے۔ ممتاز ہو کر بیٹھنا چلنا پھرنا پسند نہ
کرتے۔ تکلیف دینے والے کو معاف فرما دیتے۔ جو کچھ گھر میں کھانے
کو میسر ہوتا بخوشی تناول فرما لیتے۔ غریب کی دعوت میں جانا پسند

کرتے۔ امراء کی دعوت سے احتراز فرماتے۔ دعوتوں میں طلباء کے ہمراہ بیٹھ کر حاضر تناول فرماتے۔ جمعہ کے روز سیاہ پگڑی ہوتی۔ جب سفید کرتا، سفید ہی پا جامہ۔

مولانا مرحوم کو حدیث سے اس قدر محبت تھی کہ باوجود درس و تدریس سے فرصت نہ ملنے کے جہاں کوئی حدیث کی کتاب معلوم ہوتی مطالعہ کے لئے بے چین ہو جاتے اور حتی الامکان ایسی نادرا الوجود کتب احادیث کو خود نقل کرنے کی کوشش بھی کرتے۔ چنانچہ (۱) مستدرک حاکم کامل اپنے ہاتھ سے نقل کی (۲) خلافيات بہیقی کامل خود نقل کی (۳) مجمع الزوائد کا بہت سا حصہ اپنے ہاتھ سے نقل کیا۔

آپ کو صرف کتب احادیث کے نقل کرنے کا ہی شوق نہیں تھا بلکہ حتی الامکان ہر حدیث پر عمل کا بھی اہتمام فرماتے چنانچہ پگڑی کا پلہ پشت کی جانب چار انگشت لمبا رکھنے کی حدیث مجمع الزوائد میں دیکھی تو اُسی وقت اپنی پگڑی کی اصلاح کر لی اور طلباء کو بھی کہا کہ یہ مسنون طریقہ ہے۔ غرض کہ آپ اسوۃ السلف تھے۔

مولانا مرحوم نے خوبی قسمت سے اپنی زندگی میں تقریباً ۳۲ سال حج کئے ہیں۔ چنانچہ پہلا حج ۱۳۲۱ھ میں۔ دوسرا ۱۳۲۵ھ میں۔ تیسرا ۱۳۲۷ھ میں۔ چوتھا ۱۳۲۹ھ میں۔ پانچواں ۱۳۳۱ھ میں۔ چھٹا ۱۳۳۰ھ اور ساتواں ۱۳۳۷ھ میں کیا۔

ازواج | مولانا مرحوم نے مختلف اوقات میں دس شادیاں کیں۔



چنانچہ (۱) میمونہ بی بنت حاجی نور الہی صاحب محوم صندوق والے
 (۲) محمدی بیگم بنت حاجی نور الہی صاحب فوق الذکر (۳) فاطمہ بیگم
 (۴) چمن اماں (۵) فاطمہ بنت عبداللہ (۶) کلثوم بی بنت حاجی
 عنایت اللہ پہاڑ گنجی (۷) نواب بیگم بنت ہدایت بیگم بنت اکبر علیا
 رئیس باڑی ریاست دھولپور (۸) مریم بی بنت محمود خاں (۹)
 زہرہ جان بنت حاجی محمد عمر مکی (۱۰) اُمۃ الغنی۔

لڑکے (۱) حضرت الحافظ الحاج مولانا عبدالستار صاحب
فَرِیَاش رحمہ اللہ (۲) الحاج شیخ عبدالخالق صاحب (۳) الحافظ
 الحاج مولانا عبدالواحد صاحب (۴) حاجی عبدالحی صاحب (۵)
 مولانا حافظ الحاج عبدالقہار صاحب (۶) مولوی حافظ عبدالرحمن صاحب
 مکی جو مکہ المکرّمہ میں فوت ہوئے اور جنت المعلیٰ میں مدفون
 ہوئے رحمہ اللہ وغفرلہ (۷) عبدالودود صاحب (۸) عبدالقدیر صاحب
 اور (۹) عبدالاحد صاحب۔

لڑکیاں: (۱) ام کلثوم بی (۲) رقیہ بی (۳) خدیجہ بی (۴) مریم بی،
 (۵) صفری بی (۶) ام سلمہ۔
 جو لڑکے لڑکیاں چھوٹی عمر میں فوت ہو گئے انکے نام یاد نہیں۔
 دیگر آپ کے دو بھائی تھے۔ (۱) مولوی نور محمد صاحب
 (۲) مولوی احمد صاحب مدنی (ان کا جدہ سعودی عرب میں انتقال
 ہوا) غفر اللہ لہما۔

دو بہنیں تھیں۔ (۱) نام معلوم نہیں۔ ہاں بڑی بے بے سے معروہ تھیں۔ (۲) آمنہ بی عرف چھوٹی بے بے۔

انتقال | آہ، یہ آفتاب علم، بحر العلوم، شمع اسلام، توحید احویارِ سنت کا علم بردار، محدث ہند بنیائے ۷۔ ۸ رجب

۱۳۵۷ بروز پیر منگل کی درمیانی شب تقریباً گیارہ بجے داعی اجل کو لبیک کہہ کر ہمیشہ کے لئے جماعت کو داغ مفارقت دے گئے اور آغوشِ رحمتِ خداوندی میں اپنے شفیق استادِ شیخِ اکل سید میاں نذیر حسین صاحبِ محدث دہلوی کی مشرقی بغل میں جا کر بی ہوئے۔ رَحِمَہُمَا اللہُ وَتَوَدَّ مَرَقَدَہُمَا۔ آمین

مولانا مرحوم کے انتقال پر ملاں سے جو بیانِ حق و طالبانِ حدیث کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچا اِنَّ اللہَ وَرِثَکَ الْکَیۡدِیۡمَ رَاجِعُوۡنَ ○ آپ کے انتقال کی خبر سن کر زندگی بھر مخالفت کرنے والے علماءِ مقلدینِ احناف وغیرہ نے طلباء کو یہ کہہ کر پڑھانے سے انکار کر دیا کہ ”آج ہند میں حدیث کا چرغ بجھ گیا ہے۔“

مولانا مرحوم نے قرآن و حدیث کی جو خدمات انجام دی ہیں میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے صلہ میں مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے، آمین فقط۔

ابو محمد میاں نوالی



حرفِ اول

نماز دین کا اہم ترین ستون ہے۔ اسلام کی تصدیق ہی نماز پڑھنے سے ہوتی ہے۔ ارکانِ خمسہ میں سے کلمہ طیبہ کے بعد نماز کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

نماز دین کا ستون بھی ہے اور اسلام کی شوکت بھی ہے رُوح بھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ کوئی فریضہ زندگی میں ایک بار اور کوئی سال بھر میں ایک بار ہے لیکن نماز ایک ایسا اہم اور عظیم فرض ہے کہ اس کی ادائیگی دن رات میں پانچ بار فرض ہے۔ اور پھر حضر ہو یا سفر، تندرست ہو یا بیمار، امیر ہو یا غریب۔ آزاد ہو یا غلام کسی حال میں بھی ہو معاف نہیں ہوتا جب تک ہوش و حواس قائم ہیں مرتے دم تک فرض رہے گی۔ جب کوئی غیر مسلم عیسائی یہودی، ہندو کلمہ اسلام پڑھ کر اسلام میں داخل ہوتا ہے صرف چند ہی گھنٹے گزریں گے دن رات نہیں گزرتے، مہینہ سال نہیں، بلکہ تھوڑی ہی دیر میں مؤذن پکارتا ہے اُوطرف نماز کے۔ اسلام میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلا حکم ہے جس کی اطاعت کرنی ہوتی ہے۔ اس نو مسلم کے اسلام کی تصدیق



نماز ہی سے ہوگی۔ اسلام کا یہ فریضہ معلوم ہو جانے کے بعد اگر اس نو مسلم نے نماز پڑھ لی اور پابند ہو گیا تو مسلمان، ورنہ کافر کا کافر ہی رہا۔ قرآن و حدیث میں اس کی بہت ہی تاکید آئی ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جس نے نماز پڑھنی چھوڑ دی یا غفلت اور بے پرواہی برتنے لگا تو یہ اس کے زوال و انحطاط کا پہلا قدم ہے۔ نماز وہ فریضہ اولین رابطہ ہے جو مومن کا زندہ اور عملی تعلق اللہ کے ساتھ شب و روز جوڑے رکھتا ہے اور اُسے خدا پرستی کے مرکز سے ہٹنے نہیں دیتا۔ اور جب یہ فریضہ چھوڑ دیا تو بندہ اللہ سے دُور اور دُور تر ہوتا ہی چلا جاتا ہے اور وہ خواہش کا بندہ بن جاتا ہے، حقیقت میں وہ اللہ کا بندہ ہی نہیں رہتا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نمازی بنائے اور سنت کے مطابق نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے (امین) اور سنت کے مطابق نماز پڑھنے کا طریقہ اسی مکمل نماز میں ملیگا ان شاء اللہ۔ یہ کتاب حقیقت میں خالص قرآن و حدیث کے مطابق لکھی گئی ہے اور کامل مکمل صلوٰۃ رسولؐ ہے۔

الحمد لله

یہ کتاب نماز کے مسائل میں دلائل کی روشنی میں مقبول عام ہے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُكَ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِكَ الْكَرِيمِ

نماز میں ترجمہ مجمل

وضو اور نماز کی باترجمہ دعائیں

وضو شروع کرتے وقت یہ دعا پڑھئے

بِسْمِ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ (طرائق)

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے اور تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں۔

وضو کرتے ہوئے یہ دعا پڑھئے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذَنْبِي وَوَسِّعْ لِي فِي دَارِي وَبَارِكْ لِي فِي رِزْقِي

(حصص چھین) اے اللہ! بخش دے میرے گناہوں کو اور فراخی دے میرے اہل میں

اور ریکٹ کر میری روزی میں۔

وضو کے بعد یہ دعا پڑھئے

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ

میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں ہے کوئی معبود مگر اللہ اکیلا نہیں ہے کوئی شریک اسکا۔ اور میں گواہی دیتا ہوں

اَنْ مُحَمَّدًا عَبْدًا وَرَسُولَهُ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنْ

کہ بیشک محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندہ اور اس کے رسول ہیں۔ اے اللہ مجھ کو

التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ (مسلم)

توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں سے کر دے۔

وضو کی ترکیب

وضو کرنا نماز کے لئے شرط ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ حسبِ ذیل ترتیب سے وضو کرنا چاہئے۔ وضو پورا کا پورا ضروری ہے۔ وضو میں کسی ایک رکن کو قصداً چھوڑ دینے سے وضو نہیں ہوگا۔

(۱) شروع کرتے ہوئے بِسْمِ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کہنا۔

(۲) دونوں ہاتھوں کو پہونچوں تک دھونا۔

(۳) کلی کرنا۔

(۴) ناک میں پانی دے کر جھاڑنا۔

(۵) پورے چہرے کو دھونا۔

(۶) مرد کو ٹھوڑی پر پانی ڈال کر اپنی ڈاڑھی کو بھگو کر

خلال کرنا۔

(۷) دونوں ہاتھ کہنیوں سمیت مل کر دھونا پہلے دایاں ہاتھ

پھر بایاں ہاتھ۔

(۸) پورے سر کا مسح کرنا یعنی پیشانی سے دونوں ہاتھ سر پر پھیرتے ہوئے گدی تک لے جا کر پھر پیشانی تک واپس لانا۔

(۹) دونوں کانوں کا خلال کرنا یعنی شہادت کی انگلیوں کو کانوں کے اندرونی حلقوں میں گھمانا اور دونوں انگوٹھوں کو کانوں کے اوپر پھیرنا۔

(۱۰) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا اور پاؤں کی انگلیوں کا خلال کرنا۔

(۱۱) وضو کے بعد ستر کی جگہ پر پانی کے قطرے لے کر چھڑکنا

سنت ہے۔

نوٹ۔ وضو کرتے ہوئے بے ثبوت دعاؤں اور خلا طریقہ عمل سے بچئے اور کسی عضو کو تین مرتبہ سے زیادہ نہ دھویئے پانی فضول نہ بہائیئے۔ (ابوداؤد)

حضرت ابی روح کلانی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمکو ایک نماز پڑھائی اور اس میں سورہ روم پڑھی پس اس میں بعض جگہ آپ کو متشابہ لگا تو فرمایا بیشک ہمکو قرأت میں شیطان نے متشابہ لگایا ان لوگوں کی وجہ سے جو نماز میں بے وضو شریک ہوئے ہیں پس جب تم نماز میں آؤ تو اچھی طرح سے وضو کر دو۔

(ترغیب و ترہیب ج ۱ ص ۲۰۷ حدیث نمبر ۱۱، ۱۲)



نماز

بخاری شریف اور مسلم شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (فرضی و نفلی) نماز میں اللہ اکبر کے بعد یہ دعا پڑھتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا

اے اللہ! دوری کر دے مجھ میں اور میری خطاؤں میں جیسے کہ

بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ اَللّٰهُمَّ

دوری کر دی ہے تو نے درمیان مشرق اور مغرب کے اے اللہ!

نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنْقَى الثُّوْبُ الْاَبْيَضُ

صاف کر دے مجھ کو خطاؤں سے جیسے کہ صاف کیا جاتا ہے کپڑا سفید

مِنَ الدَّنَسِ۔ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ يَوْمَ الْمَاءِ

میل کچیل سے۔ اے اللہ! دھو ڈال خطائیں میری ساتھ پانی

وَالْتَلَجِ وَالْبَرَدِ

اور برف اور اولوں کے۔

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

پناہ پکڑتا ہوں میں ساتھ اللہ کے شیطان مردود سے



بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان ہے رحم والا

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

سب تعریف واسطے اللہ ہی کے ہے جو اپنے والا ہے تمام جہانوں کا بخشش کرنے والا مہربان کریم والا ہے

مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ○ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ

بادشاہ دن جزا کا ہے خاص تیری ہی پوجا کرتے ہیں اور خاص تجھ ہی سے

نَسْتَعِينُ ○ إِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

مدد چاہتے ہیں ہم دکھا ہم کو راہ سیدھی

صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

راہ ان لوگوں کی کہ انعام کیا تو نے ان پر ذراہ ان لوگوں کی

الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ○ آمین بالجہر

کہ غضب کیا گیا ہے ان پر اور نہ گمراہوں کی۔ اے اللہ! عامی قبول کرے

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

شروع اللہ کے نام سے جو مہربان ہے رحم والا

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ ○ اللَّهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ

کہو وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے اس نے (کسی کو) جنما

وَلَمْ يُولَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ○

اور نہ (کسی سے) جٹا گیا اور کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں۔

اس کے بعد رفع الیدین کرتے ہوئے اللہ اکبر کہہ کر رکوع میں جائیے اور نہایت اطمینان کے ساتھ یہ چاروں دعائیں یا ان میں سے کوئی دُعا ۱۰ - ۷ - ۵ یا کم سے کم تین مرتبہ پڑھئے۔

(۱) سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ (لسانی)

پاکي بيان کرتا ہوں میں مَرْتَبِي اپنے بڑے کی

(۲) سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي

پاکي بيان کرتا ہوں میں تیری اے الہی اے رہماد اور تعریف کرتا ہوں ساتھ تعریف تیری اے اللہ بخشدہ کو

(۳) سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ (مسلم)

بہت ہی پاک ہے بہت ہی دُور و شام عیبوں مالک فرشتوں کا اور جبرائیل کا

(۴) سُبْحَانَ ذِي الْجَبَرُوتِ وَالْمَلَكُوتِ وَ

پاک ہے غلیہ کا مالک اور بادشاہت اور

الْكِبَرِيَاءِ وَالْعُظَمَاءِ (شمائل ترمذی صفحہ ۲۲)

بڑائی اور بزرگی کا مالک۔

رکوع سے اٹھ کر رفع الیدین کرتے ہوئے سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ

حَمْدًا کہئے اور سیدھے کھڑے ہو کر یہ دُعا پڑھئے۔

رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ

اے ہمارے رب اسب تعریف تیرے لئے ہے تعریف بہت پاکیزہ بابرکت

مُبَارَكًا عَلَيْهِ كَمَا يُحِبُّ رَبُّنَا وَيَرْضَىٰ ○ (فتح)

برکت کی گنتی اور اس کے جیسا کہ دوست رکھتا ہے مالک ہمارا اور راضی ہوتا ہے۔

پھر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائیے اور نہایت اطمینان کے ساتھ
۱۰۔ ۶۔ ۵ یا کم سے کم تین مرتبہ رکوع کی دعا نمبر ۲ یا ۳ یا یہ دعا پڑھیں

(۱) سُبْحَنَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ○ (نسائی)

میرا رب سب سے برتر پاک ہے۔

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي ذُنُوبِي كُلَّهُ دِقَّةً وَجَلَّةً وَ

اے اللہ! میرے سب گناہ بخش دے چھوٹے اور بڑے اور

اَوَّلَهُ وَآخِرَهُ وَعَلَانِيَتَهُ وَسِرَّتَهُ (مسلم)

اگلے اور پیچھے، کھلے اور چھپے

دونوں سجدوں کے درمیان یہ دعا پڑھیں

اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي وَارْحَمْنِي وَاهْدِنِي وَعَافِنِي

اے اللہ! مجھ کو بخش دے اور مجھ پر رحم کر اور مجھے ہدایت کر اور مجھے عافیت دے

(ابوداؤد - ترمذی)

وَارْسُقْنِي

اور مجھ روزی دے

التحیات میں یہ دعائیں اور درود شریف پڑھیں

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّلِيَّاتُ السَّلَامُ

سب زبانی عبادتیں اور تمام بدنی اور مالی عبادتیں اللہ کہتے ہیں۔ اے نبی!



عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.

آپ پر سلام اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں

السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ

ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر بھی سلام ہو۔

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ

اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت لائق نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں

أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ (بخاری و مسلم)

کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے بندہ اور رسول ہیں۔

درمیانِ الحیات میں یہاں تک پڑھئے اور آخری تشہد

میں اس کے بعد پڑھئے۔

اللَّهُمَّ صَلِّ عَلَى مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا

اے اللہ! رحمت بھیج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل پر جس طرح

صَلَّيْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ وَعَلَى آلِ إِبْرَاهِيمَ

تو نے رحمت بھیجی ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر

إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ۝ اللَّهُمَّ بَارِكْ عَلَى

ہے شک تو ہی خوبوں والا عزت والا ہے۔ اے اللہ! برکت بھیج محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر

مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى

محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی آل پر جس طرح تو نے برکت بھیجی ابراہیم (علیہ السلام) پر



إِبْرَاهِيمَ وَعَلَىٰ آلِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّكَ حَمِيدٌ مَّجِيدٌ ۝

پر اور ابراہیم (علیہ السلام) کی آل پر بیشک تو ہی خوبوں والا ہے

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَأَعُوذُ

اے اللہ! میں قبر کے عذاب سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور

بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيحِ الدَّجَالِ وَأَعُوذُ بِكَ

مسیح دجال کے فتنہ سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور میں تیری پناہ چاہتا ہوں

مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ ۝ (بخاری مسلم) اللَّهُمَّ

زندگی کے فتنہ سے اور مرنے کے فتنہ سے اے اللہ!

إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ ۝ (بخاری مسلم) اللَّهُمَّ

میں تیری پناہ چاہتا ہوں گناہ سے اور قرض سے اے اللہ!

إِنِّي ظَلَمْتُ نَفْسِي ظُلْمًا كَثِيرًا وَلَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ

یقیناً میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیا ہے اور تیرے سوا کوئی بھی گناہوں کو

إِلَّا أَنْتَ فَاعْفُرْ لِي مَغْفِرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِي

نہیں بخشتا پس تو مجھ بخش دے خاص بخشنا اپنے پاس سے اور مجھ پر رحم کر

إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ (بخاری مسلم)

بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ ۝ (ترمذی) دونوں

تم پر اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو۔



طرف کہنے کے بعد یہ دعائیں یاواز بلند پڑھئے اللہ اکبر ایک مرتبہ

اللہ بہت بڑا ہے

(بخاری مسلم) اَسْتَغْفِرُ اللہ تین مرتبہ (مسلم) اللہمَّ اَنْتَ السَّلَامُ

میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں۔ اے اللہ تو ہی سلامتی والا ہے

وَمِنْكَ السَّلَامُ ۝ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ

اور تجھ ہی سے سلامتی ہے تو بابرکت ہے اے بزرگی اور عزت والے

(مسلم) رَبِّ اَعِنِّي عَلَى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ

اے میرے رب! اپنے ذکر پر میری مدد کر اور اپنے شکر پر اور اپنی اچھی

عِبَادَتِكَ (مشکوٰۃ) لَا اِلَهَ اِلَّا اللہ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ

عبادت پر۔ اللہ کے سوا کوئی معبود بحق نہیں وہ اکیلا، اسکا کوئی شریک

لَهُ لَا الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

ہے۔ اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کیلئے توئی ہے اور وہ ہر چیز پر

قَدِيرٌ ۝ اللہمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطٰی

قادر ہے۔ اے اللہ! جو چیز تو دے اسکا کوئی روکنے والا نہیں ہے، اور جس چیز کو تو روک دے

لِمَا مَنَعْتَ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ

اسکا کوئی دینے والا نہیں اور دولت مند کو تیرے عذاب سے دولت فائدہ نہیں دیتی

(بخاری) لَا اِلَهَ اِلَّا اللہ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ اکیلا، اسکا کوئی شریک نہیں۔ اُسی کی



الْمَلِكُ وَلَهُ الْحَدُّ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

بادشاہت ہے اور اسی کیلئے تھوپی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا

نہیں پھر ناکاہ سے اور نہ طاقت عبادت کی مگر اللہ کی مدد سے۔ سو اللہ کے کوئی معبود نہیں اور ہم

نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعَمُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ

اس کے سوا کسی کو نہیں پوجتے اسی کی نعمت ہے اور اسی کی بزرگی ہے اور اسی

الشُّكْرُ الْحَسَنُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ

کے لئے اچھی تعریف ہے۔ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں ہم اسی کیلئے قائل عبادت کرتے ہیں

وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ

اگرچہ کافر برا مانیں۔ اے اللہ! میں تیرا پناہ چاہتا ہوں

الْجُبْنِ وَاعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبُخْلِ وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ

نامردی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں بخیلی سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں

اَرْزَلِ الْعُمُرِ وَاعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَ

ناکارہ عمر سے اور تیری پناہ چاہتا ہوں دنیا کے فتنہ سے اور

عَذَابِ الْقَبْرِ ۝ (بخاری) سُبْحَنَ اللّٰهِ - الْحَمْدُ

قبر کے عذاب سے اللہ پاک ہے۔ سبحنہ اللہ۔

بِاللّٰهِ ۳۳ بار اور اللّٰهُ اَكْبَرُ ۳۴ بار (مسلم)

کیلئے ہے۔ اللہ بہت بڑا ہے۔



ایک مرتبہ یہ دعا پڑھئے۔

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں ہے اسی کی بادشاہت

وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝

اور سب تعریف اسی کیلئے ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

اس کے بعد آیت الکرسی پڑھئے۔

اللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ لَا تَأْخُذُهُ

سِنَةٌ وَلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي

الْأَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِي يَشْفَعُ عِنْدَهُ إِلَّا

بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا

خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا

بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ

وَلَا يَئُودُهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝

اس کے بعد بسم اللہ الخ پڑھ کر قُلْ هُوَ اللَّهُ آخِر سورت تک اور

پھر یہ دونوں سورتیں ایک ایک بار پڑھئے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ

النَّفَّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ

النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝

الَّذِیْ یُوسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝

مِنَ الْجِنَّۃِ وَالنَّاسِ ۝

دُعَاءِ قَنُوْتُ

یہ دعاء وتر میں رکوع کے بعد پڑھئے

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ ۝ وَعَافِنِیْ

اے اللہ! مجھ کو ہدایت کر ان لوگوں میں جنکو تو نے ہدایت کی ہے اور مجھ کو عافیت دے



فِيْمَنْ عَافَيْتَ ۝ وَتَوَلَّيْتُ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتُ ۝

ان لوگوں میں جنکو تھے عافیت دی اور کارساز کر میری ان لوگوں میں کہ کارساز کی تو نے

وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ ۝ وَقِنِيْ شَرَّمَا

اور میرے لئے اس چیز میں برکت دے جو تو نے مجھ کو دی۔ اور مجھ کو اس چیز کی بری سے بچا

قَضَيْتَ ۝ فَاِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰ عَلَيْكَ ۝

جو تو نے حکم کیا اسلئے کہ تو حکم کرتا ہے اور تجھ پر حکم نہیں کیا جاتا۔

اِنَّهٗ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ ۝ وَلَا يَعِزُّ مَنْ

بات یہ ہے کہ جس کا تو والی ہو جائے وہ ذلیل نہیں ہوتا اور جس کا تو دشمن ہو جائے وہ

عَادَيْتَ ۝ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ ۝

عزت نہیں پاتا۔ اے ہمارے رب تو بابرکت اور بلند و بالا ہے

نَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ ۝ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى النَّبِيِّ

ہم تجھ سے مغفرت چاہتے اور تیری جناب میں توبہ کرتے ہیں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اللہ رحمت بھیجے

سُنُّوْنَ كَا بَيَانَ

ام حبیبہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے، وہ کہتی ہیں میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے جس نے دن

رات میں بارہ سنتیں پڑھیں اس کے لئے جنت میں ایک مکان

تیار کیا جائے گا۔ سنتوں کی تفصیل یہ ہے، چار رکعت ہر کی نماز



سے پہلے اور دو بعد ظہر کے۔ اور دو بعد مغرب کے اور دو بعد عشاء کے اور دو نماز فجر سے پہلے۔ (مسلم و ترمذی)

فجر کی سنتوں کے بعد داہنی کروٹ پر لیٹے
اور یہ دُعا پڑھئے

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ فِيْ قَلْبِيْ نُورًا وَفِيْ بَصَرِيْ نُورًا

یا اللہ! کر میرے دل میں نور اور میری آنکھ میں نور

وَفِيْ سَمْعِيْ نُورًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُورًا وَفِيْ سَمْعِيْ نُورًا

اور میرے کان میں نور اور میرے دانتوں میں نور اور میرے بائیں

نورًا وَفَوْقِيْ نُورًا وَتَحْتِيْ نُورًا وَامَامِيْ نُورًا

نور اور میرے اوپر نور اور میرے نیچے نور اور میرے آگے نور

وَخَلْفِيْ نُورًا وَاجْعَلْ لِّيْ نُورًا وَفِيْ لِسَانِيْ نُورًا

اور میرے پیچھے نور اور پیدا کر میرے لئے نور اور میری زبان میں نور

وَعَصْبِيْ نُورًا وَلَحْيِيْ نُورًا وَدَهِيْ نُورًا وَشَعْرِيْ

اور میرے پٹھوں میں نور اور میرے گوشت میں نور اور میرے خون میں اور میرے بالوں میں

نُورًا وَبَشَرِيْ نُورًا وَاجْعَلْ فِيْ نَفْسِيْ نُورًا وَ

نور اور میرے بدن میں نور اور کر میری جان میں نور اور

اعْظَمْ لِّيْ نُورًا اَللّٰهُمَّ اعْظِمْ لِّيْ نُورًا (مشکوٰۃ باب صلوٰۃ اللیل)

بڑا کر میرے لئے نور۔ یا اللہ! بخش مجھ کو نور۔



پہلا باب - طہارت کا بیان

قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الطُّهُورُ شَطْرُ
 الْإِيمَانِ (ترجمہ) یعنی آدمی کا پاک صاف رہنا اودھا ایمان ہے۔
 قرآن پاک میں اس کی خوبی یوں بیان کی گئی ہے
 إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (یعنی
 اللہ تعالیٰ بار بار توبہ کرنے والوں اور طہارت کاملہ کرنے والوں
 کو دوست رکھتا ہے۔)

معلوم ہوا جو شخص بھی پاک نہیں رہتا، گندہ غلیظ
 رہتا ہے اُس کا ایمان کامل ہی نہیں ہوتا اور اللہ اُسے
 دوست نہیں رکھتا۔ احکام نماز کی شرح یوں ہے کہ جس طرح
 یہ ایک اہم ترین فریضہ الہی ہے اسی طرح اس کا مسنون طریقہ
 پر ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ سب سے پہلے احکام نماز میں
 پاکی ہے۔ شرک و کفر، نفاق، بدعت، عقائد باطلہ و اعمال زلیہ

سے دل اور جوارح کو پاک کرنے کے بعد ظاہری پاکی بھی ضروری ہے۔ حدیث میں دُعا کے اندر ہے **وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ** اے اللہ! مجھ کو پاکی حاصل کرنے والوں میں سے بنا۔ قرآن میں ہے **وَإِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاطَّهَّرُوا**۔ ایک اور مقام پر ہے **وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَهِّرِينَ** ہ اللہ نے اپنے نبی کو خطاب فرما کر ارشاد فرمایا **ثِيَابَكَ فَطَهِّرْ**۔

پاکی ستمھرائی حاصل کرنے کی سب سے بڑی چیز پانی ہے حدیث میں ہے **هُوَ الْطَّهْرُ مَاؤُهُ وَالْجَلُّ مِثْقَلُهُ** (ترمذی) سمندر اور دریا کا پانی پاک ہے اور اس کا مُردہ یعنی مچھلیاں حلال ہیں لیکن ہر جگہ سمندر اور دریا نہیں۔ پانی کے ذخیروں کی صورتیں مختلف ہیں۔ کونسا پانی پاک ہے کونسا ناپاک؟ یہ معلوم کرنا مشکل تھا اس لئے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کی ایک علامت اور نشانی بتادی۔ فرمایا **إِنَّ الْمَاءَ لَا يَنْجَسُهُ شَيْءٌ إِلَّا مَا غَلَبَ عَلَيْهِ رِيحُهُ وَطَعْمُهُ وَلَوْ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ** پانی کو کوئی چیز ناپاک نہیں کر سکتی لیکن کسی طرح کی نجاست واقع ہونے سے اگر پانی میں بدبو آنے لگے یا مزہ بگڑ جائے یا اس کا رنگ بدل جائے تو ایسا پانی ناپاک ہے اور اس سے پاکی بھی حاصل نہیں کی جاسکتی ہے جب کہ **قُلْتَيْنِ** (پانچ مشک) سے کم ہو ورنہ پانی ہر طرح پاک ہے۔

پاک حاصل کسی جگہ پیشاب کر دیا گیا ہو تو اس کو پانی سے دھو کر
 کر نیکے طریقے پاک صاف کر دیا جائے جیسا کہ مسجد نبوی میں
 ایک دیہاتی نے پیشاب کر دیا تھا۔ پھر آپؐ نے ایک ڈول پانی
 بہا دینے کا حکم صادر فرما کر امت کو تعلیم دیدی۔

شیر خوار بچوں کے پیشاب پر صرف پانی کا چھینٹنا کافی ہے
 لیکن لڑکی شیر خوار کا پیشاب دھویا جائے۔ منی اور حیض و
 نفاس کی طہارت کے لئے پانی کافی ہے۔

غسل جنابت کا | غسل جنابت کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے دونوں
 مسنون طریقہ ہاتھ دھو کر استنجا را اور ظاہری نجاست

دھو کر وضو کرے سوائے پیروں کے، پھر تین لپیس سر پر
 دائیں بائیں اور بیچ میں ڈالیں تاکہ بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچ
 جائے۔ پھر داہنی طرف سے نہانا شروع کرے۔ بدن کل کل کر

دھوئے۔ آخر میں بکیو ہو کر پاؤں دھوئے۔ وضو علیحدہ کرنے
 کی ضرورت نہیں تا وقتیکہ ٹوٹ نہ جائے۔ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَتَوَضَّأُ بَعْدَ الْغُسْلِ (ترمذی) یعنی نبی
 علیہ الصلوٰۃ والسلام غسل کے بعد پھر اور وضو نہیں کرتے تھے۔

عورت کو حیض و نفاس کے غسل میں چوٹی مینڈیاں کھولنی
 ضروری ہیں اور اگر کوئی معذور ہو تو اس کے لئے شیمم کافی ہے

واجبات غسل کی حکمتیں : جن باتوں سے غسل واجب

ہو جاتا ہے، وہ چار ہیں۔

نمبلہ۔ خروج منی، خواہ جاگتے ہوئے ہو، خواہ نیند میں ہو۔

حکمت : اس میں حکمت یہ ہے کہ منی کے نکلنے سے طبیعت

میں سُستی، بوجھ اور کمزوری ہو جاتی ہے۔ رُوح ذکر الہی سے

رُک جاتی ہے۔ غسل رُوح بدنی کو تقویت دیتا ہے، طبیعت

میں خوشی پیدا کرتا ہے اور رُوح کو اللہ کی طرف متوجہ ہونے

کے لائق بنا دیتا ہے۔

غسل واجب نمبلہ : مرد عورت کی صحبت مخصوصہ سے بھی غسل

واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔

حکمت : مرد عورت کی ایسی حالت حیوانیت میں نہایت

درجے کا انہماک ہے۔ رُوح ذکر الہی سے رُک جاتی ہے، بلکہ

اسی لئے جنابت کی حالت میں جنبی کو مسجد میں داخل ہونے

نماز کے پڑھنے سے اور قرآن مجید کو ہاتھ لگانے سے نبی علیہ السلام

نے منع فرمادیا، کیونکہ یہ ہر تین کام دین کے بھاری نشان ہیں،

جن کی تعظیم واجبات میں سے ہیں۔ غسل بدن کو پاک اور طبیعت

کو بحال کر کے بدن میں سکون پیدا کرتا ہے اور رُوح خدا کی طرف

متوجہ ہونے اور اللہ کا ذکر کرنے کے قابل ہو جاتی ہے اب مسجد میں

بھی جائے اور نماز بھی پڑھے اور قرآن شریف کی تلاوت بھی کرے

مسئلہ نمبلہ : جس عورت کے سر کے بال گھنے اور لمبے



ہوں اور اُس کی مینڈھیاں گندھی ہوتی ہوں ایسی عورت کو غسل جنابت کے وقت مینڈھیاں کھولنے کی ضرورت نہیں، وہ تین دفعہ سر پر پانی ڈال کر یعنی دونوں ہاتھوں سے لب بھر کر پہلے دائیں جانب، پھر بائیں جانب پھر درمیان میں ڈال کر خوب تر کر لے۔ یہی حکم ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بیوی حضرت اُمّ سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو فرمایا تھا۔ (صحیح مسلم)

غسل واجب نمبر ۳: حائضہ عورت آیام ماہواری سے فارغ ہو یا کسی زچہ کے آیام نفاس پورے ہو جائیں تو اس پر غسل واجب ہے۔ (نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو عورت کو بچہ جننے کے بعد بہت دنوں تک آتا رہتا ہے۔ اس خون کے دن مقرر نہیں کسی عورت کو چالیس دن تک آتا رہتا ہے، اور کسی کو چالیس دن سے بھی کم آتا ہے اور کسی کو زیادہ دنوں تک جتنے دنوں کے بعد خون بند ہو جائے، غسل کر کے نماز روزہ کے احکام پر عمل کرے) ان دنوں میں مسجد میں داخل ہونے، نماز پڑھنے، قرآن مجید کو ہاتھ لگانے، روزہ رکھنے اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے بھی منع فرمایا ہے۔

حکمت : آیام حیض و نفاس میں گندگی سے ملوث رہنے کی وجہ سے طبیعت اور نفس پر برا اثر پڑتا ہے غسل سے



طہارت، صفائی اور خوشی حاصل ہو کر روح اللہ کی طرف متوجہ ہونے کے قابل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ نمبر ۹: حیض و نفاس میں جتنی بھی نمازیں ۹ گئیں جو پڑھی نہیں گئیں، وہ سب نمازیں اللہ کی طرف سے معاف ہیں، ان نمازوں کی قضا نہیں ہے۔ لیکن جتنے روزے چھوٹے ہوں، وہ رمضان شریف کے بعد رکھ لیں۔ اسی طرح خانہ کعبہ کے طواف کا حکم بھی یہی ہے کہ غسل کے بعد طواف ادا کر لیا جائے۔

حکمت: نماز چونکہ کثیر الوقوع ہے، یعنی ہر دن رات میں پانچ مرتبہ پڑھنی ہے اور ایام طہارت میں ان ایام کی اپنی نمازیں بھی پڑھنی ہیں، اس لئے نمازوں کی قضا نہیں فرمائی تاکہ بوجھ نہ بڑھ جائے، اگر قضا ہوتی تو پھر دن میں نمازیں پڑھنی پڑتیں اس لئے اللہ تعالیٰ نے نماز معاف ہی فرمادی تاکہ عورتوں کو آسانی رہے، لیکن روزہ کثیر الوقوع نہیں ہے اور جس دن روزہ قضا رکھنا پڑے گا، وہ روزہ کا دن نہیں ہے، اسی طرح طواف کعبہ کا بھی یہی حال ہے، اس لئے ان کی قضا فرمائی۔

مسئلہ ۱۰: عورت مرد صحبت مخصوصہ کے سوا آپس میں پیار کریں اور مذی خارج ہو، تو اس سے صرف استنجاء اور وضو کرنا ضروری ہے غسل واجب نہیں ہوتا (بخاری شریف)

غسل واجب نمبر: غیر مسلم جب بھی اسلام لائے تو اس پر بھی غسل واجب ہے تاکہ وہ ظاہرًا باطنًا دونوں صورتیں پاک ہو جائے۔

الحمد لله مکمل ہوا اللہ کی توفیق سے غسل جنابت کا بیان

کتنا کسی برتن میں منہ ڈال دے تو اسکی طہارت یہ ہے کہ سات بار اس کو دھو لے، پہلی بار یا آخری بار مٹی سے مانجھے۔ ہم پہلی اگر کسی برتن میں منہ ڈال دے تو وہ برتن ناپاک نہ ہوگا کیونکہ اِنَّهَا لَيَسْتَبْجَسُ بِلَيِّ نَآپَاکَ نَہِیْ۔ حلال جانوروں میں سے کوئی مرچا وے تو ان کے چمڑوں کی پائی دباغت ہے۔

پیشاب یا خانہ کے وقت اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ الْخُبَيْثِ وَالْخَبَائِثِ پڑھنا چاہئے جس کے یہ معنی ہیں اے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں جن اور انسان کے خبیث مردوں اور عورتوں سے۔ اور بِسْمِ اللّٰہ کہنے سے انسان کی شرمگاہ اور شیاطین جنات کے درمیان پردہ ہو جاتا ہے (ترمذی) قضائے حاجت سے فارغ ہو کر نکلنے کے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَ عَافٰنِیْ۔ اور دوسری دعا یہ بھی ہے غُفْرَانُکَ۔ پیشاب یا خانہ کے وقت قبلہ رخ پیٹھ یا منہ کر کے نہیں بیٹھنا چاہئے

ہاں دیوار وغیرہ کی آڑ ہو تو جائز درست ہے۔ پیشاب پاخانہ کھڑے ہو کر یا سوراخ میں نہیں کرنا چاہئے۔ استنجار ہڈی یا گوبر سے نہیں کرنا چاہئے، نہ داہنے ہاتھ سے کرنا چاہئے۔ اول ڈھیلے پتھر سے، پھر پانی سے استنجار کرنا افضل ہے اور صرف پانی سے جائز درست ہے۔ تین ڈھیلوں سے کم میں استنجار نہیں کرنا چاہئے۔ پیشاب کی چھینٹوں سے بچنا چاہئے ورنہ اکثر عذاب قبر اسی سے ہوتا ہے جیسا کہ حدیث میں ہے اِسْتَنْجَوْا مِنْ اَلْبَوْلِ فَإِنَّ عَاقِبَةَ عَذَابِ الْقَبْرِ مِنْهُ۔

دوسرا باب مسواک کے بیان میں

جب ظاہری اور باطنی پاکی حاصل ہو گئی تو اب ضروری ہے کہ نماز کی تیاری کی جائے۔ سب سے پہلے مسواک کرنی چاہئے کیونکہ حدیث میں ہے مسواک والی نماز بغیر مسواک والی نماز سے ستر (۷) درجہ فضیلت میں زیادہ ہے۔ (مشکوٰۃ) مسواک منہ کے لئے طہارت اور رضائے الہی کا ذریعہ ہے مسواک کرنے سے دانتوں کا میل کچیل سب صاف ہو جاتا ہے جو شخص بغیر صفائی کے نماز پڑھتا ہے اور اس کے دانتوں اور منہ سے بدبو آ رہی ہو تو فرشتوں کو بڑا ناگوار معلوم ہوتا ہے اس واسطے بھی مسواک کرنا ضروری ہے تاکہ فرشتے بھی

خوش ہوں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر مجھ کو اپنی امت پر مشکل پڑ جانے کا ڈر نہ ہوتا تو میں عشاء کی نماز دیر کر کے پڑھنے اور ہر نماز کے وقت مسواک کرنے کا (وجوبی) حکم دیدیتا (بخاری) مسواک کرنا انبیائی سنت ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بکثرت مسواک کیا کرتے تھے حتیٰ کہ نیند سے بیدار ہوتے تو سب سے پہلا شغل مسواک کرنا ہی ہوتا تھا۔

تیسرا باب۔ وضو کے بیان میں

نماز کے لئے وضو شرط ہے۔ بغیر وضو نماز نہیں ارشاد نبوی ہے لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَا وُضُوْءَ لَہٗ۔ اسی طرح بغیر بسم اللہ کے وضو نہیں۔ آپ نے فرمایا لَا وُضُوْءَ لِمَنْ لَمْ یَذْکُرْ اِسْمَ اللّٰہِ عَلَیْہِ جس نے وضو کرتے وقت بسم اللہ نہیں پڑھی اس کا وضو نہیں ہوا۔ لفظ بِسْمِ اللّٰہِ یا بِسْمِ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کہہ کر وضو کرنا چاہئے۔

وضو کرنے کا طریقہ | وضو کرنے کا طریقہ اس طرح ہے کہ تین بار دونوں ہاتھوں کو پہنچوں تک دھوئیں۔ ساتھ ہی انگلیوں کا خلال کریں۔ اگر انگوٹھی ہو تو ہلا کر جگہ کو تر کریں اور داہنے ہاتھ سے تین بار کلی کریں پھر تین بار ناک میں پانی چڑھا کر



بائیں ہاتھ کی چھنگلی ناک کے اندر پھیریں، یہ ناک کا خلال ہے اور خوب جھاڑیں۔ پھر تین بار چہرہ دھوئیں اور ایک چلو پانی لیکر ڈاڑھی تر کر کے خلال کریں۔ پھر دایں ہاتھ تین بار کہنی سمیت دھوئیں اسی طرح بائیں ہاتھ۔ پھر نئے پانی سے ہاتھوں کو تر کر کے اپنے سر کا مسح اس طرح کریں کہ پیشانی سے بالوں پر ہاتھوں کو پھیرتے ہوئے پیچھے گدڑی تک لیجائیں اور پھر ہاتھوں کو پھیرتے ہوئے وہیں واپس لے آئیں جہاں سے شروع کیا تھا۔ اور اگر بیگڑی سر پر ہے تو صرف بیگڑی کے اوپر مسح کر لیں۔ پھر پانی سے ہاتھوں کو تر کر کے شہادت کی دونوں انگلیاں دونوں کانوں کے سوراخوں میں ڈالیں اور ان کو کانوں کے اندرونی حلقوں میں گھما کر انگوٹھوں کو کانوں کی پشت پر نیچے سے اوپر تک پھیریں بعد ازاں دایں پاؤں تین بار مسح ٹخنے کے دھوئیں اور انگلیوں میں خلال کریں۔ خلال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں پاؤں کی انگلیوں کے درمیان خلال اس طرح کرے کہ بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی کو دائیں پاؤں کی دائیں طرف سے شروع کرے اور انگلیوں کے درمیان پھرے تاکہ خشک نہ رہ جائے۔ اور بائیں پاؤں کا خلال بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے پاؤں کے انگوٹھے کی جانب سے شروع کرے یعنی بائیں جانب سے شروع کر کے پھر انگلی کے درمیان پھرے یہ ہے پاؤں کی انگلیوں کا خلال۔

اسی طرح بایاں پاؤں دھوئیں اور وضو سے فالغ ہو کر
ایک چلو پانی لے کر شرمگاہ کی جگہ پر چھینٹا دیں۔

یہ ہے مسنون اور افضل و انبیائی وضو باقی ہر عضو کو

ایک ایک دفعہ یا دو۔ دو دفعہ یا کسی عضو کو ایک کسی کو دو اور

کسی کو تین دفعہ بھی جائز ہے لیکن تین تین بار سے زیادہ اعضاء

کو وضو میں دھونا منع ہے فَمَنْ زَادَ عَلَىٰ هَذَا فَقَدْ

أَسَاءَ وَتَعَدَّى وَظَلَمَ (نسائی)

وضو میں پانی کی وضو میں اسراف کرنا منع ہے اگرچہ

مقدار کا بیان نہر جاری کیوں نہ ہو۔ وضو کے لئے

پانی کی مقدار دس گیارہ چھٹانگ وزنی تک ہے۔ وضو پر

وضو نور علی نور ہے۔ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھنی

جائز ہیں۔ قیامت میں امت محمدیہ کی پہچان اعضاء

وضو کا چمکنا رکھی ہے۔

وضو کے درمیان یہ دُعا پڑھنی ثابت ہے اَللّٰهُمَّ

اغْنِنِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ ذَا رِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْ رِزْقِيْ

(رحص حصین) یا الہی! میرے گناہ معاف فرما دے۔ میرے

گھر کو فراخ کر دے۔ اور میری رزق و روزی میں خیر و

برکت دے۔ آمین

وضو کے بعد یہ دُعا پڑھنی مسنون ہے اَشْهَدُ
 اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ
 مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ - اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَّابِيْنَ
 وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ۝ حدیث میں ہے جو شخص وضو
 کے بعد اس دُعا کو عمل و عقیدہ کے ساتھ پڑھے گا تو اُس
 کے لئے جنت کے آکھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے
 وہ جس دروازہ سے چاہے گا جنت میں داخل ہو جائیگا۔
 وضو کے بعد اس دُعا کے پڑھنے کی بھی فضیلت
 کچھ کم نہیں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ اَشْهَدُ
 اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اَنْتَ اَسْتَغْفِرُكَ وَاَتُوبُ اِلَيْكَ (ترغیب
 یہ دُعا مجاس سے اُٹھ کر بھی پڑھنی چاہئے۔

کامل وضو سے تمام مغیرہ گناہ معاف ہو جاتے ہیں
 حتیٰ کہ ہر عضو کے گناہ اُسی پانی کے ساتھ ساتھ ہی وُصل جاتے
 ہیں کیونکہ حدیث میں ہے جنت کی کبھی نماز ہے اور نماز کی کبھی
 وضو ہے۔ احادیث میں فضائل وضو بہت کچھ ہیں
 بخوف طوالت یہاں لکھنا ناممکن ہے۔ وضو صحیح اور
 درست نہ کرنا باعث وعید شدید ہے۔ فرمایا دَلِيلٌ لِّلْاَحْقَاقِ
 مِنَ النَّارِ اَسْبِغُوا الْوُضُوْءَ یعنی ایڑیوں کے لئے عذابِ نار ہے



(جبکہ خشک اور سوکھی رہ جائیں) اس واسطے پورا پورا وضو کر لیا کرو۔ اگر قصداً ناخن برابر کوئی عضو خشک رہ جائے تو دوبارہ وضو کرنا پڑے گا۔ ایک وضو سے کئی نمازیں پڑھی جاسکتی ہیں تا وقتیکہ حدث ریح یا بول و براز کا اخراج یعنی قبل و دبر سے کچھ نکل جانا، لیٹ کر سو جانا، بیہوش ہو جانا نہ ہو۔ قے نکسیر سینگی نوا قرض وضو میں سے نہیں ہیں البتہ ان کا دھونا ضروری ہے۔ غنودگی یا بیٹھے بیٹھے سونا ناقض وضو نہیں۔ (ترمذی)

بے وضو نماز پڑھنے کی سزا | یہ حدیث ترغیب، مجمع الزوائد، طبرانی،

ابن حبان وغیرہ نے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ایک شخص کو قبر میں لایا گیا تو اُس کا حساب ہوا۔ فرشتوں نے اس کو مجرم پا کر یہ کہا کہ ہم تجھے تنہا ڈرے آگے مارنے کی سزا دیتے ہیں۔ وہ بہت ہی منت سماجت کرنے لگا۔ آخر بہت منت زاری کی تو فرشتوں نے صرف ایک ڈرہ مارا، تو تمام قبر آگ سے بھڑک اُٹھی۔ اس میت نے کہا کہ تم مجھے کس جرم کی پاداش میں یہ سزا دے رہے ہو فرشتوں نے کہا کہ تو نے ایک نماز بے وضو پڑھی تھی۔ ہر نمازی کو وضو کا خیال رکھنا چاہئے بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔

چوتھا باب

تیمم کے بیان میں

اگر پانی میسر نہ ہو یا وضو کرنے سے بیماری کی زیادتی کا خوف ہو تو تیمم کرنا کافی ہے۔ تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ بسم اللہ کہہ کر مٹی پر مار کر پھونکیں اور ہاتھوں کو چہرے پر اور دونوں ہاتھوں پر پہنچوں تک مل لیں۔ تیمم ہو گیا، دعائیں وضو والی ہی پڑھیں۔ موزوں اور پگڑی پر مسح کرنا جائز ہے۔ عذر کی حالت میں غسل اتارنے کے لئے تیمم ہی کافی ہوگا۔ مقیم ایک دن رات اور مسافر تین دن رات موزوں پر مسح کر سکتا ہے۔ جبکہ با وضو حالت میں موزے پہنے ہوں۔

تیمم کے مزید مسائل اور مفصل بیان : اصطلاح شرع میں پانی نہ ملنے کی حالت میں طہارت کی نیت سے پاک مٹی کا قصد کر کے اُسے ہاتھوں اور منہ پر ملنا تیمم کہلاتا ہے۔ پانی نہ ملنے کی کئی ایک صورتیں ہیں۔ مسافر کو ہو سکتا ہے سفر میں پانی نہ ملے۔ یا پانی تک پہنچنے پر نماز ہی کا وقت ختم ہو جائے یا وضو کرنا میں مریض کو مرض کی زیادتی کا خوف ہے۔ یا پانی حاصل کرنے میں حبان کا ڈر ہو، یا پانی لانے میں کسی دشمن

یاد رہے کتے وغیرہ کے کاٹنے کا خطرہ ہے۔ تو ان سب صورتوں میں تیمم کر سکتے ہیں۔ جب تک یہ صورت حال رہے گی مسئلہ تیمم بھی بدستور رہے گا۔ جن باتوں سے وضو ٹوٹ جاتا ہے انہی باتوں سے تیمم بھی ٹوٹ جائے گا۔ اس وضاحت سے معلوم ہوا کہ حالت بدلنے سے مسئلہ بھی تبدیل ہو جاتا ہے

پہلی حدیث، جنابت کی حالت میں تیمم | بخاری و مسلم میں عمرانؓ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہؐ

صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ سفر میں تھے۔ آپؐ نے لوگوں کو نماز پڑھائی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے، تو اچانک آپ کی نظر ایک صحابی پر پڑی جو نمازیوں سے دور بیٹھا ہوا تھا جماعت سے نماز نہیں پڑھی تھی۔ آپؐ نے اُس سے فرمایا، اے شخص! نماز جماعت کے ساتھ کیوں نہیں پڑھی؟ اُس نے کہا اے اللہ کے رسول! میں مجنبی ہو گیا ہوں اور پانی نہ مل سکا۔ اللہ کے پیارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، تیرے لئے صرف مٹی سے تیمم کر لینا کافی ہے۔ یہ ہے اس حدیث کا مفہوم، جس سے امت کے لئے آسانی ہو گئی۔ مگر نماز چھوڑنے کی رخصت نہ ملی۔

دوسری حدیث میں تیمم | اگر احتلام ہو جائے یا زخمی ہو جائے پھر کیا کرے؟ ابو داؤد میں حضرت

جابر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ہم سفر میں نکلے تو ہم میں



سے ایک صحابی کے پتھر لگا جس سے اُس کے سر میں شدید زخم ہو گیا۔ پھر اس کو احتلام ہو گیا جس سے غسل فرض ہو گیا۔ اُس نے اپنے ساتھیوں سے مسئلہ پوچھا کہ میرے لئے شریعت میں تیمم کی رخصت ہے یا نہیں؟ ساتھیوں نے یہ جواب دیا کہ جب پانی موجود ہے پھر تیمم کیسا؟ پھر وہ زخمی صحابی نہایا غسل کیا، سر پھٹا ہوا تھا، غسل کے بعد وہ صحابی وفات پا گیا۔ سفر سے جب ہم واپس مدینہ آئے تو اس واقعہ کی حقیقت سے آپ کو آگاہ کیا تو آپ نے فرمایا، مارا اس صحابی کو لوگوں نے، اللہ تعالیٰ مارے ان کو بھی۔ جب مسئلہ کا علم نہیں تھا تو کیوں بغیر علم کے فتویٰ دیا۔ معلوم ہوا جب تک کسی مسئلے کا علم نہ ہو مفتی بن کر فتوے نہ دیں۔ مجرم ہے۔ پھر آپ نے فرمایا یقیناً کفایت کرتا مرنیوالے کو یہ کہ تیمم کرتا اور اپنے زخم پر پٹی باندھتا پھر اس پر مسح کرتا اور اپنا باقی بدن دھو ڈالتا۔ اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ معلوم ہوا کہ اگر کسی کمزور یا بیمار آدمی کو احتلام ہو جائے یا کسی مجبوری سے غسل فرض ہو جائے، میاں بیوی دونوں میں سے جو بھی مضر کمزور ہو خاص کر سردیوں میں جبکہ برف جم رہی ہو یا ہر نکلنا رات کو بہت ہی دشوار ہو، پانی بھی گرم کرنے کا بند و بست نہ ہو اور اگر ٹھنڈے پانی سے غسل کرے تو مرض کے زیادہ ہونیکا خطر ہے تو ان سب صورتوں میں اگر ہو سکے صرف استنجا کر لے۔ باقی



تیمم کر کے نماز وقت پر ادا کرنی چاہئے۔ مرد ہو یا عورت، مسافر ہو یا مقامی نماز پڑھنی فرض ہے۔ جائضہ اور نفاس الی عورتیں بعد فراغت بوقت ضرورت تیمم کر کے نماز پڑھ سکتی ہیں۔ اسلئے کہ تیمم عذر کی حالت میں وضو اور غسل دونوں کے قائم مقام ہے اور یہ مسئلہ بھی معلوم ہو گیا کہ زخموں اور پھوڑوں وغیرہ کی پٹی پر مسح کر لینا درست ہے۔ ایک اور مسئلہ سمجھ لیجئے۔ تیمم صرف پاک مٹی سے ہوتا ہے۔ کپڑے۔ پتھر۔ لکڑی۔ لوہے اور کوئلہ وغیرہ سے تیمم کرنا جائز ہی نہیں۔

ایک اور مسئلہ بھی سنئے۔ ایک ہی تیمم سے وضو کی طرح کئی ایک نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔ کیونکہ تیمم کرنے والا بھی پورا پورا وضو کرنے والے کے حکم میں ہو جاتا ہے۔ ختم ہوا تیمم کا بیان

اللہ تعالیٰ

سب مسلمانوں کو عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین



پانچواں باب

اذان کے بیان میں

شرعی اصطلاح میں نماز کے وقت الفاظ مخصوصہ کیساتھ کسی بلند مقام پر بلند آواز سے اعلان کرنے کا نام اذان ہے۔ سنہ ہجری میں اس کا اجراء ہوا وہ اس طرح کہ مدینہ کے مسلمان صحابہ کرام کی خواہش ہوئی کہ نماز کے لئے لوگوں کو جمع کرنے کا کوئی طریقہ ہونا چاہیے۔ مشورہ دینے والوں میں سے کسی نے آگ جلانے کا کسی نے بجل بجانے کسی نے ناقوس بجانے کا مشورہ دیا۔ یہ چیزیں مجوس، یہود، نصاریٰ کے ہاں رائج تھیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی کی بھی رائے پسند نہ فرمائی۔

آخر ایک دن عبداللہ بن زید بن عبدالربہ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے خواب کو بیان کیا جس میں اذان کے الفاظ کسی بتانے والے نے بتائے تھے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب سن کر ان ہی الفاظ کو اذان کے لئے جاری فرمایا قال رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَا بَلَاءُ



فَمَرْفَعًا دِالِ الصَّلَاةِ (ترمذی) فرمایا اے بلال! اٹھو
نماز کے لئے اذان پکار دو!

الفاظ اذان یہ ہیں :- اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ
اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ -
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ - اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ
اللّٰهِ - اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ - حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ
حَيَّ عَلَى الصَّلَاةِ - حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ - حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ
اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ -

اذان کا مقصد ہے اُس خدائے کائنات کی بڑائی و کبریائی
کا اعلان جو نہ صرف خالق کائنات ہے بلکہ اپنی کائنات میں مختار
کُل ہے کوئی کسی امر میں اس کا شریک نہیں - یہ اعلان اذان
اس لئے ہے کہ ایک بندہ مومن جو اُس اللہ پر ایمان لایا ہے
جس کے مظاہر زمین سے لے کر آسمان تک پھیلے ہوئے ہیں
جن کو وہ دیکھ کر بے اختیار کسی بلند مقام پر بلند آواز سے
اس اللہ کی عظمت و بڑائی کا اعلان کرنے کے لئے ٹھہرا ہو جاتا ہے
اور پکارنے لگتا ہے اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ اَكْبَرُ اللّٰهُ سُبُّ اللّٰهِ سُبُّ اللّٰهِ
ہے - اللہ کے حکم میں کوئی بھی شریک نہیں - پھر آخر میں معبودان
باطلہ کو لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ کی تیغ سے ختم کر دیتا ہے -



ترجیع والی اذان کا طریقہ | اذان ترجیع سے دنیا یا غیر ترجیع

سے دینا، دونوں جائز ہیں۔ ترجیع اس اذان کو کہتے ہیں جس میں شہادتین یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو پہلے دُوبار آہستہ آواز سے کہنا پھر دُوبار بلند آواز سے کہنا اور یہی افضل ہے۔ اور فجر کی اذان میں حَتّٰی عَلَی الْفَلَاحِ کے بعد دُوبار الصَّلٰوۃُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ الصَّلٰوۃُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کہنا ضروری ہے (ابوداؤد)

اذان کے جواب کا طریقہ | اذان و تکبیر کا جواب مرد و عورت سب کا اور اس کا ثواب دینا چاہئے دُوی عَنْ مَّيْمُونَةَ اَنَّ

رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم قَامَ بَيْنَ صَفِّی الرَّجَالِ وَ النِّسَاءِ فَقَالَ یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ اِذَا سَمِعْتُمْ اَذَانَ هَذَا الْحَبَشِيِّ وَاِقَامَتَهُ فَقُلْنَ کَمَا یَقُوْلُ فَاِنَّ لَکُنَّ بِکُلِّ حَرْفٍ اَلْفُ اَلْفِ دَرَجَةٍ قَالَ عُمَرُ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْہُ هَذَا لِلنِّسَاءِ فَمَا لِلرِّجَالِ قَالَ ضِعْفَانِ یَا عُمَرُ رَدَّوْا الْطَّبْرَانِیَّ فِی الْکَبِیْرِ وَفِیْہِ نِکَاۃٌ۔ یعنی مردوں عورتوں کی صفوں کے درمیان کھڑے ہو کر رسول اللہ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم نے فرمایا اے عورتو! جب تم اس حبشی کی اذان و تکبیر سنو تو جس طرح یہ کہتا ہے تم بھی کہا کرو تو تمہیں ایک ایک حرف کے بدلے ایک لاکھ نیکیاں



ملیں گی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ یہ ہوا اجر عورتوں کا مردوں کو کیا ملیگا؟ آپ نے فرمایا، اے عمر! اس سے دوگنا۔ عبد اللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا سَمِعْتُمُ

الْمُؤَذِّنَ فَقُولُوا مِثْلَ مَا يَقُولُ (روایہ مثل ما یتقول المؤذن) تم صلوٰۃ علیٰ فی اللہ من صلی علی صلوٰۃ صلی اللہ علیہ بیعا عشرًا یعنی جب تم اذان سنو تو جیسے مؤذن کہتا ہے ویسے ہی اس کے جواب میں تم بھی کہتے جاؤ۔ ایک روایت میں ہے کہ جب مؤذن حَیَّ عَلَى الصَّلَاةِ - حَیَّ عَلَى الْفَلَاحِ کہے تو سننے والا ان کے جواب میں لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ کہے اور جب تکبیریں قَدْ قَامَتِ الصَّلَاةُ سُنَّے تو اَقَامَهَا اللہُ وَاَدَامَهَا کہے۔ پھر اذان کے بعد مجھ پر درود بھیجو۔ جو مجھ پر ایک بار درود بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے (مسلم)

اذان کے جواب دینے پر بہشت کا داخلہ صحیح مسلم کی حدیث شریف

سے معلوم ہوا کہ اذان کو غور سے سُننا چاہئے، اور فرمان رسول کے مطابق اذان کا جواب بھی دینا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کی کس قدر رحمت ہے کہ جس مرد و عورت نے صدق دل سے اذان کا جواب دیا وہ بہشت میں داخل ہوگا۔ مسلمانوں! جب بھی



اذان کی آواز سُنو تو گھر کے تمام افراد کو خاموش کرادو۔ عورتیں، مرد، بچے اور بوڑھے سب ہی اذان کا جواب دیں۔

ہاں ایک مسئلہ اور سمجھ لیں۔ بعض لوگ جب اذانِ تکبیر میں آپ کا نام سُنتے ہیں تو صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھتے ہیں۔ یہ صریحاً حدیث کی مخالفت ہے۔ آپ کا فرمان تو یہی ہے جو مؤذن کہے وہی جواب دو۔ حضرت بلالؓ نے کلمہ شہادت پر یعنی اَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدًا رَّسُولُ اللّٰہِ کے بعد درود نہیں پڑھا، اور نہ ہی آپ نے اذان و تکبیر میں درود پڑھنے کا حکم دیا، اس لئے یہ عمل خلافِ سنت ہے۔

اذان کے بعد درودِ مسنون کے الفاظ یہ ہیں (۱) اَللّٰهُمَّ
 کِی دُعائیں صَلِّ عَلَیْ مُحَمَّدٍ وَعَلَیْ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ
 عَلَیْ اِبْرٰہِیْمَ وَعَلَیْ اٰلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مُّجِیدٌ ۵
 اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلَیْ مُحَمَّدٍ وَعَلَیْ اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ
 عَلَیْ اِبْرٰہِیْمَ وَعَلَیْ اٰلِ اِبْرٰہِیْمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مُّجِیدٌ ۵
 (مشکوٰۃ) (۲) درود کے بعد اذان کی دعا یہ ہے اَللّٰهُمَّ

رَبِّ هَذِهِ الدَّعْوَةُ التَّامَّةُ وَالصَّلَاةُ الْقَاصِمَةُ اَلِیْتَ
 مُحَمَّدًا الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا
 الَّذِیْ وَعَدْتَهُ اے اس دعوتِ تامہ یعنی اذان اور نماز
 قائمہ کے رب! تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو فضیلت اور مقامِ وسیلہ

عطار فرما اور ان کو مقام محمود میں پہنچا جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے اذان سن کر یہ دُعا پڑھی حَلَّتْ لَهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ تَوْقِيَاتِ کے دن وہ میری شفاعت کا مستحق ہو گیا (بخاری شریف) بعض لوگ اس دُعا میں وَ الدَّرَجَةِ السَّافِيَةِ پڑھتے ہیں یا فجر کی اذان میں الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ کے جواب میں صَدَقْتَ وَ بَرَرْتَ پڑھتے ہیں۔ ان الفاظ کا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ثبوت نہیں ہے۔

(۳) اذان کے بعد کی ایک اور دُعا۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِمُحَمَّدٍ رَّسُولًا وَ بِالْاِسْلَامِ دِينًا حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اذان سن کر یہ دُعا پڑھے غُفِرَ لَهُ ذَنْبُهُ تو اس کے گناہ بخش دیے جاتے ہیں (مسلم)

(۴) مغرب کے وقت علاوہ مذکورہ دُعاؤں کے درج ذیل دُعا بھی ثابت ہے چنانچہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو مغرب کی اذان کے وقت اس دُعا کے پڑھنے کی تعلیم دی اَللّٰهُمَّ هَذَا اِقْبَالُ



لَيْلِكَ وَإِدْبَارُ نَهَارِكَ وَأَصْوَاتُ دُعَائِكَ فَأَغْفِرْ لِي اے اللہ! یہ تیری رات کے آنے اور تیرے دن کے جانے اور تیرے پیکارنے والوں کی آوازوں کا وقت ہے۔ تو مجھ کو بخش ہی دے نسانی میں ہے جو اخلاص کے ساتھ اذان کا جواب دے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

مؤذن کی فضیلت | حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے اور اسکا اجر و ثواب | روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَنْ أَدَّنَ سَبْعَ سِنِينَ مُحْتَسِبًا كُتِبَتْ لَهُ بَرَاءَةٌ مِّنَ النَّارِ جس نے سات برس تک ثواب کی نیت سے اذان دی تو اس کے لئے دوزخ سے برائت لکھ دی جاتی ہے سب سے زیادہ خوش نصیب وہ انسان ہے جس کے حق میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دُعا فرمائی ہو چنانچہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اَلْمُؤَذِّنُ وَالْمُؤَذَّنُ مُؤْتَبِرٌ اَللّٰهُمَّ ارْشِدِ الْاَرْمَتَةَ وَاغْفِرْ لِلْمُؤَذِّنِ يَعْنِي اِمَامِ نمازیوں کا کفیل ہے اور مؤذن اقامت نماز کا امین ہے۔ یا اللہ! اماموں کو رشد، ہدایت، نیک سمجھ دے اور مؤذِنوں کو بخش دے۔

مؤذن بلند آواز والا ہونا چاہئے | مؤذن خوش الحان

اور بلند آواز والے ہونے چاہئیں جیسا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے متعلق آپ نے فرمایا **فَإِنَّهُ أَتَدَايَ وَ أَصَدَّ صَوْتًا** بلال رضی اللہ عنہ اور بلند آواز والے ہیں۔

مؤذن جتنی بلند آواز سے اذان دے گا اور جو چیز بھی اذان کی آواز سُننے کی وہ قیامت کے دن اُس کے لئے گواہ ہوگی۔ **لَا يَسْمَعُ مَدَايَ صَوْتِ الْمُؤَذِّنِ حِينَ وَكَّرَ النَّاسُ إِلَّا شَهِدَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَمَةِ** (بخاری)

اذان اور جماعت | اذان اور جماعت کھڑی ہونے کے کے درمیان وقفہ درمیان وقفہ کرو کہ کھانے پینے والا کھاپی کر فارغ ہو جائے اور پیشاب پاخانہ کی ضرورت والا اپنی ضرورت سے فارغ ہو جائے (ترمذی)

دُعَا کی قبولیت | حضرت انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **لَا يُرَدُّ الدُّعَاءُ بَيْنَ الْآذَانِ وَالْإِقَامَةِ** اذان اور تکبیر کے درمیان دُعَا رد نہیں ہوتی۔

جو جائز دُعَا دین و دنیا کی انسان مانگے اللہ تعالیٰ ضرور قبول فرماتا ہے۔

اذان و اقامت | جامع ترمذی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہنے کا طریقہ سے مرفوعاً اذان اور اقامت کا طریقہ



یوں بیان کیا گیا ہے کہ اِذَا اَذَنْتَ فَتَرَسَّلْ وَاِذَا اَقْدَمْتَ
فَاَحْذَرْ جِبْ اِذَا نَ کھوتو ٹھہر ٹھہر کر اور جب تکبیر (اقامت) کہو تو
جلدی جلدی - ایک روایت میں یوں ہے اَمْرٌ بِلَالٍ اَنْ يُّشْفَعَ
اِلََّا اِذَا نَ وَيُؤْتَرُ اِلَّا قَامَةً حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم
دیا گیا کہ اذان جفت کہیں اور اقامت (تکبیر) طاق (اکہری)
کہیں (ترمذی) یعنی اذان کے کلمات دو۔ دو بار اور تکبیر
کے کلمات ایک ایک بار کہے جاتے ہیں سوائے قَدْ قَامَتْ
الصَّلَاةُ کے کہ یہ دو بار ہی کہے جاتے ہیں (ابوداؤد)

جس طرح اذان کے جواب دیئے کا حکم ہے
تکبیر کا جواب | اسی طرح تکبیر کا جواب بھی ہے قَدْ
قَامَتْ الصَّلَاةُ کے جواب میں اَقَامَهَا اللّٰهُ وَاَذْأَمَرَا کہے
(ابوداؤد) اگرچہ تکبیر کہنے کا حق بھی مؤذن ہی کا ہے مگر امام
کسی اور سے کہلوانا چاہے تو کہلوا سکتا ہے (بلوغ المرام)
سفر میں بھی اذان و اقامت کے ساتھ نماز ادا کرنی ثابت اور
اجرو ثواب ہے (نسائی)

بارش کی اذان | سخت سردی اور آندھی بارش وغیرہ عذر میں
جماعت میں حاضر ہونا معاف ہے - ہر شخص اپنے گھر میں
اکیلے یا جماعت سے نماز پڑھ سکتا ہے - اور مؤذن کو بھی
چاہئے کہ حَيَّ عَلَيْنَا (یعنی حَيَّ عَلَي الصَّلَاةِ حَيَّ عَلَي الْفَلَاحِ) کی

جگہ اَلَا صَلُّوْا فِی الْوَحَالِ کہدے یعنی آج ترک جماعت کی رخصت
ہے اپنے گھروں یا ڈیروں میں نماز پڑھ لو۔ (نصرۃ الباری
ترجمہ صحیح البخاری پارہ ۳ صفحہ ۱۰۴)

چھٹا باب

سحری کی آذان و مسائیل میں

سحری کی آذان کے متعلق حضرت سالم اپنے باپ سے
روایت کرتے ہیں، انھوں نے کہا کہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اِنَّ بِلَالَ يُؤَدِّنُ بَلِيلٌ فَكُلُوْا وَا
اشْرَبُوْا حَتّٰی تَسْمَعُوْا تَاَذِيْنَ ابْنِ اُمِّ مَكْتُومٍ (ترمذی)
یعنی نبی علیہ السلام نے فرمایا کہ بلال رات کو سحری کے وقت
آذان دیتے ہیں تو تم ان کی آذان پر کھاؤ پیو جب تک کہ ابن ام
مکتوم رضی کی آذان نہ سُنو۔ ایک روایت میں ہے لَا يَنْتَعِنَ اَحَدُكُمْ
اَذَانَ بِلَالٍ مِّنْ سَحُوْرٍ اَوْ مِّنْ لُّوْغٍ مِّنْ سَحُوْرٍ اَوْ مِّنْ لُّوْغٍ
آذان سحری سے نہ روکے۔

سحری کی آذان ماہ رمضان میں اللہ کے پیارے رسول
صلی اللہ علیہ وسلم نے کہلوائی اور دُؤ مؤذّن مقرر کئے۔

ساتواں باب

مساجد کے فضائل و مسائل میں

قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ ، وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنْ
مَنْعَ مَسْجِدِ اللَّهِ أَنْ يُشَدَّ كَرَفِيْهَا اسْمُهُ وَسَعَى فِي
خَرَابِهَا أُولَئِكَ مَا كَانَ لَهُمْ أَنْ يَتَّخِذُوهَا آيَاتٍ فَيُفِيْنَ
لَهُمْ فِي الدُّنْيَا خِزْيٌ وَلَهُمْ فِي الْآخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيمٌ

(پارہ المء سورہ بقرہ آیت ۱۱۴)

ترجمہ :- اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو گا جو اللہ
کی مسجدوں میں اس بات سے روکے کہ اس کا نام لیا جائے اور
اسکی عبادت کی جائے اور انکے ویران کرنے کے درپے ہو۔ انکو
تو بے ہیبت ہو کر مسجد میں قدم بھی نہ رکھنا چاہیے تھا۔ اور
انکے لئے زیبا یہی تھا کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے مساجد
میں داخل ہوتے۔ انکے لئے دنیا میں بھی رسوائی ہے۔ اور
ذلیل ہو کر رہیں گے۔ اور آخرت میں تو بڑا عذاب ہو گا۔

اس آیت کے الفاظ میں عمومیت ہے اور ایک عام
قاعدہ اور ضابطہ بیان کر دیا ہے۔ پس آیت کا مفہوم یہ ہوا
کہ جو شخص بھی کسی مسجد سے لوگوں کو اللہ کا ذکر کرنے سے روکے

یا کوئی ایسی حرکت یا کوئی کام ایسا کرے جس سے بھی مسجد ویران ہو جائے اور ایسا کرنا بڑے ظلم کی بات ہے اور اس کی تمام صورتیں حرام ہیں۔ ایسے ظالم شخص کو اللہ تعالیٰ دنیا میں بھی رسوا کرے گا اور آخرت میں اس کے لئے بڑا عذاب علیحدہ ہے۔

مساجد کے فضائل | ابوذر رضی اللہ عنہ کا بیان ہے میں نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا اُمّی مَسْجِدٌ وَضَعَ فِي الْأَرْضِ أَوَّلُ قَالَ الْمَسْجِدُ الْحَرَامُ قَالَ قُلْتُ ثُمَّ أُمّی قَالَ ثُمَّ الْمَسْجِدُ الْأَقْصَى قُلْتُ كَمْ بَيْنَهُمَا قَالَ أَرْبَعُونَ عَامًا ثُمَّ الْأَرْضُ لَكَ مَسْجِدٌ فَحِثُّ مَا أَدْرَاكَ أَنَّكَ الصَّلَاةُ فَصَلِّ (بخاری) کہ دنیا میں سب سے پہلے کونسی مسجد بنائی گئی ہے؟ آپ نے فرمایا مسجد الحرام یعنی بیت اللہ خانہ کعبہ۔ پھر میں نے پوچھا اس کے بعد؟ آپ نے فرمایا مسجد اقصیٰ بیت المقدس۔ میں نے معلوم کیا ان دونوں کے درمیان کتنی مدت ہے؟ آپ نے فرمایا چالیس سال اور ویسے تو ساری زمین تمہارے لئے مسجد ہے جہاں کہیں نماز کا وقت ہو جائے نماز پڑھ لو۔

مساجد کا بحیثیت ثواب و اجر کے فرق یوں بتایا چنانچہ ابن ماجہ میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت ہے صَلَاةُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِهِ بِصَلَاةٍ وَصَلَاةُهُ فِي الْمَسْجِدِ

الْقِبَائِلِ بِخَمْسٍ وَعِشْرَيْنَ صَلَوةً وَصَلَوةً فِي الْمَسْجِدِ
الَّذِي يُجْمَعُ فِيهِ بِخَمْسٍ مِائَةِ صَلَوةٍ وَصَلَوةً فِي
الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى بِخَمْسِينَ أَلْفَ صَلَوةٍ وَصَلَوةً فِي الْمَسْجِدِ
الْحَرَامِ بِمِائَةِ أَلْفَ صَلَوةٍ۔ یعنی آدمی کی نماز اپنے گھر میں
دعائے جمعہ، ایک نماز کا ثواب رکھتی ہے لیکن محلہ کی مسجد میں اگر
نماز پڑھنا چاہے درجہ ثواب میں زیادہ ہے اور جامع مسجد
پانچ سو درجے فضیلت میں زیادہ ہے اور مسجد اقصیٰ بیت المقدس
میں جا کر نماز پڑھنا پچاس ہزار نماز کے برابر اور میری مسجد (مسجد
نبوی) میں بھی پچاس ہزار نماز کے برابر اور خانہ کعبہ بیت اللہ میں
ایک لاکھ نماز کے برابر اجر و ثواب ملتا ہے۔

اسی واسطے بغرض زیارت، اجر و ثواب سوائے ان تین
مسجدوں مسجد حرام مکہ میں، مسجد نبوی مدینہ میں، مسجد
اقصیٰ شام میں کے اور کسی جگہ کا سفر زیارت جائز نہیں۔ حدیث
شریف کے الفاظ ہیں لَا تَشَدُّ الرِّحَالُ إِلَّا إِلَى ثَلَاثَةِ مَسَاجِدَ
مَسْجِدِ الْحَرَامِ وَمَسْجِدِ الْأَقْصَى وَمَسْجِدِي هَذَا۔
(مشکوٰۃ)

مسجد بنائے کا اجر و ثواب

یہ ہے کہ جو اللہ کی رضا کیلئے

مسجد بنائے گا اللہ تعالیٰ اس کے واسطے جنت میں مکان بنا
گا۔ مسجدوں کے متولی، مسجدوں کو آباد کرنے والے ان کی لوٹ

پھوٹ کی نگرانی کرنے والے متقین ہونے چاہئیں کیونکہ حدیث میں ہے اِذَا سَأَلَ الرَّجُلُ يَتَعَاهَدُ الْمَسْجِدَ فَاشْهَدُوا لَهُ بِالْإِيمَانِ (ترمذی) جب تم کسی شخص کو مسجد کی خبر گیری کرتے دیکھو تو اس کے ایمان کی گواہی دو۔ اور یہ یاد رہے کہ ایمان کی گواہی جب ہی ہوگی جب کہ مسجد کی نگرانی کے ساتھ ساتھ خود بھی نماز کے پابند ہوں تب یہ ایمان کی نشانی اور خوش نصیبی ہے مسجد کو جنت کا باغ بھی فرمایا ہے رُبِنِي عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَافِرًا ہے۔ اِذَا مَرَّ نَمْرُ بَرِيَاضِ الْجَنَّةِ فَأَسْرَعُوا قِيْلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَا رِيَاضُ الْجَنَّةِ قَالَ الْمَسَاجِدُ قِيْلَ وَمَا الرَّثْعُ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ (مشکوٰۃ)

جب تم جنت کے باغیچوں سے گزرو تو پچھل پھل کھالیا کرو۔ لوگوں نے عرض کیا حضور! جنت کے باغیچے کیا ہیں؟ آپ نے فرمایا مسجدیں۔ پھر پوچھا پھل کھانے کا کیا مطلب ہے؟ آپ نے فرمایا (یہ پڑھنا) سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ (انکو پڑھنا گویا جنت کے پھل کھانا ہے)

مسجد کے جانے کے | مسجدوں میں دور دور سے اندھیروں
طریقے اور دعائیں! میں چل چل کر آنے والوں کو قیامت

کے دن نور تمام کی خوش خبری سنا دو۔ مسجد سے کوڑا تینکا بغرض صفائی ستھرائی نکال کر پھینکنے والے بھی اجر اور ثواب دیتے

جائیں گے مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے والے کو آتے جاتے ہر قدم پر ایک نیکی ملتی ہے اور دوسرے قدم پر گناہ معاف۔ جو گھر سے با وضو مسجد کو جائے اور یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر متوجہ ہوتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کیلئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ دعا یہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّابِلِیْنَ عَلَیْكَ وَبِحَقِّ مَمْسَاۤیْ هٰذَا فَاِنِّیْ لَمَّا اَخْرَجْتُ اَسْرًا وَّلَا بَطْرًا وَّلَا رِیَآءًا وَّلَا سَمْعَةً وَّوَحْرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخِطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاۤیْكَ فَاَسْئَلُكَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تَغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (ابن ماجہ) نیز نماز کے لیے مسجدوں میں چل کر جانا رفع درجات کا سبب ہے۔

فرض نماز کے لئے گھر سے وضو کر کے جانیوالے کو حج کا ثواب ملتا ہے۔

وَعَنْ ابْنِ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم

مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا اِلَى صَلَٰوةٍ مَّكْتُُوْبَةٍ فَاجْرَهُ كَاَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ (رواہ ابوداؤد)

ابی امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص نکلتا ہے اپنے گھر سے با وضو ہو کر فرض نماز کے لئے۔ پس ثواب اُس کا مانند ثواب حج کرنے والے

احرام باندھنے والے کے ہے۔ اللہ اکبر محنت کم اجرت زیادہ ملتی ہے اور مسجد میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں داخل کرنا چاہئے اور یہ دُعا پڑھنی چاہئے :

اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ۔ ترجمہ :- اے اللہ میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ دوسری دُعا :- اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ وَبِوَجْهِ الْكَرِيْمِ ۝ وَبِسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ ۝ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ۝ ترجمہ :- میں پناہ پکڑتا ہوں، اللہ بڑی عزت والے کی، اور اس کے چہرے عزت والے کی، اور اسکی قدیم حکومت کی شیطان مردود سے۔ اس دُعا کے پڑھنے سے پورے دن شیطان سے محفوظ رہتا ہے۔ تیسری دُعا :- بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ رَبِّ اَعْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ۝ (مشکوٰۃ) ترجمہ :- میں اللہ کے نام کے ساتھ داخل ہوں۔ اور درود و سلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر۔ اے میرے رب! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔ اور جب مسجد سے نکلے تو یہ دُعا پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ۔ ترجمہ :- اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں مسجد سے نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں نکالنا چاہئے۔

صحابہ کرام مسجد میں جاتے وقت قریب قریب قدم رکھتے تھے تاکہ زیادہ سے زیادہ قدم ہوں اتنا ہی اجر زیادہ ملے گا۔
 واضح باد مساجد میں محراب کا بنانا حدیث شریف میں منع آیا ہے۔ طبرانی اور بیہقی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بچو ان محرابوں سے۔ اور ابن ابی شیبہ نے موسیٰ جہنی رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت نقل کی ہے کہ فرمایا میری امت خیر رہے گی جب تک وہ اپنی مسجدوں میں نصاریٰ کی طرح محراب نہ بنائیں اور اسکی کراہت میں بہت سے آثار صحابہ مروی ہیں (در منثور)

مساجد میں محراب بنانے کا بیان

علماء محققین نے تصریح کی ہے کہ مسجدوں میں نصاریٰ کی طرح محراب بنانے بدعت ہیں۔ محلی ابن

حزم جلد ۲ ص ۲۳۹ میں ہے۔ یعنی مسجدوں کے محراب بدعت ہیں مکہاریب النصاری۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجد میں محراب بُرا سمجھتے تھے۔ پھر حضرت کوئٹہ سے نقل کیا ہے کہ آخر زمانہ میں ایسی قوم ہوگی جن کی عمریں چھوٹی ہونگی، وہ مسجدوں کو بہت زینت دار کریں گے اور مسجدوں میں محراب بنائیں گے جب وہ یہ کام کر چکیں گے تو ان پر قسم قسم کے عذاب نازل ہونگے۔

آداب مساجد میں سے یہ ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو تو دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ لو۔ مسجد کی صفائی ستھرائی رکھنا آداب سے ہے۔ مسجد میں بلند آواز کرنا، گم شدہ کا اعلان، خلاف شرع اشعار کا پڑھنا خرید و فروخت، بدبودار چیز کھا کر آنا، مجنون و کم سن بچوں کو لانا منع ہے (ترغیب) عورتیں مسجد میں اگر نماز پڑھ سکتی ہیں۔ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں عورتیں مسجد میں اگر نماز پڑھا کرنی تھیں۔ مریم علیہا السلام مسجد کے حجرہ میں رہتی تھیں، انکو بھی یہی حکم ہوا کہ وہ نماز کی پابندی کریں۔ ارشاد الہی ہے یَا مَرْيَمُ اقْنُتِي لِرَبِّكِ وَاسْجُدِي وَارْكَعِي مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝ حدیث شریف میں ہے نمازی عورتوں کی آخری صف اور مردوں کی اول صف بہتر ہے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں کہ ہم فجر کی نماز (صبح صادق ہونے پر) اتنے اندھیرے میں (موسم سرما میں جب کہ راتیں لمبی ہوتی ہیں) پڑھتے تھے۔ نماز کے بعد عورت واپس مسجد سے اپنے گھر جاتی تو ہم نہیں پہچان سکتے تھے کہ مرد جا رہا ہے یا عورت۔ مقصد یہ کہ عورتوں کا مسجد میں اگر نماز باجماعت ادا کرنا اجر و ثواب کا باعث ہے۔

بعض لوگ اس عبارت سے کہ عورتیں نماز کے بعد پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ اس لئے نماز جلدی صبح صادق سے پہلے ہی

پڑھتے ہیں۔ حالانکہ نبی علیہ السلام کے زمانہ مبارک میں مساجد میں چراغ بھی نہیں ہوتے تھے اور خاصکر موسم میں نماز اول وقت آپ پڑھاتے تھے اس لئے عورتیں مسجد سے نکلتے وقت پہچانی نہیں جاتی تھیں۔ اور موسم گرما میں تو آپ کا حکم ہے کہ صبح کی نماز دیر سے پڑھو۔ آپ نے حضرت معاذؓ صحابی کو یہی حکم دیا تھا۔ اکثر لوگ صبح صادق سے ناواقف ہیں۔ صبح صادق مشرق کے کنارے پھیلتی ہے آسمان کے نیچے عرض میں روشنی، سفیدی نظر آجائے تب وقت صبح کا شروع ہوتا ہے۔ جب تک آسمان کے نیچے کے حصہ میں مشرق کی جانب سفیدی نظر نہیں آتی وقت نہیں ہوتا۔

مردوں کی صفیں آگے اور عورتوں کی پیچھے ہونی چاہئیں۔ دونوں عیدوں کے سوا عورتوں کو گھر میں نماز پڑھنا بہت ہی بہتر اور افضل ہے۔ اگر وہ مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کے لئے آنا چاہیں تو انکو روکنا نہیں چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ حُظُوظَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ إِذَا اسْتَأْذَنَكُمْ۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عورت کی نماز مسجد میں پڑھنے سے گھر میں پڑھنی بہتر ہے عبداللہ بن مسعودؓ



سے مروی ہے کہ صحن میں پڑھنے سے دالان میں پڑھنی بہتر ہے اور دالان سے اندر کی کوٹھڑی میں پڑھنا بہتر ہے۔ خلاصہ یہ نکلا کہ گھر کی کوٹھڑی میں پڑھنے کی ایک حکمت یہ بھی ہے کہ عورت کو جب ماہواری آجاتی ہے تو اس حال میں نماز معاف ہے۔ ایک ہفتہ تقریباً نماز چھوڑنی پڑتی ہے۔ یہ پردہ پوشی کا سبب بھی ہے۔ اس لئے کہ گھر کے افراد یہ خیال کریں گے کہ اندر پڑھ لی ہوگی۔

قبروں کو مسجد بنانے والوں پر لعنت | عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ فِي مَرْصِدِ النَّبِيِّ لَمْ يَقُمْ مِنْهُ لَعَنَ اللَّهُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى اتَّخَذُوا قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ مَسَاجِدَ (بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مرض الموت میں فرمایا اللہ نے لعنت فرمائی یہود و نصاریٰ پر جنہوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد (سجدہ گاہ) بنالیا۔

عَنْ جُنْدُبٍ قَالَ سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ الْآوَانُ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ كَانُوا يَتَّخِذُونَ قُبُورَ أَنْبِيَائِهِمْ وَصَالِحِيهِمْ مَسَاجِدَ إِلَّا فَلَ اتَّخَذُوا الْقُبُورَ مَسَاجِدَ إِنَّهَا كَمُ عَنْ ذَاكَ (بخاری)

جندب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا میں نے
نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا، خبردار! تم سے
پہلے والے اپنے نبیوں اور نیک بندوں کی قبروں کو سجدہ گاہ
بنالیتے تھے (انپر سجدے کرتے تھے) تو خبردار! تم لوگ قبروں
کو مسجد (سجدہ گاہ) نہ بنانا۔ میں سختی سے تم لوگوں کو اس سے
منع کرتا ہوں۔

عطار بن یسار کی روایت میں ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم
نے دعا کرتے ہوئے فرمایا اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِيْ وَثَنًا
يُّعْبَدُ اِسْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰی قَوْمٍ اَتَّخَذُوْا قُبُوْرًا
اَنْبِيَاءَ هِمُّ مَسَاجِدَ (مشکوٰۃ)

اے اللہ! میری قبر کو مثل بت ایسا نہ کر جسکی پرستش
کی جانے لگے اللہ کا نہایت غضب ہوتا ہے اس قوم پر جس
نے اپنے نبیوں کی قبروں کو مسجد یعنی سجدہ گاہ بنایا۔

آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ دعا ہر کس طرح اللہ نے
قبول فرمائی کہ آج دنیا میں سینکڑوں، ہزاروں قبریں ایسی
ہیں جن پر لوگوں کے سر جھکتے ہیں اور سجدے کئے جاتے ہیں لیکن
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر پر کسی کا سر نہیں جھک سکتا
اور نہ کوئی سجدہ ہی کر سکتا ہے۔ بھلا زندگی میں یا زندگی کے بعد
آپ کی قبر پر کوئی کیوں کر سجدہ کر سکتا ہے جس نے بتایا کہ سجدہ

اگر ہے تو صرف ایک اللہ کے لئے ہے۔ اس کے سوا اور کسی کے لئے سجدہ جائز نہیں وَ اَنَّ الْمُسْجِدَ لِلّٰہِ فَلَا تُدْعُوْا مَعَ اللّٰہِ اِیْہَا ۝ ساری مسجدیں اور سجدہ گاہیں اللہ ہی کے لئے ہیں (اس سجدہ میں) اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو۔ (القرآن)

آٹھواں باب

ارکانِ خمسہ اور اس کے مسائل

اسلام کے ارکان مالداروں کیلئے پانچ اور غریب کے لئے تین ہیں جیسا کہ بخاری و مسلم میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مرفوعاً مروی ہے بَنِی الْاِسْلَامِ عَلٰی اَکْثَرِ شَہَادَۃٍ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ وَ اِقَامَ الصَّلٰوۃَ وَ اٰتٰءَ الزَّکٰوۃَ وَ صَوَّمْ رَمَضَانَ وَ حَجَّ الْبَیْتِ (مشکوٰۃ) یعنی اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر قائم ہے کلمہ توحید، نماز روزہ، زکوٰۃ، حج۔

ایک حدیث میں توحید و رسالت کے بعد مالداروں پر چار چیزوں کی فضیلت کا ذکر عمار بن حزمؒ رضی اللہ عنہ کی مرفوع روایت میں یوں آیا ہے اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ اَشَدَّ شَیْءٍ عَلٰی الْاِسْلَامِ فَمَنْ جَاءَتْ بِثَلَاثٍ لِّحَدِّثٍ یَّحْتَسِبُ حَسْبَہٗ حَتّٰی یَاْتِیَ بِحَقِّ

جَمِيعًا الصَّلَاةُ وَالزَّكَاةُ وَصِيَامُ سَرْمَاضَانَ وَحَجَّ
 الْبَيْتِ (ترغیب صفحہ ۱۶۰) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ چار چیزیں اللہ تعالیٰ نے اسلام میں فرض فرمائی
 ہیں جو انہیں سے ایک بھی چھوڑے تو اسکی باقی تین بھی عند اللہ
 قبول نہیں جب تک تمام فرائض کا عامل نہ ہو۔ اور وہ فرائض
 پنجوقتہ نماز۔ رمضان کے روزے۔ زکوٰۃ اور حج ہیں۔

جامع ترمذی میں ہے صَلُّوا اَحْمَسَكُمْ وَصُومُوا شَهْرَكُمْ
 وَاَدُّوا زَكَاةَ اَمْوَالِكُمْ وَاَطِيعُوا اِذَا اَمْرُكُمْ مَدَّخُلًا
 جَنَّةَ رَبِّكُمْ یعنی پنجوقتہ نماز۔ رمضان کے روزے۔ اور
 ادائیگی زکوٰۃ کے پابند ہونے اور امام وقت کے مطیع ہو جانے پر
 دخول جنت کی خوشخبری تمہارے لئے ہے۔

تھیں ابن عباس قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ
 وسلم عُمَرَى الْإِسْلَامِ وَقَوَاعِدُ الدِّينِ ثَلَاثَةٌ عَلَيْهِنَّ
 أُسِّسَ الْإِسْلَامُ مَنْ تَرَكَ وَاحِدَةً مِنْهُنَّ فَهُوَ بِهَا كَافِرٌ
 خَلَالَ السَّيْرِ شَهَادَةٌ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَالصَّلَاةُ الْمَكْتُوبَةُ
 وَصَوْمُ سَرْمَاضَانَ (مجمع الزوائد جلد اول صفحہ ۱۹)
 وَفِي رِوَايَةٍ مَنْ تَرَكَ مِنْهُنَّ وَاحِدَةً فَهُوَ بِاللَّهِ كَافِرٌ
 وَلَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ وَقَدْ حَلَّ دَمُهُ وَمَالُهُ

رَوَاهُ أَبُو يَعْلَى بِإِسْنَادٍ حَسَنٍ كَذَا فِي التَّرْغِيبِ وَالتَّرْهِيهِ

صفحہ ۱۲ و ۲۰ و نیل الاوطار صفحہ ۱۱ جلد ۴۔

یعنی اسلام کے کڑے اور دین کے قواعد میں ہیں۔ ان پر اسلام کی بنیاد رکھی گئی ہے۔ جو شخص ایک بھی ان میں سے چھوڑ دے وہ کافر باللہ یعنی خدا کا منکر ہے اس کا کوئی فرض و نفل قبول نہیں۔ اس کا مال و خون حلال ہے یعنی مسلمانوں پر اس کے جان و مال کی حفاظت واجب نہ رہی۔ وہ تین چیزیں یہ ہیں کلہ شہادت۔ فرض نماز۔ رمضان کے روزے۔

فائدہ :- حدیث ہذا میں حج و زکوٰۃ کا ذکر نہیں کیونکہ یہ دونوں مالداروں پر فرض ہیں۔ اور یہ تینوں ہر امیر غریب دونوں پر فرض ہیں پس جب تک انسان یہ پانچوں بناء اسلام اپنے اپنے وقت پر نہ ادا کرے مسلمان نہیں۔ یہ سب اسلام کے ستون ہیں اور ایک دوسرے کے ساتھ انکا ایسا ملاپ اور ارتباط ہے کہ ایک کے بغیر دوسرا مقبول نہیں۔

دین اسلام کے یہ پانچ ارکان ایسے ہیں کہ انہیں سے کسی ایک کو قصداً چھوڑ دینے سے باقی سب نامقبول ہیں۔ توحید اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کا رسول اور اس کا بندہ ماننا اسلام کا پہلا رکن ہے یعنی لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ اَوَّلُ جُزْءٍ۔ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ کا مفہوم ہے کہ زمین و آسمان

اور کل کائنات، کا حقیقی خالق اور الہ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ تمام
النس و جن اور مخلوقات پر اسی کے قانون و احکام نافذ ہوتے ہیں
کیونکہ وہ سب کا روزی رساں اور مشکل کشا و معبود برحق ہے۔
دوسرا جزرہ محمد رسول اللہ کا مطلب یہ ہے کہ آپ
ترجمان وحی قانون الہی کے عامل و مفسر ہیں۔ آپ کا فرمان خدا
کا فرمان۔ آپ کی اطاعت اللہ کی اطاعت، آپ کی نافرمانی اللہ
کی نافرمانی ہے۔ آپ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام مخلوقات
سے افضل اور کل انبیاء کے امام خاتم المرسلین شافع یوم جزا
ہیں۔

دوسرا پنج وقتہ نماز پنج وقتہ نماز باجماعت مسلمانوں
کو علاوہ نجات اخروی کے اجتماعی زندگی استحکام نظم و نسق، عفت
اور مساوات کا سبق دیتی ہے اور نسلی امتیازات کو مٹاتی ہے۔
تیسرا روزہ رمضان۔ روزہ انسان کی رُوح و
جسم کے تنقیہ و تزکیہ اور صحت کا لاجواب نسخہ ہے۔ روزہ رکھنے
سے پرہیزگاری اور ضبط نفس کا سلیقہ حاصل ہوتا ہے۔ روزہ دار
کو بھوکوں پیاسوں کی یاد تازہ رہتی ہے۔ روزہ ایک زبردست
ایٹم بم ہے جو شیطانی فوجوں کے ان مورچوں اور اڈوں کو
تباہ کر دیتا ہے جن سے وہ مؤمنین کے قلبی قلعہ پر دوسواں
لغوا و ہام باطل اور جھوٹے وعدوں کی بمباری کرتی ہیں۔

جائیں گے مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے والے کو آتے جاتے ہر قدم پر ایک نیکی ملتی ہے اور دوسرے قدم پر گناہ معاف۔ جو گھر سے با وضو مسجد کو جائے اور یہ دعا پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر متوجہ ہوتا ہے اور ستر ہزار فرشتے اس کیلئے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔ دعا یہ ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ السَّائِلِیْنَ عَلَیْكَ وَبِحَقِّ مَسْئَلِیْ هَذَا اِنِّیْ لَمْ اُخْرِجْ اَسْرًا وَّلَا بَطْرًا وَّلَا رِیَاءً وَّلَا سُمْعَةً وَّوَحَرَجْتُ اِتِّقَاءَ سَخِطِكَ وَابْتِغَاءَ مَرْضَاتِكَ فَاَسْئَلُكَ اَنْ تُعِیْذَنِیْ مِنَ النَّارِ وَاَنْ تُغْفِرَ لِیْ ذُنُوْبِیْ فَاِنَّهُ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ (ابن ماجہ) نیز نماز کے لئے مسجدوں میں چل کر جانا رفع درجات کا سبب ہے۔

فرض نماز کے لئے گھر سے وضو کر کے جانیوالے کو حج کا ثواب ملتا ہے۔

وَعَنْ ابْنِ اُمَامَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

مَنْ خَرَجَ مِنْ بَيْتِهِ مُتَطَهِّرًا إِلَى صَلَاةٍ مَكْتُوبَةٍ فَاجْرَأَهُ كَأَجْرِ الْحَاجِّ الْمُحْرِمِ (رواہ ابوداؤد)

ابی امامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص نکلتا ہے اپنے گھر سے با وضو ہو کر فرض نماز کے لئے۔ پس ثواب اُس کا مانند ثواب حج کرنے والے

دی گئی ہے حج عمر بھر میں ایک مرتبہ، زکوٰۃ سال میں ایک مرتبہ اور روزے سال میں ایک ماہ کے فرض ہیں۔ شرعی معذوری میں حج بدل اور روزے کی قضا یا کفارہ ہو سکتا ہے لیکن ایک نماز ہی ہے کہ جس کا کوئی بدل یا کفارہ نہیں ہے۔ جخط و پچپن کے علاوہ حالت امیری و غریبی، صحت و بیماری، حضر و سفر، سردی و گرمی، بارش و آندھی، خوشی و غمی، خوف و خطر اور ہر حالت میں ہر روز پانچ مرتبہ پوری شرطوں کے ساتھ اس پر مداومت کرنا لازمی و ضروری ہے۔ اس کی فرضیت کسی حال میں بھی ساقط نہیں۔ جب تک ہوش قائم ہے فرض ہی ہے قرآن مجید میں ہے مَا دُمْتُ حَيًّا (سورہ مریم) ایک اور مقام پر ہے إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَّوْقُوتًا (سورہ نساء) بے شک ایمان والوں پر نماز ہر حال میں فرض ہے اور اس کا وقت بھی مقرر ہے

ان میں سے نشان شدہ بارہ سنتوں کی ادائیگی و دوا محی پر جنت میں ایک محل کی خوشخبری احادیث سے ثابت ہے۔ باقی سنتوں کی بھی فضیلت و تاکید ہے ان کے علاوہ اور سنن بھی احادیث سے ثابت ہیں۔

فرض نماز حفاظت ضروری ہے۔ نماز کو اس کے مقررہ وقت

میں ادا کرو بخاری مسلم میں ہے أَفْضَلُ الْأَعْمَالِ الصَّلَاةُ فِي

اَوَّلِ وَقْتِهَا یعنی نماز کو اوّل وقت پڑھنا سب عملوں سے بہتر ہے اور دوسری روایت میں ہے نماز کا اوّل وقت افضل اور اللہ کی رضا مندی کا ہے اور بیچ کا وقت اللہ کی رحمت (فضیلت سے محرومی) اور آخری وقت میں اللہ کی معافی ہے (اور یہ اللہ کا اختیار ہے معافی دے یا نہ دے) قرآن مجید میں ظہر کی نماز سورج ڈھلنے ہی پڑھنے کا حکم ہے اَقِمِ الصَّلَاةَ لِدُلُوكِ الشَّمْسِ اور مشکوٰۃ میں حدیث ہے جسمیں عصر کا وقت ہر چیز کا سایا اسکے برابر ہونے کو بتایا ہے۔

قرآن حکیم کی آیت سے معلوم ہوا ہے کہ ظہر کی نماز سورج ڈھلنے کے بعد شروع ہوتی ہے ڈھلنے سے پہلے نہیں اور جب ہر چیز کا سایہ برابر ہو جائے تو ظہر ختم اور عصر شروع ہو جائے گی جب سورج ڈھلتا ہے اس وقت بھی سایہ زمین پر ہوتا ہے وہ سایہ کسی بھی موسم میں ختم نہیں ہوتا کہ بالکل نہ لے ہے ہر موسم میں سایہ ڈھلنے کے وقت کم و بیش ہوتا ہے۔ وہ نکال کر پھر سایہ برابر ہو جائے تب عصر شروع ہوگی ورنہ نہیں جب تک اصلی سایہ سمجھ میں نہیں آئے گا ہر آدمی عصر کی نماز میں غلطی کرے گا۔ وَصَلَّىٰ بِي الْعَصْرِ حِينَ صَارَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِّثْلَهُ۔ مسند احمد میں ہے جس سے عصر کی نماز فوت ہو گئی گویا اس کا اہل و عیال گھر بار، مال و اسباب سب کچھ تباہ

برباد ہو گیا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے آپ سے دریافت کیا کہ کونسا عمل افضل ہے؟ آپ نے فرمایا نماز کو اسکے وقت پر پڑھنا۔ پوچھا پھر؟ فرمایا جہاد۔ پوچھا پھر؟ فرمایا ماں باپ کے ساتھ سلوک و احسان کرنا۔

قیامت کے دن سب اعمال | جامع ترمذی جلد اول صفحہ ۵۸ میں ہے **اِنَّ اَوَّلَ سَیِّئَةٍ یَّحْسِبُ بِہِ الْعَبْدُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ مِنْ عَمَلِہِ صَلَوتُہُ فَاِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ اَفْلَحَ وَاِنْ اَنْجَحَ وَاِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ۔**

یعنی قیامت کے دن جب عملوں کا حساب شروع ہوگا تو سب سے پہلے نمازوں کا حساب لیا جائے گا۔ اگر نمازوں کا حساب ٹھیک درست نکلا تو نجات ہے ورنہ ذلیل و خوار ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا **خَمْسُ صَلَوَاتٍ اِفْتَرَضَھُنَّ اللّٰہُ عَلٰی عِبَادِہٖ** (ابوداؤد) یعنی دن رات میں پانچ نمازیں اللہ نے اپنے بندوں پر فرض کی ہیں۔ کیونکہ نماز قیامت کے دن نمازی کے لئے نور، حجت اور ذریعہ نجات ہوگی۔ نماز دین کا ستون ہے۔ نماز کے متعلق نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے عمال کو لکھا تھا میرے

نزدیک تمہارے لئے سب سے اہم کام نماز ہے جس نے نماز کو ادا کیا اس نے اپنے دین کو ثابت رکھا اور جس نے نماز کو ضائع کیا اس نے اپنے تمام اعمال کو برباد کر دیا۔ نماز گناہوں سے بے حیائی اور نافرمانیوں سے روکتی ہے۔ نماز اللہ کی خوشنودی و رضامندی کا سبب ہے۔ نماز کو چھوڑ دینا دین کو ڈھا دینا ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا لَا حَظَّ فِي الْإِسْلَامِ لِمَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ تَارِكٌ صَلَوةً کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں جس نے نماز کی پابندی نہ کی، چھوڑ دی اس کے لئے قبر و حشر میں روشنی نہ ہوگی اور قیامت کے دن بے نمازی کا حشر قارون، فرعون، ہامان، ابی بن خلف جیسے اشد کافروں اور مجرموں کے ساتھ ہوگا۔ نماز کا اسلام سے ایسا تعلق ہے جیسے سر کا بدن سے یعنی نماز کے بغیر اسلام کا دعویٰ غلط اور بے کار ہے۔ بندہ اور کفر کے درمیان نماز کا فرق ہے جس نے نماز چھوڑ دی وہ عند اللہ کافر اور ایک روایت میں ہے وہ مشرک ہے۔ بے نمازی کے حق میں شفاعت بھی قبول نہ ہوگی۔ بے نمازی کو جہنم کے پیپ کچ لہو والے گہرے کنوئیں غوطہ دیا جائے گا۔ اور اس کا ٹھکانا نار سقر ہوگا۔ العیاذ باللہ۔

صحابہ کرام حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت علیؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابوالدرداءؓ، حضرت جابر بن عبداللہؓ، بلا عذر

شرعی عابد تارک صلوٰۃ کو کافر جانتے تھے۔ کتاب الصلوٰۃ میں
حضرت سفیان ثوری، امام اوزاعی، عبد اللہ بن مبارک، حماد وکیع
امام مالک بن انس، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، اسحق بن راہویہ
وغیرہ رحمہم اللہ تعالیٰ بے نمازی کی سزائے قتل پر متفق ہیں۔

نَوَائِبُ

صف بندی کے بیان میں اور اس کی شرعی حیثیت

قرآن مجید میں صف کے متعلق کئی مقامات پر ذکر کیا گیا ہے
(۱) وَالصَّفَّاتِ صَفًّا ۝۲ وَإِنَّا لَنَحْنُ الصَّافُّونَ ۝۳ اِنَّ
اللّٰهَ يُحِبُّ الَّذِيْنَ يُقَاتِلُوْنَ فِيْ سَبِيْلِهِ صَفًّا كَاٰهُمْ
بُنْيَانٍ مَّرْصُومٍ ۝

مؤخر الذکر آیت میں صف میں کھڑے ہونے والوں کی تعریف

بنیان موصوف کے ساتھ فرمائی ہے یعنی وہ دیوار کی طرح (جو نہ گچ کی طرح)
صف میں کھڑے ہوتے ہیں مقصد یہ ہے کہ صف اس طرح بنائی
چاہیے کہ دو آدمیوں کے درمیان کوئی خول کوئی سوراخ کوئی
خالی جگہ باقی نہ رہے جیسا کہ دیوار کو شروع سے آخر تک بالکل
پر کر دیا اور بھر دیا جاتا ہے تو قطعی طور پر کوئی سوراخ نظر نہیں

آسکتا۔

رصاص کا لفظ جو قرآن مجید میں وارد ہوا ہے یہی لفظ
 احادیث شریفہ میں متعدد دیار آیا ہے حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ
 بیان کرتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو خطا
 کرتے ہوئے ارشاد فرمایا اَلَا تَصِفُوْنَ كَمَا تَصِفُ الْمَلَائِكَةُ
 عِنْدَ رَبِّهِمْ قُلْنَا وَكَيْفَ تَصِفُ الْمَلَائِكَةُ عِنْدَ رَبِّهِمْ
 قَالَ يَتَّبِعُونَ الصُّفُوفَ الْمُقَدَّمَةَ وَيَتَرَاوُونَ فِي الصَّفِّ
 (ترجمہ) تم صف اس طرح کیوں نہیں بناتے جس طرح فرشتے
 اللہ کے سامنے صف بناتے ہیں۔ ہم صحابہ نے دریافت کیا
 اے رسول خدا فرشتے اللہ تعالیٰ کے سامنے صف کس طرح بناتے
 ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ پہلی صف کو پہلے پورا کرتے ہیں اور صف
 میں مثل دیوار چونہ گچ کے مل کر کھڑے ہوتے ہیں (یہ حدیث
 صحیح مسلم صفحہ ۱۸۱ جلد اول اور ابوداؤد صفحہ ۹۷ جلد اول میں ہے)
 حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے اُقِيمَتِ الصَّلَاةُ
 فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِوَجْهِهِ
 فَقَالَ اَقِيْمُوْا صُفُوْفَكُمْ وَتَرَاوُا فَاِنِّيْ اَسْرَاكُم مِّنْ
 وَّرَاءِ ظَهْرِيْ (ترجمہ) تکبیر ہونے کے بعد آنحضور صلی
 اللہ علیہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہو کر فرماتے کہ لوگو! صفیں
 سیدھی کرو اور چونہ گچ دیوار کی طرح صفوں کو ملاؤ۔ میں

تم کو نماز میں پیچھے سے دیکھتا ہوں (حالت نماز میں پچھلی صفوں کو مہر نبوت سے دیکھ لینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں سے تھا) یہ حدیث صحیح بخاری مع فتح الباری ص ۳۹۸ پر ہے۔

شارح حدیث علامہ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ تَوَاصُّوا اَيُّ تَلَاصُّوْا بِغَيْرِ خَلَلٍ یعنی تراصوا کا معنی ایسا ملنا ہے کہ درمیان میں شکاف و سوراخ بالکل نہ رہیں تراصوا کے ایک معنی قلعی اور رانگ سے ٹانگا لگانا ہے کہ جس طرح برتن کے سوراخ کو قلعی اور رانگ سے ٹانگا لگا کر بند کیا جاتا ہے اسی طرح نمازی اپنے درمیانی سوراخ جو ایک دوسرے کے قدموں کے درمیان رہ جاتے ہیں کو بند کریں

صف بندی کے | کوئی عمل دینی ہو یا دنیاوی اس کے کچھ

پانچ اصول ! | اصول ہوتے ہیں۔ ان اصولوں پر عمل کی تکمیل ہوتی ہے اور ان اصولوں کے ترک سے وہ کام غیر مکمل اور ناقص ہی رہتا ہے۔ چنانچہ حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوُّوْا صُفُوْفَكُمْ فَاِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوْفِ مِنْ تِمَامِ الصَّلَاةِ (ترجمہ) رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا برابر کرو تم صفوں کو کیونکہ صفوں کا برابر کرنا نماز کی تکمیل میں سے ہے۔

(یہ حدیث بخاری مسلم اور ابن ماجہ ص ۱۷ پر ہے)

صحیح بخاری کی ایک روایت میں یہ الفاظ بھی ہیں فَإِنَّ تَسْوِيَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ (ترجمہ) بیشک صفوں کو برابر کرنا نماز کو صحیح معنوں میں ادا کرنا ہے یعنی جب صفیں برابر اور درست نہ ہوں گی صف بندی کے اصول اور قواعد ترک کر کے نماز پڑھی گئی تو وہ نماز ناقص اور غیر مکمل رہے گی۔

یہ ذہن نشین کرانے کے بعد ذیل میں صف بندی کے متعلق ایک حدیث نبویؐ درج کی جاتی ہے۔ اس حدیث سے آپ کو صف بندی کے پانچ اصول معلوم ہوں گے:-

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ اَقِيمُوا الصُّفُوفَ وَحَاذُوا بَيْنَ الْمَنَائِبِ وَسُدُّوا الْخَلَلَ وَلَيْسُوا بِأَيْدِي إِخْوَانِكُمْ وَلَا تَدْرُدُوا فُرُجَاتِ الشَّيْطَانِ وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللَّهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ اللَّهُ رواه ابو داؤد۔

(ترجمہ) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: صفوں کو سیدھا کرو۔ مونڈھوں کو برابر رکھو۔ سوراخوں کو بند کرو۔ اپنے بھائیوں کے ہاتھوں میں نرم رہو۔ شیطان کے لئے (صفوں کے درمیان) سوراخ مت چھوڑو۔ جو صف ملائے گا، اللہ اس کو ملائے گا۔

اور جو صف کو قطع کر گیا اللہ تعالیٰ اس کو قطع کر دے گا۔ (یہ حدیث ابو داؤد جلد اول ص ۲۵۲ مطبع انصاری میں ہے)

حدیث مذکورہ میں صف بندی اور صفوں کی درستگی کے پانچ اصول شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مقرر فرمائے ہیں۔ ان اصولوں کو مد نظر رکھ کر عمل پیرا ہونے سے صف یقیناً درست اور سیدھی ہو سکتی ہے۔ اور ان اصولوں کو نظر انداز کر دینے سے صف ہرگز درست اور شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ہدایت کے موافق نہیں ہو سکتی اور نہ خلل بند ہو سکتے ہیں

امام منذری رحمہ اللہ فرماتے ہیں اَلْخَلْلُ بِفَتْحِ الْخَاءِ الْمُعْجَزَةِ وَاللَّامِ اَيْضًا هُوَ مَا يَكُونُ بَيْنَ اِلِثْنَيْنِ مِنَ اِلِثْسَاعِ هُنْدَ عَدَمِ التَّرَاصُّ وَالْفُرْجَاتِ جَمْعُ فَرْجَةٍ وَهِيَ الْمَكَانُ الْخَالِي بَيْنَ اِلِثْنَيْنِ (ترغیب و ترہیب مصوی ص ۷)

یعنی صف میں مل کر کھڑے نہ ہونے بلکہ الگ الگ رہنے سے دو کے درمیان جو جگہ خالی اور کھلی رہ جاتی ہے اس جگہ کو خلل اور فرجات کہتے ہیں۔ (نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت تاکید کے ساتھ اس سے منع کیا ہے۔

صف بندی کے ترک پر سخت وعید | حدیث مذکورہ کے آخری

جملہ مَنْ وَصَلَ صَفًّا وَصَلَهُ اللهُ وَمَنْ قَطَعَ صَفًّا قَطَعَهُ
 اللهُ کی تشریح شارح سنن ابی داؤد صاحب عون المعبود
 سے سنتے فرماتے ہیں وَمَنْ وَصَلَ صَفًّا بِالْحُضُورِ فِيهِ فَ
 سَدَّ الْخَلَلَ مِنْهُ وَصَلَهُ اللهُ تَعَالَى بِرَحْمَتِهِ وَمَنْ
 قَطَعَ صَفًّا أَوْ بِالْغَيْبَةِ أَوْ لِعَدَمِ السَّلِّ أَوْ يَوْضِعِ
 شَيْئٍ مَّانِعٍ قَطَعَهُ اللهُ تَعَالَى أَيْ مِنْ رَحْمَتِهِ
 الشَّامِلَةِ وَجَنَائِزِهِ الْكَامِلَةِ یعنی جو کوئی صف میں ملے
 اور قدم ملا کر اسکے شکاف اسکے سوراخ کو بند کرے اس پر اللہ
 تعالیٰ اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے اور جو کوئی صف میں شامل
 نہیں ہوتا یا شامل ہو کر پاؤں سے پاؤں نہیں ملاتا سوراخوں
 کو بند نہیں کرتا اس کو اللہ تعالیٰ اپنی رحمتوں اور مہربانیوں سے
 دور کر دیتا ہے۔

عبارت بالا کو دوبارہ پڑھیے، غور کیجیے کہ صفیں درست
 کرنے میں کس قدر فوائد ہیں کہ نماز کا ثواب اس سے پورا پورا ملتا
 ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نصیب ہوتی ہیں اور صفیں درست
 نہ کرنے سے نماز بھی کامل نہیں ہوتی اور خدا کی رحمتوں سے
 دوری اور محرومی ہوتی ہے۔ وصل سے مراد اتفاق و اتحاد
 اور قطع سے مراد اختلاف اور تفرقہ بھی ہے۔ اتفاق اور
 اتحاد یقیناً خدا کی رحمت ہے لیکن یہ صفوں کو درست کرنے سے

حاصل ہوگا۔ اور اختلاف و تفرق یقیناً خدا کا غضب اور اس کی رحمت سے محرومی کی علامت ہے اور یہ صفیں درست رکھنے سے دیکھنا پڑتا ہے۔ ذیل کی حدیث اس معنی کی مراد ہے۔

صفیں درست نہ کرنے سے
اختلاف پیدا ہوتا ہے

سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ لَتَسُوْنَ
صُفُوفَكُمْ أَوْ لِيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ وُجُوْهِكُمْ

(ترجمہ) حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اے لوگو! تم اپنی صفوں کو ضرور بالضرور درست اور برابر کرو گے ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں کو ایک دوسرے سے پھیر دے گا (یہ حدیث موطا امام مالکؒ صحیح بخاریؒ صحیح مسلمؒ سنن ابوداؤدؒ جامع ترمذیؒ سنن نسائیؒ سنن ابن ماجہ میں موجود ہے)

یہی صحابی نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ کا فرمان ہے کہ تمام صحابہؓ نے ٹخنے ملا لئے اور ایک دوسرے سے ملکر کھڑے ہو گئے صحیح بخاری میں یہ الفاظ بھی وارد ہیں اَقِيْمُوا صُفُوفَكُمْ ثَلَاثًا وَاللَّهُ لَتَقِيْمُوا صُفُوفَكُمْ أَوْ لِيُخَالِفَنَّ اللَّهُ بَيْنَ

قُلُوبِكُمْ (صحیح بخاری مع فتح الباری ص ۷)

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! صفوں کو سیدھا کر لو۔ یہ تاکید تین مرتبہ فرمائی۔ پھر کہا قسم ہے اللہ کی، یا تو تم صفوں کو سیدھا کر لو ورنہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کے اندر آپس میں مخالفت ڈال دے گا۔

حدیث ہذا میں ایک سبب جو آپس کے اختلاف و شقاق کا ہے اس سے مسلمانوں کو آگاہ کیا گیا ہے۔ اب اختیار ہے کہ نماز کی صفوں کو درست، سیدھا اور برابر کر کے اپنے چہروں کو اور اپنے دلوں کو ہم مسلمان سیدھے رکھیں، متفق اور متحد ہو کر رہیں یا صفوں کے آگے پیچھے قدم رکھ کر اور جدا جدا کھڑے ہو کر اپنے دلوں اپنے چہروں کو بھی ایک دوسرے سے جدا جدا مختلف اور مخالف بنالیں۔

اس حدیث پر ایمان رکھنے کے بعد یہ ماننا پڑے گا کہ ہم مسلمانوں میں جس قدر اختلافات، اور جس قدر فرقہ بازی اور دھڑے بندی ہے انکے اسباب میں سے ایک سبب یقیناً یہ بھی ہے کہ ہماری نماز کی صفیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و ہدایت کے مطابق درست و برابر نہیں ہوتیں۔ ہم اس سنہری اصول پر کار بند ہو کر دیکھیں کہ صفیں درست و سیدھی بنائیں ایک دوسرے سے مل کر کھڑے ہوں



انشار اللہ آپس میں وہ محبت پیدا ہوگی، وہ اتفاق قائم ہوگا کہ سب اختلافات اور تفرقے مٹ جائیں گے۔ وَمَا ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ بِعَزِيزٍ۔

تبلیغی جماعت کے بانی حضرت مولانا محمد الیاس صاحب نے بھی اپنی تصنیف ”حیاء صحابہ“ میں صف بندی کا باب باندھ کر صحیح بخاری کی حدیث تو لکھی ہے اور اس کا ترجمہ بھی کیا، اور لکھا صحابی رسول حضرت نعمان بن بشیرؓ نے فرمایا، ”میں نے دائیں بائیں دیکھا تمام صحابہؓ ایک دوسرے کے ٹخنے سے ٹخنہ ملائے ہوئے ہیں“ مگر افسوس کہ اکثر لوگوں کا اس پر عمل نہیں۔ اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق بخشے آمین

صفیں درست نہ ہونے سے | شیطان لعین انسان نماز میں دخل شیطان کا ازلی دشمن ہے قرآن

مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے إِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمُ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوهُ عَدُوًّا (پہ) یعنی بیشک شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسکو اپنا دشمن ہی سمجھو۔

یہ ایسا خطرناک دشمن ہے کہ انسان کا دین برباد کرنا چاہتا ہے۔ عبادت الہی میں خلل ڈال کر انسان کی محنت کو ضائع کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ دائیں بائیں سامنے پیچھے

اور جس سمت و جس طرف سے موقع ملتا ہے اسی سے اگر نقصان پہنچانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھتا تو دین و ایمان کا دشمن اللہ تعالیٰ سے کہہ کر آیا ہے لَا تَدِينَهُمْ مِنْ بَيْنِ أَيْدِيهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ أَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَائِلِهِمْ وَلَا تَجِدُ أَكْثَرَهُمْ شَاكِرِينَ ۝ (پ)

جب اس لعین کا یہ عزم بالجزم ہو چکا ہے تو نماز جیسی اہم عبادت الہی کو وہ خیر و سلامتی کیسے ادا کرنے دیگا بلکہ حتی الامکان نماز کو خراب اور باطل کرنے کی کوشش ضرور کرے گا۔ اسی واسطے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان و اب الاذعان ہے رُصُّوا صُفُوفَكُمْ وَقَابِلُوا بَيْنَهُمَا وَحَادُوا بِأَلْعُنَاقِ فَوَالَّذِي نَفْسِي بِيَدِهِ إِنْ لَمْ يَرَى الشَّيْطَانُ يَدْخُلُ مِنْ خَلِّ الصَّفِّ كَأَنَّهُ الْخَذْفُ يَعْنِي اے نمازیو! صفوں میں ایک دوسرے سے پاؤں اس طرح ملا کر کھڑے ہو کہ دو کے درمیانی سب سوراخ ٹانگے اور دیوار کی طرح بند ہو جاویں اور صفیں قریب قریب بناؤ (دوسری صف پہلی صف سے زیادہ دور نہ ہو) اور گردنیں بھی برابر رکھو (ایک کی گردن دوسرے کی گردن کے برابر ہو آگے پیچھے نہ ہو) خدا کی قسم! میں شیطان کو دیکھتا ہوں کہ وہ بھیڑ کے بچہ کی طرح (سکڑ کر) صفوں کے سوراخ میں گھس جاتا ہے

(یہ حدیث بروایت حضرت انس رضی اللہ عنہ ابوداؤد مع عون
المعبر صفحہ ۲۵۱ پر ہے)

نیز ترغیب و ترہیب میں مسند احمد اور طبرانی کے الفاظ
میں فَإِنَّ الشَّيْطَانَ يَدْخُلُ فِيْمَا بَيْنَكُمْ بِمَنْزِلَةِ الْخَذْفِ
يَعْنِي أَوَّلَ الصَّانِ الصَّغَارِ بِشَكِّ شَيْطَانٍ تَهَارَى
درمیان میں سے بھیڑ کے چھوٹے بچہ کی طرح ہو کر (دل میں سوس
پیدا کر کے نماز کو خراب کرنے کے لئے) صف میں کھس جاتا ہے

پہلی صف والوں پر اللہ کی رحمت | عَنْ أَبِي أُمَامَةَ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ اللَّهَ وَ
مَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى الصَّفِّ الْأَوَّلِ (مشکوٰۃ ص ۹۸)
یعنی ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ صف اول پر رحمت نازل
فرماتا ہے اور اس کے فرشتے استغفار کرتے ہیں۔

برابر بن عازب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا مِنْ خُطْوَةٍ أَحَبُّ إِلَى اللَّهِ مِنْ
خُطْوَةٍ تَمْشِيهَا يَصِلُ بِهَا صَفَّاءُ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ صفحہ ۹۸
اللہ تعالیٰ کو اس قدم سے زیادہ کوئی قدم پیارا نہیں جو صف ملانے
کے لئے چل کر جائے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ اِقَامَةَ الصَّفِّ مِنْ حُسْنِ الصَّلَاةِ (صحیح بخاری و مسلم) بے شک صف کا سیدھا کرنا نماز کا حسن ہے۔

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُوذْ نَفْسَ نَفْسٍ صَفِّينَ صَحِيحٌ كَرْتِ تَحْفَ

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا حَتَّى كَأَنَّمَا يُسَوِّي بِهَا الْقِدَاحَ (صحیح مسلم)

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَمْسَحُ مَنَاكِبَنَا فِي الصَّلَاةِ وَيَقُولُ اسْتَوُوا

(صحیح مسلم)

كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا إِذَا قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ

(البداد)

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا إِذَا قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ

كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُسَوِّي صُفُوفَنَا إِذَا قُمْنَا إِلَى الصَّلَاةِ فَإِذَا اسْتَوَيْنَا كَبَّرَ



وَسَلَّمَ يَتَخَلَّلُ الصُّفُوفَ
مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَى نَاحِيَةٍ
يَمْسَحُ صَدْرَهُ بِرِجْلِهِ
وَمَنَاكِبَنَا
(نسائی)

شروع کرنے سے پہلے صفوں
میں داخل ہو کر ایک سرے سے
دوسرے سرے تک اپنے ہاتھ
سے ہمارے سینے اور کندھے برابر
کرتے۔

عَنْ عُمَرَ أَنَّهُ ضَرَبَ قَدَمَ
أَبِي عُثْمَانَ النَّهْدِيِّ لِإِقَامَةِ
الصَّفِّ - (محلّی)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابو
عثمان نہدی کے پیر کو صف
سیدھا کرنے کے لئے مارا۔

امام کو صفیں سیدھی کرانی چاہئیں۔ صفیں سیدھی
کرنے میں مبالغہ اور تہدید ہونی چاہیئے اور جب تک صفیں
سیدھی نہ ہو جائیں نماز شروع نہیں کرنی چاہیئے۔

كَانَ بِلَالٌ يَسْوِي مَنَاكِبَنَا
يَضْرِبُ أَقْدَامَنَا (محلّی)

جب صفیں زیادہ ہوں

(عہد رسالت میں) حضرت بلال ہمارے کندھوں کو برابر
کرتے اور ہمارے قدموں کو مارا کرتے تھے۔

حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما نے چند آدمی مقرر
کئے تھے جو صفیں سیدھی کرتے تھے۔ جب وہ آکر خبر دیتے
کہ صفیں سیدھی ہو گئیں تو حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی
اللہ عنہما نماز شروع کرتے۔ (موطا امام مالک)

جب صفیں زیادہ ہوں تو امام کے علاوہ ایسے آدمی مقرر ہونے چاہئیں جو صفوں کو سیدھا کر آئیں اور جب وہ اطلاع دیں کہ صفیں سیدھی ہو گئیں تو نماز شروع کی جائے

كَانَ أَحَدُ نَائِلِزِقٍ مُنْكَبَةً (عہد نبوی میں) صحابہ میں سے ہر بِمَنْكِبٍ صَاحِبِهِ وَقَدَمَهُ ایک اپنا کندھا اپنے ساتھی کے بِقَدَمِ صَاحِبِهِ - کندھے سے اور اپنا قدم اپنے ساتھی کے قدم سے چٹا لیا کرتا تھا۔ (صحیح بخاری)

ائمہ مساجد کو چاہیے کہ صفوں میں داخل ہو کر سنت کے مطابق صفوں کو درست کیا کریں اور اس کام کے لئے چند آدمی بھی مقرر کریں اور مقتدی خود بھی خیال رکھیں۔

ابو عمار عبدالقہار غفرلہ محشی کتابنا

دسوالِ باب

پانچوں نمازوں کے اوقات کا بیان

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ جَاءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَسَأَلَهُ عَنْ وَقْتِ الصَّلَاةِ فَقَالَ صَلِّ مَعَنَا هَذَيْنِ الْيَوْمَيْنِ فَلَمَّا زَالَتِ الشَّمْسُ أَمَرَ بِكَ لَا فَأَذِنَ شَمْرُ أَمْرَةً فَأَقَامَ الظُّهْرَ ثُمَّ أَمْرَةً فَأَقَامَ الْعَصْرَ وَالشَّمْسُ



مُرْتَفَعَةً بَيَضَاءً نَقِيَّةً ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْمَغْرِبَ حِينَ غَابَتِ الشَّمْسُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْعِشَاءَ حِينَ غَابَ الشَّفَقُ ثُمَّ أَمَرَهُ فَأَقَامَ الْفَجْرَ حِينَ طَلَعَ الْفَجْرُ

(رواہ ابن ماجہ) جلد اول ص ۲۹۲ - ترجمہ: حضرت

بریدہؓ سے روایت ہے ایک شخص آیا آپ کے پاس اور آپ

سے نماز کا وقت پوچھا۔ آپ نے فرمایا، دو دن تک ہمارے

ساتھ نماز پڑھ (یہ اس لئے کہ اسکو آپ نے بہتر سمجھا زبانی بتانے

سے۔ کیونکہ دیکھنے سے انسان خوب سمجھ جاتا ہے) جب سورج

ڈھل گیا تو حضرت بلالؓ کو حکم کیا اذان کا، بلالؓ نے اذان دی۔

پھر بلالؓ کو حکم دیا بلالؓ نے تکبیر کہی ظہر کی۔ پھر آپ نے بلالؓ

کو حکم دیا، حضرت بلالؓ نے عصر کی تکبیر کہی۔ اُس وقت سورج

بلند، سفید اور صاف تھا۔ پھر آپ نے بلالؓ کو حکم دیا، بلالؓ

نے مغرب کی اقامت کہی۔ جب سورج ڈوب گیا، پھر آپ نے

حضرت بلالؓ کو حکم دیا۔ بلالؓ نے عشاء کی نماز کی تکبیر کہی جب

شفق غائب ہو گئی، حکم کیا بلالؓ کو۔ حضرت بلالؓ نے فجر کی

تکبیر کہی، جب صبح صادق طلوع ہوئی۔ اس حدیث سے پانچوں

وقت کی نماز اول وقت پر پڑھنی ثابت ہوئی۔ اور آپ نے

دوسرے روز ظہر کی نماز دیر سے پڑھی آخری وقت میں۔ نماز عصر

آخری وقت میں ادا کی یعنی دو مثل سایہ ہونے پر۔ نماز مغرب

شفق ڈوبنے سے پہلے پڑھی آخری وقت۔ نماز عشاء پڑھی آپ نے اُس وقت جب تہائی رات گزر گئی اسکے بعد پڑھی کیونکہ عشاء کا آخری وقت آدھی رات تک ہے۔ آپ نے فرمایا، اگر میری اُمت پر دشوار نہ ہوتا تو میں اُمت کو حکم کرتا عشاء کی نماز دیر کر کے پڑھو۔ اسلئے آپ نماز عشاء جب صحابہ کرام جمع ہو جاتے تو جلدی پڑھا دیتے اور جب لوگ کم ہوتے تو آپ دیر کرتے۔ پھر آپ نے فرمایا، کہاں ہے نماز کے وقت پوچھنے والا۔ وہ شخص بولا، میں حاضر ہوں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا، تمہاری نماز کا وقت اس کے درمیان میں ہے جیسا کہ تم نے دیکھا۔

گیارہواں باب

فاتحہ خلف الامام کے بیان میں

اگر مغرب عشاء اور فجر کی نماز ہو تو مقتدی سورۃ فاتحہ پڑھ کر خاموش ہو جائیں اور امام کی قرات کو بغور سنیں۔ حدیث اِذَا قَرَأَ فَانصِتُوا کا یہی معنی ہے۔

برادران احناف اس حدیث کو سورۃ فاتحہ نہ پڑھنے کی دلیل میں جو پیش کرتے ہیں یہ استدلال انکا غلط اور باطل ہے کیونکہ اِذَا

قرآن عام ہے اور سورۃ فاتحہ پڑھنے کا حکم خاص طور پر دوسری حدیثوں میں موجود ہے لہذا یہ خصوصی حکم اذا قرأ کی عمومیت سے مستثنیٰ ہے۔ ہاں ہاں پھر غور فرمائیے اگر قرأت میں سورۃ فاتحہ بھی شامل ہوتی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ فاتحہ بغیر نماز کی نفی ہرگز نہ فرماتے۔ مقتدیوں کو قرأت سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا روک دینا اور سورۃ فاتحہ کا حکم دینا کیا اس امر کی کھلی دلیل نہیں کہ سورۃ فاتحہ قرأت سے مستثنیٰ ہے ورنہ اجتماع ضدین لازم ہو گا جو شان رسالت سے بعید ہے۔ پس اس حدیث کا یہی معنی درست اور صحیح ہے کہ سورۃ فاتحہ تو امام اور مقتدی سب پڑھیں اور سورۃ فاتحہ کے بعد امام قرأت کرے تو مقتدی خاموش ہو کر سنیں۔ اگر ظہر یا عصر کی نماز ہے یا جہری نماز کو اکیلا پڑھ رہا ہے تو سورۃ فاتحہ کے بعد کوئی سورت ملائینی چاہیے۔ آخری دو رکعتوں میں اختیار ہے کوئی اور سورت ملائیں یا نہ ملائیں دونوں طرح جائز اور درست ہے دو رکعتیں بھری ہوئی اور دو رکعتیں خالی رکھنے کا مسئلہ درست نہیں ہے صبح کے فرضوں میں قرأت طوالت مفصل کرنی چاہیے یعنی سورۃ ق سے سورۃ بروج تک کوئی سورۃ پڑھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سورۃ ق اور سورۃ مؤمنون، سورۃ کوثر پڑھنا حدیثوں سے پایا جاتا ہے۔ جمعہ کے روز صبح کی نماز میں آنحضرت صلی اللہ

علیہ وسلم ہمیشہ سورۃ الم تزیل السجدہ اور سورہ دہر تلاوت فرمایا کرتے تھے۔ (شافقین سنت اس کو ملحوظ رکھیں) ظہر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی قرات لمبی کرتے اور کبھی مختصر سورہ وائل سورہ سج اسم ربک الاعلیٰ وغیرہ سورتیں پڑھنی مسنون ہیں عصر کے فرضوں میں پہلی دو رکعتوں میں ایسی ہی کوئی سورت پڑھ لیں۔ حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز ظہر وعصر کا اندازہ لگایا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں بقدر قرات الم تزیل السجدہ کے قیام فرمایا کرتے تھے اور اسی نماز کی آخری دو رکعتوں کا قیام پہلی دو رکعتوں کے قیام سے نصف ہوتا تھا۔ یہی طریقہ مسنون اور باعث ثواب ہے۔ مغرب کے فرضوں میں قصار مفصل یعنی سورہ بیکہ سے سورہ والناس تک کوئی سورت پڑھ لیں۔ کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مغرب کی نماز میں سورہ طور بھی تلاوت فرمائی ہے۔ اسی طرح سورہ مرسلات سورہ اعراف سورہ دخاں بھی پڑھنی ثابت ہے لہذا کبھی یہ سورتیں پڑھ لینی چاہئیں۔ جمعرات کو مغرب کے فرضوں میں سورہ کافرون اور سورہ اخلاص پڑھنا سنت ہے۔ عشاء کے فرضوں میں وساط مفصل یعنی سورہ بروج سے سورہ بیکہ تک کوئی سورت پڑھ لیں۔ ہاں جمعہ کی رات کو عشاء کی نماز میں



سورۃ جمعہ اور سورہ منافقون پڑھنی چاہیے۔ سنت طریقہ یہی ہے۔ اسی طرح جمعہ کی نماز میں سورۃ اعلیٰ اور سورۃ غاشیہ یا سورۃ جمعہ اور سورۃ منافقون پڑھنا مننون ہے۔ (مشکوٰۃ - بلوغ المرام)

بارہواں باب

قرآنی آیات کے جوابات میں

بخاری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِذَا مَا جَعَلَ الْإِمَامُ لِيُؤْتَرَ بِهِ (بخاری و مسلم) بلوغ المرام ص ۱۰۸ ترجمہ:- آپ نے فرمایا امام اس لئے مقرر کیا گیا ہے کہ اسکی اقتدا کی جائے۔ اللہ کے رسول تو قرآنی آیات کے جوابات دیں اور مقتدی خاموش کھڑے رہیں۔ یہ امام کی مخالفت نہیں تو اور کیا ہے دوسرا ثبوت فَلْيُصْنَعْ كَمَا يَصْنَعُ الْإِمَامُ (ترمذی) جو امام کرے وہی مقتدی بھی کرے۔ آپ نے قرآنی آیات کے جوابات دینے مقتدیوں کو بھی جواب دینے چاہئیں۔ خاموش کھڑا رہنا اللہ و رسول کی مخالفت ہے۔ اللہ تعالیٰ ہدایت دے۔ آمین جب کوئی سورۃ رحمن تلاوت کرے تو سننے والے کو قُبَائِيّۃً اَلَاۤءَ سَرَّيْكُمْ اَتُكْذِبَانِ ۝ کے بعد لَا بِشَيْءٍ مِّنْ نَّعْمِكَ رَبَّنَا

تَكَذِّبُ فَلَكَ الْحَمْدُ کہنا چاہیے۔ اور سورہ قیامہ کے بعد بلی کہنا چاہیے۔ نیز سورہ مرسلات ختم کر کے اَمَّنَا بِاللّٰہِ۔ اور سورہ اعلیٰ میں سَلِّحْ اَسْمَہَ رَبِّکَ الْاَعْلٰی کے بعد سُبْحَانَ رَبِّیْ الْاَعْلٰی۔ اور سورہ غاشیہ کی آخری آیت ثُمَّ اِنَّا عَلَيْنَا حِسَابٌ کے بعد اَللّٰهُمَّ حَاسِبِنِّیْ حِسَابًا یَسِیْرًا اور سورہ والشمس وضحا میں فَالْهَمَّهَا فُجُورُهَا وَتَقْوَاهَا کے بعد کہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ تَقْوَاهَا وَرَكَّعَهَا اَنْتَ خَیْرُ مَنْ رَّكَعَهَا۔ اَنْتَ وَلِیُّهَا وَمَوْلَاهَا۔ نیز سورہ والتین کے آخر میں کہے بَلٰی وَاَنَا عَلٰی ذٰلِکَ مِنَ الشّٰہِدِیْنَ ۝ یہ سب جواب دینا سنت ہیں۔ واضح ہو کہ نماز میں امام ان آیات کا جواب دے تو مقتدیوں کو بھی اس کی متابعت کرتے ہوئے پکار کر جواب دینے چاہئیں۔ کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قرأت کے متعلق احادیث میں وارد ہے کہ کلام مجید کی قرأت فرماتے ہوئے عذاب کی کسی آیت پر پہنچتے تو ٹھہر جاتے اور عذاب الہی سے پناہ مانگتے اور جب رحمت کی کسی آیت پر پہنچتے تو ٹھہر جاتے اور اللہ کی رحمت کا سوال کرتے۔ نیز اگر نماز میں سجدہ تلاوت آوے تو کر لینا چاہیے۔ ہاں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے تلاوت کے سجدے کبھی چھوڑ بھی دیتے ہیں۔ البتہ یہ سجدے فرض یا واجب نہیں بلکہ سنت

ہیں، کرنے میں ثواب ہے اور نہ کرنے میں کوئی گناہ نہیں۔ سجدہ تلاوت میں یہ دعا پڑھنی مسنون ہے سَجَدَ وَجْهِي لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ (ترمذی) یہ دعا بھی سجدہ تلاوت کی ہے اَللّٰهُمَّ اَكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ دُخْرًا وَضَعْ عَنِّيْ بِهَا وُسْرًا وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ (مشکوٰۃ وکتب نقاسیر) ۱۲ ابوعمار عبد القہار غفرلہ

تیرہواں باب

رکوع کی رکعت ہونے کے بیانیہ

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهُ انْتَهَى إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاجِعٌ فَرَكْعَةً قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَرَاكَ إِذَكَ اللَّهُ حَرُصًا وَلَا تُعَدُّ رَوَاكُمُ الْبُخَارِيُّ. ابو بکرہ رضی اللہ عنہ ایک دن دوڑ کر رکوع کرتے ہوئے صف میں جا ملے۔ بعد سلام آپ نے فرمایا کہ اللہ تیری حرص کو زیادہ کرے اور مت لوٹا تو (یعنی نماز کو)

اول یہ امر قابل غور ہے کہ اگر صحابہ کرام مدرک رکوع کو مدرک

رکعت نہ جانتے تو پھر دوڑنے کی کیا ضرورت تھی جس سے صریحاً معلوم ہو رہا ہے کہ وہ رکعت کے صحیح ہونے کے قائل تھے۔ چنانچہ اس بات پر یہ امر اور بھی کافی دلیل ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ بعد سلام اس رکعت کے اعادہ کو نہیں کھڑے ہوئے۔

مؤلف کتاب صلوٰۃ الرسول کا صفحہ ۶۳ میں یہ لکھنا کہ (ابو بکر رضی اللہ عنہ نے) رکوع کے پانے کی فضیلت اور ثواب کے شوق میں ایسا کیا الخ بالکل غلط بل اغلط ہے کیونکہ صحابی مذکور کا خود اپنا بیان ہے کہ میں رکوع میں رکعت فوت ہو جانے کے خوف سے دوڑ کر ملا جس سے صاف عیاں ہے کہ صحابہ کرامؓ رکوع کی رکعت کے قائل و عامل تھے۔

اب فرمائیے کہ اس رسالہ کے مؤلف کا اعتبار کیا جائے یا صحابی مذکور کا۔ صرف ہم نہیں بلکہ جس کے اندر بھی انصاف ہو گا وہ تو یہی کہے گا کہ قول صحابی کے خلاف کسی کی توجیہ بیان کرنا غلط اور بے انصافی ہے۔ اور اگر صرف فضیلت رکوع ہی حاصل کرنے کے لئے صحابی مذکور نے اتنی کوشش کی تھی تو پھر حالت مجلس یا قومہ یا سجدہ میں کبھی کسی صحابی کا اس طرح کوشش سے داخل ہونا ثابت کیوں نہیں کہ جس طرح حالت رکوع میں دوڑ کر داخل ہونا ثابت ہے۔ کیا سجدہ میں شامل ہونا ثواب نہیں؟

عَنْ أَبِي بَكْرَةَ أَنَّهَا أَتَتْهُ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

وَسَلَّمَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَصِلَ إِلَى الصَّفِّ
فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَرَاكَ اللَّهُ حَرُصًا
وَلَا تُعِدُّ رَوَاةُ الْبُخَارِيِّ (ترجمہ پہلے گزرجکا)

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی حدیث اس پر کھلی دلیل ہے
کہ وہ جماعت کے ساتھ حالت رکوع میں ملے اور اس رکعت کو شمار
کیا۔ حضور صلعم کو معلوم ہوا تو آپ نے یہ رکعت ان سے دوبارہ نہیں
پڑھوائی جیسا کہ الفاظ حدیث سے واضح ہے کہ لَا تُعِدُّ بَابَ أَعَادَ
يَعِيدُ سے نہ لوٹا تو اس رکعت کو۔ اور اگر بَابَ أَعَادَ سے
لَا تُعِدُّ پڑھا جائے تو بھی ٹھیک ہے اس کے معنی ہیں نہ دوڑ
تو اس طرح۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سوال کہ مَنْ كُونِ دَوْرُ
کرا یا کے جواب پر جواب ہو جاتا ہے۔

بعد ازاں آپ کا فرمان وَلَا تُعِدُّ (بِصْنَمِ التَّاءِ) اس امر
کو خوب اچھی طرح واضح کر رہا ہے کہ آپ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ
کو رکعت کا اعادہ کا امر نہیں فرمایا چنانچہ علامہ حافظ محمد بن اسماعیل
شارح بلوغ المرام فرماتے ہیں وَلَا تُعِدُّ بِصْنَمِ التَّاءِ الْمُؤَقَّتِ
مِنَ الْإِعَادَةِ أَيْ ذَلِكَ اللَّهُ حَرُصًا عَلَى طَلَبِ الْخَيْرِ وَلَا تُعِدُّ
صَلَوَاتِكَ فَإِنَّهَا صَحِيحَةٌ يَعْنِي لَا تُعِدُّ إِعَادَةً سِوَى حَسْبِهَا
مطلب یہ کہ نماز کو نہ لوٹا کیونکہ وہ صحیح ہے۔

آگے آپ فرماتے ہیں کہ قریب بات یہ ہے کہ لَا تُعِدُّ يَفْتَحُ

التَّاءِ عَوْدَ سَہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ دو رکعت
آو۔ پھر فرماتے ہیں فَإِنَّهُ لَيْسَ فِي الْكَلَامِ مَا يَشْعُرُ بِفَسَادِ
صَلَاتِهِ یعنی اس حدیث سے یہ بات ہرگز ثابت نہیں ہوتی
کہ اس کی رکعت نہیں ہوئی تھی بلکہ آپ کے فرمان نَرَا ذَکَ اللّٰهُ
حِرْصًا وَلَا تُعَدُّ سَہ یہ بات صاف معلوم ہو رہی ہے کہ اس کی
رکعت ہو گئی تھی۔ (سبل السلام ص ۱۵۱)

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ مَنْ أَدْرَكَ الرُّكُوعَ مِنَ الرُّكْعَةِ
الْأَخِيرَةِ فِي صَلَاةِ الْجُمُعَةِ فَلْيُصِنِّ إِلَيْهَا أُخْرَى سَوَاءٌ
الَّذِي رُقِطْنِي۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جس آدمی نے جمعہ
کے دن دوسری رکعت کا رکوع پایا وہ ایک رکعت اور پڑھ لے
اس کا جمعہ ہو گیا اور اگر دوسری رکعت کا رکوع بھی نہیں ملا تو اس کا
جمعہ فوت ہو گیا۔ اب سلام کے بعد کھڑے ہو کر ظہر کی چار رکعت
پڑھے۔ بعض لوگ بوجہ نہ معلوم ہونے کے اگر تشہد میں بھی
ملتے ہیں پھر بھی کھڑے ہو کر صرف دو رکعت پڑھتے ہیں۔ میں نے
کئی دفعہ ایسے لوگوں کو دیکھا اور سنا ہے حالانکہ یہ ٹھیک نہیں۔
ہم اس حدیث کو استہداداً پیش کر رہے ہیں ہمارے
مخالفین کے پاس سوائے قیاس کے بالفاظ صریح کچھ بھی
پونجی نہیں۔ مولانا حمید اللہ صاحب مصنف احادیث التفسیر

نے اس حدیث کو قابلِ حجت مانا ہے۔ (خطبات التوحید)

أَخْرَجَ ابْنُ أَبِي شَيْبَةَ وَالطَّحَاوِيُّ مِنْ طَرِيقِ سَفِينٍ
عَنْ مَنْصُورٍ عَنْ زَيْدِ ابْنِ وَهْبٍ قَالَ دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ
أَنَا وَابْنُ مَسْعُودٍ فَأَدْرَكَنَا الْإِمَامَ وَهُوَ رَاكِعٌ فَزَعَمْنَا شَمَّ
مَشِينًا حَتَّى اسْتَوَيْنَا بِالصَّفِّ فَلَمَّا قَضَى الْإِمَامُ الصَّلَاةَ قُمْتُ
لِرَاقِصِي فَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ قَدْ أَدْرَكَنَا الصَّلَاةَ - زَيْدِ بْنِ وَهْبٍ
کہتے ہیں کہ ایک دن میں اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مسجد میں
نماز کیلئے گئے۔ امام رکوع کی حالت میں تھا ہم بھی رکوع میں شامل
ہو گئے۔ بعد سلام میں اس رکعت کو پڑھنے کے واسطے کھڑا ہوا
تو عبداللہ بن مسعود نے میرا ہاتھ پکڑ کر بٹھا دیا اور فرمایا کہ تیری
رکعت ہو گئی۔ رَحْمَةُ الْمُهْدَادِ میں ہے أَخَذَ بِيَدِي عَبْدُ اللَّهِ
فَاجْلَسَنِي يَعْنِي حَضْرَتَ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ نَعْنِي
ہاتھ پکڑ کر مجھے بٹھا دیا۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہو گیا کہ صحابہ کرام رکوع کے
پانے والے کو رکعت کا پانے والا جانتے تھے۔

(۱) سنن ابو داؤد اور مسند احمد میں یہ مسئلہ موجود ہے۔

(۲) ابن خزمیہ میں یہ الفاظ ہیں مَنْ أَدْرَكَ مَعَ الْإِمَامِ
رُكْعَةً قَبْلَ أَنْ يُقِيمَ صَلَاتَهُ فَقَدْ أَدْرَكَ كَهَا يَعْنِي جَوْكِبَر
سیدھی کرنے سے پہلے رکوع میں امام کے ساتھ مل گیا اس کے

رکعت پالی -

بعض مولوی صاحبان اس حدیث پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ اس حدیث میں رکوع کا لفظ نہیں ہے۔ اس کا جواب حدیث میں غور کرنے سے معلوم ہو جاتا ہے اس لئے کہ ایک حدیث دوسری حدیث کی تفسیر ہوتی ہے۔ اس حدیث میں رکعت بمعنی رکوع ہے۔ جیسا کہ نماز گہن میں ایک ایک رکعت میں دو دو چار چار رکوعات کئے جاتے ہیں۔ رکعت بمعنی رکوع ہے اس کو سب تسلیم کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ضد سے بچائے اور عمل کی توفیق بخشے۔ آمین

(۳) سنن بیہقی جلد دوم ص ۸۹ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ بھی ثابت ہیں عَنْ عَبْدِ الْعَزِيزِ بْنِ رُفَيْعٍ عَنْ سُرَّجِلٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ إِذَا جِئْتُمُ الْإِمَامَ سَرَّاجَةً فَأَرْكَعُوا وَإِنْ كَانَ سَاجِدًا فَأَسْجُدُوا وَلَا تَقْتَدُوا بِالسُّجُودِ إِذْ لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الرُّكُوعُ يَعْنِي بَلَّارُ رُكُوعِ پائے رکعت کو شمار نہ کرو۔

(۴) کنز العمال صفحہ ۳۷ جلد چہارم میں قولی حدیث کے یہ الفاظ ہیں۔ مَنْ أَدْرَكَ رَكْعَةً فَلْيَرْكَعْ وَلْيَحْتَسِبْ يَعْنِي جَوْشَنُخِصَّ إِمَامٌ كَوْرُ رُكُوعٍ فِي يَدَيْهِ تَوْرُ رُكُوعٍ كَرَّعَ وَأَرَّعَ

ہمارے بھائی ان اور ان جیسی احادیث کو ضعیف کہہ کر
ٹال دیتے ہیں اور اپنے قیاسات کو مقدم رکھتے ہیں

یاد رکھئے لوگوں کے قیاسات احادیث نبویہ کے سامنے
کوئی وقعت نہیں رکھتے۔ اگر یہ احادیث نبویہ قابل عمل نہیں
ہیں تو کیا معاذ اللہ بے کار ہیں، عبث ہیں۔ کیا محدثین نے محنت
کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں فضول جمع کی تھیں، کیا
کتابوں کے صفحہ یونہی سیاہ کر کے برباد کئے۔ آخر مستقل ابواب
باندھ کر یہ مسئلہ ثابت کرنے کی کوشش انہوں نے کیوں کی۔

یہاں سورت فاتحہ کا تنازعہ نہیں ہے بلکہ رکوع کی رکعت
کا مسئلہ ہے۔ دیکھئے جس طرح سورۃ فاتحہ عام قرات کی حدیثوں
سے مستثنیٰ ہے اسی طرح رکوع کی رکعت سورۃ فاتحہ کی احادیث
سے مختص ہے اور سورۃ فاتحہ کی فرضیت ہرگز ساقط نہیں ہوتی۔

اس کی فرضیت اپنی جگہ قائم ہے۔ سورۃ فاتحہ قیام میں فرض ہے
رکوع میں نہیں۔ جیسے نبی علیہ السلام نے فاتحہ کو واجب فرمایا
ہے اسی طرح رکوع میں ملنے سے رکعت کا شمار بھی آپ ہی نے
بتایا ہے۔ دیکھئے مقیم کے لئے خدا و رسولؐ نے ظہر و عصر و عشاء
کے چار چار فرض مقرر کئے ہیں لیکن حالت سفر میں دو، دو
رکعت پڑھنے سے ظہر و عشاء کی نماز ہو جائے گی۔ کیونکہ
قاعدہ ہے حالت کے بدلنے سے حکم بھی بدل جاتا ہے

اس طرح جو شخص حالتِ قیام میں آکر ملا ہے بے شک اس کی نماز بغیر سورہ فاتحہ نہیں ہوگی۔ لیکن جب وہ حالت بدل گئی تو اب حالتِ رکوع میں ملنے سے رکعت ہو جائیگی۔ چنانچہ عون المعبود جلد اول میں اس مقام پر صاف یہ عبارت موجود ہے وَذَهَبَ جَمَهُوْرُ السَّلَفِ وَالْخَلْفِ إِلَى أَنَّ مَدْرَكَ الرُّكُوعِ مَدْرَكَ الرُّكْعَةِ مِنْ غَيْرِ اشْتِرَاطِ قِرَاءَةِ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ قَالَ حَافِظُ الْعَرَبِ أَبُو عُمَرَ بْنُ عَبْدِ الْبَرِّ فِي الْإِسْتِذْكَارِ شَرْحَ الْمُؤَلَّطِ قَالَ جَمَهُوْرُ الْفُقَهَاءِ مَنْ أَدْرَكَ الْإِمَامَ سِرَاجًا فَكَبَّرَ وَرَكَعَ وَآمَنَ يَدَ يَدَيْهِ رُكْبَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يَرْفَعَ الْإِمَامَ سِرَاجًا فَقَدْ أَدْرَكَ الرُّكْعَةَ إِلَى أَنْ قَالَ هَذَا مَذْهَبُ مَالِكٍ وَالشَّافِعِيِّ وَابْنِ حَبِيبٍ وَأَصْحَابِهِمْ وَابْنُ تَوْبَرٍ وَالْأَوْزَاعِيُّ وَابْنُ ثَوْبَرٍ وَاحْمَدٌ وَاسْحَقُ وَرَوَى ذَلِكَ عَنْ عَلِيٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ وَابْنِ عُمَرَ وَقَدْ ذَكَرْنَا الْأَسَانِيدَ عَنْهُمْ فِي الْمَتْنِ

یعنی علماء سلف و خلف کا یہ فتویٰ ہے کہ رکوع پانے والے کی رکعت ہو جاتی ہے۔ اس حالت کے لئے فاتحہ کی کوئی شرط نہیں۔ علامہ ابن ابراہیم شرح مؤطا میں فرماتے ہیں کہ تمام علماء اس بات کے قائل ہیں کہ جس نے امام کو رکوع میں پایا اور امام کے سر اٹھانے سے پہلے اپنے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر رکوع

میں شامل ہو گیا۔ اس نے یہ رکعت پالی۔ آگے چل کر فرماتے ہیں کہ امام مالکؒ و امام شافعیؒ اور امام ابو حنیفہؒ اور ان کے شاگرد اور امام ثوریؒ و امام اوزاعیؒ و ابو ثورؒ — امام بخاریؒ کے استاد اسحق بن راہویہ کا بھی یہی مذہب ہے۔ اور حضرت علی و ابن مسعود زید بن ثابت و عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے بھی اسی طرح منقول ہے۔ ان سب کی سندیں ہم نے تمہید میں بیان کی ہیں۔

اور یہ کہنا بھی باطل ہے کہ جو لوگ قرارت فاتحہ کو فرض نہیں کہتے وہ رکوع کی رکعت لیتے ہیں۔ حالانکہ عون المعبود شرح ابی داؤد صفحہ ۳۳۵ باب اِذَا اُدْبَرَ الْاِمَامُ رَاٰ عَاكِے تحت لکھا ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ، حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت ابن مسعودؓ و حضرت جابرؓ حضرت عبداللہ بن زبیرؓ حضرت زید بن ثابتؓ، حضرت ابو امامہؓ جیسے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہم اور عمر بن عبدالعزیزؒ، سعید بن مسیبؒ میمون جیسے اکابر تابعین، امام شافعیؒ، امام بیہقیؒ جیسے آئمہ کرام باوجود قرارت فاتحہ خلف الامام ماننے کے رکوع کی رکعت کے قابل ہیں پھر لکھتے ہیں وَفِي مَعْنَا حَدِيثِ اَبِي بَكْرَةَ اَنَّهُ دَخَلَ الْمَسْجِدَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ

وَسَلَّمَ رَاكِعًا فَرَكَعَ دُونَ الصَّفِّ ثُمَّ مَشَى إِلَى الصَّفِّ
 اس کے بعد فرماتے ہیں وَفِي ذَلِكَ دَلَالَةٌ عَلَى إِدْرَاكِ
 الرُّكْعَةِ بِإِدْرَاكِ الرُّكُوعِ وَقَدْ رُوِيَ صَرِيحًا عَنْ
 ابْنِ مَسْعُودٍ وَنَرِيدُ ابْنِ شَابِثٍ وَابْنِ عُمَرَ - یعنی اس
 میں دلیل ہے اس امر پر کہ رکوع میں ملنے سے رکعت ہو جاتی
 ہے نیز سنن بیہقی جلد اول صفحہ ۹۱ میں عمر بن عبدالعزیز
 خلیفۃ المسلمین کا فتویٰ بایں الفاظ موجود ہے - مَنْ أَدْرَكَ
 الْإِمَامَ رَاكِعًا فَرَكَعَ قَبْلَ أَنْ يَرْقَعَ الْإِمَامُ رَأْسَهُ
 فَقَدْ أَدْرَكَ الرُّكْعَةَ -

صحیح سند سے بھی روایت موجود ہے - إِذَا جِئْتُمْ
 إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سَاجِدُونَ فَاسْجُدُوا وَلَا تَعْدُوا شَيْئًا
 وَمَنْ أَدْرَكَ الرُّكْعَةَ فَقَدْ أَدْرَكَ الصَّلَاةَ یعنی جب جماعت
 کے ساتھ سجدہ میں آکر ملو تو اسے کچھ شمار نہ کرو اور جس نے
 رکوع پالیا اس کی رکعت ہو گئی - اس حدیث پر امام ابو داؤد
 نے سکوت فرمایا ہے جو بالاتفاق صالح للعلل ہے - امام ذہبی
 نے بھی تلخیص المستدرک میں صحیح کہا ہے - اس کی تفسیر اور
 توضیح سنن بیہقی کی روایت میں موجود ہے - نَبِيُّ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ
 وَالسَّلَامُ نَزَلَ فَرَمَا إِذَا جِئْتُمْ الْإِمَامَ رَاكِعًا فَارْكَعُوا
 وَإِنْ كَانَ سَاجِدًا فَاسْجُدُوا وَلَا تَعْدُوا وَابِلًا لِلَّحْجَةِ

اِذَا لَمْ يَكُنْ مَعَهُ الرُّكُوعُ یعنی جب نماز کے لئے آؤ اور
ام رکوع میں ہو تو رکوع میں شامل ہو جاؤ اور اگر امام سجدہ
میں ہو تو سجدہ میں مل جاؤ، لیکن جس سجدہ کے ساتھ رکوع
نملے اسے رکعت شمار نہ کرو۔

نیز تعامل صحابہ سے بھی پایا جاتا ہے کہ وہ مدرک رکوع
کو مدرک رکعت سمجھتے تھے۔

اس مسئلہ کی مزید تفصیل اردو زبان میں البلاغ المبین
مصنف علامہ محی الدین صاحب اور مولانا عبدالحجبار
صاحب غزنویؒ کے فتاویٰ اور مشکوٰۃ شریف مترجم
غزنویؒ میں موجود ہے۔ نیز والدی ماجدی امام الموحدین
حضرت مولانا عبدالوہاب صاحب نور اللہ مرقده و قدس سرہ
نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

علامہ امام شوکانیؒ اور صاحب عون المعبود وغیرہ بھی
اسی کے مؤید ہیں اور خوب ہی دلائل لائے ہیں۔ نیز مولانا محمد رضا
جوناگڑھیؒ بھی رکوع کی رکعت کے قائل تھے۔ دیکھو اخبار مجری
جلد ۹ نمبر یکم اکتوبر ۱۹۳۱ء مطابق ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۵۰ھ۔

یہ ہمارے اسلاف بھی سورت فاتحہ کی فرضیت کے
باوجود رکوع کی رکعت کے قائل ہیں۔ برادران! ہم فرمانبردار
ہیں، فرماں روا نہیں، ہم تبع ہیں، متبوع نہیں۔ ہم کو یہی

لائق ہے کہ شریعت کے مقابلہ میں اپنے قیاسات کو بالائے طاق رکھیں اور ہر ہر مسئلہ کو تسلیم کرتے اور وقت پر اس کے عامل ہوتے چلے جائیں۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے فرمان کو ماننے اور عمل کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔

بعض علمائے اہل حدیث نے تو آیت **وَادْعُوا مَعَ الرَّائِعِينَ** سے رکوع کی رکعت ثابت کی ہے ۱۶۔ مکمل بحث و دلائل رسالہ رکوع کی رکعت میں ملاحظہ فرمائیں۔

ابو عمار عبد القہار غفرلہ ابن المؤلف
حضرت مولانا عبد التواب محدث ملتانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی شرح و مترجم بلوغ المرام کے صفحہ ۳۷ کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔
”ہاں مسبوق جب رکوع میں آکر شامل ہوا اور قیام نہیں پایا تو اس کو اس خاص صورت میں معافی ہے۔ ابو داؤد کی حدیث **إِذَا جِئْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ وَنَحْنُ سَجُودٌ** اس پر دلیل ہے۔ عبد اللہ بن مسعود وغیرہ صحابہ کا فعل و قول بھی اس کے مطابق ہے۔ خلاصہ یہ کہ رکوع کی رکعت ہو جاتی ہے



چودہواں باب

جب امام رکوع سے سر اٹھائے تو کیا کہے

امام اور مقتدی و منفرد۔ نمازی مرد ہو یا عورت
| سب ہی یہی کلمہ سَمِعَ اللہُ مِنِیْ حَمْدِکَ پڑھیں |

جب امام رکوع سے سر اٹھائے تو بلند آواز سے سَمِعَ اللہُ
مِنِیْ حَمْدِکَ کہے اور تمام مقتدی بھی امام کی پیروی میں سَمِعَ اللہُ
مِنِیْ حَمْدِکَ کہیں۔ مسئلہ تو یہی ہے لیکن بعض لوگ اس کے
خلاف کرتے ہیں اور انکا یہ کہنا ہے کہ مقتدی سَمِعَ اللہُ مِنِیْ حَمْدِکَ
نہ کہے بلکہ امام کے پیچھے رَبَّنَا وَلِکَ الْحَمْدُ کہے اور ان لوگوں نے
اس حدیث سے جس حدیث میں یہ جملہ ہے کہ امام جب سَمِعَ اللہُ
مِنِیْ حَمْدِکَ کہے تو تم رَبَّنَا وَلِکَ الْحَمْدُ کہو۔ اس میں دُعا کے لئے اشارہ
کیا گیا ہے نہ کہ سَمِعَ اللہُ مِنِیْ حَمْدِکَ سے روکا گیا ہے کیونکہ دارقطنی
کی ایک حدیث میں مقتدی کا سَمِعَ اللہُ مِنِیْ حَمْدِکَ کہنا بصراحت
ثابت ہے۔ حدیث یہ ہے عَنْ ابْنِ ہُرَیْرَةَ قَالَ کُنَّا اِذَا صَلَّیْنَا
خَلْفَ رَسُوْلِ اللہِ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِعَ اللہُ
مِنِیْ حَمْدِکَ قَالَ وَمَنْ ذَرَّاهُ سَمِعَ اللہُ مِنِیْ حَمْدِکَ
(رَوَاهُ الدَّارِ قُطْنِیُّ) یہ حدیث سنداً صحیح ہے معنی

مرفوع ہے۔ عملاً اجماع صحابہؓ ہے یعنی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم جب کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں نماز پڑھتے اور آپ سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تو آپ کے کل مقتدری بھی سمع اللہ لمن حمدہ کہتے۔

میرے خیال سے اس صریح اور صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے کسی کو اب کلام کی گنجائش باقی نہیں پس اگر آپ میں سے کسی کا عمل اس پر نہ ہو تو آج ہی سے اس پر عامل بن جائیے اور اس سنت کو رواج دیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں تمام سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین۔

پندرہواں باب

رکوع کے بعد حالت قومہ میں ہاتھ باندھنے کی تحقیق

جو حضرات رکوع سے اٹھ کر ہاتھ باندھتے ہیں ان کے پاس باندھنے کی کوئی دلیل شرعی نہیں ہے، سوائے قیاس کے۔ اختلاف رکوع کے بعد ہاتھ باندھنے میں ہے۔ اور باندھنے والے حضرات صرف پہلے قیام والی ہی اپنے دعوے کے ثبوت میں پیش کرتے ہیں

پھلی دلیل: حدیث کا ترجمہ، حضرت علقمہ اپنے والد

حضرت وائل رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ میرے والد نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب بھی آپ نماز میں کھڑے ہوتے تو اپنے دائیں ہاتھ سے بائیں ہاتھ کو پکڑتے تھے۔

یہ دلیل ہاتھ باندھنے والے حضرات پیش کرتے ہیں۔ دوسری حدیث بھی پیش کرتے ہیں۔ دونوں کے حوالے ملاحظہ ہوں۔ (پہلی حدیث بحوالہ سنن نسائی ص ۱۰۵ ج ۱، دوسری حدیث بحوالہ المسند الامام احمد ص ۳۱۸ ج ۳)

ہاتھ چھوڑنے والوں کے دلائل | پھلوی دلیل بخاری و مسلم
تمی واضح و مفصل الفاظ

سے مسند امام احمد ص ۳۲ ج ۲ میں موجود ہے اور اس حدیث کی سند بھی جید و قوی ہے۔ اور اس حدیث کے اوہی بھی سب ثقہ و صدوق ہیں۔ اس حدیث میں کوئی بھی علت یا ضعف کی وجہ نہیں ہے۔ خلاصہ اس حدیث کا یہ ہے۔ ایک صحابی نے نماز پڑھی آپ کے سامنے، آپ نے نمازی صحابی کو تین بار نماز کوٹانے کا حکم دیا، اور پھر اس کو صحیح طور پر نماز ادا کرنے کی تعلیم دی۔ اس مذکورہ حدیث میں رکوع کے بعد والے قیام کے متعلق اللہ کے رسولؐ نے اس صحابی کو ان الفاظ میں حکم فرمایا۔ فاذا رفعت راسک فاقه صلیک حتی ترجع

العظام الى مفاصلها۔ الحديث ،

ان الفاظ مبارک کا مطلب یہ ہے کہ جب تم رکوع سے سر اٹھاؤ تو اپنی پیٹھ کو سیدھی کر دو حتیٰ کہ تمہاری سب ہڈیاں اپنے اپنے جوڑوں کی طرف ٹوٹ جائیں۔ حدیث کے اس جملہ سے معلوم ہوا کہ رکوع کے بعد والے قیام میں انسان کی سب ہڈیاں اپنے اپنے جوڑوں پر بیٹھ جائیں۔ اگر رکوع کے بعد والے قیام میں بھی ہاتھ باندھے جائیں تو کہنیوں کی ہڈیاں جو رفع یدین کی وجہ سے اپنے جوڑوں سے ہٹ گئی تھیں وہ اپنے جوڑوں کی طرف نہیں ٹوٹ سکتیں۔

اس سے پہلے آپ قولی ہاتھ چھوڑنے کی دوسری دلیل | حدیث ملاحظہ فرما چکے ہیں

اب دوسری دلیل فعلی حدیث یعنی خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فاستوی حتی يعود کل فقد ارمکانه الحديث (صحیح بخاری)

ترجمہ : اور برابر ہو کر کھڑے ہو جاتے تاکہ سب ہڈیاں اپنی جسمانی جگہ پر ٹوٹ آئیں۔ اس حدیث سے ہاتھ چھوڑنے کا آپ کا فعل مبارک ہے۔ معلوم ہوا رکوع کے بعد ہاتھ چھوڑ دینا عمل متواتر ہے۔ ایک لاکھ چوبیس ہزار صحابہؓ کی تعداد ہے کسی بھی ایک صحابیؓ سے رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا ثابت ہی نہیں۔ اگر ہاتھ باندھنے کا معاملہ ہوتا تو ضرور حدیث کی کتابوں

میں اس کا ثبوت ہوتا۔ نبی علیہ السلام سے لیکر آج تک ہاتھ چھوڑنے پر ہی عمل ہو رہا ہے۔ رکوع کے بعد کسی ایک صحابی کا بھی ہاتھ باندھنا ثابت نہیں۔

اور مولانا وحید الزماں صاحب نے صحاح ستہ کا اردو میں ترجمہ کیا۔ وہ اپنی تصنیف ”نزول الابرار من فقہ النبی المختار“ کے صفحہ ۷۹ ج ۱ میں تحریر فرماتے ہیں: (عربی عبارت کا ترجمہ) ”جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ سے رکوع کے بعد والے قیام میں ہاتھوں کو باندھنا نقل نہیں کیا گیا۔ حالانکہ صحابہؓ لوگوں نے آپ کو پانچ مرتبہ نماز پڑھتے دیکھا اور یہ محال ہے کہ اس قیام میں ہاتھ باندھنا مسنون بھی ہو، پھر بھی اس کو نقل نہیں کیا گیا ہو۔ اور بیشک میں نے اپنے اہل حدیث شافعی، حنبلی اساتذہ کو دیکھا کہ وہ سب کے سب اس قیام میں ہاتھوں کو چھوڑتے تھے۔ کسی کو بھی میں نے ہاتھ باندھتے ہوئے نہیں دیکھا۔“

علامہ موصوف اسی کتاب کے اُسی صفحہ پر حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں: ”جو شخص اس قیام میں ہاتھوں کے باندھنے کا قائل ہے وہ گویا امت کے اجماع کی مخالفت کرتا ہے اور دین میں بدعت کا ارتکاب کرتا ہے۔“

اسی طرح علامہ محمد ناصر الدین البانی جو عرب ممالک کے

مشہور محقق و جید عالم ہیں وہ اپنی کتاب ”صفة الصلوة النبی“ کے صفحہ ۱۲۵ کے حاشیہ میں تحریر فرماتے ہیں۔ ”اگر اس قیام میں ہاتھ باندھنے کا اصل ہوتا تو ہماری طرف نقل کیا جاتا اگرچہ ایک ہی طریقہ سے کسی ایک نے بھی یہ کام ہاتھ باندھنے والا نہیں کیا کسی صحابیؓ اور ائمہ میں سے بھی کسی نے اس کا ذکر تک نہیں کیا۔ اور مجھے ذرہ برابر بھی اس بات میں شک و شبہ نہیں کہ رکوع کے بعد سینے پر اس قیام میں ہاتھوں کو باندھنا بدعت گمراہی ہے۔“

اسی طرح علامہ عبد القادر حصاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے رسالے ”تائید ما بعد الركوع“ میں لکھا ہے کہ رکوع کے بعد ہاتھ باندھنا کسی بھی دلیل اور تعامل سلف و خلف سے ثابت ہی نہیں ہے اس لئے جماعت اہل حدیث کو اس بدعت سے بچنا چاہیئے۔

سُوْلُہَوَالْ بَابُ

سجدہ سہو کے بیان میں

انسان بشر ہے۔ بشریت کا تقاضا ہے کہ کوئی بات بھول جائے کسی کام میں سہو ہو جائے پس جس طرح دنیا کے کاموں

میں بھول چوک ہو جایا کرتی ہے ٹھیک اسی طرح دینی امور میں بھی چونکہ شیطان لگا ہوا ہے بھلا دیتا ہے اسی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ اَنْتُمْ كَمَا تَنْسَوْنَ فَاَذَانُیْتُ فَاذْکُرُوْنِیْ یعنی میں بھی تم لوگوں کی طرح ایک انسان ہوں بھول جاتا ہوں جس طرح تم لوگ بھول جاتے ہو، تو جب میں کوئی بات نماز میں بھول جاؤں تو تم لوگ مجھ کو یاد دلایا کرو۔ وَاِذَا شَکَّ أَحَدُكُمْ فَلْيَتَحَرَّ الصَّوَابَ وَلْيُتِمَّ عَلَيْهِ اور جب تم میں سے کسی کو نماز میں شک ہو تو جس پر یقین ہو اس پر فیصلہ کر کے اپنی نماز پوری کرے اور سجدہ سہو کرے (بخاری) یہ سجدے شیطان کی ناک خاک آلودہ ہونے اور اسکی ذلت کا باعث ہوں گے۔

یہ سجدے سہو قعدہ اولیٰ کے ترک پر چار کی جگہ تین رکعت پڑھنے پر چار کی جگہ دو رکعت پڑھنے پر چار کی جگہ پانچ رکعت پڑھنے پر کبھی وزیادتی کے شک پر ضروری ہیں۔ ہر ایک کے سلسلہ کی حدیں حسب ذیل ہیں۔

قعدہ اولیٰ کے ترک پر سجدہ | حضرت عبداللہ بن بجنہ رضی اللہ

عنه سے روایت ہے کہ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى بِهِمُ الظُّهْرَ فَقَامَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ لَمْ يَجْلِسْ فَقَامَ النَّاسُ مَعَهُ حَتَّى قَضَى الصَّلَاةَ وَانْتَظَرَ النَّاسُ تَسْلِيمَهُ

کَبُرَ وَهُوَ جَالِسٌ فَسَجَدَ سَجْدَتَيْنِ قَبْلَ أَنْ يُسَلِّمَ نَبِيٌّ
 صلی اللہ علیہ وسلم نے ظہر کی نماز پڑھائی تو دو رکعت کے بعد
 نہیں بیٹھے، کھڑے ہو گئے اور لوگ بھی آپ کے ساتھ کھڑے
 ہو گئے۔ جب نماز پوری ہو گئی اور ہم لوگ سلام پھیرنے کے
 منتظر تھے تو آپ نے اللہ اکبر کہہ کر بیٹھے ہوئے سلام سے پہلے
 دو سجدے کئے اور اس کے بعد سلام پھیرا۔

ابوداؤد کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے فرمایا اِذَا قَامَ الْإِمَامُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ فَإِنْ ذَكَرَ أَنْ يُسْتَوِيَ
 قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ وَإِنْ سَتَوَى قَائِمًا فَلْيَجْلِسْ وَسَجَدَ
 سَجْدَتَيْ السَّهْوِ۔ اگر امام دو رکعت کے بعد بیٹھنا بھول کر کھڑا
 ہونے لگے تو اگر سیدھا کھڑا ہونے سے پہلے یاد آجائے تو بیٹھ
 جائے اور اگر سیدھا کھڑا ہو گیا ہے تو نہ بیٹھے اور آخر میں سہو
 کے دو سجدے کر لے۔ (ابوداؤد)

دو رکعت پر سجدہ | حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے
 ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز ظہر یا عصر کی نماز پڑھائی
 اور دوسری رکعت پر سلام پھیر کر اٹھ گئے اور مسجد میں ایک لکڑی
 پڑی ہوئی تھی اس پر ٹیک لگا کر بیٹھے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ
 آپ غصہ میں ہیں اور داہنا ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھ کر اور انگلیاں
 ایک دوسرے میں ڈال کر داہنا رخسارہ بائیں ہاتھ کی پشت

پر رکھا، جلد باز لوگ تو چلے گئے باقی لوگ آپس میں کہنے لگے کہ نماز کم ہو گئی۔ ان میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما بھی تھے یہ تو بیت سے پوچھ نہیں سکے مگر لوگوں میں ایک شخص تھے جن کے ہاتھ لمبے تھے۔ اور ان کو لوگ ذوالیدین کہا کرتے تھے انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! نماز کم کر دی گئی یا آپ بھول گئے؟ آپ نے فرمایا نہ کم ہوئی نہ میں بھولا۔ پھر آپ کے پوچھنے پر سب نے کہا کہ ہاں ذوالیدین ٹھیک کہتے ہیں۔ پھر آپ آگے بڑھے اور جس قدر نماز چھٹی تھی۔ اس کو پورا کیا اور سلام پھیر کر اللہ اکبر کہا اور پہلے سجدوں کے برابر یا اس سے دراز سجدے کر کے سلام پھیرا۔ (بخاری و مسلم)

تین رکعت پر سجدہ | عطاء بن یسار ابی سعید سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کو نماز میں شک ہو کہ تین رکعت پڑھی یا چار رکعت پڑھی تو شک کو دور کرے اور تین ہی قرار دیکر نماز پوری کرے اور سلام پھیرنے سے پہلے دو سجدے کر لے۔ اگر پانچ رکعتیں ہو گئی ہوں گی تو یہ دو سجدے انکو چھ رکعتیں کر دیں گے۔ اور اگر ٹھیک چار ہی رکعتیں ہوتی ہوں گی تو سہو کے یہ دونوں سجدے شیطان کی ناک خاک میں ملا دیں گے۔ تشریح :- اگر کسی نے بھول کر چار رکعت کی جگہ پانچ رکعت نماز پڑھ لی ہے تو سہو کے دو

سجدے ایک رکعت کی جگہ موئے اور پانچویں رکعت ملا کر دو رکعت نفل نماز ہو جائے گی۔

پانچ رکعت پر سجدہ | عَنْ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ إِنَّ رَسُولَ

اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ صَلَّى الظُّهْرَ خَمْسًا فَبَقِيَ لَكَ

أَزِيدَنِي الصَّلَاةَ فَقَالَ وَمَا ذَاكَ قَالُوا أَصَلَّيْتَ خَمْسًا فَسَجَدَ

سَجْدَتَيْنِ بَعْدَ مَا سَلَّمَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ

بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک باظہر کی

نماز پانچ رکعت پڑھی۔ لوگوں نے پوچھا کیا نماز زیادہ کی گئی؟

آپ نے پوچھا کیا بات ہے؟ لوگوں نے عرض کیا حضور صلعم نے

پانچ رکعت نماز پڑھی ہے۔ پھر آپ نے سلام کے بعد

دو سجدے کئے۔ (بخاری)

شک پر سجدہ | عَنْ ابْنِ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحَدَكُمْ إِذَا قَامَ يُصَلِّي جَاءَهُ الشَّيْطَانُ

فَلَيْسَ عَلَيْهِ حَتَّى لَا يَذْهَبَ رَأْيُكُمْ صَلَّى فَإِذَا وَجَدَ ذَلِكَ

أَحَدَكُمْ فَلْيَسْجُدْ سَجْدَتَيْنِ وَهُوَ جَالِسٌ حَضَرْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ

رضی اللہ عنہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا جب کوئی نماز پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا

ہے تو شیطان آکر اسکو ایسا پریشان خاطر کر دیتا ہے کہ

نمازی کو یہ بھی یاد نہیں رہتا کہ کتنی رکعت پڑھی۔ پس اگر تم

میں سے کسی کو ایسا معلوم ہو تو دو سجدے کر لیا کرے (بخاری)
 سجدہ سہو دونوں طرح جائز ہیں خواہ سلام پھیرنے
 سے پہلے کر لیں یا دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد۔
 اگر نمازی کو کوئی سلام کرے تو نمازی اس کا جواب
 ہاتھ پیچھے کی طرف اشارہ کر کے دیدے۔

سلام پھیر کر بات چیت کرنے، جگہ سے اٹھ کر چلے جانے
 کے بعد نماز کی بھول یاد آوے تو دوبارہ نماز پڑھنے کی کوئی
 ضرورت نہیں ہے بلکہ چھوڑا ہوا رکن ادا کر کے سہو کے دو
 سجدے کر لینے کافی ہیں۔ اس حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایسا
 ہی فعل ہے (بلوغ المرام) ۱۲۔ ابن المؤلف

سجدہ سہو میں حکمتیں اور اس کا مکمل نقشہ | رسول کریم صلی اللہ
 علیہ وسلم کی ذات اقدس

ایسی بابرکات ہے کہ آپ کی ہر حرکت اور سکون قابل اقتداء ہے۔
 موطا امام مالک میں آپ کا یہ ارشاد ہے۔ قَالَ لَا تَنْسُوا
 أَوْ لَا تَنْسُوا، ترجمہ: فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے میں بھولتا ہوں یا بھلا یا جاتا ہوں تاکہ اپنی امت کیلئے ایک راہ
 پیدا کروں۔ آپ کے بھول جانے یا بھلا دینے میں یہ حکمت تھی کہ امت کو
 سہو کے مسائل معلوم ہو جائیں اگر آپ نماز میں نہ بھولتے تو لوگوں
 کو یہ مسئلہ کیونکر معلوم ہوتے۔ نقشہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں۔

نبی علیہ السلام کو نماز میں مستام عمر میں صرف پانچ مرتبہ سہو ہوا

مکمل نماز

۱۷

ہدایت النبیؐ

نمبر	وقت نماز	صورت تھو	پھلا	دتل اولک	قبل سلام یا بعد	تشریح حالت
۱	ظہر	تسہد روگیا تھا	پھلا	انجیر بد دوجدے سہو کے کئے	قبل سلام	اسی طرح کوئی دیگر وجہ واجبہ جائے تو اس کا تدارک مجددہ سہو سے ہے۔
۲	عصر	تین رکعت پر سلام پھیر دیا تھا	تین رکعت پر سلام پھیر دیا تھا	پونجی رکعت پوری کر کے دو مجددے سہو کے کئے	بعد از سلام	نمبر ۳، ۴ میں ہر روز وہ امر کر سکتا ہے جو سہو ہوا رہ جائے لیکن اگر وہ عمداً چھوڑا جائے تو نماز باطل ہو جائے گی۔ مثلاً رکوع یا سجود یا قرائت فاتحہ حالت قیام میں نہ پڑھی وغیرہ اگر کان مانہ۔
۳	نام مذکور نہیں کو الف سے معلوم ہوا ہے کہ غالباً نماز والی مناسبت ہوگی	آخری رکعت سے پہلے سلام پھیر دیا	دوسری رکعت پر سلام پھیر دیا	باقی دو رکعتیں پوری کیں اور دو مجددے سہو کے کئے اور جب کے وقت تکیر کری	بعد از سلام	
۵	ظہر	چار رکعت کی جائے نماز رکعتیں پڑھی گئیں	چار رکعت کی جائے نماز رکعتیں پڑھی گئیں	یا ذکر اے کر دو مجددے سہو کے کئے اور سلام پھیر دیا	قبل از سلام آخر یا بعد از سلام اول	زیادت رکعت کے معنی میں زیادت رکعت بھی مستحق ہے پس اگر سہو اور دو مجددے میں تجدید ہو جائیں تو ان کا تدارک صرف دو مجددہ سہو سے ہے۔

سترہواں باب

دوسجدوں کے درمیان میں بیٹھنے کا بیان

بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھیں، شہادت کی انگلی (انگوٹھ کے پاس والی) کو کھڑا رکھیں۔ بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر کھول کر رکھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھتے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ گمان کرتے تھے کہ شاید دوسرا سجدہ کرنا آپ کو یاد نہیں رہا جنوہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازوں میں قوم و جلسہ کے اندر تعدیل ادا کا یہ حال تھا کہ صحابہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ سمجھتے کہ شاید آپ سجدہ میں جانا بھول گئے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَامَ سَمِعَ اللَّهَ لِمَنْ حَمِدَهُ قَامَ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَوْهَمَ ثُمَّ يَسْجُدُ وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى نَقُولَ قَدْ أَوْهَمَ (مسلم)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سَمِعَ اللہ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ ہم لوگ سمجھتے کہ آپ سجدہ میں جانا بھول گئے

پھر جب سجدہ کرتے تو دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر تک بیٹھے رہتے کہ ہم لوگ کہتے کہ آپ سجدہ میں جانا بھول گئے۔ بس یہ ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قومہ و جلسہ کا اندازہ۔ ہم اگر دیر تک قومہ و جلسہ نہیں کر سکتے تو کم از کم دعائیں قواطینان کے ساتھ پڑھ لیا کریں۔

اٹھارہواں باب

جلسہ استراحت کے بیان میں

دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہہ کر تھوڑی دیر بیٹھیں اسی کو جلسہ استراحت کہتے ہیں، جلسہ استراحت میں اسی طرح بیٹھیں جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھے تھے اور اس میں اتنی دیر لگائی جائے کہ ہر بڑی اپنے اپنے ٹھکانے پر آجائے۔ رکوع، قومہ، پہلا سجدہ، قعدہ، دوسرا سجدہ جلسہ استراحت مسنون طریقہ کے مطابق ادا کرنے اور دعائیں پڑھنے سے ایک رکعت ہو گئی۔ اسی طرح بقیہ رکعتیں پوری کیجئے لیکن دوسری رکعت کے بعد تشہد کے لئے بیٹھ جائیے۔ تشہد میں دایاں پاؤں کھڑا، انگلیاں قبلہ رخ اور بائیں پاؤں کچھا کر اسی پر بیٹھنا چاہئے اور دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھنا چاہئے۔ (مسلم)

جلسہ استراحت میں کامل اطمینان کے بعد پھر دوسری رکعت کے لئے کھڑے ہوں۔ (ترمذی - ابوداؤد)

جلسہ استراحت میں دعاء پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے ابن المولف اولہ نہ ہی اس میں تکبیر ہے۔ بغیر تکبیر کے کھڑے ہو جائیں۔ بخاری

اُنِسْوَانِ۱۹ بَاب

التحیات پڑھنے کے بیان میں

پہلی رکعت کے بعد دوسری رکعت بھی اسی طرح پڑھیں مگر اس میں دعاء افتتاح نہ پڑھیں۔ قرأت پہلی رکعت سے اس میں مختصر ہو۔ دوسری رکعت پوری کر کے سجدوں کے بعد بیٹھنے کو تشہد (التحیات) کہتے ہیں۔

تشہد میں نگاہ شہادت کی انگلی پر رکھنی چاہئے۔ تشہد میں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ پر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کا نام ”رفع سبّابہ“ ہے۔ یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔ ائمہ مجتہدین محدثین سب کے سب اس امر پر متفق ہیں۔

صحابہ، تابعین، حنفیہ، شافعیہ، مالکیہ، حنبلیہ سب کے سب رفع سبّابہ کے قائل ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا أَقْعَدَ يَدَهُ هُوَ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُمْنَى وَ يَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخْذِهِ الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِأَصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ إِبْهَامَهُ عَلَى أَصْبَعِهِ الْوُسْطَى يَعْنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ زُبَيْرٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ سَے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشهد میں بیٹھے تو اپنا داہنا ہاتھ دایں ران پر اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے۔ شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور انگوٹھے کو بیچ کی انگلی پر رکھتے۔ (مسلم)

عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی دوسری روایت میں ہے وَرَفَعَ أَصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ دَائِبِنَ هَاتِهِ وَهِيَ الْاَنْگلی آپ تشهد میں اٹھاتے جو انگوٹھے کے نزدیک ہے۔

وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِينَ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ اور ترمذی کی گنتی کی طرح انگلیاں بند کرتے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔

ان مختلف احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رفع سبابہ یقینی ہے اور یہ سنت رسول ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سب انگلیوں کا حلقہ بنا لیا جائے اور صرف ایک شہادت کی انگلی کھلی رکھنی چاہیے۔ امام نوویؒ نے کہا کہ اشارہ کلمہ شہادت

میں اَلَا اللّٰہُ پر کرنا چاہیے۔ یعنی حرکت دینی چاہیے۔
 صاحب سبل السلام نے کہا کہ اشارہ کی جگہ لَا اِلٰہَ اِلَّا
 اللّٰہُ کہنے کے وقت ہے۔ طیبی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث
 کے حوالہ سے کہا ہے کہ اشارہ اَلَا اللّٰہُ کہنے کے وقت کرنا
 چاہیئے تاکہ قول و فعل میں توحید کے اندر مطابقت ہو جائے
 (تحفۃ الاحوذی) اور یہی انسب معلوم ہوتا ہے کہ اَلَا اللّٰہُ پر
 اشارہ کیا جائے۔ یعنی حرکت دی جائے۔

تستہد کے بعد اگر آپ فجر کی نماز میں ہیں تو قعدہ اخیرہ
 کی دعائیں بھی پڑھنی چاہئیں جس کا ذکر آگے آئے گا۔ اور اگر
 مغرب، عشاء، ظہر، عصر کی نمازوں میں سے کوئی نماز ہے
 تو تیسری رکعت کے لئے اللّٰہُ اکْبَرُ کہتے ہوئے پھر کھڑے ہو جائیں اور
 کھڑے ہونے پر پھر ایک دفع رفع الیدین کرنا چاہیئے۔ ابو حمید
 ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے اِذَا قَامَ الرَّكْعَتَيْنِ
 کَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ۔ جب آپ دوسری رکعت سے (تستہد کے بعد)
 کھڑے ہوتے تو اللّٰہُ اکْبَرُ کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے۔
 (ابوداؤد، ترمذی)



بیسواں باب

جمعہ کی نماز و دیگر مسائل و فضائل

کے بیان میں

جمعہ کی نماز | يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ

مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ

خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝ (پ) اے ایمان والو!

جمعہ کے دن جب جمعہ کی نماز کے لئے بلایا جائے تو جمعہ کی نماز

کے لئے دوڑ کر آؤ اور خرید و فروخت، کاروبار کو چھوڑ دو اگر تم

جانتے ہو تو یہ تمہارے لئے بہر حال میں بہتر ہے۔

جمعہ نام رکھنے کی وجہ | حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے

ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا گیا کہ جمعہ کا نام جمعہ کیوں رکھا

گیا؟ تو آپ نے فرمایا اس دن میں تیرے باپ آدمؑ کی مٹی جمع

کی گئی اور اس کا خمیر کیا گیا تھا اور اسی روز نفخہ ہو گا یعنی صور بھونکا

جائے گا۔ جس سے دنیا کی ساری مخلوق مرجائے گی اور اسی روز

ساری مخلوق کو زندہ کر کے اٹھایا جائے گا اور اسی روز قیامت ہوگی

اور اسی دن کی آخری تین گھڑیوں میں ایک گھڑی ایسی ہے جس

میں جو دعا رکھی جائے گی قبول ہوگی۔ (مسند احمد)

جمعہ کی نماز واجبہ | حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابن عمر

رضی اللہ عنہما حدیث بیان کرتے ہیں کہ ہم نے منبر پر آپ کو فرماتے

ہوئے سَنَا لَيْتَهُنَّ أَقْوَامٌ عَنْ وَدَّعِهِمُ الْجُمُعَاتِ

أَوْ لَيُخْتَمَنَّ اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ

آپ نے فرمایا کہ لوگ جمعہ کو چھوڑنے سے باز رہیں (یعنی جمعہ ہرگز

نہ چھوڑیں) ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر کر دے گا پھر وہ

غافلوں میں سے ہو جائیں گے (مسلم)

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے نبی صلی اللہ علیہ

وسلم نے فرمایا کہ جس نے بغیر عذر شرعی جمعہ چھوڑ دیا کُتِبَ

مُنَافِقًا فِي كِتَابٍ لَا يُنْحَى وَلَا يُبَدَّلُ تو وہ اس کتاب میں

منافق لکھ دیا جاتا ہے جس کتاب کی بات مٹائی نہیں جاسکتی

اور نہ بدلی جاسکتی ہے۔

جمعہ کس پر واجب ہے | ابن عمر رضی اللہ عنہ بیان

اور کس پر واجب نہیں کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ سَمِعَ الْإِذَاءَ جمعہ

ہر اس شخص پر واجب ہے جو اذان سنے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے روایت کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا
 الْجُمُعَةُ عَلَى مَنْ أَدَاَهُ اللَّيْلُ جَمْعُ هَرَّاسٍ شَخْصٍ بِرَبِّهِ جَوْ
 جَمْعُ كِي نَمَازِ پڑھ کر شام تک اپنے گھر کو لوٹ سکے (ترمذی)
 چند آدمیوں کے سوا ہر مسلمان پر جمعہ ضروری ہے طارق
 بن شہاب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم نے فرمایا الْجُمُعَةُ حَقٌّ وَاجِبٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ فِي
 جَمَاعَةٍ إِلَّا عَلَى الرَّبْعَةِ عَبْدٍ مَمْلُوكٍ أَوْ امْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ أَوْ
 مَرِيضٍ جَمْعُ حَقِّ ہے ہر مسلمان پر جماعت کے ساتھ واجب
 ہے سوائے چار شخصوں کے کہ ان پر جمعہ واجب نہیں ہے۔ غلام
 عورت بچہ اور بیمار۔ (ابوداؤد)

دارقطنی کی روایت میں مسافر کا لفظ بھی آیا ہے۔

ترک جمعہ پر وعید حضرت ابن عمرو ابو ہریرہ رضی اللہ
 عنہما حدیث بیان کرتے ہیں کہ ہم نے منبر پر آپ کو یہ فرماتے ہوئے
 سَمِعْنَا لَيْسَتْ هِيَ أَقْوَامٌ عَنْ وَدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ أَوْ لَيَخْتَمَنَّ
 اللَّهُ عَلَى قُلُوبِهِمْ ثُمَّ لَيْكُونَنَّ مِنَ الْغَافِلِينَ ۝ آپ
 نے فرمایا کہ لوگ جمعہ کے چھوڑنے سے باز رہیں (یعنی جمعہ کی
 نماز ہرگز نہ چھوڑیں) ورنہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں پر مہر کر دے گا
 پھر وہ غافلوں میں سے ہو جائیں گے (مسلم)

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بلا وجہ یعنی بغیر عذر شرعی جمعہ ترک کیا کُتِبَ مُنَافِقًا فِی کِتَابِ لَا یُحْجِی وَلَا یُکَلِّلُ تو وہ اس کتاب میں منافق لکھ دیا جاتا ہے جس کتاب کی بات مثالی نہیں جاسکتی اور نہ بدلی جاسکتی ہے۔

بعض روایتوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ الفاظ تین مرتبہ درج ہیں۔ (شافعی)

فضائل جمعہ | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کو یعنی جمعہ کے دن کو اللہ نے عید بنایا اس دن میں غسل کر لیا کرو۔ اور خوشبو میسر ہو تو لگالیا کرو، اور مسواک بھی ضرور کر لیا کرو۔ (ابن ماجہ)

ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ آیت ایک یہودی کے سامنے پڑھی الْیَوْمَ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَ اَتَمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَ رَضِيتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِينًا آج کے دن میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام کو پسند کیا تو یہودی نے سن کر کہا اگر یہ آیت ہم لوگوں پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید بنا لیتے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ آیت دو عیدوں کے درمیان نازل ہوئی ہے یعنی جمعہ اور عرفہ کے دن۔ (ترمذی)

جمعہ کا دن ہر دن
سے افضل ہے

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

کہ سارے دنوں میں افضل جمعہ کا دن ہے۔ حضرت آدمؑ اسی دن پیدا کئے گئے۔ اسی دن جنت میں داخل کئے گئے، اسی دن جنت سے باہر کئے گئے اور اسی دن قیامت بھی ہوگی۔ (مسلم)

ابن ماجہ کی روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کا دن خدا کے نزدیک دنوں کا سردار اور بڑا دن ہے خدا کے نزدیک اس کی عظمت عید الفطر اور عید الاضحیٰ سے بھی زیادہ ہے۔

جمعہ کے دن کی پانچ خصوصی باتیں۔ اللہ نے آدم علیہ السلام کو اسی دن پیدا کیا، اسی دن انکو زمین پر اتارا گیا، اور اسی دن وفات پائی۔ اس میں ایک ساعت ایسی ہے جس میں اگر بندہ کسی چیز کی دعا کرے تو اللہ اس کو وہ چیز ضرور دیدیتا ہے جب تک کسی حرام چیز کا سوال نہ کرے، اور اسی دن قیامت ہوگی۔ (ابن ماجہ)

جمعہ کے دن کی موت | ترمذی میں روایت ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوتُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ

وَلَيَلَتْنَا الْجُمُعَةَ الْاَوَّلَىٰ لِلَّهِ فِتْنَةُ الْقَبْرِ جَوْسَمَانِ جَمْعُ كَيْ دَنْ يَاجْمَعُ
کی رات میں مرجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو فتنہ قبر سے پچاتا ہے۔

جمعہ کے دن درود | حضرت ابوالدرداء صحابی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود پڑھا کرو اس لئے کہ یہ دن حاضری کا ہے اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں اور جو شخص تم میں سے اس دن درود بھیجتا ہے تو وہ میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے جب تک وہ درود سے فارغ ہوتا ہے۔ اور درود مسنون مراد ہے نہ مروجہ۔

جمعہ کے دن چند سورتوں کی فضیلت کے فضائل | سورۃ آل عمران کی فضیلت طرانی اوسط کی ایک روایت

میں ہے کہ جس نے جمعہ کے دن آل عمران پڑھی تو شام تک اللہ تعالیٰ رحمت کرتا ہے اور فرشتے دعا و مغفرت کرتے ہیں (ترغیب) سورۃ ہود ایک روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن سورہ ہود پڑھو۔

سورۃ کہف کی فضیلت | ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھے تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک اور تین دن زائد کے گناہ بخشے جاتے ہیں اور اس کو نور عطا کیا جاتا ہے جو آسمان تک پہنچتا ہے اور اس کو دجال کے فتنے سے بچایا جاتا ہے۔ ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جس نے جمعہ کے دن سورۃ کہف پڑھی تو اس

کے لئے دو جمعوں کے درمیان تک نور روشن ہوتا ہے۔

(رواہ النسائی والبیہقی)

اور ایک روایت میں ہے کہ جس نے امام کے آنے سے پہلے پہلے سورۃ کہف پڑھی تو اس کے لئے جمعہ تک گناہ دور ہو جاتے ہیں۔

(رواہ سعید بن منصور)

سورۃ یاسین کی فضیلت جس نے جمعہ کے دن سورۃ

یس پڑھی وہ بخشا جائے گا۔ (رواہ الاصبہانی) عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ جمعہ کو سورۃ یس پڑھتے تھے۔ (رواہ ابن سعد)

ضم الدخان کی فضیلت طبرانی میں ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

فرمایا جس نے یوم جمعہ اور شب جمعہ میں حم الدخان پڑھی تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں محل تیار کرتا ہے۔

جمعہ کے دن ایک خاص ساعت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

جمعہ کے دن ایک ایسی ساعت ہے کہ مسلمان بندہ اس ساعت میں جو دعا کرے ضرور قبول ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ ضرور دیدیتا ہے جو اس سے مانگا جائے۔ (بخاری مسلم)

بخاری و مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے حضور صلی اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن ایک ساعت ایسی ہے کہ مسلمان

بندہ اس کو پالے اور نماز پڑھ کر اس میں بھلائی کی خدا سے دعا کرے تو خدا اس کو وہ بھلائی ضرور عطا کرے گا۔

جمعہ کی خاص ساعت کا بیان | ابو بردہ بن ابی موسیٰ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا

وہ کہہ رہے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمعہ کے دن کی ساعت کی نسبت یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ منبر پر بیٹھنے سے نماز ختم ہونے تک کا جو درمیانی وقت ہے اسی میں وہ ساعت ہے (مسلم)

ایک دوسری روایت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ ساعت بہت تھوڑی ہے (مسلم)

جمعہ کے دن غسل کرنے اور | سلمان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں سویرے جانے کا ثواب کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرتا ہے اور خوب صاف

ستھرا ہو کر عطر و تیل لگا کر جمعہ کے لئے مسجد کو جاتا ہے اور مسجد میں دو آدمیوں کے درمیان گھس کر نہیں بیٹھتا (ایذا نہیں دیتا) اور جو قدر میں ہے نماز پڑھ کر چپ چاپ بیٹھا خطبہ سنتا رہتا ہے تو اس کے وہ سب گناہ جو اس نے ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک کئے ہیں معاف ہو جاتے ہیں۔ (بخاری)

نبی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ جو شخص جمعہ کے روز اپنی

اپنی بیوی کو بھی نہلائے۔ یعنی بیوی سے صحبت کرے اور خود بھی غسل کرے اور بیوی کو غسل کرائے۔ اور نماز جمعہ اور خطبہ سننے کے لئے پیدل چلکر سویرے مسجد میں جائے اور امام کے نزدیک ہو کر بیٹھے اور خطبہ غور سے سننے اور کوئی لغو بات نہ کرے۔ تو اس کو ہر قدم پر ایک سال کے روزوں کا ثواب اور ایک سال کی راتوں کے قیام کا ثواب ملتا ہے۔ سبحان اللہ محنت کم اور اجرت زیادہ۔ (ترمذی، ابوداؤد)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن فرشتے مسجد کے دروازہ پر کھڑے ہو جاتے ہیں اور مسجد میں آنے والوں کے نام لکھتے جاتے ہیں پہلے آنے والوں کا پہلے پھر اس کے بعد درجہ بدرجہ۔ جو پہلے آیا۔ اس نے (نماز کے علاوہ) گویا ایک اونٹ کی قربانی کی۔ اس کے بعد آنے والے نے مرغی اور اس کے بعد آنے والے نے گویا اڈے کی قربانی کی۔ پہلے آنے والوں کا مطلب یہ ہے کہ جمعہ کے دن یہ مختلف ساعتیں ہیں۔ ان مختلف ساعتوں میں پہلی ساعت میں آنے والے اُن کو اونٹ کی قربانی کا ثواب ملتا ہے دوسری ساعت میں آئیہ والوں کا ثواب گائے کی قربانی کے برابر تیسری ساعت میں آئیہ والوں کو دنبہ کی قربانی کے برابر چوتھی ساعت میں آنے والوں کا ثواب مرغی کے برابر اور آخری

ساعت میں آنیوالوں کا ثواب اندھے کے برابر ہے۔ پھر جب امام خطبہ کے لئے بیٹھا تو فرشتے ایسا رجسٹر کر لیتے ہیں، اور خطبہ سننے لگتے ہیں۔ (بخاری - مسلم)

جمعہ میں دو خطبے | جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے
 كَانَتْ لِلنَّبِيِّ ﷺ اَللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خُطْبَتَانِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيُذَكِّرُ النَّاسَ فَكَانَتْ صَلَوَتُهُ قَصْدًا وَخُطْبَتُهُ قَصْدًا - (مسلم) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دو خطبے تھے، دونوں کے درمیان بیٹھ جاتے دونوں خطبوں میں قرآن پڑھتے اور لوگوں کو نصیحت کرتے۔ آپ کی نماز اور آپ کا خطبہ اوسط درجہ کا ہوتا تھا (نہ بہت دراز نہ بہت مختصر)

خطبہ مختصر اور نماز لمبی | عمار رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ
 وَاِنَايُ كِي نَشَانِي هِي | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا اِنْ طَوَّلَ صَلَاةَ الرَّجُلِ وَقَصَّوْ خُطْبَتِهِ مَعْنَتُهُ مِّنْ فِقْهِهِ فَاَطْلُوْا الصَّلَاةَ وَاَقْصُرُوْا الْخُطْبَةَ (مسلم) آپ نے فرمایا کہ نماز لمبی اور خطبہ مختصر وانا کی نشانی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبہ | جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں
 اِذَا خُطِبَ اِحْمَرَّتْ عَيْنَاهُ وَعَلَا صَوْتُهُ وَاسْتَدَلَّ غَضَبُهُ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب دیتے تو آپ کی آنکھیں

سرخ ہو جائیں، آواز بلند ہو جاتی اور سخت غضب ناک ہوتے۔
ایسا معلوم ہوتا کہ گویا آپ لوگوں کو کسی مخالف لشکر سے ڈرا رہے
ہیں کہ دشمن کا لشکر تم کو صبح کے وقت لوٹے گا یا شام کو لوٹے
گا اور آپ فرماتے مجھ کو اور قیامت کو اس طرح بھیجا گیا ہے
یہ کہتے ہوئے آپ درمیانی انگلی اور شہادت کی انگلی کو باہم ملاتے
جس کا مطلب یہ ہوتا کہ جس قدر ان دونوں انگلیوں کی لمبائی
میں فرق ہے اتنا ہی مجھ میں اور قیامت میں فرق ہے (مسلم)
خطبہ میں سورۃ | ام ہشام بنت حارثہ بن النعمان کہتی
ق کی تلاوت ہیں کہ میں نے سورۃ ق وَالْقُرْآنِ الْمَجِیدِ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے سیکھی ہے جسے آپ ہر
جمعہ کے دن منبر پر خطبہ میں پڑھتے تھے (مسلم شریف)

اس حدیث شریف سے یہ مسئلہ معلوم ہو گیا ہے کہ آپ
نے سورۃ ق جمعہ کے خطبہ میں پڑھی اور سورۃ کی تشریح بھی
کی ہوگی لازمی آپ کا خطاب بڑا مفصل ہوتا تھا۔ اگر صرف
سورۃ ق کا ترجمہ ہی کیا جائے اور درمیان میں خطبہ کے وقفہ
بھی آپ نے کیا ہے تب بھی نماز سے زیادہ لمبا خطبہ آپ کا
ہو گیا۔ یہ کہنا بعض لوگوں کا کہ نماز لمبی ہوتی تھی اور خطبہ
چھوٹا ہوتا تھا، یہ بات بالکل عقل سلیم کے خلاف ہے
حقیقت یہ ہے آپ کے فرمان کی کہ عام تقریروں سے آپ کا

خطبہ کم ہوتا تھا۔ اور تمام نمازوں سے آپ کی جمعہ کی نماز ذرا لمبی ہوتی تھی، رکوع سجود میں زیادہ تسبیح پڑھتے ہونگے! اللہ تعالیٰ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

گاؤں والوں پر | طبرانی میں ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے **أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ الْجُمُعَةُ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ أَهْلِ قَرْيَةٍ** نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ ہر ایک گاؤں پر فرض ہے۔

دارقطنی میں ہے ام دو سیہ نے روایت کیا کہ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْجُمُعَةُ وَاجِبَةٌ عَلَى أَهْلِ قَرْيَةٍ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ فِيهَا إِلَّا أَرْبَعَةٌ۔ یعنی فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جمعہ گاؤں والوں پر بھی فرض ہے خواہ وہاں چار شخص ہی آباد ہوں۔

یہ حدیثیں دیہات والوں پر بھی جمعہ فرض بتاتی ہیں۔ بخاری و ابوداؤد میں حدیث ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں قَالَ أَوَّلُ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ فِي الْإِسْلَامِ بَعْدَ جُمُعَةٍ جُمِعَتْ فِي مَسْجِدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَجُمُعَةٍ جُمِعَتْ بِجَوَانِي قَرْيَةٍ مِنْ قُرَى الْبَحْرَيْنِ قَالَ عُثْمَانُ قَرْيَةً مِنْ قُرَى عُسْدِ

القیس یعنی ابن عباس رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پہلا جہد اسلام میں بحرین کی ایک بستی جواثی میں پڑھا گیا۔ عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ عبدالقیس کے دیہات میں سے ایک گاؤں تھا۔

جمعہ گاؤں میں درست ہونے کی یہ صریح دلیل ہے جمعہ کے منکرین و مخالفین کہتے ہیں کہ جواثی شہر تھا۔ یہ تاویل دو طرح سے باطل ہے۔ ایک تو نفس حدیث کے خلاف ہے کہ راوی اس کا گاؤں کہہ رہا ہے دوم واقعہ کے خلاف ہے کہ بحرین کے گرد و نواح بستیاں تھیں۔ بحرین خوشہر تھا اس کے گرد شہر نہ تھے اس کو مَصْرُومٌ اَمْصَارُ الْبَحْرَيْنِ کہا گیا ہے۔ پھر اس کو شہر کہنا کہاں تک درست ہوگا اور عبدالقیس رئیس کی کئی بستیاں تھیں اس کے کئی شہر نہ تھے۔

بعض کہتے ہیں کہ یہ جمعہ انہوں نے خود پڑھا جس کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ ہوا۔ یہاں ہم بھی باطل ہے کیونکہ اگر خلاف ہوتا تو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر وحی نازل ہو جاتی کہ فلاں گاؤں والے ناجائز کام کر رہے ہیں کہ ظہر کی جگہ جمعہ پڑھ رہے ہیں ان کو منع کر دو تب آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم منع کا حکم بھیج دیتے۔ پھر یہ کہ ان میں وہ مسلمان صحابہ تھے جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دین سیکھ کر گئے تھے۔

انہوں نے وہاں جا کر وہی کام کئے جو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلیم پا کر گئے تھے۔ فتح الباری میں ہے اَللّٰمَاجِّعُوْا اَبْعِدِ رُجُوْعَ وَفْدِهِمْ اِلَيْهِمْ فَذَلَّ عَلَى اَنَّهُمْ سَبَقُوْا جَمِيعَ الْقُرَى اِلَى الْاِسْكَامِ یعنی وفد عبد القیس نے مدینہ سے واپس جا کر جمعہ قائم کیا۔ اس سے ظاہر ہوا کہ جو انی ولے تمام دیہات والوں سے پہلے مسلمان ہوئے۔

یہ بھی گاؤں میں جمعہ پڑھنے کی صریح دلیل ہے۔

متفرق مسائل | ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص خطبہ کے وقت بات کرے وہ اس گدھے کے مانند ہے جس کی پیٹھ پر بوجھ لدا ہوا ہے اور جو شخص کسی سے کہے چپ رہ اس کا جمعہ نہیں (اچھا) ایک روایت میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جمعہ کے دن خطبہ کی حالت میں اگر تم نے اپنے ساتھی سے یہ کہا کہ چپ رہو تو یہ بھی لغو حرکت کی (مسلم)

آپ نے فرمایا کہ خطبہ کے وقت جس نے کنکری کو چھوایا دیگر شغل میں پڑا اس نے بھی لغو حرکت کی۔ (مسلم)

عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ فرما رہے تھے۔ ایک شخص لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آنے لگا۔ آپ نے دیکھا تو فرمایا

اَجْلِسْ فَقَدْ اَذِیْتُ وَاَنْتَ تَمْنَعُ دیر کی اور لوگوں کو تکلیف پہنچائی۔ (مشکوٰۃ شریف)

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص بھاند کر آگے جا کر نہ بیٹھے، جو ایسا کرتا ہے جہنم کی طرف پل بناتا ہے۔ (ترمذی)

آپ نے فرمایا کہ کوئی شخص جمعہ کے دن اپنے بھائی کو اسکی جگہ سے اٹھا کر خود نہ بیٹھے بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ جگہ کشادہ کرو (مسلم) نافع کی روایت میں ہے کہ پوچھا کہ یہ مانعت صرف جمعہ کے لئے؟ فرمایا جمعہ اور سب دنوں کے لئے ہے۔ (بخاری مسلم)

اکیسواں باب عیدین کی نماز کا بیان

سورج جب ایک نیزہ بلند ہو جائے تو عید الاضحیٰ کی نماز اور دو نیزے بلند ہونے پر عید الفطر کی نماز پڑھنی چاہیے عید کے دن صبح سویرے نہادھو کر موافق شریعت اچھے لباس پہن کر باواز بلند تکبیریں کہتے ہوئے عید گاہ جائیں۔

عورتوں کو بھی پردہ کے ساتھ عید گاہ جانا چاہئے جن کو

نماز پڑھنی ہو وہ جماعت سے نماز پڑھیں اور حیض والیاں نماز نہ پڑھیں دعا میں شریک رہیں۔ نماز عید کی دو رکعتیں ہیں۔ یہ باجماعت ادا کرنی چاہئیں۔ پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ اور دعائے استفتاح اللّٰهُمَّ بِاَعْلَانِکے بعد سورت فاتحہ پڑھنے سے پہلے سات تکبیریں امام کے ساتھ ادا کریں۔ ہر تکبیر پر اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہہ کر رفع الیدین کریں اور سینے پر ہاتھ باندھتے رہیں۔ تکبیروں کے درمیان سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ یا صَلَّی اللّٰهُ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّسَلِّمْ پڑھتے رہیں۔ سات تکبیریں پوری کر کے امام کے ساتھ سورت فاتحہ پڑھ کر خاموشی کے ساتھ امام کی قرأت سنیں۔ پھر دوسری رکعت میں سورت فاتحہ سے پہلے پانچ تکبیریں اسی طریقہ سے ادا کر کے سورت فاتحہ امام کے ساتھ پڑھ لیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عیدین کی نماز بارہ تکبیرات سے ادا فرمائی ہے۔ یہی افضل اور صحیح ہے (بخاری، ترمذی وغیرہ)

عیدین کی نماز میں جو سات تکبیریں امام و مقتدی پہلی رکعت میں اور دوسری رکعت میں پانچ، یعنی بارہ تکبیریں سے عیدین کی نماز پڑھتے ہیں اہلحدیث ان تکبیروں میں رفع یدین ہمیشہ سے کرتے چلے آئے ہیں۔ مگر آج کل کے مولوی عیدین کی تکبیرات میں رفع یدین کرنے سے لوگوں کو منع کرتے ہیں حالانکہ صحابہ کرام کا تعامل اس پر بڑی دلیل ہے۔ سنئے! صحابہ کرام

عیدین کی تکبیرات میں رفع یدین کرتے تھے۔ ملاحظہ ہو
ابن المنذر و بیہقی امام بخاریؒ کی جنسہ القرات (۱)، ان
الایدی ترفع فی تکبیرات العیدین الفطر و (اضحیٰ) (۲)،
ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرنا چاہئے نبی علیہ السلام ہر تکبیر
کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے۔ الفاظ کان یُرفع یدَیْہِ فی
حُلِّ تَکْبِیْرٍ (مغنی) اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے
(۳) اِنَّہُ کان یُرفع یدَیْہِ فی تَکْبِیْرٍ فی الجَنَازَةِ وَ
فی العِیدِ (مغنی) حضرت عمر رضی اللہ عنہ جنازوں کی نماز
اور عیدین کی ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے (۴) اور
حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کے بارے میں ہے۔ یُرفعُہَا فی
تَکْبِیْرٍ یُکَبِّرُہَا قَبْلَ التَّكْوِیْنِ (ابوداؤد، بیہقی)
خلاصہ یہ نکلا کہ عیدین کی اور نماز جنازہ کی تکبیرات میں صحابہ
کرام رفع یدین کرتے تھے۔ اور صحابہ کرام کا عمل پوری
امت کے لئے نمونہ ہے۔ توجہ عمل صحابہ کریں، بس وہ عمل
ہمارے لئے کافی ہے۔

عیدین کی نماز سنت ہے (بخاری) عیدین کی نماز سے
پہلے غسل کرنا مستحب ہے (موطا) عید الفطر میں طاق کھجوریں
کھا کر عید گاہ میں جانا سنت ہے (بخاری) عید الاضحیٰ میں نماز
کے بعد کھانا مسنون ہے۔ عیدین کی نماز میں نہ نماز سے

پہلے نفل و سنت کوئی نماز ہے اور نہ نماز کے بعد (بخاری)
 عیدین کی نماز بغیر آذان اور بغیر تکبیر کے پڑھنی چاہئے (مسلم)
 عید گاہ میں نماز کے لئے جس راستہ سے جائیں آتے وقت
 دوسرے راستہ سے آنا چاہئے۔ عیدین میں اگر بارش ہو رہی
 ہو تو مسجد میں نماز پڑھنی جائز ہے۔ عید کی نماز جبکی فوت
 ہو جائے اس کو دو رکعت نماز پڑھ لینی چاہئے (مشکوٰۃ بخاری)
 عیدین کی نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی رکعت
 میں قَدْ وَالْقُرْآنَ الْمَجِيدَ ۝ دوسری رکعت میں اقْتَرَبَتْ
 السَّاعَةُ وَالْأَشْقَى الْقَمَرُ ۝ پڑھتے تھے۔ پہلی رکعت میں
 سَبِّحْ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى ۝ اور دوسری رکعت میں هَلْ
 أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَاشِيَةِ ۝ کا پڑھنا بھی آیا ہے (ترمذی)

بَابُ ۲۲ خوف کی نماز کا بیان

اللہ و رسول کے نزدیک نماز کی اہمیت کس قدر زیادہ ہے
 کہ خوف و خطر میں بھی معاف نہیں۔ میدانِ جہاد میں بھی جب کہ
 گولیاں چل رہی ہوں، بم باری ہو رہی ہو، خون کی ندیاں بہہ رہی
 ہوں کسی حال میں بھی معاف نہیں جس طرح بھی ہو پڑھنی ضروری

ہے لیکن افسوس ہے کہ جس نماز کی اہمیت کا حال یہ ہے کہ مسلمان اس سے بالکل غافل، بھلائے بیٹھے ہیں۔ کاش کہ مسلمان کو اس کی اہمیت کا احساس و خیال ہوتا۔

خوف کی نماز نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف طرح سے پڑھی ہے اور یہ وقت و حالات کے اعتبار سے جس وقت جیسا موقع ہو حسب ذیل احادیث کے ماتحت ادا کرنی چاہیئے۔

حضرت سالم بن عبد اللہ اپنے والدؓ سے روایت کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نجد کی طرف گئے دشمن سے مقابلہ ہوا یعنی جہاد کیا تو ہم لوگوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوف کی نماز اس طرح پڑھائی کہ ایک جماعت حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کھڑی ہوئی اور ایک جماعت دشمن کے مقابلہ میں لڑتی رہی۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک رکعت نماز پڑھی جب دونوں سجدہ کر چکے تو یہ جماعت دشمن کے مقابلہ میں جا کھڑی ہوئی اور وہ جماعت جو لڑ رہی تھی آپ کے پیچھے آگئی تو آپ نے ان کے ساتھ بھی ایک رکعت پڑھی اور سلام پھیرا۔ پھر ہر ایک گروہ نے ایک ایک رکعت پڑھ لی۔ نافع سے بھی اسی طرح کی روایت آئی ہے لیکن انکی روایت میں اس قدر اور زیادہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر خوف اس سے زیادہ ہو تو پیادہ، سوار حسب طرح اور جس

رُخ ہو نماز پڑھ لو۔ (بخاری)

یزید بن رومان صالح بن خوات سے اور وہ اس شخص سے روایت کرتے ہیں جس نے غزواة ذات الرقاع میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خوف کی نماز پڑھی تھی وہ بیان کرتے ہیں کہ ایک جماعت نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز کے لئے صف بندی کی اور دوسری دشمن کے مقابلہ میں رہی آپ نے اس صف کو ایک رکعت نماز پڑھائی اور دوسری رکعت اس نے خود پڑھ لی، اس کے بعد وہ دشمن کے مقابلہ پر چلی گئی اور دوسری جماعت واپس آئی اور آپ نے اس کو بھی ایک رکعت نماز پڑھائی۔ آپ التحیات میں بیٹھ رہے اور اس جماعت نے اپنی دوسری رکعت خود پوری کر لی اور التحیات میں آپ کے ساتھ شریک ہو گئی پھر آپ نے سب کے ساتھ سلام پھیرا۔ (بخاری و مسلم)

تیسواں باب صلوة توبہ کا بیان

جامع ترمذی جلد اول میں ہے حضرت اسماء بن حکم فزاری بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا

ہے کہ میں ایک ایسا آدمی تھا جب کوئی حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنتا تو اللہ جتنا چاہتا اس سے مجھے نفع دیتا اور جب کوئی صحابی مجھ سے حدیث بیان کرتے تو میں انہیں قسم دلاتا۔ جب وہ قسم کھاتے تھے تب میں انکی تصدیق کرتا۔ اور بیشک یہ حدیث مجھ سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بیان کی ہے۔ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سچ فرمایا۔ چنانچہ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے جو شخص کوئی گناہ کر لیتا ہے پھر کھڑا ہوتا ہے اور پاکی حاصل کر کے (یعنی وضو کرتا ہے) اور پھر نماز پڑھتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی مغفرت فرما دیتا ہے پھر آپ نے یہ آیت تلاوت کی وَالَّذِينَ إِذَا فَعَلُوا فَاحِشَةً أَوْ ظَلَمُوا أَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللَّهَ الْغَنِيَّ عَنِ ذَٰلِكَ فَمَا يُذَكِّرُهُمْ أَنَّ اللَّهَ يُبْصِرُ مَا كَانُوا يَفْعَلُونَ (یعنی جب وہ لوگ بے حیائی کا کام کر بیٹھتے ہیں یا اپنی جانوں پر ظلم کرتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہیں۔)

چوبیسواں باب تحیۃ المسجد کا بیان

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے رسول اللہ صلی

اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب کوئی شخص مسجد میں داخل ہو تو سب سے پہلے دو رکعت (تحیۃ المسجد) پڑھ لے۔
(بخاری شریف)

پچیسواں باب سفر کی نماز کا بیان

سفر میں نماز قصر ہے۔ قصر کے معنی کم کرنا یعنی ظہر عصر
عشاء کی نمازیں چار رکعت کی جگہ دو رکعت کر کے پڑھنا قصر
کہلاتا ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ
فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلَاةِ إِنْ خِفْتُمْ
أَنْ يَفْتِنَكُمْ الَّذِينَ كَفَرُوا۔ جب تم سفر کرو تو تم پر کچھ
حرج نہیں یہ کہ نمازیں قصر کرو اگر تم کو کافروں کے فتنہ
و فساد کا ڈر ہو۔ اس آیت سے معلوم ہوا کہ سفر میں قصر جائز ہے
لیکن یہ موقوف ہے دشمنوں کی طرف سے خطرہ لاحق ہونے
پر، پھر اگر فتنہ و فساد کا ڈر نہ ہو تو ایسی صورتیں بحالت مسافرت قصر
جائز ہے یا نہیں؟ اس مسئلہ کا جواب یعلیٰ بن اُمیہ کی روایت
سے حدیث ذیل میں دیکھئے۔

سفر میں قصر | یعلیٰ بن امیہ کہتے ہیں میں نے حضرت
 ہمیشہ کیلتے ہے | عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ
 فرماتا ہے اگر کافروں کے فتنہ و فساد کا ڈر ہو تو نماز قصر
 کرو۔ اب تو امن و امان ہے (تو پھر آج قصر سفر کی حالت
 میں کیوں کر جائز ہو سکتا ہے) حضرت عمر رضی اللہ عنہ
 نے یہ سن کر فرمایا کہ جس طرح تم کو یہ شبہ پیدا ہوا ہے اسی
 طرح مجھ کو بھی یہ شبہ پیدا ہوا تھا۔ چنانچہ میں نے رسول اللہ
 صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے
 فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی ہے اور اس کا احسان ہے
 جو اس نے تم پر کیا ہے پس تم اس کے احسان کو قبول کرو و بخاری
 و مسلم

مسافر کو نماز قصر پڑھنا افضل ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا ہے، میری امت کے بہترین وہ لوگ ہیں جو
 گناہوں کی معافی چاہ لیتے ہیں اور سفر میں نماز قصر اور روزہ
 افطار کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جس قدر معصیت سے ناراض
 ہوتا ہے اسی قدر اپنی رخصتوں پر بندوں کے عمل کرنے سے
 خوش ہو جاتا ہے۔

اگر سفر میں کسی ایک مقام پر ۱۹ دن سے زیادہ ٹھہرنے

کا ارادہ ہو تو پھر نماز پوری پڑھنی چاہئے۔ ۱۹ دن یا اس سے کم سفر ہو تو قصر پڑھیں۔ تین میل پورے ہونے پر مسافر پر قصر شروع ہو جاتی ہے یعنی ظہر عصر اور عشاء کی نماز میں بجائے چار رکعتوں کے دو۔ دو رکعتیں پڑھے۔ فجر اور مغرب کے فرضوں میں قصر نہیں ہے۔ سنتیں اول آخر کی چاہے پڑھے یا نہ پڑھے مگر فجر کی سنتیں اور وتر کی ایک رکعت پڑھ لینی چاہئے کیونکہ انکی تاکید زیادہ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم سفر میں بھی انکو نہ چھوڑتے تھے۔ اگر کوئی سفر میں پوری نماز پڑھ لے اور قصر نہ کرے تو بھی درست ہے۔ (مشکوٰۃ، طبرانی وغیرہ)

چھبیسواں باب مریض کی نماز کا بیان

اگر کوئی مریض شدت مرض سے کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھے

لہ حدیث شریف میں ہے عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مَسِيرَةً ثَلَاثَةَ أَصْيَالٍ أَوْ ثَلَاثَةَ فَرَاسِخٍ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ (مسلم شریف بلوغ المرام) یعنی نبی علیہ السلام تین میل یا تین فرسخ (۹ میل) پر نماز قصر کرتے تھے ۱۲۔ منہ

سکتا ہو تو بیٹھ کر پڑھ لے۔ اگر اتنی طاقت بھی نہ ہو تو لیٹ کر ہی پڑھ لے۔ لیٹنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ مریض کی چار پائی اسطرح بچھائیں کہ پاؤں قبلہ رخ ہو جائیں اور سر یا نہ مشرق کی طرف رکھیں تاکہ مریض کا منہ قبلہ رخ ہو جائے۔ کیونکہ نماز قبلہ کے بغیر نہیں ہوتی۔ چاہے وہ نماز کھڑے ہو کر پڑھی جائے چاہے وہ نماز بیٹھ کر پڑھی جائے۔ قَوْلٌ وَجْهَكَ لِشَطْرِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (قرآن) اور مریض اگر بالکل ہی کمزور ہو تو اشارہ سے پڑھ سکتا ہے مگر باہوش و حواس۔ ترک ہرگز نہ کرے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی آخری عمر میں آنکھوں کی بینائی جاتی رہی، حکماء کو بغرض علاج آنکھیں دکھائیں تو انہوں نے مشورہ دیا کہ چند روز کے لئے آپ نماز ترک کر دیں کہ علاج بخوبی ہو سکے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ مجھے نماز چھوڑ کر علاج کرانا منظور نہیں خواہ میں اندھوں کا اندھا ہو جاؤں مگر نماز ترک نہیں کروں گا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس نے نماز چھوڑ دی اس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا سبحان اللہ! یہ تھے عاشقِ نماز کہ ایسی سخت تکلیف میں بھی نماز چھوڑنا منظور نہ کیا۔

ایک آج کل کے نام نہاد مسلمان ہیں کہ معمولی عذر اور تکلیف میں نماز مضمّن کر جاتے ہیں۔ تندرستی میں تو نماز پڑھ

بھی لیتے ہیں مگر تکلیف اور بیماری میں ترک کر دیتے ہیں۔ یہ نہیں سوچتے کہ اگر اسی مرض میں موت آگئی تو بے نماز مریں گے اور خدا کو کیا جواب دیں گے۔ بلا تکلیف و مرض بیٹھ کر نماز پڑھنے سے آدھا ثواب ملتا ہے۔ ہر نماز کے بعد دو نفل بیٹھ کر پڑھنے کا رواج غلط ہے، شریعت محمدیہ میں کہیں ایسا حکم نہیں ہے جس عورت کو استحاضہ کی بیماری ہو یعنی حیض اور نفاس کی مدت کے بعد خون آتا رہتا ہو اس کو بھی ترک نماز کی اجازت نہیں بلکہ وہ ایام حیض اور مدت نفاس پوری کر کے نماز پڑھتی رہے اور خون آنے دے۔ نماز کی فرضیت اور اہمیت اس سے بڑھ کر کیا ہوگی۔ یہ خون بیماری کی وجہ سے آتا رہتا ہے۔ حیض کے ایام جو عام طور پر ۶ یا ۷ دن ہوتے ہیں اور نفاس یعنی بچہ پیدا ہونے کے بعد جو خون آتا ہے اس کی چالیس روز کی مدت میں نماز معاف ہے نہ ان دنوں میں نماز پڑھے اور نہ بعد میں قضا کرے۔

بیماری یا تکلیف میں صبر کا اجر | قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے خود ہی ارشاد فرمادیا کہ
 خَلَقَ الْإِنْسَانَ ضَعِيفًا ۝ "انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔"
 یہی وجہ ہے کہ معمولی سی تکالیف یا بیماری پر گھبرا جاتا ہے۔

اور جب اسکی آزمائش میں شدت پیدا ہوتی ہے تو قبر میں پناہ لینے پر تیار ہو جاتا ہے۔ حالانکہ اس کو علم نہیں کہ خالق و مالک اس کی کمزوری سے بخوبی واقف ہے اور اس کی طاقت سے زیادہ اس پر بوجھ ڈالنا پسند نہیں کرتا۔ بلکہ وہ کمزور بندوں اور بندیوں کے درجات کو بلند کرنے کے لئے تکالیف اور بیماریوں میں انکو مبتلا کر دیتا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

اِنَّا سَبَقْتُ لِّلْعَبْدِ مِنَ اللّٰهِ مَازِلَةً
لَّمْ يَبْلُغْهَا بِعَمَلِهِ اِبْتِلَاۃُ اللّٰهِ
فِيْ جَسَدِهِ اَوْ فِيْ مَالِهِ اَوْ فِيْ
وَلَدِيْهِ ثُمَّ صَابَرَهُ حَتّٰى يَبْلُغَ
الْمَازِلَةَ الَّتِيْ سَبَقْتُ لَهَا مِنْهُ
جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو اس
مقام پر پہنچانا چاہتا ہے کہ جہاں
وہ اپنے عمل سے پہنچ نہیں سکتا
تو اللہ تعالیٰ اس کو اس کے جسم یا
اس کے مال یا اس کی اولاد کے
ذریعے آزمائش میں ڈال کر اسے صبر کی توفیق عطا فرما دیتا ہے،
یہاں تک کہ وہ اس مقام تک پہنچ جاتا ہے جہاں اسے پہنچانے کا
اللہ تعالیٰ کا پر و گرام ہوتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا،
اَيُّ النَّاسِ اَشَدُّ بَلَاۃً قَالَ
الْاَنْبِيَاءُ ثُمَّ الْاَمْثَلُ فَاَلَا
مُثَلٌّ يُّبْتَلٰى الرَّجُلُ عَلٰى
لوگوں میں سب سے زیادہ تکلیف
کس کو پہنچتی ہے؟ آپ نے فرمایا
انبیاء علیہم السلام کو۔ پھر انکے

حَسَبِ دِينِهِ فَإِنْ كَانَ فِي
دِينِهِ صَلَاحًا اشْتَدَّ بُكَاءُهُ وَ
إِنْ كَانَ فِي دِينِهِ رِقَّةٌ هَوَّنَ
عَلَيْهِ فَمَا زَالَ كَذَلِكَ حَتَّى
يَمْتَنِي عَلَى الْأَرْضِ مَا لَهُ ذَنْبٌ
اگر دین میں نرم ہو تو اس کی آزمائش بھی ہلکی ہوتی ہے اور
اسی طرح رہتا ہے یہاں تک کہ وہ زمین پر اس حال میں چلتا ہے کہ اس کا
کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔

ابو سعید خدری سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،
مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِنْ نَصَبٍ
وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ
وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشُّوْكَ
يَشَاكُهُمْ إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ
خَطَايَاهُمْ
جب مسلمان دکھ، رنج، فکر، صدمہ،
تکلیف اور غم میں مبتلا ہوتا ہے
یہاں تک کہ اسے ایک کانٹا
چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے
اسکی خطاؤں کو معاف فرما دیتا ہے

آپ کا یہ بھی ارشاد مبارک ہے کہ جب کسی مسلمان کو بیماری یا
کسی اور وجہ سے تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی خطاؤں کو
اس سے اس طرح گراتا ہے جس طرح (موسم خزاں میں) درخت
اپنے پتوں کو گراتا ہے

۱۔ ترمذی ص ۵ ج ۲ ۵۷ بخاری ص ۸۲۳ ۵۷ بخاری ص ۸۲۳ مسلم

اللہ تعالیٰ کے رحم کرنے اور بخشنے کا یہ بھی ایک ڈھنگ اور طریقہ ہے کہ دنیا میں اپنے پسندیدہ ماننے والوں کو مختلف بیماریوں کے ذریعے گناہوں سے پاک صاف کر دیتا ہے اس سے بڑھ کر اس کا رحم و کرم کیا ہو سکتا ہے کہ معمولی سے کانٹے کے چھینے پر بھی اجر و ثواب سے اپنے بندوں کو نوازتا ہے۔

عائشہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی مومن بندے کو ایک کانٹا چھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکے بدلے اسکے ایک درجے کو بلند کرتا ہے اور اس کے ایک گناہ کو معاف فرما دیتا ہے یہ

انس کی روایت کے مطابق آپؐ نے فرمایا۔

إِذَا ابْتُلِيَ الْمُسْلِمُ بِبَلَاءٍ فِي جَسَدِهِ قِيلَ لِلْمَلِكِ كُتِبَ تُوَاسَّ كَ لَمْ يَكُنْ كَانَتْ لَهُ صَلَاحٌ عَلَيْهِ الَّذِي كَانَ يَعْمَلُ فَإِنْ شَفَاهُ غَسَلَهُ وَ طَهَّرَهُ وَإِنْ قَبِضَهُ غَفَرَ لَهُ وَ رَحِمَهُ ۝

جب مسلم کو اس کے جسم کی کسی بیماری میں مبتلا کیا جاتا ہے تو اس کے لئے ایک فرشتے سے کہا جاتا ہے کہ یہ جو نیک کیا کرتا تھا وہ لکھتے جاؤ اگر اللہ اسے شفا دے تو اس کو پاک صاف

کر دیتا ہے۔ اگر اس کی روح کو قبض کر لے تو اس کو معاف اور اس پر رحم کرتا ہے۔



رحمن و رحیم کی یہ کمال مہربانی ہے کہ اپنے عبادت گزار بندے کے بیمار ہونے پر بھی اس کے اجر و ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہونے دیتا بلکہ اعمال لکھنے والے فرشتوں کو حکم دیدیتا ہے کہ جس طرح میرا بندہ صحت اور تندرستی میں میری بندگی اور عبادت کے ذریعے اپنے درجات کو بلند کرتا رہا ہے اسی طرح اسکی بیماری میں بھی اسکے نیک عملوں کے منقطع ہونیکے باوجود اسکے سابقہ اجر و ثواب کے سلسلہ کو جاری رکھو۔ اس لئے کہ اگر میں اسے بیمار نہ کرتا تو میری بندگی اور عبادت میں یہ کسی کوتاہی کا مرتکب نہ ہوتا۔ لہذا بیماری میں بھی یہ میرے اجر و ثواب کا مستحق ہے۔

جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے روز بیماری سے محفوظ رہنے والے جب مصیبتوں اور تکالیف میں رہنے والوں کے اجر و ثواب کو دیکھیں گے تو وہ پسند کریں گے کاش کہ انکے چمڑوں کو قینچیوں سے کاٹا جائے۔

عطاء بن ابی رباح سے منقول ہے کہ ابن عباسؓ نے مجھ سے کہا، کیا میں تجھے ایک جنبی عورت دکھاؤں۔ میں نے عرض کیا، جی ہاں۔ تو انھوں نے کہا یہ سیاہ رنگ والی عورت ہے یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی اور اُس نے کہا مجھے بیماری کا دورہ پڑتا ہے۔ میں گر جاتی ہوں۔ میرا ستر کھل جاتا ہے، دُعا

فرمائی کہ اللہ تعالیٰ مجھے صحت عطا فرمائے۔ آپؐ نے فرمایا اگر تو صبر کرے تو تیرے لئے جنت ہے۔ اگر تو چاہے تو میں اللہ سے دعا کروں کہ تجھے عافیت سے نواز دے۔ اُس نے کہا، میں صبر کروں گی، لیکن یہ دعا فرمادیں کہ جب دورہ پڑے تو میرا ستر نہ کھلے۔ آپؐ نے اس کے لئے دعا فرمادی ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیماری میں مبتلا ہونے والی ایک عورت کو صبر کرنے پر جنت کی بشارت دی۔ وہ بھی کتنی عظیم تھی کہ جنت کے بدلے بیماری میں صبر کرنے پر فوراً تیار ہو گئی۔ چونکہ ہر بیماری اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور ہر مسلمان کے لئے گناہوں کے کفارہ کا سبب بنتی ہے۔ لہذا جو صبر و شکر کا مظاہرہ کرتا ہے عند اللہ راجع ہو جاتا ہے۔ ویسے بھی بے صبری سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔ کیونکہ شفا رُسیبوت ملتی ہے جب اللہ کی مرضی ہوتی ہے۔ اس لئے اسلامی تعلیم کی مطابق دوا اور دعا دونوں کو جاری رکھا جائے لیکن بیماری کے دوران کوئی ایسی بات منہ سے نہ نکلنے پائے یا ایسا عمل سرزد نہ ہو جائے کہ جسکی وجہ سے صبر پر ملنے والے اجر و ثواب سے مسلمان محروم ہو جائے۔

بیماری میں صبر کرنے سے یہ لازم بیماری میں دوا کا استعمال نہیں ہوتا کہ دوا استعمال نہ کی جائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا گیا۔

أَفْتَدَاوِي قَالَ تَعْمِيَا عَبْدًا اللَّهُ تَدَاوُوا فَإِنَّ اللَّهَ لَكُمْ
يَصْنَعُ دَاءً إِلَّا وَضَعَ لَهُ شِفَاءً
غَيْرَ دَاءٍ وَاحِدٍ أَكْهَرَهُ ۞
ہاں! اللہ کے بندو! دوا استعمال
کیا کرو۔ بیشک اللہ تعالیٰ نے ایک
کے علاوہ ہر بیماری کے لئے شفا
رکھی ہے اور وہ بڑھا پا ہے۔

بڑھاپا ایک ایسی بیماری ہے کہ جس کا کوئی علاج نہیں۔ بڑھاپے
کے علاوہ اور بھی بیماریاں ہیں کہ جن میں مبتلا ہونے والوں کو ڈاکٹر
جواب دیدیتے ہیں۔ جب بڑھاپا یا کوئی اور بیماری ایسی صورت
اختیار کر جائے کہ دوا بے اثر ہو جائے تو ایسے حالات میں صبر کرنے
والے اللہ کے ہاں اپنے درجات بلند کروا لیتے ہیں۔

احادیث میں کتاب الطب کے تحت بہت سی بیماریوں
کے علاج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں لیکن جہاں علاج
کرنے کروانے یا دوا استعمال کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہاں اسکا ضرور
پابند بنایا گیا ہے کہ حرام چیزوں سے علاج کرنے سے پرہیز کیا جائے
اور یہ بھی واضح کر دیا گیا ہے کہ اللہ کے حکم کے بغیر کوئی دوا اثر نہیں
کرتی۔ دوسرے الفاظ میں اسلام مسلمان کو اللہ ہی کی طرف رجوع
کرنے کی تعلیم دیتا ہے۔ دوا کرنے والوں کو اس سے روکتا ہے

کہ وہ کہے کہ مجھے فلاں دوائی نے شفا دی بلکہ اسکا یہ ایمان ہونا چاہئے
کہ دوا تو ایک سبب ہے حقیقی شفا دینے والا اکل کائنات کا رب ہے
اسلام نے نہ صرف حرام غیر شرعی علاج معالجے کی ممانعت

علاج کر نے کر و انے سے منع کیا ہے بلکہ ہر اس طریقے سے بھی
بچنے کا حکم دیا ہے جو رجن سے ہٹا کر شیطان کی طرف لگا دے
ہمارے ہاں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو بیماروں اور مشکلات
کا شکار ہونے والوں کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اور
اُن کے ایمان پر ڈاکہ بھی ڈالتے ہیں۔ علاج معالجے کی بات تو
دور کی ہے جو شخص کسی جوتشی یا کاہن کے پاس آتا جاتا ہے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکے بارے میں ارشاد فرمایا،
لَمْ يُقْبَلْ لَهُ صَلَوةٌ اَوْ بَعِیْنَ اسکی چالیس راتیں نماز قبول
کیکتہ نہ ہو تی۔

کاہن کے پاس جا کر اپنے بارے میں پوچھنے پر اگر چالیس
دن رات کی عبادت ضائع ہو جاتی ہے تو اس شخص کا کیا
حال ہوگا جو کاہنوں اور جوتشیوں اور ان جیسے لوگوں کی باتوں
کو حق اور سچ ماننے والا ہو۔

ایسے شخص کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

فَقَدْ بَرَّئَ مِمَّا أُتِّرَ عَلَىٰ
مُحَمَّدٍ ﷺ

یعنی اس سے اس کا تعلق ختم ہو گیا کیونکہ اُس نے قرآنِ
سنت کا انکار کر دیا۔ یہی وجہ ہے کہ غیر شرعی تعویذ دھاگوں او
فالوں کے چکر میں پڑنے کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ جو شخص خود
مسنون دعاؤں کو یاد کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو تو اسکو قرآن و
سنت میں مذکورہ دعائیں یاد کر کے ان کے ذریعے اپنے رب
سے سفار مانگنی چاہیے۔

بیمار پرسی کی فضیلت | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے

حَقُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ
خَمْسٌ رَدُّ السَّلَامِ وَعِيَادَةُ
الْمَرِيضِ وَاتِّبَاعُ الْجَنَائِزِ
وَاجَابَةُ الدَّعْوَةِ وَتَشْمِيتُ
الْعَاطِسِ

ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر
پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب
دینا، اور مریض کی عیادت کرنا،
اور جنازہ کے ساتھ چلنا، اور دعوت
کو قبول کرنا، چھینکنے پر اگر الحمد للہ
کہے تو یَرْحَمُكَ اللہ کہنا۔

بخاری و مسلم کی دوسری روایات کے مطابق یہ بھی منقول ہے۔
إِذَا اسْتَنْصَحَكَ فَانصَحْ لَهُ تیرا بھائی جب تجھ سے بھلائی کا

اَبْرَارُ الْمُقْسِمِ وَنَصْرُ
الْمَظْلُومِ -

کا طالب ہو تو اسکے ساتھ بھائی
کمر قسم کھائیو اے کی قسم کو پورا
کمرنا اور مظلوم کی مدد کرنا۔

اسلامی فلاحی معاشرے کا بنیادی اصول بیان کر دیا گیا ہے
کہ ہر مسلمان کو اپنے مسلمان بھائی کے دکھ درد میں شریک ہونا چاہئے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسلامی معاشرے کے بارے میں
ارشاد فرمایا۔

اَلْمُؤْمِنُونَ كَرَجُلٍ وَاحِدٍ اِنْ
اشْتَكَى عَلَيْهِ اشْتَكَى كُلُّهُ وَ
اِنْ اشْتَكَى رَأْسُهُ اشْتَكَى كُلُّهُ
تمام مؤمن آپس میں ایک آدمی کی
مثل ہیں اگر اس کی آنکھ کو درد ہو
تو سارا جسم درد میں مبتلا ہو جائیگا
اگر اس کے سر میں درد ہو تو سارا جسم اسے محسوس کرتا ہے۔

ظاہر ہو کہ بیمار مسلمان بھائی کا حق ہے کہ بیماری میں اسکی عیادت
کی جائے۔ ایک طرف تو اس سے بیمار بھائی کی دلجوئی ہوتی ہے اور
دوسری طرف عیادت کرنے والے کے درجات بلند ہوتے ہیں۔
ارشاد نبویؐ ہے۔

اِنَّ الْمُسْلِمَ اِذَا عَادَ اَخَاهُ
الْمُسْلِمَ كَمَنْ يَزِلُّ فِي خُرْفَةٍ
الْجَنَّةِ حَتَّى يَرْجِعَ ۝
مسلمان جب اپنے مسلم بھائی کی
عیادت کرتا ہے تو وہ اپس پلٹنے
تک جنت کی راہ میں ہوتا ہے۔

۱۵ مسلم ص ۳۲۱ ج ۲ ۱۶ مسلم ص ۳۱۸ ج ۲

خوف کا معنی کھجور کے درخت سے کھجوریں توڑنا بھی ہے۔ یعنی جب تک وہ مریض کے پاس رہتا ہے یا آنے جانے میں جو اسکا وقت لگتا ہے اتنے عرصے میں وہ جتنی پھل جمع کرتا رہتا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے ایک بندے سے فرمائیں گے اے ابن آدم! میں بیمار ہوا اور تو نے میری عیادت نہ کی۔ وہ جواب دے گا، اے میرے رب! میں تیری عیادت کس طرح کر سکتا تھا، حالانکہ تو رب العالمین ہے۔ ارشاد ہوگا۔ تجھے پتہ نہ چلا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے اور تو نے اس کی عیادت نہ کی اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔

اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا، تو نے مجھے کھانا نہ کھلایا وہ کہے گا، اے میرے رب! میں تجھے کھانا کیسے کھلاتا، جب کہ تو رب العالمین ہے۔ ارشاد ہوگا، تیرے پاس میرا فلاں بندہ آیا، اُس نے تجھ سے کھانا مانگا اور تو نے اُس کو کھانا نہ کھلایا۔ اگر تو اُسے کھانا کھلاتا تو اس کا اجر میرے ہاں پاتا۔

اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا۔ تو نے مجھے پانی نہ پلایا، وہ کہے گا، اے میرے رب! میں تجھے پانی کیسے پلاتا جبکہ تو رب العالمین ہے ارشاد ہوگا، میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی مانگا اور تو نے اسے پانی نہ پلایا، اگر تو اسے پانی پلاتا تو اس کا اجر میرے پاس پاتا۔

اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ جب کوئی اپنے بھائی کی بیماری پر مری کر رہا ہے، محض اللہ کی رضا کی خاطر اپنے بھائی کی دلجوئی کا سبب بنتا ہے تو وہ اجر عظیم سے نوازا جاتا ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا، آپ نے فرمایا،

مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُوذُ مُسْلِمًا غَدَوَةً
إِلَّا صَلَّيَ عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ
مَلَكٍ حَتَّى يُمِيتَهُ وَإِنْ عَادَكَ
عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّيَ عَلَيْهِ سَبْعُونَ
أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ وَ
كَانَ لَهُ خَيْرٌ لِّكَ فِي الْجَنَّةِ

اور اسے جنت میں ایک بالغ بلجائے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد مبارک ہے۔

مَنْ عَادَ مَرِيضًا نَادَىٰ مُنَادٍ
مِّنَ السَّمَاءِ طَبْتَ وَطَابَ
مَسَاكُ وَتَبَوَّاتُ مِنَ الْجَنَّةِ
چلنا اچھا ہو گیا اور تو نے جنت میں ٹھکانا بنالیا۔

عبادت کا معاملہ ایسا ہے کہ اس میں غیر مسلموں کو بھی شامل

رکھا گیا ہے کیونکہ اس میں انسانی ہمدردی کا جذبہ غالب ہوتا ہے
ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ غیر مسلم اس سے متاثر ہو کر اسلام کی دولت
سے مالا مال ہو جائے۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ ایک یہودی لڑکا نبی صلی اللہ علیہ
کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بیمار ہو گیا تو آپؐ اس کی عیادت کے لئے
تشریف لے گئے آپؐ نے اس کے سر پر بیٹھ کر فرمایا، مسلمان ہو جا۔
اس لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھا، باپ نے کہا،
اطِيعْ اَبَا الْقَاسِمِ فَاسْلَمْ۔ ابو القاسم صلی اللہ علیہ وسلم کی بات
مان لو۔ پس وہ مسلمان ہو گیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب اس کے گھر سے باہر تشریف لائے
تو آپؐ فرما رہے تھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَنْقَضَ سَبْعَ تَعْرِیْفِیْنَ اللّٰہ کے لئے جس
مِنْ التَّكَاثُرِ نے اس کو آگ سے بچالیا۔

معلوم ہوا کہ جہاں ہر مسلمان پر اپنے مسلمان بھائی کی بیماری میں
اس کی عیادت کرنا حق ہے وہاں معاشرے کے غیر مسلم افراد کی بیمار پرسی
سے خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں اور یہی اسلام کے ارفع و اعلیٰ
دین ہونے کی بھی دلیل ہے۔

بیماری میں پڑھی جانے والی دعائیں | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول مبارک تھا کہ جب کوئی انسان بیمار ہو جاتا تو آپ اس کے لئے دعا فرماتے۔

أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِي
لَا شِفَاءَ إِلَّا بِشِفَائِكَ شِفَاءٌ لَا يُغَادِرُ سَقَمًا

”بیماری کو دور کر دے۔ اے لوگوں کے رب۔ اور شفا دے تو ہی شفا دینے والا ہے۔ تیری شفا کے علاوہ کوئی شفا نہیں۔ پس ایسی شفا عطا فرما کہ بیماری کو نہ چھوڑے

یہ بھی منقول ہے کہ آپ اپنا دایاں ہاتھ مریض کے جسم پر پھیرتے اور یہی دعا کیا کرتے تھے۔ حضرت عائشہؓ کی دوسری روایت کے مطابق جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو آپ معوذتین یعنی قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ دونوں سورتیں پڑھ کر اپنے ہاتھوں پر پھونکتے پھر ان کو اپنے جسم مبارک پر پھیرتے جس بیماری میں آپ اس دنیا سے تشریف لے گئے، اس نے جب شدت اختیار کی تو معوذتین میں پڑھتی، اور آپ ہی کے ہاتھ کو لے کر آپ کے جسم مبارک پر پھیرتی۔

۱۔ بخاری ص ۸۴۷ (کتاب المرتضیٰ) مسلم ص ۲۲۲ (کتاب السلام) ۷

۲۔ بخاری ص ۸۵۵ (کتاب الطب) بخاری ص ۸۵۶، مسلم ص ۲۲۳، ۲۲۴ ج ۲۔ ۸۵۶

عائشہؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ آپ کے اہل میں سے کوئی بیوا ہو جاتا تو آپ معوذتین ہی سے اس پر دم کرتے۔

ابوسعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معوذتین کے نزول سے پہلے مختلف دعاؤں کے ساتھ جتنوں اور انسانوں کی شرارت سے پناہ مانگا کرتے تھے لیکن جب یہ دونوں سورتیں نازل ہوئیں تو آپ نے دوسری دعاؤں کو چھوڑ کر انہی کو پڑھنے کا معمول بنالیا۔

قرآن کریم کی یہ دونوں سورتیں تعویذ، دھاگے، جادو، ٹونے، حسد، نظر، جتنوں اور انسانوں کی شرارتوں اور وسوسوں سے بچانے کا بہترین سبب اور ذریعہ ہیں۔ دعاؤں کے بارے میں اہم ترین نکتہ یہ ہے کہ دعا مانگنے والے کا یہ ایمان ہونا چاہیے کہ وہ اس کو پکار رہا ہے جو سننے والا اور مدد کرنے والا ہے۔ بے یقینی اور ڈھیلے دل سے مانگی ہوئی دعا میں مطلوبہ زور پیدا نہیں ہوتا لیکن جو ایمان و یقین کے ساتھ اپنے رب حقیقی کو پکارے تو اللہ تعالیٰ اس کی ضرورت سمجھتا ہے اور اسے شفاء کاملہ سے نواز دیتا ہے۔

ہر مسلمان کا فرض ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کے مطابق عمل کرنے کی کوشش اور قرآن و سنت میں اُمت محمدیہ کے لئے جو راہنمائی رکھی گئی اس سے فائدہ اٹھائے۔

۱۔ مسلم: ص ۲۲۲-ج ۲

۲۔ ترمذی: ص ۳۵۱-ج ۲۔ نسائی: ص ۳۱۵-ج ۲۔ ابن ماجہ: ص ۲۵۱

حضرت ایوب علیہ السلام بیمار ہوتے ہیں۔ آزمائش جب اپنی انتہا کو پہنچتی ہے تو بیماری اور شفا پر قدرت رکھنے والے کو پکارتے ہیں۔

آتِیْ مُسْنٰی الضَّرِّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ •
فَاَسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضَرٍّ وَّ
اٰتَيْنَاہٗ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ
عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰی لِلْعَبِیْدِیْنَ •

بے شک مجھے سخت تکلیف پہنچی ہے۔ اور تو سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ پس ہم نے اس کی پکار کو سنا اور اس کی تکلیف کو دور کر دیا۔ اور ہم نے عطا کیا اس کو اس کا اہل اور مزید دیا ان کی مثل ان کے ساتھ مہربانی کرتے ہوئے اپنے پاس سے اور یہ نصیحت ہے عبادت گزاروں کے لئے۔

ایوب علیہ السلام نے بیماری میں صبر کر نیکو حق ادا کر دیا اسی لئے جب انھوں نے اللہ الشافی کو پکارا تو اس نے نہ صرف شفا رکاملہ سے نوازا بلکہ بیماری کے دوران میں جو مالی نقصان وغیرہ ہوا تھا اس سے بھی دوگنا ان کو عطا فرما دیا۔

ابن عباسؓ اور ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کا عربوں کے قبائل میں ایک قبیلے پر گزرا۔

ہوا۔ اہل قبیلہ نے ان کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا۔ وہ اسی حال میں تھے کہ قبیلے کے سردار کو بچھو نے ڈنک مار دیا۔ تو اہل قبیلہ صحابہؓ کے پاس آئے اور بوجھا متہارے پاس بچھو کے کاٹے کی کوئی دوا یا دم ہے؟ صحابہؓ نے کہا، ہاں! ہمارے پاس ہے لیکن تم نے ہماری مہمان نوازی سے انکار کر دیا ہے۔ اہل قبیلہ نے مہمان نوازی کا وعدہ کر لیا۔ صحابہؓ میں سے ایک نے سورۃ فاتحہ پڑھ کر اپنا تھوک اس جگہ لگایا جہاں بچھو نے کاٹا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے قبیلے کے سردار کو شفا دیدی۔ دم کرنے والے صحابیؓ جب اپنے ساتھ چند بکریاں لے کر صحابہؓ کے پاس پہنچے تو انھوں نے فیصلہ کیا کہ جب تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قرآنی دم کرنے پر ملنے والی بکریوں کے بارے میں پوچھ نہ لیں تب تک ان سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جب یہ ماجرا بیان کیا گیا تو آپ نے دم کرنے والے صحابیؓ سے فرمایا تجھے کیسے پتہ چلا کہ سورۃ فاتحہ دم ہے۔ بکریاں لے لو اور میرا بھی ایک حصہ اسمیں رکھو۔ اس واقعہ سے عیاں ہوا کہ سورۃ فاتحہ بھی بہترین دم اور شفا ہے عثمان بن ابی العاص نے اپنی ایک جسمانی بیماری کا ذکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ آپ نے فرمایا جہاں تجھے تکلیف ہو رہی ہے

لے بخاری ص ۸۵۳، مسلم ص ۲۲۲ ج ۲، ترمذی ص ۲۶۳ ج ۲، ابوداؤد ص ۵۴۲



وہاں اپنا ہاتھ رکھ اور تین مرتبہ بسم اللہ کہنے کے بعد سات مرتبہ یہ پڑھو

أَعُوذُ بِاللّٰهِ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَادِرُ

”میں اللہ کے ساتھ اور اُس کی عزت اور اُس کی قدرت کے ساتھ اُس تکلیف سے

پناہ مانگتا ہوں جو مجھے ہوسہی ہے یا جس کا خطرہ ہے۔“

امام مالکؒ اور امام ابو داؤد نے نقل کیا ہے کہ عثمان بن ابی العاص

نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ

مجھے ایسی بیماری ہے جو عنقریب مجھے ہلاک کر دیگی۔ آپ نے اُسکو

مذکورہ دُعا سکھائی۔ راوی کا بیان ہے جب میں نے آپ کی تعلیم

کے مطابق عمل کیا تو اللہ تعالیٰ نے مجھے شفاءِ کاملہ عطا فرمادی اسکے

بعد میں اپنے گھر والوں اور دوسروں کو ہمیشہ یہ دُعا یاد کرنے

اور اس سے فائدہ اٹھانے کی تلقین کرتا رہا۔

ابو سعید خدریؓ سے مروی ہے کہ جبریل امین نے رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر پوچھا، اے محمد صلی اللہ

علیہ وسلم! کیا آپ بیمار ہیں؟ آپ نے جواب دیا ہاں۔ تو جبریل

علیہ السلام نے آپ کو دُعا کیا۔

بِسْمِ اللّٰهِ اَرْقِيْكَ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ يُؤْذِيْكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ

نَفْسٍ أَوْ عَيْنٍ حَاسِدٍ اللَّهُ يَشْفِيكَ بِسْمِ اللَّهِ أَرْقِيكَ

”اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں ہر شے سے جو آپ کو تکلیف دے رہی ہے۔ ہر نفس کی شرارت اور حسد کرنے والی آنکھ سے۔ اللہ آپ کو شفا دے گا۔

اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں“

ابوالدرداء سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا۔ تم میں سے کوئی یا تمہارا کوئی بھائی بیمار ہو۔ اُس کو چاہیے کہ وہ کہے۔

رَبَّنَا اللَّهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ أَمْرُكَ
فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَمَا رَحِمْتُكَ فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ
رَحْمَتَكَ فِي الْأَرْضِ اغْفِرْ لَنَا حُوبَنَا وَخَطَايَانَا
أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِينَ أَنْزِلْ رَحْمَةً مِّنْ رَّحْمَتِكَ
وَشِفَاءً مِّنْ شِفَائِكَ عَلَى هَذَا الْوَجْعِ فَيَبْرَأُ ۝

ہمارا رب وہ اللہ

ہے جو آسمان میں ہے۔ پاک ہے تیرا نام۔ تیرا حکم چلتا ہے آسمان اور زمین میں جس طرح تیری رحمت آسمان میں ہے پس اسی طرح کر دے اپنی رحمت زمین میں۔ بخش دے

ہمارے گناہوں اور خطاؤں کو توبہ سب سے پاک لوگوں کا۔ نازل فرما رحمت اپنی
رحمت میں سے اور شفاء اپنی شفا میں سے اور پاس بیماری کے (جریہ دعا مانگے گا) وہ
صحت یاب ہو جائے گا۔

ابن عباس رضی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کو یوں اللہ کی پناہ میں دیا کرتے تھے
أَعِزُّكُمْ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ
وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَامَةٍ لَه

ہ میں تم دونوں کو اللہ کے پورے کلمات کے ساتھ پنائیں دیتا ہوں ہر شیطان نے
اور ہر زبردست جانور سے اور ہر نظر لگانے والی آنکھ سے ۵

چند مسنون دعائیں اور دم اس لئے نقل کئے گئے ہیں تاکہ عامۃ
المسلمین خود ان کو یاد کر کے گنہگار ہونے سے بچ جائیں، اور
ان کو یہ بھی معلوم ہو جائے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے
جانشان بیماری اور تکلیف میں اللہ کے سوا کسی اور کی طرف نہیں
دیکھا کرتے تھے بلکہ اللہ ہی پر توکل اور بھروسہ کیا کرتے تھے۔

ظاہر ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بات سے اونچی
کسی کی بات نہیں ہو سکتی اور آپ نے اپنی امت کو سمجھا دیا کہ
اسلام بڑا آسان اور سیدھا سادہ سادین ہے اس میں کوئی

اُبجھاؤ نہیں۔ ضرورت صرف تعلیم حاصل کرنے کی ہے اگر دُنیاوی
 مجبوریاں ایسی ہو جائیں کہ پوری تعلیم کا حصول ممکن نہ ہو تو دین
 سے اتنی واقفیت ضرور حاصل ہونی چاہیے کہ بہرگانے اور گمراہ
 کرنے والے کے داؤ سے مسلمان محفوظ رہے۔ رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ کی راہ کو اپنانے میں کامیاب ہو جائے۔
 دُعاؤں کے الفاظ کے نیچے لفظی ترجمہ کا اہتمام اس لئے کیا گیا ہے
 تاکہ یاد کرنے والے کو عربی الفاظ سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہو
 احادیث میں اور بھی بہت سی دُعاؤں اور وظائف منقول ہیں۔
 حقوڑی سی توجہ کرنے پر انسان بہت کچھ سیکھ کر اپنی دُنیا اور آخرت
 سنوار سکتا ہے۔

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا

عَذَابَ النَّارِ۔

اے ہمارے رب! ہمیں دنیا اور آخرت میں بھلائی عطا فرما دے۔ اور آگ کے

عذاب سے بچالے۔ (ماخوذ)



ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے بخاری شریف میں حدیث ہے
کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، أَطْعَمُوا الْجَائِعَ وَ عَوَّدَ
السَّرِيعَ وَ فَكَّوْا الْعَانِيَ - بھوکے کو کھلاؤ اور بیمار کی عیادت
کرو اور قیدی کو چھڑاؤ۔ (بخاری)

مریض سے دعا کرنا | عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ
بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا
کہ جب تم کسی مریض کی عیادت کو جاؤ تو اس سے کہو کہ وہ
تمہارے لئے دعا کرے اس لئے کہ اسکی دعا فرشتوں کی
دعا کی طرح ہے (ابن ماجہ)

سَائِلُ سَوَالِ بَابُ

نماز جنازہ اور اسکے مسائل کا بیان

میت کو جب غسل دیں تو پہلے اس تختے یا جگہ کو صاف کر لیں
جس پر میت کو غسل دینا ہے۔ میت کو نہلاتے وقت یہ خیال رکھیں
کہ وہ احدین اور نیک نمازی غسل دیں۔ پانی گرم کر لیں پانی میں
بیری کے پتے ڈال لیں غسل کرتے وقت اتنا کپڑا بدن پر رکھیں
جتنا زندگی میں ضروری تھا۔ اور میت کو اس طرح لٹائیں کہ
پاؤں قبلہ رخ ہوں تاکہ منہ قبلہ رخ رہے۔ اور غسل دینے

والے خاص کر قریبی رشتہ دار ہوں۔ اگر کوئی آدمی اپنی بیوی کو خود غسل دے تو کوئی حرج نہیں۔ اسی طرح بیوی اپنے خاوند کو غسل دے تو شرعاً جائز ہے۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو آپ کی اہلیہ حضرت اسماءؓ نے اپنے ہاتھ سے غسل دیا تھا جبکہ صحابہ کثیر تعداد میں موجود تھے۔ کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ اسی طرح حضرت علی کرم اللہ وجہہ امیر المؤمنین خلیفۃ المسالین نے حضرت فاطمہ بنت رسولؐ کو اپنے ہاتھوں سے غسل دیا تھا۔ اسپر کسی نے کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔ (بلوغ المرام)

آج کل اس بات کا بہت چرچہ ہے کہ مرد اپنی بیوی کا اور بیوی اپنے مرد کا مرنے کے منہ نہیں دیکھ سکتے اس لئے کہ انکا نکاح ٹوٹ گیا یہ سب باتیں جہالت کی ہیں۔ میاں بیوی ایک دوسرے کو غسل بھی دیں اور ایک دوسرے کا منہ بھی دیکھیں کوئی ممانعت نہیں۔

مسلمانوں کو نماز جنازہ کے بغیر دفن کرنا منع ہے (بلوغ المرام) جنازہ کی نماز ضرور پڑھنی چاہئے اور نہایت خشوع و خضوع کے ساتھ میت کے لئے دعاء کرنی چاہئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الْمَيِّتِ فَاخْلُصُوا الدُّعَاءَ (ابوداؤد) جب کسی میت پر جنازہ کی نماز پڑھو تو نہایت خلوص کے ساتھ اس کے لئے دعاء مغفرت کرو۔

نماز جنازہ کی دعائیں | پہلی دعا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهَا

اے اللہ! اسکو بخش دے

وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَاكْرِمْ نَزْلَهُ

اور اس پر رحم کر اور اسکو سلامت رکھ اور اسکو مفتاح کر اور اسکی دہانی اچھی طرح کر

وَوَسِّعْ مَدْخُلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالتَّلْبِجِ

اور اسکی قبر کو کشادہ کر اور اس کو پانی اور برف

وَالْبُرْدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّيْتَ

اور ازلے سے پہلا اور اس کو گناہوں سے اس طرح پاک کر جس طرح تو نے

التَّوْبَ الْأَبْيَضَ مِنَ الدَّائِسِ وَأَبْدَلَهُ

سفید کپڑے کو میل سے صاف کیا اور اس کے

دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ

گھر سے بہتر گھر اس کو بدل دے اور اسکے گھر والوں سے بہتر گھر

وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ

والے۔ اور اسکے جوڑے سے بہتر اس کو جوڑا دے اور اس کو جنت میں داخل کر دے

وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ

اور اس کو قبر کے عذاب سے اور دوزخ کے عذاب سے بچا۔ (مسلم)

دوسری دعا اَللّٰهُمَّ أَنْتَ رَبُّهَا وَأَنْتَ خَلَقْتَهَا

اے اللہ تو ہی اس کا رب ہے اور تو نے ہی اسکو پیدا کیا ہے

وَأَنْتَ هَدَيْتَهَا إِلَى الْإِسْلَامِ وَأَنْتَ

اور تو نے ہی اس کو اسلام کی طرف راہ دکھائی ہے اور تو نے ہی

قَبَضْتَ رُوحَهَا وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِسِرِّهَا وَ

اس کی روح کو قبض کیا اور تو ہی اس کے ظاہر و باطن کو خوب

عَلَانِيَتِهَا جُنَّا شَفَعَاءَ فَأَغْفِرْ لَهَا (رواہ مالک)

جانتا ہے ہم سفارش کرنے کے لئے حاضر ہوئے ہیں پس تو اس کی بخشید

تیسری دعا **اللَّهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا سَلَفًا وَ**

اے اللہ! اسکو ہمارے واسطے آگے چلنے والا اور

فَرَطًا وَ أَجْرًا (بخاری) یہ دعا رنجہ کے لئے خاص ہے

میر منزل اور اجر کا باعث بنادے

چوتھی دعا **اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا**

اے اللہ! ہمارے زندوں کو اور مردوں کو اور حاضر

و غَائِبِنَا وَصَغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكَرِنَا وَانْشَأْ

اور غائب اور چھوٹوں اور بڑوں اور مردوں اور عورتوں کو بخش دے

اللَّهُمَّ مَنْ أَحْيَيْتَهُ مِنَّا فَأَحْيِهِ عَلَى الْإِسْلَامِ

اے اللہ! ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اس کو اسلام پر زندہ رکھ

وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلَى الْإِيمَانِ

اور ہم میں سے جسے تو فوت کرے تو تو اسے ایمان پر فوت کر

اللَّهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهُ

اے اللہ! تو ہمیں اس کے ثواب سے محروم نہ کر اور ہم کو اس کے بعد نہ آزمائے۔

نماز جنازہ کی دیگر دعائیں | پانچویں دعا **اللَّهُمَّ**

اے اللہ!

إِنَّ فُلَانَ ابْنِ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلُ جَوَارِكَ

بیشک فلاں بیٹا فلاں کا تیرے عہد میں ہے اور تیری ہمسائیگی کے امان میں

فَقِهِ مِنْ فِتْنَةِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَأَنْتَ

پس تو اسے قبر کے فتنہ سے اور دوزخ کے عذاب سے بچا اور تو ہی ہے

أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَقِّ اللَّهُمَّ اعْفُزْ لَهُ وَ

قول پورا کرنے والا اور حق والا اے اللہ! اس کو بخش دے اور

ارْحَمْهُ إِنَّكَ أَنْتَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ (ابوداؤد)

اس پر رحم کر بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے

ابن ماجہ) فلاں بن فلاں کی جگہ میت اور اس کے باپ کا نام لے

بچھٹی دعا) اللَّهُمَّ عَبْدُكَ وَابْنُ عَبْدِكَ

اے اللہ! یہ تیرا غلام ہے اور تیرے غلام کا بیٹا ہے

كَانَ يَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ

یہ اس بات کی گواہی دیتا تھا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور بیشک محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)

وَرَسُولُكَ وَأَنْتَ أَعْلَمُ بِهِ مِنْيَّ إِنَّ كَانَ

تیرے بندہ اور رسول ہیں اور تو مجھ سے زیادہ اس کے حال کو جانتا ہے اگر یہ نیکی کو

مُحْسِنًا فِرْدَوْیِّ أَحْسَنَهِ وَإِنْ كَانَ مُسِيئًا

کرنے والا تھا تو اس کی نیکی میں زیادہ کر اور اگر گنہ گار تھا تو

فَاعْفُزْ لَهُ وَلَا تَحْرِمْنَا أَجْرَهُ وَلَا تَقْتُلْنَا بَعْدَهُ

تو اس کو بخش دے اور ہم کو اس کے ثواب سے محروم نہ کر اور اس کے بعد ہم کو فتنہ میں نہ ڈال

جنازہ کی نماز کا طریقہ | جنازہ کی نماز کا طریقہ یہ ہے کہ نماز پڑھنے سے پہلے میت کی چار پائی

اس طرح رکھیں کہ سر شمال کی طرف اور پاؤں جنوب کی طرف ہوں۔ اسکے بعد با وضو قبلہ رو ہو کر تین یا پانچ یا سات طاق صف بندی کریں اور چار تکبیروں کے ساتھ میت کے لئے مخلصاً دعاء مغفرت کریں۔

امام کے کھڑے ہونے کی جگہ | میت اگر مرد ہے تو امام کمر کے سامنے اور اگر عورت ہے تو

بیچ میں کھڑا ہونا چاہئے، اور دونوں ہاتھ مونڈھوں یا کالوں تک اٹھا کر پہلی تکبیر یعنی تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھ لینا چاہئے اور اس کے بعد دعاء استفتاح یعنی شام اللہم بعد اظہر پھر سورۃ فاتحہ اور کوئی اور سورت پڑھنی چاہئے۔

جنازہ کی نماز میں سورۃ | عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔

قَرَأَ عَلَى الْجَنَائِزَةِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ (ابن ماجہ) ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کی نماز میں سورۃ فاتحہ پڑھی۔

طبرانی اوسط میں ہے وَكَانَ أَوَّلُ مَنْ صَلَّى عَلَيْهِ فِي مَوْضِعِ الْجَنَائِزَةِ فَقَدَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ



فَكَبَّرَ فَقَرَأَ بِأَمْرِ الْقُرْآنِ فَجَهَرَ بِهَا ثُمَّ كَبَّرَ الثَّانِيَةَ
فَصَلَّى عَلَى نَفْسِهِ وَعَلَى الْمُرْسَلِينَ ثُمَّ كَبَّرَ الثَّالِثَةَ
فَدَعَا لِلْمَيِّتِ اَلْحَمْدُ لِلَّهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ نماز جنازہ کے لئے
آگے بڑھے اور اللہ اکبر یعنی پہلی تکبیر کے بعد سورۃ فاتحہ جہر سے
پڑھی پھر دوسری تکبیر کے بعد درود شریف پڑھا۔ پھر تیسری تکبیر
کے بعد میت کے لئے دعا، مغفرت کی۔

نیز سورت فاتحہ کے ساتھ کسی سورت کو ملا نا چاہیے جیسا کہ
نسائی شریف میں ہے طلحہ بن عبد اللہ بن عوف فرماتے ہیں صَلَّيْتُ
خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَى جَنَازَةٍ فَقَرَأَ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَةَ
وَجَهَرَ حَتَّى اسْمَعُنَا فَلَمَّا فَرَغَ اخَذَتْ بِيَدِي فَسَأَلْتُهُ فَقَالَ
سُنَّةٌ وَحَقٌّ۔ اور فتح القدیر صفحہ ۲-۱۹۱ جلد اول میں ہے رَوَى
ابُو دَاوُدَ عَنْ وَائِلَةَ ابْنِ الْأَسْقَعِ قَالَ صَلَّيْتُ بِنَارِ سَوْدٍ اَللَّهُ صَلَّيْ
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى رَجُلٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ فَمَعْتَهُ يَقُولُ
اَللَّهُمَّ اِنَّ فُلَانًا بَنَ فُلَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلٍ جَوَارِكَ الْحَدِيثُ
وَرَوَى اَيْضًا حَدِيثُ اِبْنِ هُرَيْرَةَ سَمِعْتُهُ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّيْ اللَّهُ
عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ اَللَّهُمَّ اَنْتَ رَجَّاهَا وَاَنْتَ خَلَقْتَهَا وَ
اَنْتَ هَدَيْتَهَا اِلَى الْاِسْلَامِ

ان احادیث سے صاف اور واضح طور سے ثابت ہوا
کہ جنازہ زور سے پڑھنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے

مزید دلائل فتاویٰ ستاریہ میں ملاحظہ ہوں۔

ابن عباس کا عمل | طلحہ بن عبد اللہ بن عوف کہتے ہیں
صَلَّيْتُ خَلْفَ ابْنِ عَبَّاسٍ عَلَيْهِ

جَنَازَةً فَقَرَأَ فَاتِحَتَ الْكِتَابِ فَقَالَ لَتَعْلَمُوا أَهْلَ هَا
سُنَّةٌ (بخاری) میں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ کے
پیچھے جنازہ کی نماز پڑھی تو انہوں نے جنازہ کی نماز میں
سورۃ فاتحہ پڑھی اور فرمایا کہ میں نے سورۃ فاتحہ اس لئے پڑھی
ہے تاکہ تم لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ جنازہ کی نماز میں سورۃ
فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔

اور ایک روایت میں ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ نے
فرمایا کہ میں نے جہر سے سورۃ فاتحہ اس لئے پڑھی ہے تاکہ تم لوگوں
کو معلوم ہو جائے کہ جنازہ کی نماز میں سورۃ فاتحہ کا پڑھنا سنت ہے۔
سورۃ فاتحہ کے پڑھنے کا حکم ام شریک النضریہ حدیث بیان کرتی
ہیں کہ أَمَرَ نَارِضُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يَقْرَأَ عَلَى جَنَازَةٍ بِفَاتِحَتِ الْكِتَابِ (ابن ماجہ) رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم لوگوں کو حکم فرمایا کہ ہم لوگ جنازہ کی نماز میں سورۃ فاتحہ ضرور پڑھیں
اس کے بعد سری تکبیر کے رفع الیدین کر کے سینے پر ہاتھ باندھ لے۔ دونوں درود شریف
جو نماز میں پڑھے جاتے ہیں پڑھے۔ اس کے بعد رفع الیدین کرتا ہوا تیسری تکبیر کے اور
مندرجہ بالا دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھے۔

پانچوں دعائیں نماز جنازہ میں پڑھنی درست ہیں بچے کی الگ ہے۔ اور جنازہ کی دعائیں جن الفاظ سے حدیث میں آئی ہیں انہی الفاظ کے ساتھ پڑھنی چاہئے۔ ان میں کچھ بھی تغیر و تبدل نہیں کرنا چاہئے۔ مرد کا جنازہ ہو خواہ عورت کا لڑکے کا ہو یا لڑکی کا جس طرح دعائیں مذکور اور مونث کی ضمیر آئی ہے اس کو اسی طرح پڑھنی چاہئے۔ ملاحظہ ہو (نیل الاوطار جلد ۴ ص ۷)

اٹھائیسواں باب

تعزیت کے مسائل اور اس کا بیان

مصیبت زدہ لوگوں کی تعزیت یعنی انکو صبر کی تلقین کرنا اور تسلی دینا سنت ہے۔ تعزیت سے مصیبت زدوں کے مغموں دلوں کو تسلی ہو جاتی ہے۔ اور انکو صبر و سکون حاصل ہوتا ہے۔ اور تعزیت کرنے والوں کو ثواب ملتا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی علیہ وسلم نے جو مسلمان اپنے کسی بھائی کی مصیبت میں اس کی تعزیت کرے، تو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن بزرگی کا حلقہ پہنائے گا۔ روایت کیا اس کو ابن ماجہ نے۔ تعزیت کی فضیلت میں اور بھی قدیم آئی ہیں۔ تعزیت کے واسطے کوئی خاص الفاظ مقرر نہیں ہیں۔ ایسے الفاظ ہونے چاہئے جس سے رنج اور غم دور ہوں اور



صبر اور تسلی حاصل ہو۔ تعزیت کے وقت میت کے واسطے دعا کرنا بھی آیا ہے۔ نسائی اور ابوداؤد میں حدیث ہے کہ حضرت فاطمہؑ کسی صحابی کے گھر تعزیت کے واسطے تشریف لے گئیں، جب آپؐ واپس آئیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ اے فاطمہؑ کہاں گئیں تھیں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا اباجی میں اس گھر والوں کے پاس گئی تھی جن کے ہاں موت ہو گئی تھی۔ پس میں نے انکی میت کے لئے دعا بر رحمت اور انکو تعزیت بھی کی ہے۔ (ابوداؤد مع عون المعجم جلد ۳ ص ۱۶) اور خود اللہ کے رسولؐ بھی اپنے صحابہ کرام کی تعزیت فرمایا کرتے۔ جب کسی کے ہاں موت ہو جاتی تھی۔

حضرت معاذ بن جبل کو جب انکار طر کا فوت ہو گیا تھا۔ تو آپؐ تے خط لکھ کر تعزیت کی۔

میت والوں کو جائز ہے کہ تعزیت کرنے والوں کو گھر میں یا مسجد میں بٹھائے۔ بخاری، مسلم میں ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ زید بن حارثہ اور جعفر اور ابن رواحہؓ کے شہید ہونے کی خبر آئی تو آپؐ نے مسجد نبوی میں قیام فرمایا اور اس حالت میں کہ آپؐ کے چہرے سے رنج اور غم ظاہر ہو رہا تھا۔ اس حدیث سے یہ مسئلہ خوب واضح ہو گیا کہ گھر کے بجائے مسجد ہی میں بیٹھنا درست ہے۔ تین دن تک افسوس میں بیٹھ سکتے ہیں اور جو آج کل رواج

ہے اور خاص کو پنجاب میں ہے کہ صفیں بچھا کر تین روز تک جمع رہتے ہیں اور خوب حقے پیتے ہیں۔ اور مرد جو فاتحہ پڑھتے ہیں یہ چیزیں حدیث سے ثابت نہیں بلکہ بدعت ہے واللہ اعلم بالصواب بیوہ عورت کے لئے چار ماہ دس دن سوگ کے ہیں۔ وہ ان دلوں میں کوئی زیب و زینت نہ کرے۔ بعد عدت کے کر سکتی ہے۔ بلکہ نکاح کر لے تو بہتر ہوگا۔ اگر عورت حاملہ ہو تو جب تک وضع حمل نہیں ہوگا وہ عدت میں ہی رہے گی۔ اگر خاوند کے فوت ہونے کے بعد وضع حمل ہو جائے تو اس پر پھر عدت نہیں ہے وہ جب چاہے نکاح کر لے۔

۲۹ اُنْتِسُوَانُ بَابُ

قبروں کی زیارت کا مسنون طریقہ
اور اس کے دیگر مسائل کا بیان

قبروں کی زیارت کرنا مرد و عورت کے لئے جائز درست ہے قبروں کی زیارت اس غرض سے مشروع ہوئی ہے کہ مردوں کے واسطے استغفار کی جائے، اور قبروں کو دیکھ کر عبرت حاصل کی جائے اور اپنی موت اور آخرت کا فکر کیا جائے، تاکہ دنیا سے دل

بے رغبت ہو۔ اور آخرت کے سامان کا فکر اور خیال پیدا ہو پس اسی غرض کے حصول کے لئے قبروں کی زیارت کرنی چاہئے زیارت قبر کے واسطے کوئی خاص دن یا کوئی خاص وقت مقرر نہیں ہے جب اور جس وقت دل چاہے، دن کو یا رات کو زیارت قبر کے لئے قبرستان میں جائے۔ ہاں جمعہ کے دن قبروں کی زیارت کرنا بہ نسبت اور دنوں کے افضل ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا جو شخص ہر جمعہ کو اپنے ماں باپ دونوں کی قبر کی یا ان میں سے ایک کی قبر کی زیارت کرے تو اس شخص کی مغفرت کی جاتی ہے۔ اور لکھ دیا جاتا ہے کہ وہ اپنے ماں باپ کا فرمانبردار ہے۔ روایت کیا اس کو بیہقی نے شعب الایمان میں۔

زیارت قبر کا طریقہ یہ ہے کہ منہ قبر کی طرف اور پیٹھ یعنی پشت قبلہ کی طرف کر کے کھڑا ہو۔ اور زیارت قبر کی جو جو مسنون دعائیں لکھی گئی ہیں وہ پڑھے۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ کی قبروں پر آئے تو آپ نے اپنے منہ کو قبروں کی طرف کیا اور کہا السلام علیکم الخ روایت کیا اس حدیث کو ترمذی نے۔

اس حدیث سے ثابت ہوا ہے کہ زیارت کرنے والے میت پر سلام کرنے کے وقت اپنے منہ کو میت کی طرف

کرے اور دعا کرنے کے وقت بھی اپنے منہ کو میت کی قبر کی طرف کرے اور اسی پر عام مسلمانوں کا عمل ہے۔ اور قبر کی زیارت کے وقت کھڑے کھڑے دعا کرنا چاہئے، دعا ربڑھ کر کرنا ثابت نہیں ہے۔ اور ہاتھ اٹھا کر بھی دعا کرنا ثابت ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت مائی عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جنت البقیع میں تشریف لے گئے اور کافی دیر تک کھڑے رہے۔ پھر تین بار دعا کے واسطے ہاتھ اٹھائے۔

اس حدیث صحیحہ سے قبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہو گیا ہے اور وہ بھی پرانی پر تو تازی قبروں پر ہاتھ اٹھانا یقیناً درست ہے

اگر قبروں پر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا منع ہوتا تو حضور صلعم اس کے خلاف ہرگز نہ کرتے۔ اب رہا یہ مسئلہ کہ دفن کے بعد تو ہاتھ اٹھانے ثابت نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کا یہ فعل جو کہ صحیح مسلم میں ہے ہاتھ اٹھانے کا اسی سے استدلال کرنا صحیح ہے۔

تیسواں باب

نصیحت آمیز ایک صحابی کا قصہ

قارئین حضرات کی معلومات کے لئے، اور قبرتازی پر دُفن کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے کے سلسلہ میں ایک صحابی عبد اللہ بن الجراح رضی اللہ عنہ کا اسلام لانا، قبولِ اسلام سے پہلے آپ کا نام عبد العزیٰ تھا۔ ابھی دودھ پینے کی منزل میں تھے کہ باپ کا انتقال ہو گیا۔ والد بہت ہی غریب تھیں اس لئے پرورش کا بیڑا چچا نے اٹھایا۔ جب جوانی کی عمر کو پہنچے تو چچا نے اونٹ، بھریاں، غلام، سامان اور گھربار دیگر ضروریات سے بے نیاز کر دیا۔ ہجرتِ نبوی کے بعد توحید کی صدائیں عرب کے گوشے گوشے میں گونجنے لگی تھیں اور صحابیؓ کے کان میں برابر پہنچ رہی تھیں۔ چونکہ نوحِ فطرت بے میل اور شفاف تھی اس واسطے صحابیؓ نے دل ہی دل میں اسلام کی تیاریاں شروع کر دیں اور اسلام قبول کرنے کیلئے ہر روز قدم بڑھاتے مگر چچا کے خوف سے پھر پیچھے ہٹا لیتے۔ صحابیؓ کو ہر وقت اسی کا انتظار رہتا تھا کہ چچا بھی اسلام میں داخل ہو جائے پھر میرے لئے بھی اسلام لانا آسان ہو جائے گا۔

اس انتظار میں ہفتے گزرے۔ مہینے اور سال ختم ہو گئے۔ یہاں تک کہ مکہ مکرمہ بھی فتح ہو گیا اور اللہ کے رسول حرم پاک کی تطہیر کے بعد واپس مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ صحابی ذوالبجادیں کا پیمانہ صبر بھی بربز ہو گیا اور چچا کے مسلمان ہونے سے ناامید ہو گئے۔ صحابیؓ اپنے چچا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا، محترم چچا! میں تو کئی سال سے آپ کی انتظار میں رہا کہ آپ بھی اسلام میں داخل ہو جائیں مگر آپ کا حال وہی ہے جو پہلے تھا اب میں اپنی عمر پر زیادہ اعتماد نہیں کر سکتا۔ مجھے آپ اجازت دیجئے کہ میں اسلام میں داخل ہو جاؤں۔ صحابیؓ کو جس بات کا خطرہ تھا وہی پیش آگیا۔ ادھر قبول اسلام کا لفظ منہ سے باہر نکلا، ادھر چچا اپنے آپ سے باہر ہو گیا اور کہنے لگا، اچھا اگر تم اسلام قبول کر گئے تو میں اپنا ہر سامان تم سے واپس لیلوں گا تمہارے جسم سے سب کپڑے اتار لوں گا۔ تمہارا تہبند بھی چھین لوں گا۔ اور تم اپنی دنیا سے عیش و آرام سے گھر بار سے محروم کر دیئے جاؤ گے۔ سوچو جسم پر کپڑے کا ایک تار بھی باقی نہیں ہو گا۔ ناظرین! ذوالبجادیں کی حالت کا اندازہ کیجئے۔ چچا کے الفاظ سے صحابیؓ کو یوں معلوم ہوا کہ گویا اللہ تعالیٰ نے موجوداتِ عالم کو ایک مینڈھا بنا کر ان کے سامنے رکھ دیا ہے۔ یہ ہے تمہاری ساری زندگی۔ اس

ساری زندگی کے عیش و آرام کو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح
 ذبح کر دو۔ ذوالبجادیںؑ ایک لمحے کی تاخیر کے بغیر اس عظیم قربانی
 کے لئے تیار ہو گئے اور فرمایا، اے چچا جان! میں مسلمان ضرور
 ہونگا۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ضرورت اتباع کرونگا۔
 اب میں شرک و بت پرستی کا ساتھ نہیں دے سکتا۔ آپ کا
 زرد مال آپ کو مبارک ہو اور میرا اسلام مجھے مبارک ہو۔
 تھوڑے دنوں کے بعد موت بھی تو ان سب چیزوں کو مجھ سے
 چھڑا دیگی۔ پھر یہ کیا بُرا ہے اگر میں آج خود ہی سارے
 سامان کو چھوڑ دوں۔ چچا جی! آپ اپنا سب مال اسباب
 سنبھال لیں۔ میں اس مال و دولت کے لئے دین حق کو
 قربان نہیں کر سکتا۔ ذوالبجادیںؑ نے یہ کہا اور چچا کے کہنے
 کے مطابق اپنا لباس اتار لیا۔ جوتے اتار دئے، چادر اتار دی
 اور اس کے بعد تہبند بھی اتار کر انکے سپرد کر دیا۔ پھر چچا کے
 بھرے ہوئے گھر سے اس طرح نکلے کہ خدائے واحد کے نام پاک
 کے سوا کوئی بھی اور چیز ساتھ نہ تھی۔ سبحان اللہ! یہ ہے مسلمانی
 اسی حال میں ننگے صحابیؑ اپنی والدہ کے گھر میں داخل ہوئے
 ماں نے بیٹے کو مادر زاد ننگا دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں اور
 پریشان ہو کر پوچھا، اے میرے لختِ جگر بیٹے! تمہارا یہ
 کیا حال ہے۔ بیٹے نے کہا، اماں جی! اب میں مومن و موحد

ہو گیا ہوں۔ اللہ! مومن اور موحد ہو گیا ہوں کے الفاظ ان کے حال کے کس قدر مطابق تھے۔ صحابیؓ نے اپنی مادّی زندگی اپنے ہاتھوں بھسم کی تھی۔ صحابیؓ نے اپنی زندگی کے تمام ساز و سامان اپنے ہاتھوں ذبح کئے تھے۔ صحابیؓ نے اسلام کے لئے اپنی زندگی کے تمام رشتوں کو کاٹ کاٹ کر پھینک دیا تھا۔ اب صحابی کے پاس نہ اونٹ تھے، نہ گھوڑے تھے، نہ بھیڑ بھیریاں، نہ سامان تھا نہ مکان۔ نہ غذا کھانے کو، نہ پانی پیسے کو، نہ برتن، جسم پر کپڑے کا ایک تار نہ تھا۔ مادر زاد برہمنہ۔ اور سمجھ یہ ہے تھے کہ اب میں مومن اور موحد ہوں۔ اماں نے پوچھا، بیٹا! تو اب کیا ارادہ ہے؟ کہنے لگے، اماں جی! اب میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جاؤں گا۔ صرف میں یہ چاہتا ہوں کہ مجھے ستر پوشی کے بقدر کپڑا دیدیا جائے ماں نے فوراً ایک کبیل دیا۔ صحابی نے وہیں اس کبیل کے دو ٹکڑے کئے۔ ایک ٹکڑا تہبند کے طور پر باندھا اور دوسرا چادر کے طور پر اوڑھا۔ اور یہ پکا مومن اور موحد اس حال میں مدینہ طیبہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ اپنے مقام سے مدینہ تین منزل دور ہے۔ چلتے چلتے کسی روز میں مدینہ منورہ پہنچے۔ رات کا آخری حصہ تھا جب یہ اسلام کا مجاہد مدینہ میں داخل ہوا، گرد و غبار میں اٹا ہوا مسافر ذوالبجاذین تاروں کی چھاؤں میں

مسجد نبوی میں داخل ہوا، اور ایک دیوار کے ساتھ ٹیک لگا کر اللہ کے پیارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا انتظار کرنے لگے اور تھوڑی دیر میں صحن مسجد میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے قدم رکھا تو ذوالبجا دین رضی اللہ عنہ سامنے کھڑے تھے، اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا تم کون ہو؟ جواب دیا صحابی نے میں ایک فقیر مسافر اور عاشق جمال طالب دیدار ہوں۔ میرا نام عبد الغزی ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے حالات سننے کے بعد فرمایا، اب تم یہیں ہمارے قریب ہی ٹھہرو اور مسجد میں ہی رہا کرو۔ اور آج سے تمہارا نام عبد الغزی کی بجائے عبد اللہ رکھ دیا ہے اور اصحاب صفہ میں شامل کر دیا۔ اس موقع بندہ نے اپنے دوسرے ساتھیوں کے ساتھ قرآن مجید پڑھنا شروع کر دیا تھا۔ اور آیات ربانی کو دن بھر بڑے ہی شوق اور جوش سے پڑھتے رہتے تھے۔ ایک روز حضرت عمرؓ نے کہا، اے دوست! اس قدر اونچی آواز سے مت پڑھا کرو کہ دوسروں کی نماز میں خلل ہوتا ہے مسجد نبوی میں آپ بھی موجود تھے۔ پیارے نبیؐ نے فرمایا، اے عمر! انکو مت روکو، انھیں چھوڑ دو۔ یہ تو صرف خدا اور رسول کیلئے سب کچھ چھوڑ چکے ہیں۔ ان کو پڑھنے دو جس طرح بھی قرآن پڑھیں یہ تو مخلص ہے۔ ماہِ رجب سنہ ہجری کو یہ اطلاع ملی کہ عرب

کے تمام عیسائی قبائل قیصر روم کے جھنڈے تلے جمع ہو گئے ہیں اور وہ رومی فوجوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہو رہے ہیں۔ اسوقت عرب میں گرمی زوروں پر تھی اور کھجوریں خوب پک رہی تھیں۔ یہ موسم کھجور کی فصل کا تھا۔ اللہ کے رسولؐ نے جہاد کے لئے آدمیوں کی بھرتی اور مالی امداد کے لئے چندہ کی اپیل کی۔ تو حضرت عثمان غنیؓ نے دو ہزار نو سو اونٹ، ایک سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار چندہ دیا۔ اور حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ نے چالیس ہزار درہم دیئے۔ اور حضرت عمر فاروقؓ نے اپنے تمام مال اور نقد و جنس کو دو برابر حصّوں میں تقسیم کیا۔ ایک حصّہ رکھ کر دوسرا حصّہ جنگ کے چندہ میں دیدیا حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اللہ و رسول کے نام کے سوا، اپنا سب کچھ چندے میں دیدیا۔ ایک انصاری نے رات بھر محنت کر کے کل چار سیر کھجوریں کمائیں۔ دو سیر تو اپنے بیوی بچوں کو دیں اور دو سیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیں۔ عبد اللہ ذو البجادینؓ کے پاس پہلے ہی خدا اور رسولؐ کے نام کے سوا کچھ بھی نہ تھا۔ صرف جان تھی وہی اپنی زندگی چندہ میں پیش کر دی اور مجاہدین میں شامل ہو گئے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیس ہزار فوج کے ساتھ ہجوم آتش بار کے طوفان میں مدینہ منورہ سے روانہ ہوئے

سواریاں اسقدر کم تھیں کہ اٹھارہ اٹھارہ آدمیوں کے حصے میں ایک ایک اونٹ آیا۔ سامانِ خوراک اسقدر قلیل تھا کہ مسلمان درختوں کے پتے کھاتے تھے اور قیصرِ روم کے مقابلے پر منزل بہ منزل چلے جا رہے تھے۔ عبداللہ ذوالبجادینؓ جو شجہاد سے لبریز تھے۔ اسی دھن میں رسول اللہؐ کی خدمت عالیہ میں حاضر ہوئے اور کہنے لگے، یا رسول اللہؐ! آپ میرے لئے دُعا فرمائیے کہ میں راہِ خدا میں شہید ہو جاؤں۔ رسول اللہؐ نے فرمایا، تم کسی درخت کا چھلکا اُتار لاؤ۔ عبداللہ درخت کا چھلکا لیکر خوشی خوشی حاضر خدمت ہوئے۔ حضورؐ نے چھلکا لیا اور عبداللہ صحابی کے بازو پر باندھ دیا اور نبی علیہ السلام نے اپنی زبان مبارک سے فرمایا، اے میرے رب! میں کفار پر عبداللہ کا خون حرام کرتا ہوں۔ عبداللہؓ ارشادِ نبویؐ پر کچھ حیران سا رہ گیا اور کہنے لگا، اے اللہ کے رسولؐ! میں تو شہادت کا آرزو مند تھا۔ آپؐ نے فرمایا، جب تم راہِ خدا میں نکل پڑے ہو پھر اگر تم بخار سے بھی مر جاؤ تو تم شہید ہو جاؤ گے نیت پر دار و مدار ہے۔ اسلامی فوج تبوک پہنچی ہی تھی کہ عبداللہؓ کو سچ بخار آ گیا۔ یہی بخار صحابی کے لئے پیغامِ شہادت تھا۔ رسول اللہؐ کو صحابی کے انتقال کی خبر پہنچائی گئی تو آپؐ صحابہ کیساتھ تشریف لائے۔ ابن حارث مزینی سے روایت ہے کہ رات کا وقت

تھا۔ حضرت بلالؓ کے ہاتھ میں چراغ تھا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ اپنے ہاتھوں سے میت کو لحد میں اتار رہے تھے۔ خود اللہ کے رسولؐ بھی قبر کے اندر کھڑے تھے اور حضرت عمرؓ سے فرما رہے تھے، اَدْبَارُ اِلٰی اٰخِرِ کُمَا، اپنے بھائی کو ادب کے ساتھ لحد میں اتارو۔ جب میت لحد میں رکھ دی گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اینٹیں میں خود رکھوں گا۔ چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے قبر میں اینٹیں لگائیں اور جب تدفین مکمل ہو چکی تو دُعا کے لئے ہاتھ اٹھائے اور فرمایا، اے اللہ! میں آج شام تک مرنے والے سے خوش رہا ہوں یا اللہ! تو بھی اس سے راضی ہو جا، عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے جب یہ نظارہ دیکھا تو فرمایا اے کاش، اس قبر میں آج میں دفن کیا جاتا۔ ملاحظہ ہو دلائل نبوت، رحمۃ للعالمین مصنفہ قاضی محمد سلیمان منصوری مرحوم۔ حضرت عبد اللہ بن مسعودؓ ارشاد فرماتے ہیں۔

رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قَبْرِ عَبْدِ اللَّهِ ذِي الْبَجَادَيْنِ فَلَمَّا فَرَغَ عَنْ دَفْنِهِ اسْتَقْبَلَ الْقَبِيلَةَ رَافِعًا يَدَيْهِ ۝

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عبد اللہ

ذوالہجادیٰ کی قبر پر دیکھا (اس طویل حدیث میں یہ بھی ہے) کہ جب آپ دفن سے فارغ ہوئے تو قبلہ رخ ہو کر ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ صحیح ابی عوانہ، فتح الباری ص ۱۲۲ ج ۱۱، ۲۔ الکلام الموزون ص ۱۳۳، مصنفہ سید لعل شاہ بخاری، ۳۔ منہاج المسلمین ص ۶۵، مصنفہ مسعود احمد کراچی۔

پس جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے قبروں پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا ثابت ہے تو اُمت کے لئے بھی ثابت ہو گیا۔ یہ کہیں بھی نہیں آیا کہ تازی قبر پر منع ہو اور پرانی قبروں پر جائز ہو۔ اور مُردوں کے لئے ایصالِ ثواب بھی قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ مالی عبادات کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ عباداتِ دنیہ کا ثواب بھی میت کو پہنچتا ہے۔ مثلاً حج بدل فرض روزے چھوٹے ہوئے اس کی طرف سے ادا کرنا وغیرہ وغیرہ غرض ہر نیکی میت کی طرف سے کی جاسکتی ہے۔

ثواب پہنچانے کے واسطے شریعت سے نہ کوئی خاص دن مقرر ہے نہ کوئی خاص وقت۔ جب اور جس وقت جو چاہو مُردوں کی طرف سے صدقہ کریں۔ اور انکے لئے دعا، استغفار کریں۔ مروجہ ایصالِ ثواب بدعت ہے، تیجہ دسواں بیسواں، چالیسواں وغیرہ یہ سب ملاؤں کے ایجاد کردہ مسئلے

ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو ہدایت نصیب فرمائے۔ آمین

اکیسواں باب

سماع موتی کا بیان اور اسکے دلائل

جب کوئی مسلمان مرد یا عورت زیارت کے لئے قبرستان میں جائے تو مسنون دعائیں پڑھے اور قبر میں مردے اپنے رشتہ داروں کو پہچانتے ہیں اور جو زندگی میں پہچانتا تھا تو قبر میں بھی پہچان لیتا ہے اور سلام کا جواب مردہ دیتا ہے کیونکہ انکی برزخی زندگی ہے صرف دنیا سے پردہ میں ہو گئے ورنہ وہ یا تو آرام میں ہیں یا تکلیف میں ہیں، قبر یا تو جنت کے باغیچوں میں سے ایک باغیچہ ہے یا جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا ہے۔ قبر میں زندگی ضرور ہے مگر وہ زندگی دنیوی زندگی جیسی نہیں ہے البتہ مسلمان کے لئے اس دنیا کی زندگی سے وہ زندگی بہتر ہے نہ وہاں پر نماز نہ روزہ نہ فرض نہ نفل کوئی بھی ذمہ داری نہیں وہاں تو صرف اعمال کے صلہ میں یا تو آرام میں ہیں یا بُرے اعمال کی وجہ سے عذاب میں مبتلا ہیں۔ مگر جاہل لوگ زندہ سمجھ کر اپنی حاجت کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ یہ ہماری فریادیں سنتے ہیں، اور پوری کرتے ہیں۔ یہ عقیدہ مشرکانہ ہے

سننے سے یہ مقصد نہیں ہے کہ وہ ہمارے کام سناوتے ہوں یا ہماری تکلیفیں دور کر دیتے ہوں، برزخی زندگی کا اصل علم اللہ تعالیٰ کو ہے، اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ لیکن لا تشعرون ^{وفا} بہت سے دنیا میں زندہ لوگ ہوتے ہیں اور دیکھتے بھی ہیں اور سنتے بھی ہیں مگر وہ پکارنے والے کی فریاد کو تو کیا پورا کریں گے وہ اپنی حاجت بھی پوری نہیں کر سکتے یہ مشاہدہ ہے کہ ایک مرلین کمزور اور لاغر پڑا ہوا ہے باوجود اس کے کہ وہ دیکھتا سنتا ہے مگر خود اٹھ کر پانی بھی نہیں پی سکتا جب تک دوسرے اس کو پانی نہ دیں خود بول بھی نہیں سکتا مگر سنتا سب کچھ ہے۔

کیا سننے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ سب کچھ کر سکتے ہیں عقلاً بھی غلط ہے۔ رہا یہ مسئلہ کہ مردے سنتے ہی نہیں یہ یا لکل قرآن وحدیث کے خلاف عقیدہ ہے۔ بخاری شریف میں ہے کہ جب میت کو دفن کر کے واپس ہوتے ہیں مردہ جوتیوں کی آہٹ بھی سنتا ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔ یہ حدیث میں آیا ہے الفاظ حدیث ملاحظہ ہوں قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ كَأَنْ يَعْرِفَهُ فِي الدُّنْيَا فَسَلَّمَ عَلَيْهِ إِلَّا هَرَفَ لَهُ وَرَدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ۔ حوالہ ابن عبد البر نے استذکار والتمہید میں ابن عباس

رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے ابن عبدالحق نے اس حدیث کو صحیح کہا ہے۔

ترجمہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں ہی کوئی شخص کہ گزرے اپنے مومن بھائی کی قبر پر اور وہ اس کو دنیا میں بھی پہچانتا تھا پھر اس پر سلام کہے مگر وہ اس کو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب بھی دیتا ہے۔ اور مزید معلومات صحیفہ الہدایت کراچی میں اسکی مفصل بحث درج ہے اسمیں مُردہ کا سننا اور پہچاننا کو کافی دلائل سے ثابت کیا گیا ہے اور ایک کتاب ”مسئدہ و مسئلہ“ میں بھی سماع موتی کا مفصل باب ہے اور اسمیں کافی بحث کر کے دلائل سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مُردے سنتے ہیں۔ بعض یہ پڑھ کر فوراً فتویٰ لگا دیتے ہیں کہ یہ تو حنفی بریلویوں کا عقیدہ ہے۔ ان میں اور بریلویوں میں کوئی فرق نہیں رہا۔

جواب اس کا یہ ہے کہ حنفی بریلویوں اور جماعت غریبار اہلحدیث کے عقیدہ و عمل میں بڑا فرق ہے۔ بریلوی حضرات ان سماع موتی والی احادیث کا غلط مفہوم لیکر قبر والوں کو حاجت روا مشکل کشا اور اللہ کے اور اپنے درمیان سفارشی و واسطہ سمجھنے لگے جو صریح قرآن و حدیث کینہ و نفی اور شرک ہے اور اہل توحید خصوصاً جماعت غریبار اہلحدیث

کا سماع موتی والی روایات سے مذکورہ مقصد لینا ہرگز نہیں
صرف اتنا مسئلہ ثابت ہوتا ہے کہ اللہ قبر والوں کو جو چاہے
سنوادے جیسا کہ جنگ بدر میں مُردہ مشرکین کو رسول صلی اللہ
علیہ وسلم کا فرمانا ہلّ وَجَدْتُكُمْ مَا وَعَدَ رَبُّكُمْ حَقًّا سنوایا
یا میت کو دفن کرنے کے بعد واپسی پر جوتیوں کی آواز سنوادی (بخاری)
وغیرہ وغیرہ بس جو اور جتنا دلائل صحیحہ سے ثابت ہے
اتنا ہی ماننا ٹھیک اور درست ہے۔

جو مسئلہ قرآن و حدیث سے ثابت ہو جائے فوراً عمل کر لے
یہ نہ دیکھے یہ تو فلاں مذہب والوں کا ہے ہمارے مذہب میں
نہیں۔ خدا کے فضل و کرم سے جماعت غریبار اہل حدیث کے وہی
عقائد ہیں۔ اور وہی مسائل ہیں جو محدثین کے تھے۔

ہاں یہ یاد رہے کہ بریلوی سماع موتی کے سلسلہ میں غلو کرتے
ہیں یعنی ہم اہل حدیث یہ کہتے ہیں کہ جتنا قرآن و حدیث میں سماع
موتی کے متعلق آیا ہے بس اس پر ایمان لاتے ہوئے یہ عقیدہ رکھیں
کہ اتنا کچھ سنتے ہیں اور اللہ تعالیٰ سنواتا ہے اور اسکے علاوہ کچھ اور
سنانا چاہیں تو آیت کریمہ وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ
کے تحت نہیں سنا سکتے۔

کیا مُردے قبروں میں سُنتے | جی ہاں! سُنتے بھی ہیں اور کلام
اور کلام بھی کرتے ہیں؟ | بھی کرتے ہیں۔ ثبوت بعَنْ

آنسِ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ
الْعَبْدَ إِذَا وَضَعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ إِنَّهُ
كَيَسَمِعُهُ قَرِيعَ نَعَالِهِمْ - الحديث (ترجمہ مشکوٰۃ ص ۲۵)

مسند احمد ص ۱۲۶ ج ۳ طبع بیروت

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، کہ جب بندہ اپنی قبر میں رکھ دیا جائے، اور لوگ واپس ہوتے ہیں تو مردہ انکی جوتیوں کی آواز سنتا ہوتا ہے آخر تک

اسی حدیث میں آیا ہے منافق کافر سے بھی منکر نکیر ہی سوال کرتے ہیں جو مسلم سے کئے مسلم کے لئے تو جنت میں جگہ دی گئی، اور منافق کافر کے لئے جواب صحیح نہ دینے پر عذاب شروع ہو جاتا ہے۔ کافر منافق کو لوہے کے گرزوں سے مارا جاتا ہے حتیٰ کہ اس کے چپخنے چلانے کی آواز تمام مخلوق سنتی ہے، سوائے انسانوں اور جنوں کے۔

دوسری حدیث ملاحظہ ہو۔

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ بَيَّنَّا رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَدِيثَ (رواہ مسلم مشکوٰۃ ص ۲۵)
ترجمہ: حضرت زید بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی نجار کے

باغ میں اپنے خیر پر سوار تھے اور ہم بھی آپ کے ساتھ تھے

اچانک خچر بدکا اور قریب تھا کہ آپؐ کو گرا دے، اچانک وہاں پر پانچ چھ قبریں معلوم ہوئیں۔ آپؐ نے فرمایا، تم میں سے کوئی جانتا ہے یہ قبریں کس کی ہیں؟ ایک صحابی نے کہا میں جانتا ہوں۔ آپؐ نے پوچھا یہ کس حال میں مرے ہیں؟ صحابی نے عرض کیا یہ سب شرک کی حالت میں مرے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ تم اپنے مردوں کو دفن کرنا ہی نہ چھوڑو مارے خوف کے تو میں ضرور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا کہ وہ تمکو بھی عذابِ قبر سنا دے جس طرح میں سُنتا ہوں۔ اس حدیث سے ثابت ہوا کہ مشرکوں کو انہی ارضی قبروں میں عذاب ہو رہا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی مزید وضاحت اس طرح بیان فرمائی کہ اگر مجھ کو یہ خوف نہ ہوتا کہ تم اپنے مردوں کو دفن کرنا ہی چھوڑ دو گے تو میں ضرور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا کہ اللہ تعالیٰ تم کو بھی عذابِ قبر سنا دے جس طرح کہ میں سُنتا ہوں۔ جو لوگ آجکل یہ کہتے ہیں کہ عذابِ ان قبروں میں نہیں ہوتا وہ قبریں اور ہیں اس زمین میں نہیں وہ برزخی قبریں ہیں۔ اگر عذابِ ان قبروں میں نہیں ہوتا تو پھر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فرمان بالکل بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے اور بخاری شریف کی ایک اور حدیث میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

لِيَسْمَعَنَّ مَحْضُو تَهَا كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا الْإِنْسَانَ وَلَوْ سَمِعَهَا

الْإِنْسَانُ لَصَدِيقٌ ۝ میت کی آواز انسان کے سوا ہر چیز
 سُنتی ہے۔ کیونکہ اگر انسان سُن لے تو بیہوش ہو جائے،
 خلاصہ یہ نکلا کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ھٰذِہ
 الْآقْبَرُ کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ آپ نے اسی ارضی قبر کی
 طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ان قبروں میں مشرکوں کو عذاب
 ہو رہا ہے۔ اور حدیث میں یہ بھی ہے کہ سوائے جن انسان
 کے تمام مخلوق سنتی ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے۔ اگر مان
 لیا جائے کہ وہ قبریں اس زمین پر نہیں ہیں بلکہ وہ عالم برزخ
 میں ہیں۔ اس زمین والی قبروں سے ان کا تعلق نہیں تو پھر
 بتایا جائے کہ عالم برزخ میں کون سے چوپائے اور جاندار ہیں
 جو مُردہ کی چیخ و پکار کو سنتے ہیں۔ کونسے وہاں خچر ہیں، اور
 کون اُن خچروں پر سواری کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں یہ بات
 خچر والی چودہ سو سال پہلے کی فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم
 کی آج بھی مشاہدے میں آتی رہتی ہے۔ جو بالکل سچ اور
 حق ہے۔ مشاہدہ برابر آج بھی اس کی تصدیق کر رہا ہے۔
 مگر نہ معلوم منکرین عذابِ قبر کو کیا ہو گیا کہ قرآن و حدیث
 کے صاف اور واضح دلائل ہوتے ہوئے پھر بھی عذابِ
 قبر کے منکر ہیں۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے باب باندھا ہے
 بَابُ كَلَامِ الْمَيِّتِ عَلَى الْجَنَازَةِ | حدیث یہ

لائے ہیں۔

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ
عَنْ أَبِيهِ أَنَّ سَمْعَ أَبَا سَعِيدٍ
يَا مُحَمَّدُ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ
يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى
اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا وَضَعْتَ
الْجَنَازَةَ فَاحْتَمِكْهَا الرِّجَالُ
عَلَى أَعْنَاقِهِمُ الْحَدِيثُ ...
(رواہ البخاری ص ۱۷۵، ۱۷۶ ج ۱)

ترجمہ: حضرت ابوسعید
خدری رضی اللہ عنہ سے روایت
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
نے ارشاد فرمایا جب جنازہ
تیار ہو جاتا ہے اور لوگ اسکو
اپنے کندھوں پر اٹھا لیتے ہیں
تو اگر وہ نیک ہوتا ہے تو کہتا ہے
کہ مجھے جلدی لے چلو۔ مجھے جلدی
لے چلو۔ اور اگر برا ہوتا ہے تو کہتا ہے اپنے گھر والوں سے کہ
افسوس تم مجھے کہاں بیجا رہے ہو۔ انسان کے سوا تمام مخلوق
ہر چیز اس کی آواز کو سنتی ہے۔ اگر اس کی آواز آدمی سن لے
تو بیہوش ہو جائے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے
مقام پر یوں باب باندھا ہے۔

بَابُ قَوْلِ الْمَيِّتِ وَهُوَ عَلَى الْجَنَازَةِ قَدْ مَوْنِي

یعنی میت کا یہ کہنا جبکہ وہ ابھی جنازہ پر ہوتا ہے، اور
کہتا ہے کہ مجھے جلدی لے چلو۔ معلوم ہوا، امام بخاری کا بھی
یہی عقیدہ ہے کہ انسان جب مرجاتا ہے تو اس کی میت کلام

کرتی ہے۔ اور یہ کلام بھی ایسا ہوتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اسے پردہ غیب میں نہ رکھا ہوتا تو انسان اس آواز کو منکر بیہوش ہو جاتا۔

مذکورہ بالا تمام الفاظ یہ بتا رہے ہیں کہ یہی مُردہ لاش کلام کرتی ہے اپنے گھر والوں سے۔ یہ کلام برزخ میں جا کر نہیں، بلکہ اپنے گھر میں قبر سے باہر ہی ہوتا ہے۔ مختصراً نتیجہ یہ نکلا کہ مُردہ قبر میں بھی اور قبر سے باہر بھی بولتا ہے۔ مگر یہ معاملہ انسانوں سے پردہ میں رکھا ہے، یہ کہہ کر جھٹلانا کہ یہ حدیثیں تو قرآن مجید سے ٹکراتی ہیں اور یہ مسئلہ عقیدہ کا ہے کہ مُردہ بولنے اور سننے سے بے خبر ہے اس کو کوئی خبر نہیں کہ قبر پر کون آیا اور کس نے سلام کیا۔ نہ قبر میں عذاب ہے نہ ثواب۔ مضمون طویل ہو گیا ورنہ قرآن ہی سے ثبوت ہے۔ کہ جان نکالتے وقت بھی فرشتے کافر مشرک کی پٹائی کرتے ہیں منہ پر اور پیٹھ پر طہاچے اور گھونسے مارتے ہیں۔ اور قبر میں بھی پٹائی گرزوں سے ہوتی ہے۔ سماع موتی کے منکرین قرآن مجید سے تین آیات پیش کرتے ہیں وہ میں لکھ دیتا ہوں قارئین کرام خود ہی قرآن پاک سے دیکھ کر پڑھ لیں۔ اور فیصلہ کریں آیا ان آیات کا تعلق مُردوں سے سننے یا نہ سننے سے ہے یا یہ آیات تبلیغی سلسلہ میں نازل ہوئی ہیں۔ ان کا

شانِ نزول کیا ہے؟

ظلم یہ ہے کہ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى (مردے نہیں سنتے) پڑھ کر لوگوں کو قرآن میں دھوکا دیتے ہیں۔ یہ تحریف ہے۔ ایک جملہ پڑھ کر لوگوں کے عقیدہ کو درست نہیں کرتے بلکہ اُٹ گمراہ کرتے ہیں۔ ان تینوں آیات میں ان کا رد موجود ہے۔ اگر انصاف سے پڑھیں۔ پوری آیات یہ ہیں۔

نمبر ۱: پنا سورہ نمل ۲۷، آیت ۸۰-۸۱

نمبر ۲: پنا سورہ روم ۳۰، آیت ۵۲-۵۳

نمبر ۳: پنا سورہ فاطر ۳۵، آیت ۲۲-۲۳

پہلی دو آیات کا خلاصہ پڑھ لیجئے: اے میرے پیارے نبی! آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے اور نہ بہروں کو اپنی آواز سنا سکتے ہیں خصوصاً جبکہ وہ اپنی پیٹھ پھیر کر چل دیں اور نہ آپ اندھوں کو ان کی گمراہی سے بچا کر راستہ دکھانیوالے ہیں آپ تو صرف اُنہی کو سنا سکتے ہیں جو ہماری آیتوں پر یقین رکھتے ہوں اور پھر وہ مانتے بھی ہوں۔

ان دو آیات میں قرآن حکیم نے تین مثالوں میں یہ مسئلہ ثابت کیا ہے۔ ۱۔ اوّل یہ کہ یہ لوگ قبولِ حق کے معاملہ میں بالکل مُردہ لاش کی طرح ہیں جو کسی کی بات سُن کر بھی کوئی فائدہ نہیں اُٹھا سکتے۔ ۲۔ دوسرے یہ کہ انکی مثال

اُس بہرے آدمی کی ہے جو بہرا ہونے کے ساتھ بات بھی سُننا نہیں چاہتا، بلکہ اگر کوئی سُننا بھی چاہے تو اس سے پیٹھ موڑ کر بھاگتا ہے۔ ۳۔ تیسری مثال یہ کہ ان کی مثال اندھوں کی سی ہے کہ کوئی اُن کو راستہ دکھانا بھی چاہے تو وہ نہیں دیکھ سکتے۔ ان تین مثالوں کا ذکر کرنے کے بعد آخر میں فرمایا، اے میرے پیارے نبی! آپ تو صرف ایسے ہی لوگوں کو سُننا سکتے ہیں جو اللہ کی آیات پر ایمان لائیں اور اطاعت قبول کریں۔ خلاصہ یہ نکلا کہ ان تینوں آیات میں سے کسی آیت میں بھی یہ نہیں فرمایا کہ مُردے سُن نہیں سکتے۔ بلکہ تینوں آیتوں میں صرف نفی اس کی گئی ہے کہ آپ نہیں سنا سکتے۔ اللہ تعالیٰ جب چاہے سُنادے جن مواقع میں حدیث صحیحہ سے سُننا ثابت ہے وہاں سُننے پر ہی عقیدہ رکھا جائے۔ چاہے انسانی عقل مانے یا نہ مانے، عقل معیار نہیں ہے۔ فرمانِ رسول ہی معیار ہے تمام مسائل میں اور جہاں سُننا ثابت نہیں، وہاں پر دونوں احتمال ہیں۔ اللہ تعالیٰ قہر آن مجید اور حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

بتیسواں باب اشراق کی نماز کا بیان

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو کوئی نماز صبح سے فارغ ہو کر جائے نماز پر اپنی جگہ بیٹھا رہے یہاں تک کہ (سورج نکل آنے کے بعد) اشراق کی دو رکعت پڑھ لے اور میان میں بحر کلمہ خیر کچھ نہ کہے تو اس کے گناہ بخشدیئے جاتے ہیں اگر حیہ دریا کے جھاگ سے بھی زیادہ ہوں۔ دوسری روایت میں ہے کہ جو شخص نماز فجر کے بعد مصطلے پر بیٹھا رہے اور اللہ کے ذکر میں لگا رہے اور سورج نکلنے کے بعد کم سے کم دو رکعت نماز اشراق کی پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کو ایک حج اور ایک عمرہ کا ثواب دیتا ہے۔ (مشکوٰۃ)

تینتیسواں باب چاشت کی نماز کا بیان

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا چاشت کی آٹھ رکعت پڑھا کرتی تھیں، اور فرمایا کرتی تھیں کہ اگر میرے ماں باپ بھی زندہ ہو کر آجائیں تو بھی میں ان کو ترک نہ کروں۔
چاشت کی دو رکعتوں سے لیکر بارہ رکعتیں ہیں حضرت

انسؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص چاشت کے وقت بارہ رکعتیں پڑھے، خداوند تبارک تعالیٰ اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بناتا ہے چاشت کی نماز کا بہتر وقت وہ ہے جبکہ دھوپ میں کچھ تیزی آجائے مثلاً دس گیارہ بجے کا وقت، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے ہر آدمی کے جسم میں تین سو ساٹھ جوڑے ہیں۔ روزانہ صبح ہوتے ہی ہر جوڑے پر ایک صدقہ واجب ہو جاتا ہے۔ پس انسان پر لازماً ہے کہ ہر جوڑے کے بدلہ میں صدقہ دے۔ صحابہؓ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! کون اسکی طاقت رکھتا ہے؟ یعنی روزانہ تین سو ساٹھ صدقہ خیرات کرنے کی۔ آپؐ نے فرمایا سُبْحَانَ اللہ کہنا صدقہ ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہ کہنا صدقہ ہے۔ نیک کام کا حکم کرنا صدقہ ہے بری بات سے روکنا صدقہ ہے۔

دوسری روایت کے الفاظ ہیں کہ مسجد پڑے ہوئے تھوک کو مٹی کے اندر دفن کر دینا بھی صدقہ ہے اور تکلیف دینے والی چیز کو راستہ سے ہٹا دینا بھی صدقہ ہے۔ اگر ان کاموں میں سے کوئی کام نہ ہو سکے تو چاشت کی دو رکعتیں کافی ہیں یعنی تمام بدن کے جوڑوں کا حق دو رکعتوں سے پورا ہو جائے گا۔ (مشکوٰۃ شریف)

(علماء نے ان نمازوں کے بڑے فوائد لکھے ہیں ان کی ادائیگی سے فاقہ دور ہوتا ہے۔ مرض سے شفا اور مشکلات سے نجات ملتی ہے)

چونتیسواں باب مسبوق کی امامت کا بیان

شرعاً مسبوق کی امامت جائز ہے جیسا کہ صحیح مسلم شریف میں
بروایت مغیرہ بن شعبہ حدیث مسیح علی الخفین کی طویل مروی ہے جسکو
صاحب مشکوٰۃ نے اس طرح نقل کیا ہے

عن المغيرة بن شعبه انما غزا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم غزوة تبوك قال المغيرة فتبرز رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل الفأط فحملت معه اداة قبل الفجر فلما رجع احدث اهريق على يديها من الاداة فغسل يديها ووجهها وعليها جبة من صوف ذهب يحسر عن ذراعيها فضاق كم الجبة فاخرج يديها من تحت الجبة والقي الجبة على منكبيها وغسل ذراعيها ثم مسح بناصيتها وعلى العمامة ثم اهويت لانزع خفيه فقال دعهما فاني ادخلتهما طاهرتين فمسح عليهما ثم ركب وركبت فانتهينا الى القوم وقد قاموا الى الصلوة ويصلي بهم عبد الرحمن بن عوف وقد ركع بهم ركعتين فلما احس بالنبى صلى الله عليه وسلم ذهب يتاخر فادعى اليه فادرك النبى صلى الله عليه وسلم احدى الركعتين معه فلما

سلم قام النبی صلی اللہ علیہ وسلم وقت معہا فركعنا الركعة التي
سبقتنا۔ س رواہ مسلم۔

حضرت مغیرہ بن شعبہؓ بیان کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ تبوک میں شریک رہے تو انہوں نے یہ بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر سے پہلے قضائے حاجت کے لئے میدان یعنی جنگل میں تشریف لے گئے میں آپ کے ساتھ استعمال کے لئے ڈولچی میں پانی لے گیا (قضائے حاجت اور استنجاء کے بعد آپ واپس تشریف لائے) تو میں نے ڈولچی میں سے پانی آپ کے ہاتھوں پر ڈالنا شروع کیا تو آپ نے دونوں ہاتھوں اور چہرے کو دھویا، اس وقت آپ کے جسم پر اونی چوغہ تھا یعنی اونی جبہ پہنے ہوئے تھے آپ نے جبے کی آستینوں کو ہاتھ دھونے کے لئے اوپر چڑھانا شروع کیا لیکن آستینوں کے تنگ ہونے کی وجہ سے ہاتھ کے اوپر نہ چڑھ سکیں مجبوراً جبے کے نیچے سے ہاتھ کو باہر نکالا اور جبے کو دونوں شانوں مبارک پر ڈال دیا اور ہاتھوں کو کہنیوں تک دھویا پھر سر کے اگلے حصہ پر مسح کیا اور پگڑی پر بھی مسح کیا۔ (جب آپ نے پیروں کے دھونے کا ارادہ کیا اس وقت آپ کے پیروں میں موزے تھے) تو میں نے آپ کے پاؤں مبارک میں سے موزوں کو نکالنے کا ارادہ کیا اور جھکا تاکہ پیروں کے دھونے میں آسانی ہو آپ نے فرمایا کہ مت نکالو موزوں کو اسی حالت میں رہے

دو کیونکہ طہارت کی حالت میں انکو پہنا ہے آپ نے ان دونوں موزوں پر مسح کیا۔ اور آپ سوار ہوئے اور میں بھی سوار ہوا چلتے چلتے ہم مجاہدین اسلام کے لشکر میں پہنچے جبکہ وہ لوگ نماز میں کھڑے ہو چکے تھے اور عبدالرحمن بن عوفؓ نماز پڑھا رہے تھے ایک رکعت ختم ہو چکی تھی۔ جب عبدالرحمن بن عوفؓ جو امامت کر رہے تھے انکو نبی علیہ السلام کا تشریف لانا محسوس ہوا تو انہوں نے پیچھے ہٹنے کا ارادہ کیا تو آپؐ نے اشارہ سے انہیں پیچھے ہٹنے سے روکا (کہ اپنی جگہ قائم رہو اور نماز پڑھاتے رہو) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی ایک رکعت حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ کی اقتدار میں پڑھی سلام پھیرنے کے بعد نبی علیہ السلام باقی ایک رکعت پڑھنے کے لئے کھڑے ہوئے تو میں بھی آپ کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور جو رکعت ہم سے رہ گئی تھی اسکو پورا کیا۔

حدیث ہذا سے چند باتیں ثابت ہوئیں۔ (۱) نماز سے قبل قضائے حاجت کی ضرورت ہو تو پہلے اس سے فارغ ہونا ضروری ہے (۲) خادم خدمت کے لئے پانی ہمراہ لیجا سکتا ہے اور اپنے طوپر بزرگ کو وضو کرا سکتا ہے (۳) موزوں پر مسح کرنا جائز و ثابت ہے (۴) سر پر اگر بیکری ہو تو عمامہ بگڑی پر مسح کرنا جائز ہے اس طرح وضو کامل ہے۔ (۵) جماعت کھڑی ہو جانے کے بعد اگر کوئی آئے تو وہ جماعت میں شریک ہو جائے اور سلام پھر جانے کے بعد

رہ گئی ہوئی نماز کو ادا کرے۔ (۶) اگر ساتھی کی بھی نماز رہ گئی ہے تو ملکر جماعت سے باقی ماندہ نماز کو ادا کرنا بھی جائز ہے یہ مسبق کی امت ہوئی۔ کیونکہ حدیث مذکور میں مغیرہ بن شعبہ کہہ رہے ہیں وَقُمْتُ مَعَهُ فَرَكَعْنَا الرَّكْعَةَ الَّتِي سَبَقْتُنَا۔ یعنی ہم نے اس فوت شدہ رکعت کو باجماعت ادا کیا۔ سنن ابی میں اس حدیث کے ایک طرق میں صَلَّی بِنَا کا لفظ وارد ہے یعنی آپؐ نے ہم کو وہ رکعت پڑھائی۔

صحیح مسلم کی بھی ایک روایت میں صَلَّی بِنَا کا لفظ موجود ہے حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کی یہ حدیث متعدد طرق سے صحاح ستہ میں کہیں مجمل اور مفصل موجود ہے۔ مراد سب سے وہی غزوہ تبوک کا واقعہ ہے نیز حدیث ہذا کو حضرت مغیرہ ابن شعبہ سے ساٹھ راویوں سے سنا اور روایت کیا ہے جس نے مجمل سنا اس نے مجمل، جس نے مفصل سنا اس نے مفصل بیان کیا۔ اس وجہ سے طرق متعدد ہوتے چلے گئے۔ فتح الباری شرح صحیح بخاری، اور تلخیص المجیر جلد ۵۴ و سبل السلام ج ۳ میں اسکو واضح طور سے ثابت کیا ہے و ذکر البزار اسے ردی عن المغیرۃ بن شعبۃ من ستین طریقاً و ذکر منھا ابن مندۃ خمساً و اربعین طریقاً۔ پس صحیح مسلم کی حدیث صَلَّی بِنَا اور مشکوٰۃ کی حدیث قُمْتُ مَعَهُ سے مسبق کی امت

ثابت ہوئی۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باقی ماندہ رکعت
حضرت مغیرہ بن شعبہ کو باجماعت پڑھائی۔ شرح مشکوٰۃ ص ۱۸۲
کتاب الطہارت باب المسح علی الخفين مع طبع المطبعة العربیہ لاہور میں
ہے فیکون دلیلاً علی جواز امامت المسبوق یعنی وقت مع
میں دلیل ہے کہ مسبوق کی امامت جائز ہے۔

اخنی وشیخی مفسر قرآن والحديث امام جماعت غریبار اہل حدیث
مولانا الحاج الحافظ ابو محمد عبدالستار محدث رحمۃ اللہ علیہ نے ایک
سوال کے جواب میں تحریر فرمایا ہے کہ بعض حضرات یہاں یہ شبہ
پیش کرتے ہیں کہ قُتُّ مَعًا کا ترجمہ یہ ہے کہ میں آپ کے ساتھ
کھڑا ہوا اسمیں یہ احتمال ہے کہ آپ اور صحابی مذکور نے علیحدہ
علیحدہ کھڑے ہو کر باقی ماندہ رکعت ادا کی ہو۔ اسمیں جماعت کا
لفظ کہاں ہے پس اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔ سو
جواباً عرض ہے کہ یہ احتمال قطعاً غلط اور باطل ہے قرآن وحدیث
میں بہت سے مقامات ایسے ہیں جہاں مَعًا کا لفظ وارد ہے اور
مراد اس سے جماعت ہے مثلاً قرآن مجید پارہ ۵ سورہ نسا
میں ارشاد باری تعالیٰ ہے ”فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِنْهُمْ مَعَكَ“
یعنی اے نبی علیہ السلام! مجاہدین کی ایک جماعت آپ کے ساتھ
کھڑی ہو کر نماز خوف پڑھے اور ایک جماعت دشمنوں کے بالمقابل
کھڑی رہے پھر جب یہ فارغ ہو جائیں تو جنہوں نے نماز نہیں

پڑھی تھی وہ آکر آپ کے ساتھ نماز ادا کریں۔

دوسری آیت پڑھئے! وَلَئَات طَائِفَةٌ اٰخَرٰی لَمْ یَصِلُوْا فِیْ صَلٰو

مَعَكُمْ ۔

احادیث میں وارد ہے قُمْنَا مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم۔

صَلَّیْتُ مَعَ النَّبِیِّ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم وَغَیْرہ الفاظ ایک

ساتھ ہی جماعت سے نماز پڑھنے پر بولا گیا ہے حدیث فَاذْکُرْکَ

النَّبِیُّ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم اِحْدٰی التَّوَلَّعَتِیْنِ مَعَهُ فِی لَفْظ

مَعہ بھی جماعت کے ساتھ (ایک رکعت) نماز ادا کرنے پر استعمال

ہوا ہے۔

نیز صحیح بخاری میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث

ہے قَالَ بْتُ عِنْدَ خَالَتِیْ مِیْمُوْنَةَ فَقَامَ النَّبِیُّ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ

وَسَلَّم یُصَلِّیْ فَقُمْتُ اُصَلِّیْ مَعَهُ یعنی نبی علیہ السلام نماز

پڑھ رہے تھے میں بھی آپ کے ساتھ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے لگا۔ مذکورہ

آیت اور اس حدیث میں معیت ہے مراد بالاتفاق جماعت ہے پس

احتمال مذکور باطل ہوا۔ نیز ایک اور صریح دلیل سے شبہ مذکور کا

بطلان ثابت ہوتا ہے۔ دیکھئے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کی یہی حدیث

علامہ سیثمیؒ نے مجمع الزوائد ج ۱ ص ۱۷۱ میں تحت باب اذا کان

امام و ماموم کے بایں الفاظ نقل کی ہے عَنْ الْمَغِیْرَةِ بْنِ شُعْبَةَ اَنَّ

النَّبِیَّ صَلَّى اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم تَوَضَّأَ وَمَسَحَ عَلٰی الْخَفَیْنِ وَصَلَّی

فاقامنی عن یمینہا قلت هو فی الصحیح خلا قوله فاقامنی
 عن یمینہا رواة الطبرانی فی الاوسط ورجالہ ثقات۔
 اس حدیث سے یہ بات ثابت ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
 نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو باقی ماندہ رکعت کے لئے اپنے دائیں
 طرف پہ ہیت مقتدی کھڑا کیا۔ اس کے راوی سب یکے ہیں۔ پس
 حدیث ہذا کے متعدد و مختلف طرق کے الفاظ یعنی مشکوٰۃ شریف
 کی حدیث کے لفظ قُمْتُ مَعَهُ اور مجمع الزوائد کی حدیث کے لفظ
 فَاَقَامَتْنِی عَنْ یَمَیْنِہِ اور صحیح مسلم کے لفظ صَلَّی بِنَا اور فَرَقْنَا
 الرَّكْعَتَا الَّتِی سَبَقْتُنَا کے ملانے سے صاف ثابت ہو گیا کہ رسالت
 مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مغیرہ بن شعبہؓ کو باقی ماندہ
 رکعت باجماعت پڑھائی۔ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور
 صحابی مذکور دونوں مسبوق تھے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوفؓ رضی
 اللہ عنہ کے سلام پھیرنے پر نبی علیہ السلام اپنی باقی ماندہ رکعت کے لئے
 امام بنے اور مغیرہ بن شعبہؓ کو اپنے دائیں طرف پہ ہیت مقتدی
 کھڑا کیا اور جماعت کرائی یہ سب روایتیں ایک ہی واقع غزوہ تبوک
 کی ہیں جن سے بخوبی ثابت ہو گیا کہ مسبوق، مسبوق کا امام بن سکتا
 ہے مجمع الزوائد کی روایت میں بفحوائے اصول محدثین الحدیث
 یفسر بعضہ بعضاً کے اس امر کی تصریح کی ہے کہ مغیرہ بن شعبہؓ
 کے قول قُمْتُ مَعَهُ سے مطلق کھڑا ہونا مراد نہیں بلکہ بحیثیت

مقتدی کھڑا ہونا مراد ہے۔ اس سے کل احتمالات و شبہات دور ہو گئے۔ اور فقہ حنفیہ کا مسئلہ بھی اس حدیث کی رو سے غلط ٹھہرا۔ مسئلہ ہذا پر امام نسائی نے بایں الفاظ عنوان قائم کیا ہے الا یتام من یأتہ بالامام یعنی مقتدی کی اقتدار کرنا جائز ہے پھر حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ لکھ دیت اور قصہ ابی بکرؓ کو نبی عائشہؓ سے بیان فرما کر مسئلہ کو ثابت کیا ہے صحیحین میں ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جماعت کر رہے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور صف میں مل گئے۔ جب حضرت ابو بکر صدیق کو معلوم ہوا کہ آپ تشریف لائے ہیں۔ تو ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ پیچھے ہٹ گئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آگے بڑھ کر امام بن گئے۔ پس ثابت ہوا کہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم پہلے مسبوق تھے پھر امام ہو گئے۔ کمالا نجفی

فقط ابو عثمان عبد القہار خفہ
ولو الداء الغفار

آمین

پنٹیواں باب

وہ بدنصیب نمازی جن کی نماز اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتی

اس باب میں یہ بیان ہوگا کہ چالیس مرد عورت ایسے بھی ہیں جنکی نمازیں بارگاہ الہی میں قبول ہی نہیں ہوتیں۔ وہ کون لوگ ہیں اور کہاں پر رہتے ہیں۔ یہ آپک پڑھنے سے ہی معلوم ہو جائے گا یہ کون بدنصیب نمازی ہیں جو کہ نمازیں پڑھتے بھی ہیں اور پھر وہ نمازیں اللہ کے ہاں قبول ہونے سے محروم ہیں یہ میرا اپنا بیان نہیں ہے اور نہ ہی میرے استاد کا ہے بلکہ یہ فرمان عالی شان خطیب انبیاء شافع روز جزا محبوب خدا احمد مجتبیٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے پڑھنے کے بعد ہر نمازی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر خود ہی فیصلہ کر لیں کہیں ہم تو اس بیماری میں مبتلا نہیں ہیں۔ خداوند کریم ہم سب کو صحیح طور پر نمازی بنائے اور خلاف شرع نماز پڑھنے سے بچائے۔ آمین یا رب العالمین۔

(۱) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ الْمَسْجِدَ فَدَخَلَ رَجُلٌ فَصَلَّى ثُمَّ جَاءَ

فَسَلَّمَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَرَدَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ارْجِعْ فَصَلِّ فَإِنَّكَ لَمْ تَصَلِّ الْحَدِيثُ رواه مُسْلِمٌ۔ ترجمہ: بعد نبوی میں ایک شخص نے جلدی جلدی نماز پڑھی تین بار آپ نے فرمایا تو نے نماز نہیں پڑھی پھر آپ نے اس کو صحیح طریقے سے نماز سکھائی۔ معلوم ہوا جلدی جلدی پڑھنا نماز حقیقت میں وہ شرعی نماز ہی نہیں۔ (بخاری)

(۲) ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنِ اشْتَرَى ثَوْبًا بِعَشْرَةِ دَرَاهِمٍ وَفِيهِ دِرْهَمٌ حَرَامٌ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ لَنَا صَلَوةً تَمَادَا مَعَهُ عَلَيْهِ (شکوہ) ترجمہ: جس شخص نے بھی دس درہم سے کپڑا خریدا اور ان میں صرف ایک درہم حرام کمائی سے ہو تو اس کی نماز بھی قبول نہیں ہوگی جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر رہیگا۔ درہم چار آنے کو کہتے ہیں۔ مقام غور ہے۔

(۳) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَا يَقْبَلُ صَلَوةٌ بَغْيٍ طَهْوٍ (مسلم) پاکیزگی کے بغیر نماز قبول نہیں ہوتی۔ نمازی کا پاک ہونا شرط ہے۔ (۴) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے إِذَا أُقِمَّتِ الصَّلَوةُ فَلَا صَلَوةَ إِلَّا الْمَكْتُوبَةُ (رواہ مسلم، مشکوٰۃ، ابوداؤد مترجم جلد اول صفحہ ۴۷)

ترجمہ :- کہ جب فرض نماز کی تکبیر ہو جائے پھر کوئی بھی نماز قبول نہیں ہوتی مگر وہی نماز جسکے لئے تکبیر کہی گئی ہے۔

(۵) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ خَلْفَ الْإِمَامِ (کنز العمال)

ترجمہ :- فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ نہیں نماز اس شخص کی جس نے فاتحہ حالت قیام میں امام کے پیچھے نہیں پڑھی اسکی نماز قبول نہیں۔

(۶) حضرت انسؓ سے مرفوعاً روایت ہے (ترغیب ص ۴۴)

وَمَنْ صَلَّى بِغَيْرِ وَقْتِهَا وَلَمْ يُسَبِّحْ وَضُوءَهَا وَلَمْ يُتِمَّ لَهَا. الْحَدِيثُ. مُسْلِمٌ مَشْكُوتٌ۔

ترجمہ :- جس شخص نے بھی نماز پڑھی بے وقت اور نہ ہی سنت کے مطابق وضو کیا اور نہ اطمینان سے قیام کیا نہ رکوع سجد کیا تو چل میں آیا والہ حساب کیا اسکی نماز اسکے منہ پر واپس مار دی جاتی ہے اور اس کے حق میں اللہ سے نماز بدعا کرتی ہے۔ بجائے خدا کا قرب حاصل ہونے کے اور بُعْد ملتا ہے۔ اللہ کی رحمت سے دور ہو جاتا ہے۔ ہماری ہو کر بھی خدا کی پھٹکاری ہی کا مستحق بنتا ہے۔

(۷) فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وَأَمْرٌ أَوْ حَرَةٌ تُصَلِّي بِغَيْرِ خَبَرٍ (رواہ ابو داؤد) کہ اس عورت کی بھی نماز قبول نہیں ہوتی جو بغیر جادر کے نماز پڑھے۔ آج کل کہ خود دوٹے سروں

پر میں انہیں سے بال نظر آتے ہیں یہ عورتیں بھی حقیقت میں سنگے سرولیوں میں شمار ہیں۔

(۸) عمران بن حصین کی روایت میں ہے کہ حضور صلعم نے فرمایا مَنْ لَمْ تَنْهَهُ صَلَوَتُهُ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ فَلَا صَلَوَةَ لَهُ (ابن ابی حاتم - طبوانی) جس شخص کو بھی اس کی نماز نے فحش اور بُرے کاموں سے نہ روکا اس کی بھی نماز نہیں۔ بلکہ نماز تو نمازی کو بُرے کاموں سے روکتی ہے (قرآن مجید)

(۹) عبد اللہ بن مسعودؓ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مروی ہے لَا صَلَوَةَ لِمَنْ لَمْ يُطِيعِ الصَّلَاةَ وَطَاعَةَ الصَّلَاةِ أَنْ تَنْهَى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ۔ اس شخص کی بھی نماز نہیں ہوتی جو نماز کی اطاعت نہیں کرتا۔ اور نماز کی اطاعت یہ ہے کہ آدمی فحش اور منکر کاموں سے رک جائے (ابن جریر اور ابن ابی حاتم) ہر شخص اپنا فیصلہ خود کر سکتا ہے آیا کہ اس کی نماز نے برائیوں سے اس کو روک دیا ہے یا نہیں؟ اگر روک دیا ہے تو سمجھو اس کی نماز قبول ہو گئی۔ اور جو نمازی بھی ہے اور اس میں بے حیائیاں بھی ہیں تو اس کو یقین کرنا چاہئے کہ اس کی نمازیں اللہ تعالیٰ کے دربار میں قبول نہیں ہو رہی ہیں۔ ہر نمازی کے لئے مقام غور ہے۔

(۱۰) حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم

نے فرمایا لَا صَلَوةَ لِمَنْ لَا وَضُوْءَ لَہٗ یعنی اس شخص کی بھی نماز نہیں ہوتی جس کا وضو نہ ہو اور اس شخص کا وضو بھی نہیں ہوتا جس نے بِسْمِ اللہ نہیں پڑھی۔ (ابوداؤد)

(۱۱) بدعتی مرد عورت کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بدعتی کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں لَا يَقْبَلُ اللہُ لِصَاحِبِ بُدْعٍ صَوْمًا وَلَا صَلَوةً وَلَا صَدَقَةً وَلَا حَجًّا وَلَا عُمْرَةً وَلَا جِهَادًا وَيُخْرِجُ مِنَ الْاِسْلَامِ كَمَا تَخْرُجُ الشَّعْرَةُ مِنَ الْعِجِينِ ترجمہ:- اللہ تعالیٰ بدعتی آدمی کا نہ روزہ نہ نماز نہ خیرات نہ زکوٰۃ اور نہ حج اور نہ عمرہ اور نہ جہاد قبول کرتا ہے، بدعتی اسلام سے ایسا نکل جاتا ہے جیسے بال گوندھے ہوئے آٹے سے نکل جاتا ہے۔

(۱۲) حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تہبند لٹکائے ہوئے نماز پر ٹھنسنے والے کی نماز بھی قبول نہیں فرماتا اور آپ نے ازار ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والے کو دوبارہ وضو کرنے کا حکم فرمایا ہے۔

كَانَ يُصَلِّيْ وَهُوَ مُسْبِلٌ اِزَارَہٗ وَاَنَّ اللہَ تَعَالٰی لَا يَقْبَلُ صَلَوةَ رَجُلٍ مُّسْبِلٍ اِزَارَہٗ (ابوداؤد جلد اول)

(۱۳) حضرت عبدالرحمن بن زیدؓ کہتے ہیں اَبی اللہ اَزَّیْقَبِلْ

الصَّلَوةَ اِلَّا بِالسَّرَّكُوۃِ یعنی اللہ تعالیٰ تارک زکوٰۃ کی بھی نماز قبول نہیں کرتا (ترجمان القرآن ج ۳۲۶) اور عبداللہ بن مسعودؓ سے

مروی ہے مَنْ لَمْ يُزَكِّ فَلَا صَلَوةَ لَهُ (طبرانی) جو شخص زکوٰۃ نہ دے اسکی نماز بھی نہیں ہوتی۔

(۱۴) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقْبَلُ صَلَوةُ امْرَأَةٍ تَطَيَّبَتْ لِلْمَسْجِدِ حَتَّى تَغْتَسِلَ فَسَلَّهَا مِنَ الْجَنَابَةِ (سداۃ الوداؤد) حضرت ابو ہریرہؓ نے کہا کہ میں نے سنا اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؐ فرماتے تھے جو عورت خوشبو لگا کر مسجد میں آوے اور نماز پڑھے اسکی نماز قبول نہیں جب تک اپنے گھر جا کر غسل نہ کر لے۔ تاکہ خوشبو دور ہو جائے۔ اسی طرح بہت سی عورتیں نماز عید میں عطر اور خوشبو وغیرہ لگا کر جاتی ہیں یا یاد رکھیں انکی بھی نماز نہیں ہوگی۔

(۱۵) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تُجْزِئُ صَلَوةُ الرَّجُلِ حَتَّى يَقِيحَ ظَهْرُهُ فِي الرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ (مشکوٰۃ) کہہا انہوں نے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شخص کی بھی نماز قبول نہیں ہوتی مرد ہو یا عورت جو اپنی پیٹھ کو رکوع سجود میں سیدھی نہیں کرتے جلدی جلدی پڑھتے ہیں۔

(۱۶) وَحَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَةٌ لَا تُرْفَعُ لَهُمْ صَلَوةُهُمْ فَوْقَ رُءُوسِهِمْ شَبْرًا. رَجُلٌ أَمَرُ قَوْمًا وَهُمْ لَهُ كَارِهُونَ (ابن ماجہ)

حضرت ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ تین آدمی ہیں جنکی نماز انکے سر سے ایک بالشت بھی اونچی نہیں جاتی یعنی قبول ہی نہیں ہوتی۔ ایک وہ شخص جو لوگوں کی امامت کرتا ہو اور لوگ اس سے ناخوش ہوں بوجہ بدچلنی کے یا خلاف شرع کام کرنے کی وجہ سے ناراض ہو تو اس امام کی نماز قبول نہیں ہوتی اور اگر چہ حق بیان کرنے سے صحیح مسئلے بتانے سے لوگ ناراض ہو تو امام کی نماز قبول ہوگی۔ لوگ دنیاوی جھگڑوں کی وجہ سے امام سے ناراض ہو جاتے ہیں۔ ایسے امام کی نماز عند اللہ قبول ہے جو کہ سنت کے مطابق پڑھتا پڑھاتا ہے۔ لوگ حق سننے کی وجہ سے ناراض ہوں تو ہوں۔ اسمیں امام کا کوئی جرم نہیں۔

(۱۷۱) دوسری وہ عورت جس نے اس حال میں رات گزاری ہو کہ اس کا شوہر اس سے ناراض ہو اس عورت کی بھی نماز اللہ تعالیٰ قبول نہیں کرتا بشرطیکہ ناراضگی شرعی طور پر ہو۔ اگر عورت موعده ہے اللہ رسول کی تابعدار ہے اور خاوند خلاف شرع حکم کرے مثلاً لوطی فعل کرے عورت اس فعل سے راضی نہیں ہوتی خاوند ناراض ہو جاتا ہے۔ یا عورت عید کی نماز پڑھنے جاتی ہے بحکم اللہ و رسولؐ کے خاوند روکتا ہے اور بیوی نہیں رکتی خاوندان باتوں سے ناراض ہے تو بیوی کی نماز ہوگی۔ ہاں اگر خاوند کی ناراضگی شرعی طور پر ہے اور عورت نماز بھی پڑھے ایسی نماز عند اللہ قبول نہیں۔ (ابن ماجہ)

(۱۸) اور تیسرے وہ دو بھائی جو آپس میں ناراض ہیں ان کی نماز

بھی عند اللہ قبول نہیں جبکہ نالاصلگی دنیاوی اعتبار سے ہو۔ اور اگر
اگر خدا و رسولؐ کے حکم پر عمل کرنے سے ہوگی تو جو اللہ و رسولؐ کے خلا
ہے اسکی نماز نہیں ہوگی، دوسرے کی ہوگی۔ (ابن ماجہ)

(۱۹) حضرت ابوامامہؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی

علیہ وسلم نے نہیں نماز قبول ہوتی اس غلام کی جو مالک کو چھوڑ

کر بھاگ جائے جب تک وہ واپس نہ آجائے جو کہ زرخمد غلام ہو یا

وہ نوکر بھی جو کہ غلام ہو تنخواہ لیتا ہو کھانا بھی کھاتا ہے مالک کے گھر

اور چوری سے نکل جائے ایک روز کے لئے بغیر پوچھے چلا جائے

اور نماز بھی پڑھتا رہے اس حدیث کی رو سے (ایسا ملازم بھی اسی

میں شمار ہوگا جبکہ ہر روز کی تنخواہ مقرر ہے) (ترمذی)

(۲۰) حضرت ابن عمرؓ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم نے رَجُلٌ اَتَى الصَّلَاةَ دُبَّارًا وَاِدْبَارًا اَنْ يَّاتِيَهُمَا اَنْ

تَقُوتَ۔ وہ شخص جو نماز کو وقت کے پیچھے ڈال دے وقت نماز

کافرت ہو جائے اور پھر پڑھے بلا عذر شرعی کے۔ ایسے شخص کی نماز

بھی قبول نہیں ہوتی (ابوداؤد، ابن ماجہ)

(۲۱) اور وہ شخص جو آزاد کو غلام خیال کرے فرمان رسولؐ

ہے رَجُلٌ اِحْتَبَكَ مُحَرَّرًا (ابوداؤد)

موجودہ دور میں اکثر مالدار آدمی غریب غبار کو اپنے غلام

سمجھتے ہیں اور حقیر جانتے ہیں یہ مشاہدہ ہے ایسے لوگوں کی نمازیں بھی عند اللہ مقبول نہیں ہوتیں۔ امیری غریبی خدا کی طرف سے ہے مادر کوئی نعوذ باللہ خدا کے رشتہ دار نہیں ہیں۔

(۲۲) مشرک کی بھی نماز قبول نہیں قَالَ اللَّهُ تَعَالَى فِي الْقُرْآنِ الْمَجِيدِ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ۔

(۲۳) حضرت جابر کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نشہ باز کی بھی نماز قبول نہیں ہوتی جب تک کہ ہوش میں نہ آئے الفاظ حدیث یہ ہیں وَالسُّكْرَانُ حَتَّى يُصِحُّوا (مشکوٰۃ)

(۲۴) عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ شَرِبَ الْخَمْرَ لَمْ يَقْبَلِ اللَّهُ لَهُ صَلَوةً أَرْبَعِينَ صَبَاحًا (الحديث مشکوٰۃ) ترجمہ حضرت عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص بھی ایک مرتبہ شراب پی لے اور توبہ نہ کرے، اللہ تعالیٰ چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہیں کرتا۔ اگر کوئی تین بار توبہ کرے اور پھر پیئے تو خدا توبہ بھی قبول کر لیتا ہے اور اگر چوتھی بار پھر پی لے خدا اس کی توبہ قبول نہیں کرتا اور نہ ہی اس کی نماز قبول ہوتی ہے۔ (ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، دارمی وغیرہ)

(۲۵) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس شخص نے بھی شراب پی اور اسکو پیٹ

میں اتاری اسکی اللہ تعالیٰ سات روز تک نماز قبول نہیں کرے گا اور اگر اسی عرصہ میں مر جائے بغیر توبہ کیے تو کافر مرے گا۔ اگر اسکی عقل جاتی رہی اور کوئی فرض چھوٹ گیا تو بھی اسکی چالیس روز کی نماز قبول نہ ہوگی اور اگر اسی عرصہ میں مر جائے تو کافر ہی مرے گا۔
(نسائی شریف)

(۲۶) عَنْ حَفْصَةَ قَالَتْ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ أَتَى عَرَّافًا فَسَأَلَهُ عَنْ شَيْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهُ صَلَاةٌ أَرْبَعِينَ لَيْلَةً (سرواۃ مسلم) ترجمہ:- حضرت حفصہ کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص کاہن یا نجومی کے پاس جائے اور اس سے کچھ دریافت کرے اسکی نماز پچاس دن تک اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرماتا۔

(۲۷) عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ سَمِعَ الْمُنَادِيَ فَلَا يَمْنَعُهُ مِنْ اتِّبَاعِهِ عَذْرٌ قَالُوا وَمَا الْعَذْرُ قَالَ خَوْفٌ أَوْ مَرَضٌ - لَمْ تُقْبَلْ مِنْهُ الصَّلَاةُ الَّتِي صَلَّى (سرواۃ ابوداؤد) ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عباس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص مؤذن کی اذان سنے پس اسکو نہ روکے مؤذن کی اتباع

سے کوئی عذر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سوا کیا کہ عذر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا دشمن کا ڈر خوف یا بیماری ہو اگر عذر کے بغیر وہ نماز بغیر جماعت کے پڑھے اگرچہ مسجد میں پڑھے آپؐ نے فرمایا اس کی نماز قبول نہیں ہوتی۔

(۲۸) حضرت عبداللہ بن عباس سے دوسری روایت

میں آپؐ کا یہ ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے بھی اذان کو سنا اور اس کا جواب نہیں دیا یعنی اذان کے الفاظ کلمات کا جواب بھی نہیں دیا اور پھر مسجد میں جماعت کے لئے حاضر نہ ہوا تو اس کی بھی نماز نہیں ہوگی۔

مگر شرعی عذر سے ہو جائے گی۔ اذان سے مراد وہی اذان ہوگی جو حضور کے زمانے میں حضرت بلالؓ دیا کرتے تھے۔ آجکل کی جو اذانیں ہوتی ہیں لاؤڈ سپیکر میں دو، دو تین تین میل تک آواز جاتی ہے اس اذان سے جانا فرض نہیں کیونکہ اس اذان کو سنکر جماعت میں شامل ہی نہیں ہو سکتا۔ ہاں قرب و حوار کی اذان جو اسپیکر یا غیر اسپیکر سے ہوتی ہے جس کی آواز سنکر نماز میں شریک ہو سکتا ہو جماعت میں وہ برابر آئے اگر وہ بہانا کر کے نہ آئے تو انکی بھی نماز نہیں ہوگی۔ (حوالہ دارقطنی، مشکوٰۃ)

اگر کوئی شخص صف کے پیچھے اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھے گا تو اس کی نماز نہ ہوگی، اس کو چاہئے کہ اگلی صف میں مل کر کھڑا ہو

یا اس میں سے ایک آدمی کو کھینچ کر دوسری صف میں اپنے ساتھ ملائے (ترغیب و ترہیب، مشکوٰۃ، بلوغ المرام، ابن حزمیہ) (۲۹) اُس کی بھی نماز قبول نہیں ہوتی جو جماعت کی حالت میں صف کے پیچھے اکیلا نماز پڑھے ایسے نمازی کو آپ نے دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا جبکہ وہ آپ کے ساتھ جماعت سے نماز مکمل پڑھ چکا تھا۔ غلطی یہ ہوئی تھی کہ اگلی صف سے مقتدی کو پیچھے نہیں کھینچا تھا۔ اگر ایسا اتفاق ہو جائے کہ صف میں آگے جگہ نہیں رہی تو اگلی صف سے امام کے پیچھے کا نمازی چھوڑ کر دائیں جانب والا کھینچ کر اپنی دائیں جانب کھڑا کر لے یہی طریقہ حدیث میں ہے (ابن ماجہ صفحہ ۴۲، ترمذی صفحہ ۴۲۴)

(۳۰) اُس مرد عورت کی بھی نماز نہیں ہوتی جسکو بھوک لگی ہو اور کھانا بھی سامنے ہو اس کو چاہئے کہ پہلے کھانا کھائے بعد میں نماز پڑھے۔

(۳۱) اس نمازی کی بھی نماز قبول نہیں ہوتی جسکو یا خائف یا پیشاب آ رہا ہو اور وہ اسے روک کر نماز پڑھے (مسلم جلد ۲ ص ۱۱۴ مترجم)

(۳۲) اس عورت کی بھی نماز نہیں ہوتی جسکی شلووار سے دونوں پاؤں کے اوپر کا حصہ اچھی طرح سے نہ ڈھکے اگر

عورت کے نماز میں دونوں پاؤں یا ایک پاؤں بھی کھلا رہے گا تو نماز نہیں ہوگی۔ پاؤں کا ڈھکنا نماز میں شرط ہے (بلوغ المرام ج ۱ ص ۵۵ مترجم حاشیہ مولانا عبدالنواب صاحب محدث مرحوم ملتان والی)

(۳۳) اُس مرد عورت کی بھی نماز نہیں ہوتی جنکا کھانا پینا حرام کا ہے۔ تفسیر ابن کثیرؒ آیت ۱۶ کے تحت لکھتے ہیں نبی علیہ السلام نے فرمایا قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے حرام لقمہ جو انسان اپنے پیٹ میں ڈالتا ہے اسکی وجہ سے چالیس دن اس کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔

(۳۴) قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ صَلَاةَ رَجُلٍ فِي جَسَدِهِ شَيْءٌ مُقْبَرٌ خَلْقٌ (ابوداؤد ج ۳ ص ۲۸۸) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ اُس شخص کی بھی نماز قبول نہیں کرتا جس کے بدن میں کچھ بھی خلوق لگی ہو۔ زعفران سے بنی ہوئی ایک خوشبو ہے مقصد یہ ہے کہ مرد رنگدار خوشبو نہ لگائے۔

(۳۵) اُس مرد عورت کی بھی نماز نہیں ہوتی جسکو نیند کا غلبہ ہو، حالت نیند میں اڑنگہ رہا ہو اور نماز میں ہو۔

پتہ ہی نہیں کیا کہا ہے ایسی حالت میں نماز نہیں ہوتی۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ حالت نیند میں سو جائے بعد میں نماز پڑھے، حوالہ (قرطبی، مسند احمد چھ سورۃ نسا آیت ۴۳ کے حاشیہ نمبر ۶۶ ص ۳۵۴ تفہیم القرآن جلد اول)

(۳۶) اُس مرد عورت کی بھی نماز نہیں ہوتی جو چالیس روز تک زیر ناف کے بال نہیں لیتے۔ مطلب یہ ہے کہ چالیس روز حجامت کی آخری تاریخ ہے چالیس روز تک رخصت نماز پڑھے، اگر چالیس روز کے بعد بھی حجامت نہیں کرائی، زیر ناف بالوں کی صفائی نہیں کی، یہ مرد عورت بھی حکماً پاک نہیں ہیں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ہمارے لئے وقت مقرر کر دیا ہے۔ مونچیں، ناخن، بغل، زیر ناف بالوں کی مدت چالیس دن ہے۔ صحیح مسلم، مشکوٰۃ جامع ترمذی ص ۲۷۸ ج ۲ مترجم دستور المتقی وغیرہ۔

(۳۷) اُس مرد عورت کی بھی نماز نہیں ہوتی جو کسی مسلمان کی غیبت کرے۔ اور اُس مسلمان کی غیبت سے دل دکھے۔ بُرا محسوس کرے۔ مسلم کا دل دکھنا بہت بڑا سنگین جرم ہے۔ اس لئے غیبت کرنے والے شخص مرد ہو یا عورت، کو دوبارہ نماز پڑھنے کا حکم دیا ہے۔ وضو بھی دوبارہ کرے، نماز دہرائے۔ اور اگر روزہ رکھے ہوئے ہے تو وہ روزہ بھی

یہ اور اگرے اور بعد میں روزہ کی قضاء بھی کرے۔ شعب الایمان
بحوالہ ریاض الاخلاق مصنفہ حضرت مولانا حکیم محمد صادق صاحب
سیالکوٹی۔

(۳۸) اس شخص کی بھی نفلی فرضی عبادت قبول نہیں ہوتی
جو وعدہ خلاف ہو۔ وعدہ خلاف پر اللہ کی اور تمام فرشتوں
کی اور تمام لوگوں کی لعنت پڑتی ہے کوئی بھی عبادت قبول
نہیں۔ (مسلم)

(۳۹) اس امام صاحب کی بھی نماز قبول نہیں ہوتی جو
مولوی صاحب قرآن و حدیث کے ساتھ حکم و فیصلہ یا فتویٰ
نہ دے۔ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا يَقْبَلُ اللَّهُ
صَلَاةَ إِمَامٍ حَكَمَ بِغَيْرِ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ هـ الْحَدِيثُ مُسْتَدْرَكٌ
حاکم فتویٰ ستاریہ ص ۲۱ ج ۱

(۴۰) چالیسواں وہ نمازی جس کی نماز نامکمل ہے۔ نماز
باجماعت پڑھتا ہے مگر جماعت میں اکیلا ہی کھڑا رہتا
اپنے دائیں بائیں نمازی سے پاؤں نہیں ملاتا۔ اگر امام مسجد
کہے بھی کہ بھائی پاؤں ملاؤ حدیث میں تاکید آئی ہے پھر
بھی ٹخنے ایک دوسرے سے نہیں ملاتا، اس کی نماز بھی
کامل نہیں ہوتی ناقص رہتی ہے۔ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَوْوَا صَفْوُكُمْ فَإِنَّ تَسْوِيَةَ

الصُّفُوفِ مِنْ تَمَامِ الصَّلَاةِ - یہ حدیث شریف بخاری و مسلم اور ابن ماجہ جلد ۱ مترجم الہدیث والی گوجرانوالہ ص ۲۲۰ اور بخاری شریف میں یہ الفاظ بھی فَإِنَّ تَسْوِیَةَ الصُّفُوفِ مِنْ إِقَامَةِ الصَّلَاةِ - یہ تھے وہ بد نصیب نمازی چالیس جن کی نمازیں برباد ہیں۔

چھٹی سوال^{۳۶} بَاب

چار مذہبوں کی نماز اور انکی حقیقت

اور مسلک الہدیث کی نماز کا بیان مختصر الفاظ میں

یہ بات عام مشہور ہے کہ چار مذہب برحق ہیں، اور انکی نمازیں بھی برحق ہیں اور جو نمازیں الہدیث پڑھتے ہیں انکے بارے میں یہ مشہور کر رکھا ہے کہ انکی نمازیں اماموں کے خلاف ہیں۔ اب میں ذرا تفصیل سے یہ مسئلہ واضح کروں گا۔ آیا یہ نمازیں جو مقلدین پڑھتے ہیں حق ہیں۔ — سوال یہ پیدا ہوتا ہے اگر یہ چاروں طریقے برحق ہیں تو انہیں اتنا زبردست اختلاف کیوں ہے۔ اگر کہیں کہ کوئی اختلاف

نہیں تو پھر چار کیوں کہتے ہیں۔

اگر نماز کے چاروں طریقے حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی برحق ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے تو کوئی شخص یہ کر سکتا ہے کہ فجر کی نماز تو حنفی طریقہ پر پڑھ لے۔ ظہر عصر کی نماز مالکی طریقہ پر پڑھ لے۔ اور مغرب کی نماز شافعی طریقہ پر اور عشاء کی نماز حنبلی طریقہ پر ادا کرے تاکہ وہ نمازی پر رے حق کا حقدار ہو جائے۔ یا یوں کر رے چار رکعتوں والی نماز پڑھنی ہو تو ایک رکعت حنفی مذہب کے مطابق پڑھ لے دوسری رکعت مالکی مذہب کے مطابق ادا کرے۔ اور تیسری رکعت حنبلی مذہب کے مطابق اور چوتھی رکعت شافعی مذہب کے مطابق ادا کرے تب تو ہم کہہ سکتے ہیں کہ واقعی یہ لوگ اپنے دعویٰ میں سچے ہیں مگر ایسا کوئی بھی قطعاً نہیں کرتا ہمیشہ ہر مذہب والا اپنے ہی مذہب کے مطابق پڑھتا ہے۔

معلوم ہوا ان لوگوں کا دعویٰ تو ہے کہ چار مذہب برحق ہیں لیکن عملاً غلط ہے۔ ہمارا پھر سوال ہے کہ اگر چاروں حق ہیں تو پھر خلفاء راشدین صحابہ کرامؓ ان مروجہ چاروں میں سے کس طریقہ پر نماز ادا کرتے تھے۔ ہر عقلمند بھی جواب دیگا یہ چاروں مذہب اور چاروں امام دنیا میں اس وقت آئے ہی نہ تھے۔ نماز پڑھنے کا سوا ہی پیدا نہیں ہوتا۔

چاروں آئمہ نے کہیں یہ نہیں کہا تھا کہ ہمارے ناموں پر امت

کو تقسیم کر لینا اور ہمارے نام پر مذہب بنا لینا ہر امام یہی فرما گئے جو صحیح حدیث ہو اس پر عمل کرنا جو منہ حدیث سے ثابت ہو جائے ہمارے قول کو چھوڑ دینا۔ بس یہی امامان دین کا ماننا ہے۔ اس کے برعکس ان کے ناموں پر مذہب بنا کر فرقہ بندی کرنا یہ مذموم ہے۔ عقل سلیم اس بات کو تسلیم نہیں کرتی کہ اسلام کو چار جگہ تقسیم کر کے ہر مذہب والے صرف اسلام کے چوتھے حصہ پر عمل کرے اور اسلام کے تین حصوں سے محروم ہو جائے۔ بقول ان کے اسلام چاروں مذہب میں ہے۔ اب حنفی حضرات یہ کہہ کر کہ حدیث ہے تو صحیح مگر شافعی مذہب والے اس پر عمل کریں گے ہم تو حنفی ہیں اس حدیث کو امام صاحبؒ نے نہیں لیا۔ جب کہ عام اصول امام صاحبؒ مقرر کر چکے ہیں کہ صحیح حدیث میرا مذہب ہے پھر اختلاف کی کیا ضرورت؟

بات نماز کی ہو رہی تھی۔ بعض الناس کہتے ہیں کہ عورتیں نیچا سجدہ کریں زمین سے چمٹ کر، اور مرد اونچا سجدہ کریں حالانکہ اللہ کے رسولؐ کا فرمان عالی شان یہ ہے صَلُّوا کَمَا رَأَيْتُمُوْنِیْ اَصْلٰی ”اے میرے امتیو! ایسی نماز پڑھو جیسی تم مجھے پڑھتے ہو دیکھتے ہو جیسی میں پڑھتا ہوں ویسی ہی تم بھی پڑھو۔“

یہ حدیث بخاری شریف کی ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ لوگوں نے نماز جیسی عبادت میں اختلاف ڈال دیا ہے اور امت کو انتشار اور افتراق میں مبتلا کر دیا ہے۔ حالانکہ نماز ہی ایک ایسی عبادت

ہے جو دن میں پانچ بار سب مسلمانوں کو ایک پلیٹ فام پر جمع کرتی ہے اور اتحاد کا سبق دیتی ہے۔ اور اتحاد اسی میں ہے کہ نبی علیہ السلام کے طریقہ کو اپنا یا جائے۔

بعض لوگ ایسے بھی ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں مگر پڑھنے کا صحیح طریقہ معلوم نہیں۔ مثلاً کھڑے ہو کر سجدہ کی جگہ دیکھنا نگاہ رکھنے کا حکم ہے۔ مگر بہت سے نمازی آگے دور تک دیکھتے رہتے ہیں۔ ایسا نہیں چاہیئے۔

نیز حدیث میں آیا ہے کہ مت نماز میں کھڑے ہو ایسے جیسے گھوڑا کھڑا ہوتا ہے۔ ایک ٹانگ پر۔ بعض نمازی ایک ہی ٹانگ پر کھڑے رہتے ہیں، بدلتے رہتے ہیں۔ اور حدیث میں آیا ہے کہ مت سجدہ کر دو جس طرح درندہ بیٹھتا ہے۔ آج کل عورتیں زمین سے چٹ کر سجدہ کرتی ہیں۔

حدیث میں آیا ہے کہ آنکھیں کھول کر رکھو تاکہ کوئی موزی جانور تم کو نقصان نہ پہنچائے۔ آنکھیں کھولنے کا حکم ہے بعض آدمی نماز میں آنکھیں بند کر کے کھڑے ہوتے ہیں۔

کیا مرد عورت کی نماز میں شرعاً فرق ہے؟ مرد عورت کی مناز

میں شرعاً کوئی فرق نہیں۔ اول سے لیکر آخر سلام تک ادا کرنے کا ایک ہی طریقہ ہے مرد عورت کا۔ کوئی حدیث مرفوع نہیں

جس میں عورتوں کی نماز کا طریقہ دوسرا ہو۔ ثبوت ملاحظہ ہو۔
 صحابیہ اُم الدرداء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم مردوں
 ہی کی طرح نماز میں بیٹھتی تھیں۔ (بخاری شریف ص ۱۱۴،
 مصنف ابن شیبہ ص ۱۸۳ ملتان)
 علامہ عینی حنفیؒ، حضرت اُم الدرداء رضی اللہ عنہا کی
 مذکورہ روایت کے تحت فرماتے ہیں۔

ترجمہ: پس حضرت اُم الدرداء فرماتے
 قول نے دلالت کیا کہ عورت کے لئے
 مستحب یہ ہے کہ بیٹھے جیسا کہ آدمی
 بیٹھتا ہے وہ یہ کہ دائیں پیر کو کھڑا
 کرے اور بائیں پیر کو بچھائے۔ یہی
 مسلک امام بخاریؒ اور امام ابو حنیفہؒ
 اور امام مالکؒ کا ہے۔

اللہ کے پیارے رسول مقبول صلی
 علیہ وسلم کے سجدہ کے متعلق بخاری مسلم میں
 آیا ہے کہ سرور کائنات اپنے بازو اپنے
 پہلوؤں سے دُور جدا اور اونچا رکھتے تھے
 اور قول یہ ہے کہ آپؐ نے فرمایا کہ کتنی
 طرح بازو زمین پر نہ بچھایا کرو سجدہ میں

فَذَلَّ هَذَا أَنَّ الْمُسْتَحَبَّ
 لِلْمَرْأَةِ أَنْ تَجْلِسَ كَمَا
 يَجْلِسُ الرَّجُلُ وَهُوَ أَنْ
 تَنْصِبَ الْيَمْنَى وَتَفْتَرِشَ
 الْيُسْرَى وَبِهِ قَالَ التَّحَنُّيُّ
 وَأَبُو حَنِيفَةَ وَمَالِكٌ (عینی
 ص ۱۶۵ ج ۳)

امام عینیؒ کرمانی سے نقل کرتے
 ہوئے فرماتے ہیں کہ احکام شرعیہ
 میں مرد و عورت کا ایک ہی حکم ہے
 مگر اس میں جسکو کوئی دلیل خاص
 کرے ص ۹۲

صحیحین و سنن اربعہ و احمد بہت سی احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بازو پہلوؤں سے اور پیٹ رانوں سے اونچے رہنے چاہئیں ان کی کوئی حدیث محقق نہیں ہے۔

بعض اہل علم نے مرد عورت کی نماز میں فرق بیان کیا ہے لیکن اس قسم کے ثبوت جتنے بھی ہیں وہ سب کے سب صحاح ستہ کے خلاف ہیں۔ مثلاً سب سے بڑی دلیل یہ دی جاتی ہے۔ عَنْ يَزِيدَ بْنِ أَبِي حَبِيبٍ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَرَّ عَلَى امْرَأَتَيْنِ تَصَلِّيَانِ فَقَالَ إِذَا سَجَدَ فَضَمَّا بَعْضُ اللَّحْمِ إِلَى الْأَرْضِ فَإِنَّ الْمَرْأَةَ لَيْسَتْ فِي ذَلِكَ كَالرَّجُلِ (مراسیل ابی داؤد)

اس قسم کے آثار صحابہؓ اور تابعینؒ سے جتنے بھی منقول ہیں لیکن اسانید ان کی بھی غیر محفوظ ہیں۔ اسی مذکورہ روایت کو دیکھ لیجئے۔ یزید بن ابی حبیب صحابی نہیں ہے تابعی ہے۔ اس لئے یہ حدیث مرسل ہے۔ اس قسم کے آثار عذر کجالت میں یعنی حالت سفر میں کپڑوں کی کمی کی وجہ یا بیماری کجالت پر محمول ہونگے یا رخصت پر محمول ہونگے مگر مسنون طریقہ وہی ہے جو کہ صحاح ستہ کی کتابوں میں درج ہے مکمل بحث اگر معلوم کر لی ہو تو رسالہ ”اقامة الحجّة علی أنّ لا فرق بین صلوٰۃ المردّ والمراة“ اللہ تعالیٰ سب عورتوں کو

سُنّت کے مطابق نماز ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین،

اللہ اکبر العالمین

ہم کو سُنّت کے مطابق نماز پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین
اکھل حدیث

کی نماز وہی نماز ہے جو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پڑھی تھی،
جو کہ احادیث کی مستند کتابوں میں روزِ روشن کی طرح موجود ہے۔

سینتیسواں باب

فرض نمازوں کے بعد دعا قبول ہوتی ہے
اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا حدیث سے ثابت ہے

(۱) حضرت ابو امامہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
پوچھا گیا کہ کس وقت دعا زیادہ قبول ہوتی ہے۔ آپؐ نے ارشاد
فرمایا رات کے آخری حصے میں اور فرض نمازوں کے بعد۔
رواہ الترمذی۔ مشکوٰۃ ص ۸۹

(۲) محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے عبد اللہ بن زبیرؓ کو دیکھا
کہ انہوں نے ایک آدمی کو نماز سے فارغ ہونے سے پہلے (یعنی سلام
پھیرنے سے پہلے) اپنے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہوئے دیکھا۔ عبد اللہ

بن زبیرؓ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ہاتھ دعا کے لئے نہیں اٹھایا کرتے تھے یہاں تک کہ نماز سے فارغ ہو جائے تب ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے تھے۔

رواہ الطبرانی فی الکبیر، مجمع الزوائد ج ۱۲

(۳) اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِا وَسَلَّمْ کَانَ

اِذَا فَرَغَ مِنْ صَلَوٰتِہَا سَرَفَعَ یَدَیْہِا وَضَمَّہُمَا وَقَالَ (کتاب

الزہد والسرائق ص ۴۷) یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب

اپنی نماز سے فارغ ہو جاتے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھاتے

اور دونوں ہاتھوں کی ہتھیلیوں کو ملا کر رکھتے اور فرماتے۔

(۴) حضرت انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ ایک دیہاتی آدمی

جمعہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور عرض

کیا اے اللہ کے رسولؐ بارش نہ ہونے سے حیوان، عیال اور لوگ

ہلاک ہو گئے۔ فوراً اللہ کے رسولؐ نے دونوں ہاتھ اٹھائے دعا

کرنے لگے اور صحابہ کرامؓ بھی آپؐ کے ساتھ ہی ہاتھ اٹھا کر

دعا کرنے لگے۔ (بخاری شریف ص ۱۲۹)

(۵) عَنْ سَلْمَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِا

وَسَلَّمْ مَا سَرَفَعَ قَوْمٌ اَكْفَهُهُمْ اِلٰی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ سَاَلُوْا

شَيْئًا اِلَّا کَانَ حَقًّا عَلٰی اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ۔ الحدیث رواہ الطبرانی

فی الکبیر۔ وراۃ ثقات کلہم، مجمع الزوائد ص ۱۲۹

معلوم ہوا نہ کورہ بالا احادیث سے فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کوئی حرج نہیں اللہ تعالیٰ سے جب چاہو مانگو اللہ مانگنے والوں سے خوش ہوتا ہے۔ ہاں ہمیشہ قبلہ رخ ہو کر بالاتزام یا اس کو نماز کا رکن جاننا یا نہ مانگنے والے کو بری نگاہ سے دیکھنا اور سلام پھیرتے ہی دعا مانگنا ٹھیک نہیں ہے۔ کچھ مسنون وظیفہ پڑھ کر امام مقتدیوں کی طرف دائیں یا بائیں رخ بدل کر پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا بدعت نہیں۔ اور نہ ہی ہاتھ اٹھا کر ہر فرض نماز کے بعد دعا مانگنا نماز کا جز ہے۔ مانگنے والوں کی مرضی پر اگر کوئی نہ مانگے تو کوئی حرج نہیں امام اور مقتدی اگر نہ مانگے کوئی جرم نہیں اور اگر امام و مقتدی دونوں ملکر مانگیں تب بھی درست ہے۔ غرض کہ دین کے معاملہ میں افراط و تفریط سے بچنا چاہیے۔ اسکی پوری بحث فتح الباری جلد ۱۳ ص ۳۸۲ میں دیکھئے۔

آٹھویں حدیث : اسود عامرؓ کے والد فرماتے ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی جب آپ نماز سے فارغ ہوئے اور آپ نے مقتدیوں کی طرف منہ پھرا اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ بحوالہ ہفت روزہ اہلحدیث مورخہ ۶ نومبر ۱۴۰۷ شمارہ نمبر ۴۵ جلد ۱۲۔

دعا مانگنے کے قرآنی آداب | آیات قرآنی منسلک

ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۝
پے سورۃ اعراف آیت ۵۵ | ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے حکم دیا اپنے پروردگار کو گہرا گرا کر اور چپکے

چیکے دُعا کیا کرو۔ جمع کے صیغہ سے فرمایا، فرداً فرداً نہیں بلکہ سب ہی مل کر پکارو۔

نمبر ۲: اِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ نِدَاءً | حضرت زکریا علیہ السلام نے خفیاہ پ ۱۶ س ۳۱ | اپنے پروردگار کو پوشیدہ طور پر پکارا تھا۔ قرآن حکیم سے معلوم ہوا کہ بلند آواز سے نہیں بلکہ ہستہ عاجزی سے۔

اِسْتِخْوَانُ بَاب

استخائے کی نماز کے بیان میں

اگر کوئی شخص کوئی کام یا کاروبار کرنا چاہے۔ سفر کرنا، نکاح کرنا یا نوکری کرنا چاہے یا کسی نئے مکان، نئی دوکان میں منتقل ہونا ہو اور اس کو یہ نہیں معلوم کہ اس کام میں اس کو فائدہ ہوگا یا نقصان۔ اسکا انجام اچھا ہوگا یا بُرا تو اس کو استخارہ کی دو رکعت نماز پڑھنی چاہئے۔

جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر کام کے لئے استخارہ کرنا قرآن کی سورتوں کی طرح ہم لوگوں کو سکھاتے تھے۔ آپؐ نے فرمایا اِذَا هَمَّ أَحَدُكُمْ بِأَمْرٍ فَلْيَرْكَعْ رَكَعَتَيْنِ مِنْ غَيْرِ الْفَرِيضَةِ ثُمَّ لْيَقُلْ جِبْتُمْ مِّنْ سَيِّئَاتِي أَمْ لَمْ يَأْمُرْكُمْ بِالْعَمَلِ وَالْجَمْعِ وَالْمُحَاسَنَةِ أَمْ لَمْ يَنْهَىٰكُمْ عَنِ الْمُنْكَارِ وَالْجَمْعِ وَالْمُحَاسَنَةِ أَمْ لَمْ يَنْهَىٰكُمْ عَنِ الْمُنْكَارِ وَالْجَمْعِ وَالْمُحَاسَنَةِ

اور پھر یہ دُعا پڑھے۔ دُعا استخاره

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْتَخِيرُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْتَقْدِرُكَ

اے اللہ! بیشک میں بھلائی مانگتا ہوں تیرے علم سے اور قدرت چاہتا ہوں

بِقُدْرَتِكَ وَأَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ

تیری قدرت سے اور تجھ سے مانگتا ہوں تیرے بڑے فضل میں سے

فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَأَنْتَ

پس بیشک تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا اور تو جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو

عَلَّامُ الْغُيُوبِ ۝ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا

چھپی چیزوں کا جاننے والا ہے اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ یہ

الْأَمْرُ (یہاں اپنی حاجت کا نام لینا چاہئے) خَيْرٌ لِّي فِي دِينِي

کام بہتر ہے میرے لئے میرے دین میں

وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أَمْرِي أَوْ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَ

اور میری دنیا کی گذران میں اور میرے کام کے انجام میں یا فرمایا کہ اب میرے کام میں اور

أَجَلِهِ فَأَقْدِرْهُ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ بَارِكْ لِي فِيهِ

آگے کے کام میں پس اسکو میرے واسطے مقرر کر اور میرے لئے اسکو آسان کر پھر میرے لئے اس میں برکت دے

وَإِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ (یہاں پھر اپنی حاجت

اور اگر تو جانتا ہے کہ یہ کام

كَانَا لِنَا جَاهَةً، شَرُّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ

میرے لئے بُرا ہے میرے دین میں اور میری دنیا کے گزران میں اور میرے

أَمْرِي أَوْ فِي عَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَأَصْرَفَهُ

مے انجا میں یا فرمایا کہ میرے اب کے کام میں اور آگے کے کام میں پس تو اسکو مجھ سے

عَنِّي وَأَصْرَفَنِي عَنْهُ وَاقْدُرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ

بھیرے اور مجھ کو اس سے پھیر دے اور میرے واسطے بھلائی مقرر کر جس جگہ

كَانَ ثُمَّ أَرْضَنِي بِهِ (بخاری)

بھی ہو پھر مجھ کو اس پر راضی کر دے۔

نماز اور یہ دُعا پڑھ کر سو جائے۔ استخارہ کی نماز تین روز یا زیادہ سے

زیادہ سات روز تک مسلسل پڑھنی چاہئے۔ یہ نماز حتی الامکان خود پڑھنی چاہئے

دوسرے سے نہ پڑھوائے۔ اس نماز کے بعد دل میں جو بات جم جائے گی

اور جو اسباب پیدا ہو جائیں گے وہ اس کیلئے انشاء اللہ تعالیٰ بہتر ہوں گے

اگر اللہ سبحانہ و تعالیٰ خواب میں بشارت کر دے تو کسی عالم یا نیک آدمی

سے اس کی تعبیر پوچھ لے۔ اسباب کا ظاہر ہونا اور دل میں کسی رائے

کا مستقل طور سے جم جانا یہ اس نماز کا خاص اثر ہے۔ خواب

آنا ضروری نہیں ہے اور خواب کی تعبیر بتانا یا سمجھنا ہر شخص کا

کام نہیں ہے۔ (مشکوٰۃ)

نماز استخارے سے بہت لوگ ناواقف ہیں | استخارہ کرتے ہوئے ڈرتے ہیں اور غلط فہمی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اور سمجھتے ہیں نہ معلوم وہ استخارہ کیا ہے۔ وہ آپ نے اس کتاب میں پڑھ لیا ہے کہ کتنا آسان ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی استخارہ کیا کرتے تھے۔ وہ تو جس کام کے کرنے کا ارادہ کرتے فوراً اسی وقت دو رکعت نماز پڑھتے اور استخارہ کی دعاء **اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْتَخِیْرُکَ** ... الخ مکمل دُعا مانگتے تھے۔ اگر سفر کرنا ہو تو سفر کے لئے تیار ہو جاتے اور اگر سفر میں شہر ہو تو انسان کو روک لیا جاتا ہے مثلاً اڈے پر بس نہ ملی۔ یا اور مواقع پیش آجاتے ہیں ایسی حالت میں انسان فوراً واپس اپنے گھر آجائے۔ جانے کی اب کوشش نہ کرے۔ اگر بہتر ہو گا جانا تو سواری خود بخود اپنے وقت پر مل جائے گی اور تمام کام خود بخود موافق ہو جائیں گے نماز کی دو رکعت پڑھ کر اور دعاء استخارہ مانگ کر کام شروع کرے، خواب وغیرہ کے چکر میں نہ پڑے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین

اُنْتَالِیْسُوَالْ بَابُ

سورج اور چاند گہن کی نماز کا بیان

سورج یا چاند کو جب گہن لگ جائے یعنی بے نور اور سیاہ ہو جائیں تو نماز یا جماعت کا اعلان کر دینا چاہئے تاکہ سب لوگ جمع ہو جائیں پھر امام دو رکعتیں باجماعت پڑھائے پھر لوگوں کو خطبہ سُنائے اس نماز کا قیام خوب طویل اور رکوع سجدے بہت لمبے کرنے چاہئیں اس نماز کی ہر رکعت میں دو خواہ تین خواہ چار خواہ پانچ پانچ رکوع کرنے چاہئیں۔ ہر رکعت میں ایک رکوع بھی جائز ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ قرأت پوری کر کے رکوع کرے۔ رکوع سے فارغ ہو کر پھر قیام اور قرأت شروع کر دے، جتنے رکوع کرنے ہوں اتنی ہی مرتبہ قیام اور قرأت ہر رکعت میں کرے۔ اس نماز میں قرأت یا آواز بلند پڑھنی چاہئے باقی تمام ارکان عام نمازوں کی طرح ہیں۔

سورج یا چاند گہن کے وقت سب دنیاوی کام چھوڑ کر قیامت یاد کرنی چاہئے۔ اپنے گناہوں سے توبہ و استغفار کرنی چاہئے جب تک گہن ختم نہ ہو جائے، نماز اور ذکر الہی میں مشغول رہنا چاہئے۔ صدقہ و خیرات خوب کرنا چاہئے۔

عقیدہ جاہلیت کی تردید | جاہلیت کا خیال اور کافروں کے عقائد میں سے ایک یہ عقیدہ تھا کہ



دنیا میں جب کوئی بڑا حادثہ ہوتا ہے یا کوئی بڑا آدمی مرتا ہے تو سورج یا چاند میں گہن لگتا ہے چنانچہ جس دن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم کا انتقال ہوا تو اس روز سورج کو گہن لگا کچھ لوگوں کا خیال یہی تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے صاحبزادہ ابراہیم کے انتقال کی وجہ سے سورج کو گہن لگا ہوا ہے۔

غور کرنے کی بات یہ ہے کہ جب ایسا عقیدہ و خیال پہلے سے ہی موجود ہو اور پھر گہری عقیدت اور انتہائی محبت کا یہ حال کہ جانیں قربان کرنے کے لئے تیار۔ اگر آپ کی جگہ ایک دنیا دار انسان ہوتا یا خاندانی شرافت اور ذاتی اعزاز مقصود ہوتا تو ایسے موقع پر کیا کہتا۔ یقیناً یہی کہتا کہ بلاشبہ آج ابراہیم کی موت زمین و آسمان اور ساری کائنات کے لئے نہایت الم ناک ہے جس کی نشانی ظاہر ہے کہ آج سورج میں گہن لگا ہوا ہے لیکن اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عقیدہ و خیال کی تائید تو کیا فرمائی اس کی جرہی ہمیشہ کے لئے کاٹ دی۔ آپ فرماتے ہیں إِنَّ أَهْلَ الْجَاهِلِيَّةِ كَانُوا يَقُولُونَ إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ إِلَّا لِمَوْتِ عَظِيمٍ مِّنْ أَهْلِ الْأَرْضِ وَإِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَوَةٍ وَلَكِنَّهُمَا خَلِيقَتَانِ مِمَّنْ خَلَقَهُ اللَّهُ فِي خَلْقِهِ مَا شَاءَ فَأَيُّهُمَا انْخَسَفَ فَصَلُّوا حَتَّى يَنْجَلِيَ (نسائی)

اہل جاہلیت کہا کرتے کہ دنیا میں کسی بڑے آدمی کے مرنے کی وجہ

سے سورج یا چاند میں کہن لگتا ہے (تو یاد رکھو کہ یہ عقیدہ و خیال بالکل غلط ہے) کسی کے مرنے جینے کی وجہ سے سورج چاند میں کہن نہیں لگتا لیکن یہ دونوں اللہ کی مخلوقات ہیں سے دو مخلوق ہیں -

اللہ جو چاہتا ہے اپنی مخلوق میں انقلاب پیدا کرتا ہے پس جب ان دونوں میں سے کسی میں کہن لگنے دیکھو تو نماز پڑھو، دعا کرو یہاں تک کہ سورج یا چاند کا کہن صاف ہو جائے۔

کہن کی نماز میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی رکعت میں سورۃ عنکبوت اور دوسری میں سورۃ روم پڑھی ہے (بخاری)

ان سورتوں کے علاوہ بھی طوالت مفصل یعنی سورۃ بقرہ سے سورۃ حجرات کے درمیان کی سورتوں کا پڑھنا جائز ہے۔

نجومیوں کی اور کاهنوں کی پیشینگوئیوں کا اعتبار ہرگز نہ کریں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو نجومیوں کے پاس آکر غیب کی خبریں پوچھے اور ان کی بتائی ہوئی پیشین گوئیوں کا اعتبار اور یقین کرے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت اور اسلام کا منکر ہے (مشکوٰۃ)

اسلام کی تعلیم ہے کہ غیب کی باتیں سوائے خدا کے کوئی نہیں جانتا۔ جو اسلام کے خلاف عقیدہ رکھے وہ مسلمان کہل رہا۔ سورج اور چاند گرہن ہونے میں خدائے تعالیٰ کی بڑی بڑی نشانیاں اور حکمتیں ہیں۔ جو لوگ چاند سورج کو بوجھتے ہیں وہ غور کریں۔ اگر

یہ معبود اور قابل پرستش ہوتے تو ان کی حالت کیوں بدلتی؟ یہ اپنی روشنی سے بے نور اور سیاہ کر دیئے گئے۔ معلوم ہوا کہ یہ بھی خدائے تعالیٰ کے حکم کے محتاج اور اس کے آگے مجبور ہیں اور جو مجبور و محکوم ہوتا ہے وہ معبود نہیں ہو سکتا۔

اپنے نافرمان بندوں کو بھی خدائے تعالیٰ خبردار کرتا ہے جس طرح آج سورج گرفت میں آکر بے نور ہو گیا ہے اسی طرح تم بھی ایک دن مجبور ہو کر میری گرفت میں آؤ گے بہتر ہے کہ گناہوں سے باز آ جاؤ (مشکوٰۃ وغیرہ)

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں مسجد میں گئی تو دیکھا

سورج و چاند گہن کی نماز تمام مرد عورتیں جماعت سے مسجد میں پڑھا کر رہیں

کہ رسول خدا سورج گرہن کی نماز پڑھا رہے ہیں۔ میں بھی آپ کے ساتھ عورتوں کی صف میں کھڑی ہو گئی۔ آپ نے اتنا طویل قیام کیا کہ میری نیت بیٹھ جانے کی ہو گئی۔ لیکن میں نے اپنے سے زیادہ کمزور عورتیں دیکھیں اور دل میں کہا کہ یہ تو مجھ سے بھی زیادہ ضعیف ہیں اور کھڑی ہیں اس خیال سے پھر میں بھی کھڑی ہی رہی۔ (مسلم)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مستورات بھی مسجد میں آکر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سورج گرہن کی نماز پڑھتی تھیں۔ اگر آج کل بھی عورتوں کے لئے نماز کا انتظام ہو تو

انہیں بھی چاہئے کہ سورج گرہن کی نماز مسجد میں کر باعجت
 ادا کریں۔ اگر مسجد میں آنے کا موقع نہ ملے تو پھر عورتیں
 اپنے گھر ہی میں یہ نماز ضرور پڑھ لیں۔ طریقہ یہ ہے نیت
 باندھ کر اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ الْجَمْعَ اور سورہ فاتحہ پھر کوئی دوسری
 سورت پڑھے۔ اگر جماعت سے پڑھیں امام بلند آواز
 سے قرات کرے گا۔ فاتحہ کے بعد مقتدی خاموش رہیں۔
 رکوع ذرا لمبا کریں۔ پھر رکوع سے اُٹھتے ہوئے امام بھی او
 مقتدی بھی سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَ پڑھیں پھر قرات
 شروع کرے، پھر رکوع کرے پھر کھڑے ہو کر قرات پڑھے
 دو دو تین تین چار چار رکوع کرنے ثابت ہیں پھر دوسری
 رکعت بھی بلند آواز سے اس میں بھی دو دو رکوع کریں باقی
 وہی طریقہ ہے جو عام نمازوں کا ہے۔ پانچ پانچ رکوع بھی کئے
 ہیں (مسلم، ابوداؤد) آپ حضرات نے غور کیا، اللہ کے
 رسولؐ کس قدر اہم اور اہتمام سے سورج گرہن کی نماز
 پڑھتے تھے لیکن ہم نے کبھی اس نماز کی طرف توجہ نہیں کی۔ اگر
 سورتیں لمبی یاد نہ ہوں تو سورہ اخلاص یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ
 کے تکرار سے ہی قیام لمبا کریں۔ پھر جب دو رکعت پڑھ کر
 فارغ ہوں تو جب تک سورج روشن نہ ہو جائے مصلے پر
 بیٹھے ہوئے یہ کلمات پڑھتے رہیں۔ سُبْحَانَ اللّٰهِ

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَالِہٖ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

چالیسواں باب نماز تہجد اور نماز تراویح کے بیانیہ

افضل اور بہتر نماز بعد فرائض کے رات کی نماز ہے۔ قیامت کے دن تمام لوگ ایک چٹیل میدان میں جمع کئے جائیں گے اور جو لوگ رات کے وقت اپنا آرام اور نرم گرم بچھوٹے چھوڑ کر ذکر اللہ کیا کرتے تھے نمازیں پڑھتے تھے اُن کو بغیر حساب جنت میں اُھل کر دیا جائیگا اور تمام اہل محشر حساب و کتاب میں مبتلا ہوں گے۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے بہتر نماز داؤد علیہ السلام کی ہے وہ نہ سہ رات سوتے تھے اور ایک تہائی رات نماز پڑھتے تھے۔

جو مرد رات کو اُٹھے اور اپنی بیوی کو بھی جگائے۔ اگر اُسپر نیند غالب ہو تو پانی کے چھینٹے اس کے چہرے پر ڈال کر اسکو ہوشیار کرے پھر دونوں نماز پڑھیں۔ اللہ کے ذکر میں مشغول رہیں تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کو بخش دیتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے حق میں رحمت کی دعا کی ہے۔

محض اللہ کی رضامندی اور طلب مغفرت کے لئے تہجد کی

دُور کعبہ مسجد نبوی اور خانہ کعبہ کی نماز سے بڑھ کر ہیں اے لوگو!



تم اپنے اوپر رات کے قیام کو لازم کر لو۔

یہ طریقہ ان نیک لوگوں کا ہے جو تم سے پہلے تھے۔ یہ نماز اللہ تعالیٰ کی قربت کا سبب ہے، گناہوں کا کفارہ ہے، گناہوں سے روکتی اور جسمانی بیماریوں کو دور کرتی ہے۔ رات کا یہ وقت عاؤں کی قبولیت کا ہے۔ دُعائیں یہ ہیں

نیند سے اٹھنے کی دُعا | حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے
انہوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
رات کو جس وقت بیدار ہوتے تو فرماتے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْيَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا و

سب تعریفیں اللہ کیلئے ہیں جس نے ہمارے کے بعد ہم کو زندہ کر دیا اور

اِلَیْهِ النُّشُوْرُ (بخاری و مسلم)

اسی کی طرف اٹھ کھڑا ہوتا ہے۔

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، انھوں نے
کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص رات کو جاگے اور کہے

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدًا لَا شَرِیْكَ لَہٗ لَہٗ الْمُلْکُ

اللہ کے سوا کوئی معبودِ حق نہیں وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اسی کی یاد شاہت ہے

وَلَہٗ الْحَمْدُ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ مَّسْبُوْحٌ

اور اسی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے، اللہ پاک

اللَّهُ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ

اور ہر قسم کی تعریف اللہ کیلئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ پھر کہ رَبِّ اغْفِرْ لِي

اور نہیں پھر ناکتہ سے اور نہ قوت عبادت پر مگر اللہ کی مڑ سے۔ اے میرے رب مجھ کو بخش دے۔

یا راوی نے کہا پھر جو چاہے دُعا کرے اس کے حق میں قبول ہوگی پھر

اگر وضو کرے اور نماز پڑھے تو اس کی نماز قبول ہوگی۔ (بخاری - مشکوٰۃ

یاب ما یقول اذا قام من اللیل)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ

صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جس وقت جاگتے تو فرماتے

لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ

تیرے سوا کوئی معبود برحق نہیں۔ یا اللہ تو اپنی خوبیوں کے ساتھ پاک ہے۔

أَسْتَغْفِرُكَ لِذَنْبِي وَأَسْأَلُكَ رَحْمَتَكَ اللَّهُمَّ

میں تجھ سے اپنے گناہ کی بخشش چاہتا ہوں اور تیری رحمت کا خواہاں ہوں اے اللہ!

رِزْدِي عِلْمًا وَلَا تَزِرْ قَلْبِي بَعْدَ إِذْ هَدَيْتَنِي وَ

مجھے زیادہ علم عطا فرما اور جب کہ تو مجھے ہدایت نصیب کر دے تو میرے دل کو مت پھیر

هَبْ لِي مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ أَنْتَ الْوَهَّابُ

اور مجھے اپنے پاس سے رحمت عطا فرما تو ہی بہت بڑا بخشنے والا ہے۔



حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو کوئی مسلمان رات کو اللہ کا ذکر کرتے ہوئے با وضو سوئے اور پھر جاگ کر اللہ سے بھلائی مانگے تو اللہ اس کو دیدیتا ہے۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرًا (احمد۔ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ)

یا اللہ! میں تجھ سے بھلائی مانگتا ہوں

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جس وقت جاگتے تو دہر کلمہ دس مرتبہ فرماتے۔ پھر نماز شروع کرتے۔ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ) (کلمے یہ ہیں)

اللَّهُ أَكْبَرُ الْحَمْدُ لِلَّهِ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ

اللہ بہت بڑا ہے۔ ہر قسم کی تعریف اللہ کیلئے ہے۔ اللہ پاک ہے اپنی تعریفوں کے ساتھ۔

سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ۝ أَسْتَغْفِرُ اللَّهَ ۝

پاک صفتوں والا بادشاہ پاک ذات میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ ۝ اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنْ

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اے اللہ! میں دنیا اور قیامت

ضيق الدنيا وضيق يوم القيامة ۝

کی تنگی سے تیری پناہ چاہتا ہوں

فائدہ: محدثین کے نزدیک اس کو معشراتِ سبعہ کہتے ہیں
یعنی اس حدیث میں سات کلمے ہیں اور ہر کلمہ دس بار پڑھا جاتا ہے۔
حضرت ربیعہ بن کعب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انھوں نے
کہا میں رات کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ کے پاس رہتا تھا۔ حضرت
صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب اٹھتے تو میں دیر تک آپ کو یہ فرماتے ہوئے
سنتا تھا۔ - نسائی - ترمذی - مشکوٰۃ باب ما یقول اذا قام من اللیل

سُبْحَانَ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ ۝

سب جہانوں کا پالنے والا پاک ہے اللہ پاک ہے اور اپنی خوبیوں کے ساتھ ہے

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے
کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جب تہجد پڑھنے کے لئے کھڑے ہوتے
تو یہ فرماتے

اللَّهُمَّ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ قَيُّمُ السَّمَوَاتِ وَ

اَلْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ ۝ لَكَ الْحَمْدُ أَنْتَ نُورُ

الزَّيْنِ كَاوَرُجُكُمُ انہیں ہے قائم رکھنے والا ہے اور ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لئے ہے۔ تو یہی

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَنْ فِيهِنَّ ۝ لَكَ الْحَمْدُ

آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان میں ہے کا روشن کرنے والا ہے اور ہر قسم کی تعریف تیرے ہی لئے ہے

أَنْتَ الْحَقُّ وَوَعْدُكَ الْحَقُّ وَلِقَاؤُكَ حَقٌّ وَقَوْلُكَ

تو ہی حق ہے اور تیرا وعدہ حق ہے اور تیری ملاقات حق ہے اور تیرا کلام

حَقٌّ وَالْجَنَّةُ حَقٌّ وَالنَّارُ حَقٌّ وَالنَّبِيُّونَ حَقٌّ

حق ہے اور جنت حق ہے اور دوزخ حق ہے اور سب نبی برحق ہیں

وَمُحَمَّدٌ حَقٌّ وَالسَّاعَةُ حَقٌّ - اَللّٰهُمَّ لَكَ

اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم برحق ہیں اور قیامت حق ہے اے اللہ! میں تیرا

اَسْلَمْتُ وَبِكَ اَمَنْتُ وَعَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَ

فرمانبردار ہوں اور تجھ پر ایمان لایا ہوں اور میں نے تجھ پر بھروسہ کیا ہے اور

اِلَيْكَ اَنْبَتُ وَبِكَ خَاصَمْتُ وَ اِلَيْكَ حَاكَمْتُ

تیری طرف میں نے رجوع کیا اور تیری ہی مدد سے جھگڑاتا ہوں اور تیری طرف اپنا مقدمہ لاتا ہوں

فَاغْفِرْ لِيْ مَا قَدَّمْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا

پس جو کچھ میں نے آگے کیا اور جو پیچھے کروں گا اور جو

اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ

میں نے چھپایا اور جو میں نے ظاہر کیا اور وہ گناہ جنکو تو مجھ سے زیادہ جانتا ہے

مِنْنِيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ

سب کو معاف فرما دے۔ تو ہی آگے کرنے والا ہے اور تو ہی پیچھے کرنے والا ہے تیرے سوا کوئی عبادت

اِلَّا اَنْتَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ ۝

کے لائق نہیں اور نہ تیرے سوا کوئی معبود برحق ہے



حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میں ایک رات اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر رہا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تھے۔ تھوڑی دیر آپؐ نے اپنی اہلیہ سے باتیں کیں اور پھر سو گئے۔ جب کچھلی تھائی رات باقی رہی یا اس سے کم تو آپؐ اٹھ بیٹھے پھر آسمان کی طرف دیکھا اور (سورۃ آل عمران کے آخری رکوع کی) یہ آیتیں آخر سورت تک پڑھیں (بخاری مسلم مشکوٰۃ باب صلوة اللیل)

إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ

یقیناً آسمانوں اور زمین کا بنانا اور رات و

النَّجْمِ وَالنَّهَارِ لَا آيَاتٍ لِّأُولِي الْأَلْبَابِ ○ (آخر سورت تک)

دن بدلتے رہنا اس میں عقل والوں کیلئے نشانیاں ہیں۔

تہجد کی دعائیں | حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ انھوں نے کہا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم رات کو جس

وقت بیدار ہوتے اور نماز شروع کرتے تو (یہ) فرماتے۔

اَللّٰهُمَّ رَبَّ جِبْرِئِلَ وَمِيكَائِلَ وَاسْرَافِيْلَ

اے اللہ! جبرائیلؑ اور میکائیلؑ اور اسرافیلؑ کے پالنے والے

فَاطِرِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ عَلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ

آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے، چھپے اور کھلے کے جاننے والے

أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ

تو ہی اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہے جس میں وہ اختلاف کرتے ہیں۔

إِهْدِنِي لِمَا اخْتَلَفَ فِيهِ مِنَ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ

مجھے اس چیز میں ہدایت کر جس میں اختلاف کیا گیا ہے حق سے اپنے حکم کے ساتھ

إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ ﴿٢٧٨﴾

تو ہی جس کو چاہتا ہے سیدھے راستہ کی طرف رہنمائی کرتا ہے۔

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انھوں نے

کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب رات کو اٹھتے تو اللہ اکبر کہتے
یعنی نماز شروع کرتے۔ پھر یہ فرماتے

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَ

اے اللہ تو پاک ہے اور سب خوبیاں تیرے ہی لئے ہیں اور تیرا نام برکت والا ہے اور

تعالیٰ جدُّکَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُکَ۔ اللَّهُ أَكْبَرُ کَبِيرًا ○

تیری شان بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں اللہ بڑا ہے بہت بڑا

أَعُوذُ بِاللَّهِ السَّمِيعِ الْعَلِيمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○

میں پناہ مانگتا ہوں اللہ سننے والے کے ساتھ شیطان مردود سے

مِنْ هَمَزَةٍ وَنَفْخَةٍ وَنَفْتَةٍ ○ (ترمذی - ابوداؤد - نسائی - مشکوٰۃ
باب ما یقول اذا قام من اللیل)

اس کے وسوسے دل میں تکبر کے اور بُرے شعر سکھانے سے۔

نہیں پڑھتے تھے۔

کسی صحیح حدیث میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا بیس رکعت تراویح

پڑھنا یا پڑھنے کا حکم دینا ثابت نہیں۔

اٹھ رکعت تراویح کی حدیثیں ابن خزمیہ
وابن حبان کی روایت سے آئی ہیں۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں۔

**سُنَّتِ رَسُولٍ ﷺ سے اٹھ
رکعت تراویح کا ثبوت**

صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ ثَمَانِ رَكَعَاتٍ
ثُمَّ أَوْتَرَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي رَمَضَانَ مِائِينَ (تراویح کی نماز
ہم لوگوں کو اٹھ رکعت پڑھائی اور اس کے بعد وتر۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن راتوں میں آپؐ نے صحابہ رضی

کے ساتھ قیام کیا اور تراویح کی نماز پڑھائی تو رکعتوں کی تعداد اٹھ
رکعت تھی اور وتر کے ساتھ گیارہ۔ لیکن یہ کیسے معلوم کہ وتر کے ساتھ

گیارہ رکعت آپؐ نے پڑھی، اس لئے کہ اس حدیث میں حضرت جابر

رضی اللہ عنہ نے یہ نہیں بتایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کتنی

رکعت پڑھی۔ تو اب یہ معلوم کرنے کے لئے کہ تراویح کی نماز اٹھ رکعت

کے بعد آپؐ نے وتر کی نماز ایک رکعت پڑھی یا تین رکعت پڑھی۔ حضرت

عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث پر غور کیجئے جو مسلم نے روایت کی ہے اور

جس کے الفاظ یہ ہیں قَالَتْ مَا كَانَ يَزِيدُ فِي رَمَضَانَ وَلَا فِي غَيْرِهِ

عَلَى أَحَدٍ عَشْرَةَ رَكَعَةً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم کی رات کی نماز کا حال بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ رمضان ہوتا یا رمضان کے علاوہ دوسرا مہینہ ہوتا رات کی نماز آپ گیارہ رکعت سے زیادہ نہیں پڑھتے تھے۔ اسی حدیث کے الفاظ یہ بھی ہیں یُصَلِّي ثَلَاثًا کہ وتر کی نماز تین رکعت پڑھتے تھے۔ (مسلم)

پس یہ بات واضح ہو گئی کہ رمضان کے علاوہ اور دنوں میں آپ کی تہجد کی نماز بالعموم یہی آٹھ رکعت تھی اور وتر کے ساتھ گیارہ رکعت اور یہی نماز ہے جو رمضان المبارک میں آپ نے پڑھائی جس کی بابت حدیث کے الفاظ ہیں ثَمَانِ رَكَعَاتٍ ثُمَّ أَذِنَ لَكُمْ أَلَّا تُصَلُّوا فِيهَا فَتَرْتَمِدُوا رُءُوسَكُمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ۔

پس خلاصہ اس بیان کا یہ نکلا کہ تہجد یا تراویح ایک ہی ہے دو نہیں اور یہ کہ تہجد یا تراویح کی نماز آٹھ ہی رکعت ہے اور وتر کے ساتھ گیارہ رکعت ہے۔ اسی بناء پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے گیارہ رکعت تراویح کی نماز پڑھانے کے لئے اماموں کو مقرر فرمایا۔

عَنِ ابْنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدٍ قَالَ أَمَرَ عُمَرُ ابْنَ أَبِي كَعْبٍ وَثَيْبًا الدَّارِيَّ أَنْ يَقُولَ لِلنَّاسِ فِي رَمَضَانَ بِأَحْدَى عَشْرَةَ رَكْعَةً

حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کا گیارہ رکعت پر اماموں
کا مقرر فرمانا

یعنی سائب بن یزید کہتے ہیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ابی بن کعب اور ثمیم داری رضی اللہ عنہما کو رمضان میں گیارہ رکعت تراویح مع وتر پڑھانے کے لئے امام مقرر کیا۔

کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے سلام کے بعد خدا کی تعریف کرے
اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے، اسکے بعد یہ دُعا پڑھے۔

نماز حاجت کی دُعا

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ ۝ سُبْحَانَ اللَّهِ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو کہ تحمل والا ہے اللہ پاک ہے

رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ ۝ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ

جو کہ بڑے عرش کا رب ہے۔ اور سب تعریف اللہ کیلئے ہے جو کہ سب جہانوں

الْعَالَمِينَ ۝ أَسْأَلُكَ مُوجِبَاتِ رَحْمَتِكَ وَعَزَائِمَ

کا پالنے والا ہے مانگتا ہوں تجھ سے وہ کام جو تیری رحمت کا سبب ہیں اور جن سے تیری

مَغْفِرَتِكَ وَالْغَنِيمَةَ مِنْ كُلِّ بَرٍّ وَالسَّلَامَةَ

بخشش ضروری ہو جاتی ہے اور لوٹ بھرنی سے اور سلامتی

مِنْ كُلِّ إِثْمٍ لَا تَدْعُ لِي ذَنْبًا إِلَّا أَغْفِرْتَهُ وَلَا

ہر گناہ سے نہ چھوڑ میرا کوئی گناہ مگر اس کو بخش دے اور

هَمًّا إِلَّا فَرَجْتَهُ وَلَا حَاجَةَ هِيَ لَكَ رِضًى إِلَّا

نہ کوئی فکر مگر اس کو دور کر دے اور نہ کوئی حاجت مگر وہ تیری مرضی کے موافق ہو مگر

قَضِيَّتَهَا يَا رَحِمَ الرَّاحِمِينَ ۝ (ترمذی - ابن ماجہ)

(مشکوٰۃ باب التطوع)

تو اس کو پورا کر دے اے مہربان سب مہربانوں کے

ایک مسلمان کے لئے مصیبت و تکلیف اور ہر مشکل امر میں نماز ہی ایک ایسی چیز ہے جس سے سکون اور مدد حاصل کی جائے۔ مومنوں کو اللہ نے حکم فرمایا **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِينُوا بِالصَّبْرِ وَالصَّلَاةِ** اے ایمان والو! ہر مشکل میں صبر اور نماز سے مدد حاصل کرو۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی **إِذَا أَحْزَبَهُ أَمْرٌ** صَلَّ (ابوداؤد) جب بھی کوئی مشکل پیش آتی نماز میں مشغول ہو جاتے

بِالْيَسْوَانِ بَابُ استسقاء کی نماز کا بیان

استسقاء کی نماز ایک خاص نماز ہے۔ یہ نماز اس وقت پڑھی جاتی ہے جب بارش نہ ہو قحط سالی ہو جائے، کھیتیاں جلنے لگیں۔ اگر خدا نخواستہ کبھی ایسا وقت آجائے تو مسلمانوں کو چاہئے کہ استسقاء کی نماز پڑھنے کے لئے ایک دن مقرر کریں اور صبح سویرے پھٹے پرانے کپڑے پہن کر عاجزی و خاکساری کے ساتھ آہ و زاری کرتے اور گڑ گڑاتے ہوئے عید گاہ میں جمع ہوں یا کسی میدان میں اکٹھے ہوں اور جب آفتاب نکل آئے تو ان کو چاہئے کہ منبر پر چڑھ کر تکبیر اور اللہ تعالیٰ کی تعریفیں کرے اور یہ دُعا منونہ پڑھے

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو جہانوں کا پالنے والا ہے۔ بہت بڑا رحیم و اللہ ہے

مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ۝ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ يَفْعَلُ مَا

انصاف کے دن کا مالک ہے اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں جو چاہتا ہے

يُرِيدُ ۝ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ اللهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ أَنْتَ

کرتا ہے اے اللہ! تو سچا معبود ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔ تو

الْغَنَى وَنَحْنُ الْفُقَرَاءُ أَنْزِلْ عَلَيْنَا الْغَيْثَ وَ

بے پرواہ ہے اور ہم محتاج ہیں ہم پر مینہ اتار اور

اجْعَلْ مَا أَنْزَلْتَ لَنَا قُوَّةً وَبَلَاغًا إِلَى حَيْثُ ۝ (ابوداؤد)

اس کو جو تو اتارے ہمارے حق میں قوت کا سبب بنا اور پہنچنے ایک وقت تک۔

استسقار میں

دُعا کر نیک طریقہ

استسقار کی نمازیں خطبہ پہلے ہے اور نماز خطبہ

کے بعد ہے۔ خطبہ میں دُعا رستونہ کے بعد امام

اپنے دونوں ہاتھوں کو سیدھا ملبا اٹھائے

یہاں تک کہ بغلیں دکھائی دینے لگیں (بخاری۔ ابوداؤد) دونوں ہاتھ

منہ کے سامنے رکھنا چاہئے، سر سے اونچا نہیں ہوتا چاہئے (ابوداؤد)

ہاتھوں کی پشت آسمان کی طرف اور سببیل زمین کی طرف ہونی چاہئے

(ابوداؤد) اس کے بعد امام کو رو قبیلہ ہو کر چادر پلٹ کر اور ٹھلنی چاہئے

اور سب لوگ اسی طرح اپنی اپنی چادریں پٹ کر اوڑھ لیں اس طرح
پر کہ داہنے ہاتھ سے چادر کے نیچے کا بایاں کونہ اور بائیں ہاتھ سے چادر
کے نیچے کا داہنا کونہ پکڑ کر پیٹھ کے پیچھے سے ہی اس طرح لائیں کہ جو کونہ
داہنے ہاتھ سے پکڑا ہے وہ داہنے کندھے پر اور جو بائیں ہاتھ سے پکڑا ہے
وہ بائیں کندھے آجائے۔ لیکن اگر کسی کو اس طرح سے چادر کا الٹنا
مشکل معلوم ہو تو وہ کندھوں پر ہی الٹ لے اسکے بعد حسب ذیل
استسقاء کی دعائیں پڑھنی چاہئیں (مسک الختام)
استسقاء کی دعائیں

پہلی دُعار - اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا - اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا - اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا

اے اللہ! ہم کو پانی پلا اے اللہ! ہم کو پانی پلا اے اللہ! ہم کو پانی پلا

دوسری دُعار - اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غِنًا مَّغْنًا مَرِيًّا

اے اللہ! ہم کو پلا مینہ فریاد رسی کرنا والا سیراب کرنا والا رزاقی کرنا والا

ثَافِعًا غَيْرَ ضَارٍّ عَاجِلًا غَيْرَ اَجَلٍ (ابوداؤد)

تفع دینے والا نہ ضرر پہنچانے والا جلدی کرنا والا نہ دیر کرنے والا۔

تیسری دُعار - اَللّٰهُمَّ اسْقِ عِبَادَكَ وَبِهِمَّتِكَ

اے اللہ! اپنے بندوں اور اپنے بچو پاؤں کو پانی پلا

وَانْشُرْ رَحِمَتَكَ وَآخِي بَلَدِكَ الْمَيِّتَ (ابوداؤد)

اور اپنی رحمت کو بچھلا اور اپنے مردہ شہر کو زندہ کر دے۔

چوتھی دُعا۔ اَللّٰهُمَّ جَلِّلْنَا سَحَابًا كَثِيفًا قَصِيفًا

اے اللہ! ہمارے سروں پر چھا جائے بادل تہ بہ تہ گھٹنا

رُكُوْكَا ضُحُوْكَا تُطِرُنَا مِنْهُ رِذَاذًا قَطِطًا

کھڑکے والا چمکے والا برسے والا موسلا دھار مسلسل اور چھوٹی بڑی

سِجْلًا يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ○ (ابوداؤد)

بوندوں والا لے جلال و برتری والے -

پانچویں دُعا۔ اَللّٰهُمَّ صَيِّبًا نَّافِعًا ○ (بخاری)

خداوند! یہ بارش فائدہ بخش اور مفید ہو۔

ان دعاؤں سے فارغ ہونے کے بعد دونوں ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے لوگوں کی طرف پھر کر منبر پر سے اتر جانا چاہئے۔ (ابوداؤد)

استسقاء میں | استسقاء کی نماز میں خطبہ پہلے اور نماز خطبہ کے بعد ہے بخلاف عیدین کی نماز کے کہ عیدین کی نماز میں نماز پہلے اور خطبہ بعد میں ہے (بلوغ المرء)

پس امام کو خطبہ وغیرہ کے بعد دو رکعت نماز پڑھانی چاہیئے اور نماز میں قراءت جہر کے ساتھ ہونی چاہیئے (بخاری - مسلم)

استسقاء کی نماز کا بیان | اس نماز کا طریقہ بھی وہی ہے جو نماز عیدین کا ہے۔ پہلی

رکعت میں دُعا، افتتاح کے بعد سات تکبیریں، ہر تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرے، بعد میں قنوت۔ اور دوسری رکعت میں قنوت سے پہلے پانچ تکبیریں بعد میں قنوت، باقی وہی طریقہ ہے عام نماز والا۔

تینتالیسواں باب نماز تسبیح کے بیان میں

پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ پڑھ کر اس کے بعد کوئی نماز تسبیح کا طریقہ اور سورت پڑھ کر پندرہ بار یہ دُعا پڑھے۔

سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ

اللہ پاک ہے اور سب تعریف اللہ کے لئے ہے اور اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور

اللَّهُ أَكْبَرُ (ابن ماجہ صفحہ ۱۰۰)

اللہ بہت بڑا ہے

پھر رکوع میں جائے تو دس بار پڑھے۔ پھر رکوع سے اٹھ کر دعاؤں کے بعد دس بار پڑھے۔ پھر سجدہ میں جائے تو دس بار پڑھے۔ پھر دونوں سجدوں کے درمیان میں دعا پڑھ کر دس مرتبہ پڑھے پھر دوسرے سجدہ میں دس مرتبہ پڑھے پھر جلسہ استراحت میں دس مرتبہ

پڑھے، ایسے ہی چاروں رکعتوں میں پڑھے۔

✽ نماز تسبیح کا فائدہ ✽

اس کے پڑھنے سے اگلے پچھلے، ظاہر پوشیدہ، صغیرہ کبیرہ نئے شیرانے، جان کر بھول چوک کے ساتھ سب گناہ بخشے جاتے ہیں۔ یہ نماز آپؐ نے اپنے چچا جان حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو سکھائی تھی مگر امت کے لئے بھی حکم عام ہے۔ ہر رکعت میں دعاؤں کے بعد پڑھنی ہے۔ یہ دُعَاُئِبِحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ مگر دونوں تشہید یعنی درمیانی اور آخری تشہید سے پہلے پڑھیں۔ اور جو بھی سورتیں یاد ہوں وہ ہی پڑھ لیں، یا جو نسی چاہیں چاروں رکعتوں میں پڑھیں مگر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ان چار سورتوں کا پڑھنا منقول ہے۔ ۱۔ اَلْہٰکُمُ التَّکْوِیْنُ، ۲۔ وَالْعَصْرُ ۳۔ قُلْ یٰۤاَیُّہَا الْکٰفِرُوْنَ ۴۔ قُلْ هُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ،



چوالیسواں باب

نماز کے بعض متفرق مسائل و فضائل کے بیان میں

زلزلہ کی نماز کا بیان اور طریقہ | اللہ کے حکم سے زمین ہلنے لگتی ہے اور اس کو

زلزلہ یا بھونچال بھی کہتے ہیں۔ گمراہ کی طرح زلزلہ میں بھی نماز پڑھنے کا حکم ہے۔ اس نماز کی بھی دو رکعت ہیں اور گمراہ کی طرح ہر رکعت میں دو، دو، تین تین رکوع کر کے پڑھی جاتی ہے۔ جو ترکیب گمراہ کی نماز کی ہے وہی ترکیب زلزلہ کی نماز کی بھی ہے۔ حدیث ملاحظہ ہو۔

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمَا فِي زَلْزَلَةٍ سَبْعَ رُكُوعَاتٍ وَارْبَعِ سَجَدَاتٍ وَقَالَ هَكَذَا صَلَوةُ الْاَيَاتِ (رواه البيهقي)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے زلزلہ کی نماز میں چھ رکوع اور چار سجدے کئے اور فرمایا کہ قدرتی نشانیوں کی نماز اسی طرح ادا ہوتی ہے۔

یعنی حضرت ابن عباس نے زلزلہ میں دو رکعت نماز پڑھی اور ہر رکعت میں دو، دو، تین، تین رکوع کئے، دو

رکعتوں میں چار سجدے کئے۔ صاحبِ سبل السلام فرماتے ہیں:

ابن ابی شیبہ نے اس اثر کو مختصر

روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس

رضی اللہ عنہ نے زلزلہ میں دو

رکعت نماز پڑھائی۔ دونوں

رکعتوں میں چار سجدے کئے۔

اور چہرہ رکوع کئے اس سے بظاہر

یہی معلوم ہوتا ہے کہ جماعت سے

نماز پڑھائی۔ یہی رائے امام قاسم

کی بھی ہے کہ خوف کے وقت گھن

جیسی دو رکعت نماز پڑھی جائے

حضرت امام احمد بن حنبلؒ بھی انکے

موافق فرماتے ہیں کہ زلزلہ میں گھن

جیسی نماز ہونی چاہیے۔

رَوَاهُ ابْنُ شَيْبَةَ مِنْ هَذَا

الْوَجْهِ مُخْتَصَرًا أَنَّ ابْنَ

عَبَّاسٍ صَلَّى بِهِمْ فِي زَلْزَلَةٍ

سَجَدَاتٍ رَكَعَ فِيهَا سِتًّا وَ

ظَاهِرُ اللَّفْظِ أَنَّهٗ صَلَّى بِهِمْ

جَمَاعَةً وَآلِیْ هَذَا ذَهَبَ

الْقَاسِمُ مِنَ الْإِلَالِ وَقَالَ يَصَلِّي

لَا فَرَارَ مِثْلَ صَلَاةِ الْكُسُوفِ

وَلَا شَاءَ رَكَعَتَيْنِ وَوَافَقَ

عَلَى ذَلِكَ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ

وَلَكِنْ قَالَ كَصَلَاةِ

الْكُسُوفِ۔

سبل و مغنی ابن قدامہ میں ہے :

يُصَلِّيُ لِلزَّلْزَلَةِ كَصَلَاةِ الْكُسُوفِ۔ یعنی زلزلہ

کی نماز بھی گھر گھن کی نماز کی طرح پڑھی جائے۔

سوالہ : اگر میت مرد ہو تو

اسکے کفن میں کتنے پکڑے ہوں؟

میت کے بقیہ مسائل

صرف تین چادریں مسنون ہیں۔ غسل کے بعد میت کو کفنہ کا طریقہ یہ ہے کہ چار پائی پر ایک چادر جو تقریباً تین گز لمبی اور ڈیڑھ گز چوڑی ہو بچھا دیں۔ پھر دوسری چادر اتنی ہی لمبی چوڑی اسکے اوپر بچھا دیں۔ پھر اسی طرح تیسری چادر بھی بچھا دیں۔ تینوں کو بچھا کر میت کو چار پائی پر لٹا دیں۔ اور پہلی چادر کو بائیں جانب سے اُلٹ دیں، پھر دائیں طرف سے اُلٹ دیں اسی طرح دوسری اور تیسری لپیٹ دیں۔ اور پھر سر کی جانب گرہ لگا دیں، ایک درمیان میں اور ایک پاؤں کے آخر میں گرہ لگا دیں۔ یہ تھا کفن مرد میت کا۔

اب میت عورت کا کفن بھی سن لیجئے۔ عورت کے کفن میں تین چادریں اور ایک سینہ بند اور ایک سر کا رومال۔ یہ پانچ کپڑے ہوئے۔ عورت کے کفن میں پاجامہ کمرتی وغیرہ نہیں۔ ملاحظہ ہو بخاری شریف ص ۱۳۹۔



پینتالیسواں باب

مسنون اور ضروری دُعاؤں کا بیان

سوتے وقت کی دُعا

پہلی دُعا: اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيٰى بِنَجْوٰى

اے اللہ! میں تیرے نام سے مرتا ہوں اور جیتا ہوں

دوسری دُعا: بِاسْمِكَ رَبِّیْ وَضَعْتَ جَنْبِیْ وَبِكَ

لے میرے لب! تیرے نام سے اپنی کروٹ رکھتا ہوں اور تیرے

اَرْفَعُهَا اِنْ اَمْسَكْتَ نَفْسِیْ فَاَرْحَمْهَا وَاِنْ

ہی نام سے اٹھاتا ہوں اگر تو میری جان کھینچ لے تو اس پر رحم کر اور اگر

اَرْسَلْتَهَا فَاَحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُّ بِهِ عِبَادَكَ

تو اسکو (والیس) بھیجے تو اس کی اس طرح حفاظت کر جس طرح تو اپنے نیک بندوں کی

الصُّلَحَيْنِ ۝ (بخاری، مسلم) مشکوٰۃ باب ما یقول
عند الصُّبْحِ وَالْمَاءِ وَالطَّعَامِ ،
حفاظت کرتا ہے۔

تیسری دُعا۔ اَللّٰهُمَّ اَسْلَمْتُ نَفْسِيْ اِلَيْكَ وَوَجَّهْتُ

اے اللہ! میں نے اپنی جان کو تابع کیا تیری طرف اور میں نے اپنا

وَجْهِيْ اِلَيْكَ وَفَوَّضْتُ اَمْرِيْ اِلَيْكَ وَالْجَاثِ

منہ تیری طرف پھیرا اور اپنا کام تیری طرف سونپا اور پناہ پکڑی

ظَهْرِيْ اِلَيْكَ رَغْبَةً وَرَهْبَةً اِلَيْكَ لَا مَلْجَا وَلَا

اپنی پیٹھ کی تیری طرف امید اور ڈر سے تیری طرف نہیں کوئی پناہ اور

مَنْجَا مِنْكَ اِلَّا اِلَيْكَ اَمَنْتُ بِكِتَابِكَ الَّذِيْ

نجات کی جگہ مگر تیری طرف میں تیری اس کتاب پر ایمان لایا جو

اَنْزَلْتَ وَبَنِيَّكَ الَّذِيْ اَرْسَلْتَ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۰۹)

تو نے اتاری اور تیرے نبیؐ پر جس کو تو نے بھیجا

جِوْنَحْيِ دُعَا۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَرَبَّ

اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے رب اور ہر چیز

كُلِّ شَيْءٍ فَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوَى مُنْزِلَ التَّوْرَةِ

کے پالنے والے دانے اور ٹھٹھکی کے چیرنے والے توریت اور انجیل

وَالْاِنْجِيلِ وَالْقُرْآنِ ۝ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ

اور قرآن کے اُتارنے والے میں تیری پناہ پکڑتا ہوں ہر بدی والے

كُلِّ ذِي شَرٍّ أَنْتَ اخِذْ بِنَاصِيَتِهِ أَنْتَ الْأَوَّلُ

کی بدی سے کہ تو اس کی چوٹی پکڑنے والا ہے تو سب سے اول ہے

فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ

تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں تھی اور تو سب سے آخر ہے تیرے بعد کوئی چیز

شَيْءٌ وَأَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ وَأَنْتَ

نہیں ہے اور تو ظاہر ہے پس تیرے اوپر کوئی چیز نہیں ہے اور تو

الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُونَكَ شَيْءٌ - اقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ

باطن ہے سو تجھ سے ورے کوئی چیز نہیں ہے میرا قرض ادا کر

وَاعْنِي مِنَ الْفَقْرِ (ابوداؤد)

اور مجھ کو محتاجی سے بے پروا کر۔

يَا حُيُوسُ دُعَا - اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَمَا اَخْلَتْ

اے اللہ! مالک ساتوں آسمانوں کے اور جن پران کا سایہ ہے۔

وَرَبَّ الْاَرْضَيْنِ وَمَا اَقْلَتْ وَرَبَّ الشَّيْطٰنِ وَ

اور مالک زمینوں کے اور جنہیں انھوں نے اٹھایا ہے اور رب شیطانوں کے اور

مَا اَضَلَّتْ كُنِّي لِجَارٍ اَمِّنْ شَرِّ خَلْقِكَ كُلِّهِمْ

جنکو بھول رہا یا ہو تو اپنی سب مخلوق کی بُرائی سے میری پناہ گاہ بن جا

جَمِيعًا اَنْ يَّفِرُّطَ عَلٰی اَحَدٍ مِّنْهُمْ اَوْ اَنْ يَّبْغِيَ عَزَّ

یہ کہ ان میں سے کوئی مجھ پر زیادتی کرے یا سرکشی کرے تیری پناہ

جَارُكَ وَجَلَّ ثَنَاؤُكَ وَرَأَى إِلَهَ غَيْرُكَ ۝ (ترمذی)

زیر دست ہے اور تیری تعریف بڑی ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔

چھٹی دُعا۔ اَللّٰهُمَّ قِنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبْعَثُ

اے اللہ! مجھ کو اپنے دن کے عذاب سے بچا جس دن تو اپنے بندوں

عِبَادَكَ تین مرتبہ (ابوداؤد)

کو اٹھائے گا۔

ساتویں دُعا۔ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ

میں اس اللہ سے بخشش مانگتا ہوں جسکے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

الْحَيُّ الْقَيُّومُ وَآتُوبُ إِلَيْهِ ۝ (تین مرتبہ) ترمذی و مشکوٰۃ

زندہ ہے سب کا تھامنے والا اور اسکی طرف توبہ کرتا ہوں۔

آٹھویں دُعا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ

میں پناہ چاہتا ہوں اللہ کی شیطان مردود سے۔

آیت الکرسی۔ اَللّٰهُ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّومُ

اللہ اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں۔ وہ جیتا ہے تھامنے والا

لَا تَاْخُذُہٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَّہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ

نہیں پکڑتی اس کو اونگھ اور نہ نیند اُسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور

وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗ

زمین میں ہے کون ایسا ہے جو اس کے پاس سفارش کرے

إِلَّا بِإِذْنِهِ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا

مگر اس کے حکم سے وہ جانتا ہے جو کچھ خلق کے روپ سے اور جو

خَلْفَهُمْ وَلَا يُحِيطُونَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهِ إِلَّا

بیٹھ بیٹھ ہے اور یہ کہ نہیں گھیر سکتے اس کے علم میں سے کچھ مگر

بِمَا شَاءَ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضَ وَلَا

جو وہ چاہے گتیاں اس کی کرسی میں آسمانوں اور زمین کو اور

يُودُّهُ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝

تھکتا نہیں ان کے بھانسنے سے اور وہی سب سے اوپر بڑا ہے۔

مسجد میں داخل ہونے کی دعائیں

پہلی دُعا۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ ۝

اے اللہ! میرے لئے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے۔

دوسری دُعا۔ اَعُوْذُ بِوَجْهِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ ۝ وَبِوَجْهِهِ

میں پناہ پکڑتا ہوں اللہ بڑی عزت والے کی اور اس کے منہ

الْكَرِيْمِ ۝ وَسَلْطَنِهِ الْقَدِيْمِ ۝ مِنَ الشَّيْطٰنِ

عزت والے کی اور اس کی قدیم حکومت کی شیطان مردور سے

الرَّجِيْمِ ۝ ابوداؤد۔ مشکوٰۃ صفحہ ۷۲

تیسری دُعا۔ بِسْمِ اللّٰهِ وَالصَّلٰوةِ وَالسَّلَامِ عَلٰی

میں اللہ کے نام کے ساتھ داخل ہوا اور درودِ رسول اللہ صلی اللہ

رَسُولِ اللّٰهِ رَبِّ اعْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَاَفْتَحْ لِيْ

علیہ وسلم پر اے میرے رب! میرے گناہ بخش دے اور میرے لئے اپنی

اَبْوَابِ رَحْمَتِكَ (مشکوٰۃ صفحہ ۷)

رحمت کے دروازے کھول دے۔

مسجد سے نکلنے کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ ○

اے اللہ! میں تجھ سے تیرا فضل مانگتا ہوں۔

گھر سے باہر نکلنے کی دُعا

یہی دُعا۔ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلٰی اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَ

میں اللہ کے نام سے نکلا۔ اللہ ہی پر میں نے بھروسہ کیا۔ گناہ سے بچنے اور

لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ○ (ابوداؤد۔ ترمذی)

نیکی، برکت ہیں ہے مگر اللہ کی مدد سے

دوسری دُعا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ

اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں

لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ

اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کیلئے بہ قسم کی تعریف ہے۔ اور وہ ہر چیز پر

قَدِيرٌ (ابن ماجہ)

قادر ہے۔

گھر میں آنے کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ

اے اللہ! میں تجھ سے بھلائی مانگتا ہوں گھر میں داخل ہوتے وقت اور گھر سے نکلنے وقت

بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ رَبَّانَا وَکَلَّمْنَا (البوداؤد) داخل ہوں

اللہ کے نام سے ہم داخل ہوئے اور اللہ ہی پر جو ہمارا رب ہے بھروسہ کیا۔

❀ فقر دُور ہونے کا وظیفہ ❀

جو شخص گھر میں داخل ہوتے وقت سُحُورَةُ الْاِخْلَاصِ

کو پڑھ کر داخل ہو تو اللہ تعالیٰ اسکے گھر والوں اور اُسکے

پڑوسیوں تک سے بھی فقر و فاقہ دُور کر دے گا۔ یہ ہے سورۃ

اِخْلَاصِ کے پڑھنے کی خیر و برکت۔ (بحوالہ مترجم قرآن مجید

جماعت غرباء اہلحدیث دُور ترجمہ والا)



بیتُ الخلاء میں داخل ہونے کی دعاء

بِسْمِ اللَّهِ - اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبْثِ

اللہ کے نام سے (داخل ہوتا ہوں) اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ناپاک جنوں

وَالْخَبَائِثِ ○ (بخاری - ترمذی)

اور ناپاک چیزوں سے

بیتُ الخلاء سے نکلنے کی دعائیں

پہلی دعاء - اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي اَذْهَبَ عَنِّي

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے مجھ سے ایذا کو

الَّذِي وَعَافَانِي ○ (ابن ماجہ)

دور کیا اور مجھ کو صحت دی۔

دوسری دعاء - غُفْرَانَكَ ○ (ابن ماجہ - ترمذی)

یا اللہ! میری بخشش چاہتا ہوں۔

لباس پہننے کی دعائیں

پہلی دعاء - اَلْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي كَسَانِي هَذَا وَرَزَقَنِيهِ

سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھ کو یہ کپڑا پہنایا اور بغیر میری

مِنْ غَيْرِ حَوْلٍ صَبِيٍّ وَلَا قُوَّةٍ ۝ (ابوداؤد)

محنت اور قوت کے مجھ پر کھڑا دیا۔

دوسری دُعا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي كَسَانِي مَا اُوَارِي بِهِ

سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے مجھ کو ایسا کپڑا پہنایا

عَوْرَتِي وَاتَّجَمَّلُ بِهِ فِي حَيَاتِي ۝ (احمد)

کہ اس سے اپنی شرمگاہ ڈھانکتا ہوں اور اس سے اپنی زندگی میں نیت کرتا ہوں

آئینہ دیکھنے کی عائن

پہلی دُعا۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ حَسَنْتَ خَلْقِي فَحَسِّنْ خُلُقِي

اے اللہ! تو نے میری صورت اچھی بنائی ہے پس میری سیرت بھی اچھی کر

وَحَرِّمَ وَجْهِي عَلَى النَّارِ ۝ (ہزار۔ حزب المقبول صفحہ ۸۸)

اور میرے منہ کو آگ پر حرام کر دے۔

دوسری دُعا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي سَوَّى خَلْقِي فَقَدَلَهُ

سب تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے میرا اعضا ٹھیک بنائے

وَصَوَّرَ صُورَةَ وَجْهِي فَاَحْسَنَهَا وَجَعَلَنِي مِنْ

بھرا ایک کو برابر کیا اور میرے منہ کی صورت کا نقشہ بنایا پھر اسکو خوب بنایا اور مجھ کو

اَلْمُسْلِمِينَ ۝ (ابن السنی۔ حزب المقبول)

حکم ماننے والوں میں سے کیا۔

تکبیر کے بعد کی غار

اَللّٰهُمَّ اَعْطِنِيْ اَفْضَلَ مَا تُعْطِيْ عِبَادَكَ

اے اللہ! تو مجھ کو وہ افضل چیز عطا فرما جو تو اپنے لائق و

الصّٰلِحِيْنَ ۝ (نسائی۔ ابن مسنیٰ اسلامی وظائف صفحہ ۸۶)

نیک بندوں کو دیتا ہے۔

اذانِ مغرب کے نزدیک کی غار

اَللّٰهُمَّ هَذَا اِقْبَالُ لَيْلِكَ وَاِدْبَارُ نَهَارِكَ

اے اللہ! یہ تیری رات کے آئے اور تیرے دن کے جانے کا وقت ہے

وَاصْوَاتُ دُعَاتِكَ فَاغْفِرْ لِيْ ۝ (ابوداؤد)

اور تیرے پکارنے والوں کی آوازوں کا سو تو مجھ بخش دے

نماز فجر اور مغرب کے بعد کے وظیفہ

۱) لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ

اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يَسِيْرُ الْخَيْرِ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ

بادشاہت ہے اور اسی کیلئے سب تعریف ہے اسی کے ہاتھ میں بھلائی ہے وہی جلاتا اور مارتا ہے

وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ دس مرتبہ (احمد)

اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

(۲) اَللّٰهُمَّ اَجِدْنِي مِنَ النَّارِ ۝ سات مرتبہ (ابوداؤد)

اے اللہ! مجھ کو دوزخ سے پناہ دے۔

(۳) اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيعِ الْعَلِيْمِ ۝ مِنَ الشَّيْطَانِ

میں پناہ چاہتا ہوں اُس اللہ کی جو سنتا جانتا ہے شیطان

الرَّجِيْمِ ۝ تین مرتبہ پڑھتے ہیں (دارمی) پھر سورہ حشر کی

مردود سے۔

آخری یہ تین آیتیں پڑھتے ہیں۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا

وہ اللہ کہ جس کے سوا کسی کی بندگی نہیں

هُوَ عَلِيْمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ

وہ سچے اور کھلے کو جانتا ہے وہی ہر مان رحمت والا ہے

هُوَ اللّٰهُ الَّذِي لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ

وہ اللہ کہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ بادشاہ ہے

الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيزُ

پاک ذات سلامتی والا امان دینے والا پناہ میں لینے والا زبردست

الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝

دباؤ والا بڑائی والا اللہ اس چیز سے پاک ہے جن کو وہ شریک بناتے ہیں۔

هُوَ اللَّهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ

وہ اللہ جو بنانے والا نکال کھڑا کرنے والا ہے صورت کھینچنے والا ہے اس کے

الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَىٰ يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ

سب نام اچھے ہیں اس کی پاکی بیان کرتی ہے ہر وہ چیز جو آسمانوں

وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ۝

اور زمین میں ہے اور وہی زبردست حکمت والا ہے۔

صبح وشام پڑھنے کی دعائیں

پہلی دعا۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِيْ

اے اللہ تو ہی میرا رب ہے تیرے سوا کسی کی بندگی نہیں کرتے ہی مجھ کو

وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلَىٰ عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا

پیدا کیا اور میں تیرا غلام ہوں اور میں حتی الوسعت تیرے عہد اور تیرے وعدہ پر

اَسْتَطَعْتُ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ

قائم ہوں میں اپنے کاموں کی برائی سے پناہ پکڑتا ہوں۔ جو تو نے مجھ پر

بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاَبُوْءُ بِذَنْبِيْ فَاغْفِرْ لِيْ فَاِنَّهُ

احسان کیا ہے میں اسکا اقرار کرتا ہوں اور اپنے گناہوں کا بھی اقرار ہوں تو مجھے بخش دے بات یہ ہے

لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ تین مرتبہ (بخاری)

کہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا

دُوسری عار۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَصْبَحْتُ اَشْهَدُکَ وَ

یا اللہ! میں نے صبح کی

میں تجھ کو

اَشْهَدُ حَمَلَةَ عَرْشِکَ وَمَلِیْکَتَکَ وَجَمِیْعَ خَلْقِکَ

تیرے عرش کے اٹھانے والوں کو اور تیرے سب فرشتوں کو اور تیری تمام مخلوق کو

اَنْتَ اَنْتَ اللّٰهُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ وَحْدَکَ لَا شَرِیْکَ

تو ہی تُو ہی اللہ ہے تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو ہی اکیلا ہے تیرا کوئی شریک

لَکَ وَاَنْ مُحَمَّدًا عَبْدُکَ وَرَسُوْلُکَ چار مرتبہ (ترندی

نہیں اور یقیناً محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندہ اور رسول ہیں۔

تیسری عار۔ سُبْحَنَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِہٖ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ

پاک ہے خدا کیلئے اور ہر قسم کی تعریف اسی کو رہا ہے اور حمد و ستیج کی قوت نہیں ہے

مَا شَاءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ یَكُنْ اَعْلَمُ اَنْ

ہم میں اگر اللہ کی مرضے جو کچھ اللہ نے چاہا ہوا اور جو نہ چاہا نہ ہوا۔ میں جانتا ہوں یقیناً

اللّٰهُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ وَّاَنَّ اللّٰهَ قَدُّ اَحَاک

اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور یقیناً اللہ کا علم

بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ ۝ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۱)

ہر چیز کو محیط ہے

چوتھی عار۔ بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یُضْرَمُ مَعَ اسْمِہٖ شَیْءٌ فِی

شروع اللہ کے نام سے کہ ضرر نہیں کرتی اس کے نام کے ساتھ کوئی چیز



الْأَرْضِ وَالْأَفْنِ السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ (تین مرتبہ نرمی)

زمین میں اور آسمان میں اور وہ سب سنتا جانتا ہے۔

پانچویں غار۔ اَعُوذُ بِكَ اللهُ التَّامَّتِ مِنْ

میں اللہ کے پورے کلموں کے ساتھ پناہ پکڑتا ہوں

شَرِّ مَا خَلَقَ (تین مرتبہ) (طبرانی فی الاوسط)

اس چیز کی بُرائی سے جسے اس نے پیدا کیا۔

چھٹی دُعا۔ رَضِيتُ بِاللّٰهِ رَبًّا وَبِالْإِسْلَامِ دِينًا

میں راضی ہوا اللہ کے رب ہونے پر اور اسلام کے دین ہونے پر

وَبِمُحَمَّدٍ نَبِيًّا تین مرتبہ (احمد)

اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے نبی ہونے پر۔

کھانا کھانے سے پہلے کی دُعا

بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلَى بَرَكَاتِهِ (حصن صفحہ ۲۲)

شروع اللہ کے نام سے اور اللہ کی برکت پر۔

کھانا کھانے کے درمیان یا دُعا کی دُعا

بِسْمِ اللّٰهِ أَوَّلَهُ وَآخِرَهُ (ابوداؤد)

شروع اللہ کے نام سے اس کھانے کے اول بھی اور آخر بھی

کھانا کھانے کے بعد کی دعائیں

پہلی دعا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا

تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے ہم کو کھلایا اور پلایا

وَجَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ ○ (ترمذی۔ مشکوٰۃ صفحہ ۳۶۵)

اور اس نے ہم کو حکم بردار بنایا۔

دوسری دعا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ هُوَ اَشْبَعَنَا وَ

تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے ہم کو سیر کیا اور

اَرْوَانَا وَانْعَمَ عَلَیْنَا وَافْضَلَ (مستدرک حاکم)

سیراب کیا اور ہم پر احسان کیا اور حاجت سے زیادہ دیا۔

تیسری دعا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَ وَسَقَّ وَسَوَّغَهُ

سب تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے کھلایا اور پلایا اور اس کو رچایا

وَجَعَلَ لَهُ مَخْرَجًا ○ (ابوداؤد)

نیچا یا اور اس کے لئے نکلنے کی راہ بنائی۔

چوتھی دعا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنِيْ هَذَا الطَّعَامَ

تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے مجھے یہ کھانا کھلایا

وَرَزَقْنِیْهِ مِنْ غَیْرِ حَوْلٍ مِّنِّیْ وَلَا قُوَّةٍ ○ (ترمذی)

اور عطا کیا بغیر کسی جہد کے اور بغیر کسی قوت کے جو میری طرف سے ہو۔

پانچویں دُعا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیْبًا مُبَارَکًا

تمام تعریف اللہ ہی کیلئے ہے تعریف بہت پاکیزہ بابرکت

فِیْہِ غَیْرُ مَکْفِیٍّ وَلَا مُوَدِّعٍ وَلَا مُسْتَغْنٰی عَنْہُ

نہ کفایت کیا گیا ہے اور نہ رخصت کیا گیا اور نہ بے پروائی کی گئی اس سے

رَبَّنَا ۝ اَللّٰہُمَّ بَارِکْ لَنَا فِیْہِ وَاطْعَمْنَا خَیْرًا اَمِنًا

اے ہمارے رب - یا اللہ ہماری اس کھانے میں برکت سے اور اس سے بہتر کھانا۔

پانی پینے کے بعد کی دُعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَقَانَا لَعْدًا بَاقِرًا اِنَّا بِرَحْمَتِہِ وَ

تمام تعریفیں اس اللہ کیلئے ہیں جس نے ہم کو اپنی رحمت سے پیٹھا اور کھنڈر اپنی پانی پلایا اور

لَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحًا اُجَاجًا یَذُوْبُنَا ۝ اِس کثیر صفحہ ۲۹۶ جلد ۴ مصری

ہمارے گناہوں کی وجہ سے اس کو کھاری اور کڑوا نہ کیا

آب زمزم پینے کی دُعا

اَللّٰہُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ عِلْمًا نَّافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَ

اے اللہ! میں تجھ سے نفع بخش علم اور کثادہ روزی اور

شِفَاءً مِّنْ کُلِّ دَآءٍ ۝ (حاکم - اسلامی وظائف صفحہ ۲۶۶)

ہر بیماری سے شفا کا سوال کرتا ہوں۔

دُودھ پینے کے بعد کی دُعا

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْهِ وَزِدْ نَافِعَهُ (ابوداؤد)

اے اللہ! ہمارے لئے اس میں برکت عطا فرما اور اس سے زیادہ عطا فرما۔

نیا پھل کھانے کی دُعا

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ ثَمَرِنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَتِنَا

اے اللہ! ہمارے میوے میں برکت دے اور ہمارے مدینے میں برکت دے

وَبَارِكْ لَنَا فِيْ مَدِيْنَا وَبَارِكْ لَنَا فِيْ صَاعِنَا۔ اَللّٰهُمَّ

اور ہمارے مدینے میں برکت دے اور ہمارے صاع میں برکت دے۔ اے اللہ!

کَمَا اَرَيْتَنَا اَوَّلَهُ فَاَرِنَا اٰخِرَهُ (ترمذی)

جیسا تو نے ہم کو اس میوے کا اول دکھلایا اسی طرح تو ہم کو اس کا آخر دکھلا۔

دُعوت کھانے کے بعد کی دُعا

پہلی دُعا۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَہُمْ فِیْمَا رَزَقْتَهُمْ وَ

اے اللہ! ان کو اس چیز میں برکت دے جو تو نے انہیں دی ہے اور

اغْفِرْ لَہُمْ وَارْحَمْہُمْ (مسلم)

انہیں بخش دے اور ان پر رحم فرما۔



دوسری عار۔ اَللّٰهُمَّ اطْعِمْ مَنْ اطْعَمَنِيْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِيْ

اے اللہ! کھلا اس کو جس نے مجھے کھلایا اور پلا اسکو جس نے مجھے پلایا

روزہ دار کا دعوت کھا کر دُعا کرنا

اَفْطَرَعِنْدَاكُمْ الصَّائِمُوْنَ وَاَكَلَ طَعَامَكُمْ اَلْاَبْرَارُ

تمہارے پاس روزہ داروں نے افطار کیا اور تمہارا کھانا نیکوں نے کھایا

وَصَلَّتْ عَلَيْكُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ ۝ (ابن ماجہ)

اور فرشتوں نے تمہارے واسطے دعائیں کیں۔

لیلۃ القدر میں پڑھنے کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّاكَ عَفُوٌّ تَحِبُّ الْعَفْوَ فَاغْفِرْ عَنِّيْ

یا اللہ تو معاف کرنے والا ہے معافی کو چاہتا ہے مجھ کو بھی معاف کر دے۔

سجۃ تلاوت کی دُعا

پہلی دُعا۔ سَجَدَ وَجْهِيْ لِلَّذِيْ خَلَقَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ

میرے چہرہ نے سجدہ کیا اس ذات کے لئے جس نے اسکو پیدا کیا اور

وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهِ وَقُوَّتِهِ ۝ (ابوداؤد)

کھولا اس کے کان اور آنکھ کو اپنی قدرت و قوت سے۔

دُوسری عار۔ اَللّٰهُمَّ اَكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَضَعْ

الہی! تو لکھ لے میرے لئے اپنے پاس اسکے سبب سے ثواب اور درگزر

عَنِّيْ بِهَا وَزَرًا وَّاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَتَقَبَّلْهَا

اس کی وجہ سے گناہ اور کر لے اسکو میرے لئے اپنے پاس ذخیرہ اور قبول کر مجھ سے

مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ (ترمذی ج ۵)

جیسا کہ تو نے قبول کیا اپنے بندہ داؤد کی طرف سے

تیسری عار۔ اَللّٰهُمَّ لَكَ سَجَدْتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ

الہی! میں نے تیرے ہی لئے سجدہ کیا اور تجھ ہی پر ایمان لایا اور تیری ہی

اَسْلَمْتُ اَنْتَ رَبِّيْ سَجَدَا وَجْهِيْ لِلَّذِيْ شَقَّ سَمْعَهُ

فرمانبرداری کی تو ہی میرا رب ہے میرے چہرہ نے سجدہ کیا اس ذات کیلئے جس نے اس کے کان

وَبَصَرَهُ تَبَارَكَ اللهُ اَحْسَنُ الْخَالِقِيْنَ

اور آنکھ کو کھولا اللہ برکت والا احسن الخالقین ہے۔

قرآن حدیث حفظ کرنے کی عار

اَللّٰهُمَّ ارْحَمْنِيْ بِتَرْكِ الْمَعَاصِيْ اَبَدًا مَا اَبْقَيْتَنِيْ

اے اللہ! مجھ پر رحم کر ساتھ چھوڑنے گناہوں کے ہمیشہ جیت تک تو مجھ کو باقی رکھے

وَارْحَمْنِيْ اِنْ اَتَكَلَّفَ مَا لَا يَعْزِيْنِيْ وَاَرْزُقْنِيْ

اور مجھ پر رحم کر یہ کہ میں اس چیز میں تکلف کروں جو میرے لئے عزت دینے والی نہیں ہے اور مجھ کو دیکھنے

حُسْنَ النَّظَرِ فَيَمَازُصِيكَ عَنِّي- اَللّٰهُمَّ بَدِيعِ

کی خوبی اس میں نصیب کر جو تجھ کو مجھ سے راضی کر دے۔ اے اللہ! آسمانوں اور

السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي

زمین کے پیدا کر نیوالے عزت اور بزرگی والے اور اس غلبہ کے مالک جس کا

لَا تُرَامُ اَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمَنُ بِجَلَالِكَ وَ

کوئی قصد نہ کر سکے۔ اے اللہ! اے رحمن! میں تجھ سے تیرے جلال اور تیرے

نُورٍ وَجْهِكَ اَنْ تُكْرِمَ قَلْبِي حِفْظَ كِتَابِكَ كَمَا

منہ کے نور کے وسیلہ سے مانگتا ہوں کہ تو میرے دل میں اپنی کتاب کی یاد جمادے جیسے کہ

عَلَّمْتَنِي وَاَرْسَلْتَنِي اَنْ اَتْلُوهُ عَلَى النَّحْوِ الَّذِي

تو نے مجھ کو سکھلائی اور مجھ کو اس کا پڑھنا نصیب کر اس طرح پر کہ وہ تجھ کو

يُرِضِيكَ عَنِّي اَللّٰهُمَّ بَدِيعِ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ

مجھ سے راضی کر دے اے اللہ! آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے

ذَا الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ وَالْعِزَّةِ الَّتِي لَا تُرَامُ

اے عزت اور بخشش کے مالک اور اس غلبہ کے مالک جس کا کوئی قصد نہ کر سکے

اَسْأَلُكَ يَا اَللّٰهُ يَا رَحْمَنُ بِجَلَالِكَ وَنُورِ وَجْهِكَ

اے اللہ! اے رحمن! میں تجھ سے مانگتا ہوں ساتھ برکت تیری عزت اور تیرے منہ کے نور کے

اَنْ تُنَوِّرَ بِكِتَابِكَ بَصَرِيْ وَاَنْ تُطْلِقَ بِهِ لِسَانِيْ

یہ کہ تو میری آنکھ کو اپنی کتاب سے روشن کرے اور یہ کہ تو اس کو میری زبان پر جاری کرتے

وَأَنْ تَفَرِّجَ بِهِ عَنْ قَلْبِي وَأَنْ تَشْرَحَ بِهِ صَدْرِي

اور یہ کہ تو اس سے میرا دل کھول دے اور یہ کہ تو اس سے میرا سینہ کشادہ کر دے

وَأَنْ تَغْسِلَ بِهِ بَدَنِي فَإِنَّهُ لَا يَعْزِيْنِي عَلَى الْحَقِّ

اور یہ کہ تو اس سے میرا بدن دھو دے۔ بیشک بات یہ ہے کہ تیرے سوا حق پر میری مدد کوئی نہیں

غَيْرُهُ وَلَا يُؤْتِيهِ إِلَّا أَنْتَ وَأَحْوَلُ وَلَا قُوَّةَ

کے سکتا اور اس کو تیرے سوا کوئی نہیں دے سکتا اور نہیں پھر ناگناہ سے اور نہیں قوت

إِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ (ترمذی صفحہ ۱۹۶)

عبادت بزرگوار اللہ کی مدد سے جو سب سے اوپر ہے بڑائی والا۔

نکاح کے مسائل | نکاح کا حکم: بخاری شریف میں ہے

حدیث کا ترجمہ: اے نوجوانو! تم

میں سے جو شخص نکاح اور خانہ داری کی طاقت رکھتا ہو

یعنی جسمانی اور مالی طاقت رکھتا ہو وہ نکاح ضرور کرے۔

کیونکہ نکاح بہت ہی اچھا کام ہے اور گاہ کو اور بہت روکنے

والا ہے شرمگاہ کو حرام کاری سے بچاتا ہے

عورت کی منظوری ضروری ہے | حضرت ابو سیرہ رضی

کہتے ہیں کہ فرمایا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیوہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے

جب تک اُس کی اجازت حاصل نہ کر لیا جائے ورنہ نہیں۔

اسی طرح کنواری عورت کا نکاح نہ کیا جائے جب تک اس سے دریافت نہ کر لیا جائے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا کرہ لڑکی شتراتی ہے اس سے کیونکر اجازت لیجائے؟ آپؐ نے فرمایا کہ باکرہ کا خاموش رہنا ہی اجازت ہے۔

نکاح پڑھانے کا مسنون طریقہ | جس شخص کا بھی نکاح کرنا ہو پہلے خطبہ مسنونہ اور آیاتِ نکاح پڑھ کر۔ بعد اجازت ولی کے دو لہا سے کہے کہ میں نے فلاں بنت فلاں لڑکی کا نکاح اتنے مہر پر تمہارے ساتھ کر دیا ہے تم نے قبول کیا؟ وہ جواب میں کہے میں نے قبول کیا۔ اس طرح ایجاب قبول کر لے فقط

خطبہ نکاح

الْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنُسْتَعِينُ وَنَسْتَغْفِرُهُ وَ

سب خوبی اللہ کیلئے ہے ہم اسکی تعریف کرتے ہیں اور اسکی مدد چاہتے ہیں اور اسی سے بخش چاہتے ہیں

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئِ اَعْمَالِنَا

اور ہم اللہ کی پناہ چاہتے ہیں اپنے نفسوں کی بدی سے اور اپنے بُرے کاموں سے

مَنْ يَهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ وَمَنْ يَضِلَّ اللّٰهُ فَلَا

جس کو اللہ ہدایت کرے اسے کوئی گمراہ کر نہیں اور جسکو وہ گمراہ کرے اس کو

هَادِي لَهُ وَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَ أَشْهَدُ

کوئی ہدایت کرے یا لا نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت لائق نہیں اور میں

أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ - أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ

گواہی دیتا ہوں کہ بیشک محمدؐ اس کے بندہ اور رسول ہیں۔ میں شیطان ماندہ ہوئے سے

الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝

اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔ اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحیم رحیم ہے

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّ الَّذِي خَلَقَكُمْ مِنْ

اے لوگو! ڈرو اپنے اس رب سے جس نے تم کو ایک نفس سے پیدا کیا

نَفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا

اور اس سے اس کا جوڑا پیدا کیا اور ان دونوں سے پھیلا

رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً وَاتَّقُوا اللَّهَ الَّذِي تَسَاءَلُونَ بِهِ

بہت سے مرد اور عورتیں اور اللہ سے ڈرتے رہو جس کا تم آپس میں واسطہ

وَالْأَرْحَامَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيبًا ۝ يَا أَيُّهَا

دیتے ہو اور ناتنے والوں سے خبردار رہو بیشک اللہ تم پر نگہبان ہے اے

الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تَقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ

ایمان والو! اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنا چاہیے اور تم نہ مرو

إِلَّا وَأَنْتُمْ مُسْلِمُونَ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا

مگر حکم برداری پر اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو

اللَّهُ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا ۝ يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ

اور سیدھی بات کہو تاکہ تمہارے کام ستوارے

وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَنْ يُطِيعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ

اور تمہارے گناہ بخش دے اور جو کوئی اللہ اور اس کے رسول کے حکم پر چلے

فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۝ (سنن اربعہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۷۲)

اس نے بڑی کامیابی پائی

دوٹھا کو مبارکباد دینے کی دعا

بَارَكَ اللَّهُ لَكَ وَبَارَكَ عَلَيْكَمَا وَجَمَعَ بَيْنَكُمَا

اللہ تجھ کو برکت دے اور تم دونوں پر برکت اتارے اور تینکے میں تم دونوں کے

فِي خَيْرٍ ۝ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۵)

درمیان اتفاق ہے

دلہن کی پیشانی کے بال پکڑ کر دعا پڑھنا

يَهْلِي دُعَاءُ اللَّهِ هَإِنِّي أَسْأَلُكَ خَيْرَهَا وَخَيْرِمَا

اے اللہ! میں تجھ سے اکی بھلائی اور اس چیز کی بھلائی جس پر

جَبَلَتْهَا عَلَيْهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّهَا وَشَرِّ

تو نے اسکو پیدا کیا ہے مانگتا ہوں اور اس کی بُرائی سے اور اس چیز کی بُرائی سے جس پر

مَا جَبَلَتْهَا عَلَيْهِ ۝ (ابوداؤد)

تو نے اسکو پیدا کیا ہے تیری پناہ چاہتا ہوں۔

دُوسری دُعا۔ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ فِيْهِ وَاَجْعَلْهُ طَوِيْلَ

اے اللہ! اس میں برکت دے اور اس کو لمبی عمر

اَلْعُمُرُ كَثِيْرًا لِّرَزْقٍ (حزب المقبول صفحہ ۶۱)

اور کثیر رزق دے۔

بیوی سے ہمبستری کرتے وقت کی دُعا

بِسْمِ اللّٰهِ۔ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ

شروع اللہ کے نام سے اے اللہ! ہم کو شیطان سے دور رکھ اور اس چیز سے

الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا (بخاری مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۲)

جو تو ہم کو نصیب کرے شیطان کو دور رکھ۔

ہمبستری سے فارغ ہونیکے بعد کی دُعا

اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ لِّلشَّيْطٰنِ فِیْمَا رَزَقْتَنیْ نَصِيْبًا حَصِنِ

اے اللہ! اس چیز میں جو تو ہم کو دے شیطان کا حصہ نہ کر

چھینک آنے کے وقت کی دُعا

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی كُلِّ حَالٍ مَا كَانَ (ابن ابی شیبہ)

اللہ رب العالمین کا شکر ہے ہر حال میں جو بھی ہو۔

چھینک سُننے وَالایہ عَابُطُہ

بِرَّحْمَتِ اللَّهِ (سنن نسائی - حصن صفحہ ۳۰)

اللہ تجھ پر رحم کرے

چھینکے وَالاجَابُ میں یہ کہے

يَهْدِيكُمْ اللَّهُ وَيُصْلِحْ بَالَكُمْ (بخاری)

اللہ تمہاری ہدایت کرے اور تمہارے دل کو درست کر دے۔

مُصِيبَتِ زَدَہ کو دیکھ کر پڑھنے کی دُعَا

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي عَافَانِي مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهِ وَ

سب شکر اللہ کے لئے ہے جس نے مجھ کو اس بلا سے بچا یا جس میں تجھ کو مبتلا کیا ۱۹۱

فَضَّلَنِي عَلَى كَثِيرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِيلًا (ابن ماجہ مشکوٰۃ ص ۱۱۱)

اس نے مجھ پر بہت سی مخلوق پر فضیلت و بڑائی عطا فرمائی۔

بیمار پُرسی کی دُعَائیں

پہلی دُعَا۔ بِسْمِ اللَّهِ الْكَبِيرِ ۝ اَعُوْذُ بِاللَّهِ الْعَظِيمِ

اللہ بڑائی والے کے نام کے ساتھ میں اللہ عظیمت والے کی پناہ چاہتا ہوں

۱۳۵
مِنْ شَرِّ كُلِّ عِرْقٍ نَّعَّارٍ وَمِنْ شَرِّ حَرِّ النَّارِ (مشکوٰۃ)

ہر جوش مارنے والی رگ کی بُرائی سے اور دوزخ کی گرمی کی بُرائی سے۔

دوسری دُعا۔ رَبَّنَا اللَّهُ الَّذِي فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ

ہمارا رب وہ اللہ ہے جو آسمان میں ہے۔ تیرا نام

اسْمُكَ أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَمَا رَحِمْتُكَ

پاک ہے تیرا حکم آسمان اور زمین میں ہے جس طرح تیری رحمت

فِي السَّمَاءِ فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ فِي الْأَرْضِ اغْفِرْ لَنَا

آسمان میں ہے (اسی طرح) تو اپنی رحمت زمین میں کر دے۔ ہمارے گناہ

حُوبَنَا وَخَطِيئَاتِنَا أَنْتَ رَبُّ الطَّيِّبِينَ أَنْزِلْ رَحْمَةً

اور ہماری بھول بھوک معاف کر دے تو ہی پاکوں کا رب ہے اپنی رحمت میں سے

مِنْ رَحْمَتِكَ وَشِفَاءً مِّنْ شِفَاءٍ كَ عَلَى هَذَا

رحمت اتار اور اپنی شفا میں سے شفا دے اس

الْوَجَعِ (ابوداؤد۔ مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۷)

بیماری پر۔

تیسری دُعا۔ أَذْهِبِ الْبَاسَ رَبَّ النَّاسِ وَاشْفِ

اے آدمیوں کے رب! بیماری کو دور کر اور شفا دے

أَنْتَ الشَّافِي لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاؤُكَ شِفَاءً لَا

تو ہی شفا دینے والا ہے نہیں ہے شفا مگر تیری شفا وہ شفا دے جو کسی

يُغَادِرُ سَقَمًا ۝ (بخاری)

بیماری کو نہ چھوڑے

چوتھی دُعا۔ بِسْمِ اللّٰهِ ۝ تین مرتبہ۔ اَعُوْذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ

شروع اللہ کے نام سے

وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا اَجْدُ وَاَحَاذِرُ سَاتِ مَرْتَبَہ

قدرت کی پناہ چاہتا ہوں اس چیز کی بُرائی سے جو میں پاتا ہوں اور ڈرتا ہوں۔

(مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۴)

پانچویں دُعا۔ لَا يَأْسُ طَهْوَرُ اِنْ شَاءَ اللّٰهُ ۝ (بخاری مشکوٰۃ ۱۳۵)

کچھ ڈرتیں یہ اگر اللہ سے چاہا تو یہ بیماری گنہوں سے پاک کر دی جاتی ہے۔

چھٹی دُعا۔ اَعِيْذُكَ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّتِ مِنْ شَرِّ

میں تجھ کو اللہ کے ان کلموں کی پناہ میں دیتا ہوں جو پورے ہیں

كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَةٍ

ہر شیطان اور جانور یا ذہندہ اور ہر آنکھ نظر لگانے والی کی بُرائی سے

نظر بد کی تحقیق اور اس کا شرعی علاج

قرآن پاک ۲۹ سورہ قلم آیت ۵۱ سے یہ مسئلہ ثابت ہوا

کہ نظر کا لگ جانا حق ہے حضرت امام حسن بصریؒ سے منقول ہے



کہ جس شخص کو بھی نظر بد کسی انسان کی لگ گئی ہو اس پر یہ دو آیات سورہ قلم کی آخری پڑھ کر دم کر دینا نظر بد کے اثر کو زائل کر دیتا ہے۔ تفسیر مظہری، تفسیر ابن کثیر ص ۲۱، ۲۲ میں اسکی تفصیل درج ہے۔

۱۔ حدیث میں آیا ہے کہ نظر بد بحکم خدا انسان کو گرا دیتی ہے

۲۔ حدیث، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت امام حسن و

حسین علیہما السلام کو ان الفاظ کے ساتھ پناہ میں دیتے تھے۔

أَعِيذُ بِكَلِمَاتِ اللَّهِ التَّامَّةِ

مِنْ كُلِّ شَيْطَانٍ وَهَامَّةٍ

وَمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَةٍ

سو نپتا ہوں ہر شیطان سے اور ہر ایک لگ جانے والی نظر بد سے۔

اور پھر فرمایا آپ نے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی حضرت

اسحاق اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کو انہی الفاظ سے اللہ کی

پناہ میں دیا کرتے تھے۔

۳۔ تیسری حدیث، ابن ماجہ میں ہے سہیل ابن حنیف

غسل کر رہے تھے۔ عامر بن ربیعہ کہنے لگے کہ میں نے تو

آج تک ایسا خوبصورت جسم یعنی بدن کسی پردہ نشین کا بھی نہیں

دیکھا پس دیکھتے ہی دیکھتے یہ الفاظ سننے ہی فوراً بیہوش

ہو کر گر پڑے۔ لوگوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا، یا رسول اللہ

صحابیؓ کی آپ خبر لیجئے۔ یہ تو بیہوش ہو گئے۔ آپ نے فرمایا تمہارا کسی پر شک بھی ہے؟ لوگوں نے عرض کیا ہاں عامر بن ربیعہؓ پر ہے۔ آپ نے فرمایا، تم میں سے کیوں کوئی اپنے بھائی کو قتل کرتا ہے جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کی کسی ایسی چیز کو دیکھے جو اُسے بہت ہی اچھی لگے تو اُسے چاہئے کہ اس کے لئے برکت کی دعا کرے۔

۴۔ چوتھی حدیث جامع ترمذی میں ہے کہ حضرت اسماء رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کے بچوں کو نظر لگ جایا کرتی ہے تو کیا میں کچھ دم کرا لیا کروں؟ آپ نے فرمایا ہاں اگر کوئی چیز تقدیر سے سبقت کر جانے والی ہوتی تو وہ نظر ہوتی۔

۵۔ حدیث مسند بزار میں ہے کہ میری اُمت کی قضا و قدر کے بعد، اکثر موت نظر سے ہوگی۔ پھر آپؐ فرماتے ہیں کہ نظر حق ہے۔ انسان کو قبر تک پہنچا دیتی ہے اور اونٹ کو ہانڈی تک۔ میری اُمت کی اکثر لاکھ اسی نظر لگنے میں ہے۔

۶۔ حدیث ابن عساکر میں ہے کہ جبریل علیہ السلام حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے آپ اسوقت غمزدہ تھے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے آپ سے سبب پوچھا

کیوں غمگین ہو؟ حضورؐ نے فرمایا۔ حسنؓ اور حسینؓ کو نظر لگ گئی ہے۔ حضرت جبریل علیہ السلام نے فرمایا، یہ بات یعنی نظر سچائی کے قابل چیز ہے۔ نظر واقعی لگتی ہے۔ حضرت جبریلؑ نے فرمایا، آپؐ نے یہ کلمات پڑھ کر ان بچوں کو پناہ میں کیوں نہ دیا؟ حضورؐ نے دریافت کیا وہ کلمات کیا ہیں؟ وہ کلمات مندرجہ ذیل ہیں۔ نبی علیہ السلام نے جب حضرت جبریل علیہ السلام والی دعا پڑھ کر دونوں بچوں پر دم کیا، اُسی وقت دونوں بچے اٹھ کھڑے ہوئے اور آپکے سامنے کھیلنے کودنے لگے۔ **بِسْمِ اللّٰهِ** کیا ہی ان کلمات کی شان ہے نوٹ: دعا مذکورہ میں امام حسنؓ اور حسینؓ کا نام ہے آپ جس پر دم کریں اُس مریض کا نام لیں۔ فقط

ساتویں دعا۔ **اَللّٰهُمَّ ذَا السُّلْطٰنِ الْعَظِيْمِ ذَا الْمَنِّ**

اے اللہ! اے بہت بڑی بادشاہی والے اے زبردست قدیم

الْقَدِيْمِ ذَا الْوَجْهِ الْكَرِيْمِ وَلِيَّ الْكَلِمَاتِ التَّامَّةِ

حسانوں والے اے بزرگ ترین چہرے والے اے پورے کلموں والے

وَالِدَ الْعَوَاتِ الْمُسْتَجَابَاتِ عَافِ هَذَا مِنْ نَفْسِ

اور اے دعاؤں کو قبولیت کا درجہ دینے والے تو فلاں کو تمام جنات کی

الْجِنَّ وَاعْيُنِ الْاِنْسِ ○ (ابن کثیر پارہ ۲۹)

ہواؤں سے اور تمام انسانوں کی آنکھوں سے اپنی پناہ دے۔

اَٹْھُوں دُعا۔ بِسْمِ اللّٰهِ تَرْبَةً اَرْضَنَا بِرِيقَةٍ بَعْضُنَا

اللہ کے نام سے ہماری زمین کی مٹی جو کہ ہمارے بعض کے ٹھوک میں

لِيُشْفِيَ سَقِيمُنَا بِاِذْنِ رَبِّنَا (مسلم - مشکوٰۃ ص ۱۳۴)

ملی ہوئی ہے تاکہ ہمارے رب کے حکم سے ہمارا بیمار شفا پائے۔

چاند دیکھنی دعائیں

پہلی دُعا۔ اَللّٰهُمَّ اَهْلُهُ عَلَيْنَا بِالْاَمْنِ وَالْاِيْمَانِ

اے اللہ! ہم کو یہ چاند دکھلا امن اور ایمان

وَالسَّلَامَةِ وَالْاِسْلَامِ رَبِّيْ وَرَبُّكَ اللّٰهُ ○ (ترمذی)

اور سلامتی اور اسلام کے ساتھ۔ اے چاند میرا میرا رب اللہ ہے۔

دوسری دُعا۔ هَلَالٌ خَيْرٌ وَرُشِدٌ تَيْنِ مَرْتَبَةٍ - اَمْنٌ

یہ چاند بھلائی اور بہتری کا ہو۔ میں اس ذات پر

بِالَّذِيْ خَلَقَكَ (مشکوٰۃ ص ۲۱۶)

ایمان لایا جس نے تجھے پیدا کیا۔

تیسری دُعا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ ذَہَبَ بِشَہْرِکَ ذَا جَآءِ

سب تعریف اس اللہ کیلئے ہے جو اُس مہینہ کو لے گیا اور

بِشَہْرِکَ ذَا (ابوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۶) (کذا کی جگہ مہینہ کا نام لیں)

اس مہینہ کو لے آیا۔

چوتھی دُعا۔ اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شَرِّہِذَا (نسائی)

میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اس چاند کی بُرائی سے۔

قبر میں اتارنے کی دعائیں

پہلی دُعا۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَبِاللّٰہِ وَعَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰہِ (ابوداؤد)

اللہ کے نام سے اور اللہ کے حکم سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت پر

دوسری دُعا۔ مِنْہَا خَلَقْنَاکُمْ وَفِیْہَا نَعِیْدُکُمْ وَمِنْہَا

ہم نے تم کو اس (مٹی) سے پیدا کیا اور اسی میں لوٹا دینگے اور دوبارہ

نُخْرِجُکُمْ تَارَةً اُخْرٰی ○

تم کو اسی سے نکالیں گے۔

دفنانے کے بعد کی دُعا

اس کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی خاص دُعا

منقول نہیں ہے، اتنا ضرور ثابت ہے کہ آپ میت کو دفنانے کے

بعد ٹھہرے رہتے اور فرماتے اِسْتَغْفِرُ ذَا اِلْحٰیثِکُمْ وَسَلُوْا لَہٗ
التَّشْدِیْتُ فَاِنَّہٗ اِلٰذَا یُسَالُ (ابوداؤد)

اپنے بھائی کے حق میں بخشش مانگو اور ثابت قدمی کی درخواست
کرو کیونکہ اس وقت اس سے سوال کیا جا رہا ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ وسلم دیر تک اللہ کی پاکی اور اس کی بڑائی کہا کرتے تھے۔

قبرستان میں جا کر پڑھنے کی عائیں

پہلی دُعا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ اَہْلَ الدِّیَارِ مِنْ اَلْمُؤْمِنِیْنَ

اے قبروں کے رہنے والو! تم پر سلام ہو ایمان والوں

وَالْمُسْلِمِیْنَ ۝ وَاِنَّا اِنْ شَاءَ اللّٰہُ بِکُمْ

اور مسلمانوں میں سے اور اگر اللہ نے چاہا ہم یقیناً تم سے

لَا حِقُوْنَ ۝ نَسْأَلُ اللّٰہَ لَنَا وَ لَکُمُ الْعَافِیَۃَ (ترمذی مشکوٰۃ ص ۱۵۴)

چلنے والے ہیں ہم اللہ سے اپنے لئے اور تمہارے لئے عافیت مانگتے ہیں

دوسری دُعا۔ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ یَا اَہْلَ الْقُبُوْرِ یَغْفِرُ

اے قبروں کے رہنے والو! تم پر سلام ہو اللہ ہم کو

اللّٰہُ لَنَا وَ لَکُمْ اَنْتُمْ سَلَفُنَا وَ نَحْنُ بِالْاَثَرِ

اور تم کو بخشنے تم ہمارے آگے چلنے والے ہو اور ہم تمہارے پیچھے

آنے والے ہیں۔ (ترمذی مشکوٰۃ ص ۱۵۴)

پناہ مانگنے کی دعائیں

پہلی دعا۔ اَللّٰهُمَّ ارِنِيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عِلْمٍ لَا يَنْفَعُ

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس علم سے جو نفع نہ دے

وَمِنْ قَلْبٍ لَا يَخْشَعُ وَمِنْ نَفْسٍ لَا تَشْبَعُ وَ

اور اس دل سے جو نہ ڈرے اور اس نفس سے جو نہ بھرے اور

مِنْ دَعْوَةٍ لَا يُسْتَجَابُ لَهَا (مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۶)

اس دعا سے جو مقبول نہ ہو۔

دوسری دعا۔ اَللّٰهُمَّ ارِنِيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْبَرَصِ

یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں برص (کڑھ)

وَالْجَذَامِ وَمِنْ سَيِّئِ الْأَسْقَامِ ۝ اَللّٰهُمَّ

اور جذام سے اور سب بُری بیماریوں سے یا اللہ

ارِنِيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ سَمْعِيْ وَبَصَرِيْ وَشَرِّ

میں تیری پناہ چاہتا ہوں اپنے سننے کی بُرائی سے اور اپنے دیکھنے کی بُرائی سے اور

لِسَانِيْ وَشَرِّ قَلْبِيْ وَشَرِّ مَيِّتِيْ

اپنی زبان کی بُرائی سے اور اپنے دل کی بُرائی سے اور اپنی مٹی کی بُرائی سے۔

تیسری دعا۔ اَللّٰهُمَّ ارِنِيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَ

اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر اور

الْحَزَنُ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ

غم سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری ناتوانی اور سستی سے اور پناہ چاہتا ہوں

الْبَخْلِ وَالْجَبْنِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّائِنِ وَقَهْرِ

تیری بخل اور نامردی سے اور پناہ چاہتا ہوں تیری قرض کے غلبہ اور لوگوں

الرِّجَالِ - اَللّٰهُمَّ اَكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ وَ

کے ہنر سے۔ اے الہی! مجھ کو اپنی حلال روزی سے کفایت کر اپنی حرام روزی

اَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ (البوداؤد مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۶)

سے بچا کر اور مجھ کو اپنے فضل کے ساتھ بے پرواہ کر اپنے ماسوا سے

يُوقِيْ دُعَاءَ - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوذُ بِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَدَرَكِ

یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں بلا کی مشقت سے اور ید بختی کے

الشَّقَاءِ وَسُوءِ الْقَضَاءِ وَشِمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ (بخاری)

ظلم سے اور بُرے فیصلہ سے اور دشمنوں کے خوش ہونے سے

يَا نُجُوِيْ دُعَاءَ - اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوذُ بِكَ مِنَ الْهَدْمِ وَأَعُوذُ

یا اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں دب کر مرنے سے اور تیری

بِكَ مِنَ التَّرْدِيْ وَمِنَ الْغَرَقِ وَالْحَرَقِ وَالْهَرَمِ

پناہ چاہتا ہوں گر کر مرنے سے اور ڈوبنے سے اور جلنے سے اور بڑھاپے سے

وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ اَنْ يَّتَخَبَّطَنِي الشَّيْطَانُ عِنْدَ

اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ مرتے وقت شیطان مجھ کو بے خواص کر دے

الْمَوْتِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَمُوتَ فِي سَبِيلِكَ

اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ تیری راہ میں بیٹھ دے کر

مُذَبَّرًا وَأَعُوذُ بِكَ مِنْ أَنْ أَمُوتَ لَدُنْكَ

مردن اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ ذہریع جانور کے کاٹنے سے مرو

(نسائی مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۷)

اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے کی دعائیں

یہی دُعا۔ اَللّٰهُمَّ اَنْفَعْنِيْ بِمَا عَلَّمْتَنِيْ وَعَلِّمْنِيْ مَا

اے اللہ! فائدہ دے مجھ کو اس چیز سے جو تو نے سکھائی اور مجھ کو وہ چیز سکھا

يَنْفَعُنِيْ وَزِدْنِيْ عِلْمًا ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلَى كُلِّ حَالٍ وَ

جو مجھ کو فائدہ دے اور مجھ کو زیادہ علم دے اللہ کا شکر ہے ہر حال میں اور

اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ حَالِ اَهْلِ النَّارِ (ابن ماجہ مشکوٰۃ صفحہ ۱۹)

اللہ کی پناہ چاہتا ہوں دوزخ والوں کے حال سے۔

دوسری دُعا۔ اَللّٰهُمَّ اَصْلِحْ لِيْ دِيْنِيْ الَّذِيْ هُوَ عَصَمَةُ

اے اللہ! سنوار دے میرا دین وہ جو میرے سب کام کا بچاؤ

اَمْرِيْ وَاصْلِحْ لِيْ دُنْيَايَ الَّتِيْ فِيْهَا مَعَاشِيْ وَاصْلِحْ لِيْ

میرے اور سنوار دے میری دنیا وہ جس میں میری گزراں ہے اور سنوار دے



اٰخِرَتِي الَّتِي فِيْهَا مَعَادِي وَاَجْعَلِ الْحَيٰوةَ زِيَادَةً

میری آخرت جس میں مجھ کو پھرنا ہے اور کر زندگی کو سبب زیادتی کا

لِيْ فِيْ كُلِّ خَيْرٍ وَّاجْعَلِ الْمَوْتَ رَاحَةً لِّيْ مِنْ كُلِّ

میرے لئے ہر نیکی میں اور کر موت کو سبب راحت کا میرے لئے ہر بُرائی سے

نَسْرِ (مسلم مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۸)

تِيْسِرِيْ عَامٍ۔ اَللّٰهُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاكْرِمْنَا وَ

اے اللہ! بڑھا ہم کو اور نہ گھٹا ہم کو اور عزت دے ہم کو

لَا تُهِنَّا وَاَعْظِنَّا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاثِرْنَا وَلَا تُؤْثِرْ

اور نہ ذلیل کر ہم کو اور نہ بے نصیب کر ہم کو اور پسند کر ہم کو اور مت پسند کر

عَلَيْنَا وَاَرْضْنَا وَاَرْضَ عَنَّا (احمد مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۹)

ہم پر اوروں کو اور راضی کر تو ہم کو اور راضی ہو تو ہم سے۔

چَوْثَمِيْ عَامٍ۔ اَللّٰهُمَّ اَقْسِمُ لَنَا مِنْ خَشْيَتِكَ مَا تَحُولُ

یا اللہ! تو ہم کو اپنا ڈر نصیب کر جو روک کر دے تو

بِهَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ مَعَاصِيكَ وَمِنْ طَاعَتِكَ مَا

اس کو ہمارے اور اپنے گناہوں کے بیچ میں اور اپنے حکم پر چلنا جو

تُبَلِّغُنَا بِهِ جَنَّتَكَ وَمِنَ الْيَقِيْنِ مَا تَهْوَنُ بِهِ

پہنچا دے تو ہم کو اس سے اپنی جنت میں اور یقین جو آسان کرنے تو ہم پر

عَلَيْنَا مُصِيبَاتِ الدُّنْيَا وَمَتِّعْنَا بِأَسْمَاعِنَا وَ

اس سے دنیا کی مصیبتیں اور فائدہ دے ہم کو ہمارے کانوں اور

أَبْصَارِنَا وَقَوِّتِنَا مَا أَحْيَيْتَنَا وَاجْعَلْهُ الْوَارِثَ

ہماری آنکھوں اور ہماری قوت سے جب تک تو ہم کو زندہ رکھے اور ان میں سے ہر ایک کو

مِنَّا وَاجْعَلْ ثَأْرَنَا عَلَى مَنْ ظَلَمْنَا وَانْصُرْنَا

ہمارا وارث کر اور کر ہمارا غصہ اس پر جو ہم پر ظلم کرے اور ہماری اس پر

عَلَى مَنْ عَادَانَا وَلَا تَجْعَلْ مُصِيبَتَنَا فِي دِينِنَا

مدد کر جو ہم سے دشمنی کرے اور مت کر ہماری مصیبت ہمارے دین میں۔

وَلَا تَجْعَلِ الدُّنْيَا أَكْبَرُ هِمِّنَا وَلَا مَبْلَغَ عِلْمِنَا

اور مت کر دنیا کو ہمارے بڑے غم کی چیز اور نہ ہمارے علم کے پہنچنے کی جگہ کو

وَلَا تَسْلُطْ عَلَيْنَا مَنْ لَا يَرْحَمُنَا (ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۹)

اور نہ غلبہ دے اس کو جو ہم پر رحم نہ کرے

يَا نَجْوِي عَاذَ اللّٰهِمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ حُبَّكَ وَحُبَّ مَنْ

اے اللہ! میں تجھ سے مانگتا ہوں تیری محبت اور اس کی محبت

يُحِبُّكَ وَالْعَمَلُ الَّذِي يُبَلِّغُنِي حُبَّكَ - اللّٰهُمَّ

جو تجھ سے محبت رکھے اور وہ کام جو مجھ کو تیری محبت تک پہنچا دے اے اللہ!

اجْعَلْ حُبَّكَ أَحَبَّ إِلَيَّ مِنْ نَفْسِي وَمَالِي وَأَهْلِي

کر اپنی محبت کو زیادہ میرے دل میں میری جان اور میرے مال اور میرے اہل



وَمِنْ الْمَاءِ الْبَارِدِ (ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۹)

اور ٹھنڈے پانی کی محبت سے۔

مرغ کی اذان سننے کی دعا

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ مِنْ فَضْلِكَ (ترمذی مشکوٰۃ ص ۱۳)

یا اللہ! میں تجھ سے تیرے فضل میں سے مانگتا ہوں

گدھے کی آواز سننے کی دعا

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ (بخاری سلم مشکوٰۃ ص ۱۳)

میں شیطان مردود سے اللہ کی پناہ چاہتا ہوں۔

مُسا فر کو وداع کر نیکی دعائیں

پہلی دعا۔ اَسْتَوْذِعُ اللَّهَ دِينَكَ وَأَمَانَتَكَ وَخَيْرَ عَمَلِكَ (ترمذی)

میں اللہ کو سونپتا ہوں تیرا دین اور تیری امانت اور تیرے چھپے کام کو

دوسری دعا۔ زَوَّدَكَ اللَّهُ التَّقْوَىٰ وَغَفَرَ ذَنْبَكَ وَ

اللہ تیرا تقویٰ بخش کر دے پرہیزگاری کو اور تیرے گناہ بخشے اور

بَسَّرَكَ الْخَيْرَ حَيْثُ مَا كُنْتَ (ترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۴)

تیرے واسطے آسان کر دے خیر کو جس جگہ تو ہو۔

سفر کرتے وقت کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ فِيْ سَفَرِنَا هٰذَا الْبِرَّ وَالتَّقْوٰی

یا اللہ! تم مجھ سے مانگتے ہیں اپنے اس سفر میں نیکی اور پرہیزگاری

وَمِنْ الْعَمَلِ مَا تَرْضٰی ۝ اَللّٰهُمَّ هَوِّنْ عَلَيْنَا

اور کام تیری رضا مندی کے یا اللہ! یہ ہمارا سفر ہم پر

سَفَرِنَا هٰذَا وَاَطْوِلْنَا بَعْدَهُ ۝ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ الصَّاحِبُ

آسان کر اور اس کی دوری کو ہمارے واسطے لپیٹ دے۔ الہی! تو سفر میں

فِي السَّفَرِ وَالْخَلِيْفَةُ فِي الْاَهْلِ ۝ (مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۳)

رفیق ہے اور گھر والوں پر خلیفہ ہے

سواری پر سوار ہوتے وقت کی دُعا

یہی دُعا بِسْمِ اللّٰهِ ۝ جب اس کی گدی پر بیٹھ جائے تو یہ پڑھے

اللہ کے نام سے شروع

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۝ سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا

سب تعریف اللہ کیلئے ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس نے یہ ہمارے پس دیا اور ہم

كُنَّا لَهُ مُقَرَّبٰیْنَ ۝ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ ۝

اسکو اپنے قابو میں لانے والے تھے اور ہم کو اپنے رب کی طرف پھر جانا ہے



(سنن اربعہ مشکوٰۃ صفحہ ۲۱۳)

دُوسری عار۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔ تین بار۔ اَللّٰہُ اَکْبَرُ تین بار۔

اللہ سب سے بڑا ہے

تمام تعریف اللہ کیلئے ہے

سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ فَاغْفِرْ لِیْ وَاِنَّہٗ لَا یَغْفِرُ

تو پاک ہے بیشک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا پس مجھ کو بخش دے بیشک ہات پر ہے

الذُّنُوبُ اِلَّا اَنْتَ پھر مسکرانا سنت ہے (ابوداؤد مشکوٰۃ ص ۲۱)

کہ تیرے سوا کوئی گناہوں کو نہیں بخشتا۔

سَفَر سے واپس آنے کی دُعا

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ اَلْمَلِکُ

اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اسکا کوئی شریک نہیں اسی کی یاد شاہت ہے

وَلَہٗ الْحَمْدُ وَہُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ اٰیِبُوْنَ

اور اسی کیلئے سب تعریف ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے ہم ہیں رجوع کرنے والے

تٰیِبُوْنَ سٰجِدُوْنَ لِرَبِّنَا حٰمِدُوْنَ ۝ صَدَقَ

توبہ کرنے والے سجدہ کرنے والے اپنے رب کی حمد کرنے والے اللہ نے اپنا

اللّٰہُ وَعَدَہٗ وَنَصَرَ عَبْدَہٗ وَهَزَمَ الْاَحْزَابَ

وعدہ بھیج کیا اور اپنے بندہ کی مدد کی اور اکیلے نے شکروں کو

وَحَدَاةٌ ۝ بخاری مشکوٰۃ

شکست دی۔ ص ۲۱۳

سفر سے واپسی پر بیوی بچوں
کو دیکھ کر یہ دُعا پڑھیں۔اَوْبَا اَوْبَا اِلٰی رَبِّنَا شَوْبَا
لَا یُعَادِرُ عَلَیْنَا حَوْبَا۔

عید کے دن کی دُعا

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ عِیْشَةً نَّقِیَّةً وَوَمِیْتَةً سَوِیَّةً

اے اللہ! ہم تجھ سے پاک صاف زندگی اور ایسی ہی عمر مرگ طلب کرتے ہیں۔

وَمَرَدًا غَیْرَ مُخْزٍ وَلَا فَاضِحٍ۔ اَللّٰهُمَّ لَا تُهْلِكْنَا

یا اللہ! ہمارا وطن اسوائی اور ندامت کا نہ ہو۔ اے مولا! ہمیں اچانک

فُجَاةً وَلَا تَاْخُذْنَا بَعْثَةً وَلَا تَعْجَلْ عَنْ حَقِّ

ہلاک نہ کر اور نہ اچانک پکڑ۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہم وصیت کرنے اور

وَلَا وَصِیَّةٍ۔ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْأَلُكَ الْعَفَاةَ وَ

حق ادا کرنے سے رہ جائیں، الہی! ہم تجھ سے پاک دامنی اور

الْغَنَاءَ وَالْبَقَاءَ وَالْهُدٰی وَحُسْنَ عَاقِبَةِ

بے پرواہی، بقا، ہدایت اور دین دنیا کی بہتری

الْاٰخِرَةِ وَالْدُّنْیَا وَنَعُوْذُ بِكَ مِنَ الشَّكِّ وَ

مانگتے ہیں۔ اور تیری پناہ چاہتے ہیں شک اور

الشَّقَاقِ وَالرِّیَآءِ وَالسُّمْعَةِ فِیْ دِیْنِكَ

نا فرمانی سے اور دین کے کاموں میں دکھانے سناوے سے

يَا مُقَلِّبَ الْقُلُوبِ لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ إِذْ

اے دنوں کے پھرنے والے ہمارے دل کو ہدایت کے بعد ٹیڑھے

هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَدُنْكَ رَحْمَةً إِنَّكَ

ذکر اور اپنے پاس سے رحمت خاص عطا کر یقیناً

أَنْتَ الْوَهَّابُ ○ (طبرانی۔ مجمع الزوائد)

تو بڑا داتا ہے۔

عید کے دن آپس میں ملاقات کی دعا

تَقَبَّلَ اللَّهُ مِنَّا وَمِنْكَ ○ (مجمع الزوائد)

اللہ ہماری اور آپ کی عید قبول فرمائے

اسماء حسنی مترجم منظوم

اسمائے حسنی کی حدیث شریف میں بہت فضیلت آئی ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے نیکو نام

میں جو شخص ان کو یاد کرے گا جنت میں داخل ہوگا ناموں کا ترجمہ

محمد ابراہیم صاحب کو دہری نے نظم میں کیا ہے۔ اسماء حسنی ترمذی

شریف میں اس طرح آئے ہیں:-

هُوَ اللَّهُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ الْمَلِكُ



الْقُدُّوسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهِيمُ الْعَزِيزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ
 الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ الْغَفَّارُ الْقَهَّارُ الْوَهَّابُ الرَّزَّاقُ
 الْقَسَّامُ الْعَلِيمُ الْقَابِضُ الْبَاسِطُ الْخَافِضُ الرَّافِعُ الْمُعِزُّ
 الْمُدِلُّ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ الْحَكَمُ الْعَدْلُ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ
 الْحَلِيمُ الْعَظِيمُ الْغَفُورُ الشَّكُورُ الْعَلِيُّ الْكَبِيرُ الْحَفِيفُ
 الْمُقِيتُ الْحَسِيبُ الْجَلِيلُ الْكَرِيمُ الرَّقِيبُ الْمُجِيبُ
 الْوَاسِعُ الْحَكِيمُ الْوَدُودُ الْمَجِيدُ الْبَاعِثُ الشَّهِيدُ الْحَقُّ
 الْوَكِيلُ الْقَوِيُّ الْمَتِينُ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ الْمُحْصِي الْمُبْرِرُ
 الْمُعِيزُ الْمُخِي الْمُمِيتُ الْحَيُّ الْقَيُّومُ الْوَاحِدُ الْمَاجِدُ
 الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الْقَادِرُ الْمُقْتَدِرُ الْمُقَدِّمُ الْمُؤَخِّرُ
 الْأَوَّلُ الْآخِرُ الظَّاهِرُ الْبَاطِنُ الْوَالِي الْمُتَعَالَى الْكَبِيرُ
 التَّوَّابُ الْمُنتَقِمُ الْعَفْوُ الرَّءُوفُ الْمَالِكُ الْمَلِكُ
 ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ الْمُسْطَبُّ الْجَامِعُ الْغَنِيُّ الْمُغْنَى
 الْمَانِعُ الضَّارُّ النَّافِعُ الثَّوَرُ الْهَادِي الْبَدِيعُ الْبَاقِي
 الْوَارِثُ الرَّشِيدُ الصَّبُورُ





مجھ کو یا اللہ اپنا عشق دے
 مستحق تو ہی عبادت کا ہوا
 بخش یا رحمن میں ہوں خوار تر
 یا ملکی تو شہ ہر دوسرا
 مجھ کو یا قُدُّوس کر عیسا سیاک
 یا سلام دین و ایمان کو مرے
 امن دے یا مٹھو میں مجھ کو سدا
 یا عزیز میرا غالب ہوئے پست
 یا متکبر تو ہی ہے سب سے بڑا
 کون ہے یا خالق تیرے سوا
 مکن سے یا باری تو نے پیدا کیا
 بخش یا غفار عصیاں کو مرے
 بے عیب رزق یا وھاب دے
 تنگ کر یا قاض رزق بلیہ

ہے عبادت خاص تیرے واسطے
 تو ہی ہے معبود ساری خلق کا
 یا رحیمو مہربانی مجھ پہ کر
 کر عطا جنت جہنم سے بچا
 تو ہے پاک و صافیں یک شت خاک
 رکھ سلامت اپنے فضل و کرم سے
 یا اھمیں رہ نگہبان تو مرا
 یا جبار کام کر میرے درست
 مجھ کو مغروروں کی صحبت سے بچا
 جس نے کل خلق کا اندازہ کیا
 یا مصور صورتِ عشرت دکھا
 نفس پر غالب یا قہار
 رزق یا دزاق ہیں دو قسم کے
 رزق دے یا باسط طیب مزید

کھول یا فتاح مرے وزی کے در
 پست کر یا خافض دشمن مرے
 یا معزز مجھ کو عزت کر عطا
 یا وسیع سن مری فریاد کو
 یا لطیف لطف اپنا مجھ پر کر
 یا حلیم بردباری کر عطا
 یا غفور بخش دے میرے گناہ
 یا علی ہے تیرا رتبہ بڑا
 یا حفیظ آفتوں سے رکھ نگاہ
 یا حسیب سہل کر مجھ پر حساب
 یا کریم میں ترے محتاج سب
 یا مجیب کر دعا میری قبول
 علم کر یا واسع مجھ پر فراخ
 یا حکیم تو ہے دانائے عمل
 یا حمید ذات میں ہے تو بڑا

یا علیم خوار ہوں نے میری خبر
 دے مجھے یا رافع رتبہ بڑے
 یا مذل مجھ کو ذلت سے بچا
 یا بصیر دیکھ مجھ ناشاد کو
 یا خبیر دل کو کر دے یا خبر
 یا عظیم تو ہے سب سے بڑا
 یا شکور شکر رکھ مدد نگاہ
 یا کبیر تو بڑا ہے تو بڑا
 یا مصعب تن میں نے قوت کوراہ
 یا جلیل تو بڑا عالی جناب
 یا رقیب تو نگہاں روز و شب
 دین دنیا میں نہ کر مجھ کو ملول
 بعد مردن قبر ہو میری فراخ
 یا ودود تو مجھ بے بدل
 قبر سے یا باعث مومن اٹھا

یا شَهِیدُ حاضِر و آگاہِ کُلِّ
یا وَکیلُ کارِ سازِ دُجہاں
یا صَبِیحُ دینِ کُرمیے سنواری
یا حَمیدُ حمد ہے تجھ کو سزا
پہلے تو نے یا مُبْدِئُ پیدا کیا
زندہ یا مُحِیُّ مجھے شاد رکھ
تو ہے یا حَیُّ زندہ تا ابد
رکھ غنی مجھ کو سہا یا وَاجِدُ
تو ہے یا وَاحِدُ عالی صفات
یا صَمَدُ تیری ہے سب کو جستجو
نفس پر یا قَادِرُ قادر رہوں
قد رتیں یا مُقَدِّرُ وہ مجھ کو دے
یا مُقَدِّمُ ہوا اگلوں میں گذر
تو ہی تو یا اَوَّلُ اول میں تھا
اس پہ یا ظاہِرُ تو ظاہر ہوا

تو ہے یا حَقُّ شہنشاہِ کُلِّ
یا قَوِیُّ قوت بے طاقتاں
یا وَلِیُّ مددگارِ لیل و نہار
تو ہے یا مُحْصِیٰ محیطِ ماسوا
یا مُعِیدُ پھر تو مرجعاً
جب مروں تو یا مُہِیْتُ یاد رکھ
تو ہے یا قِیُّوْمُ قائم لا اولد
سب بڑائی ہے تجھے یا مَاجِدُ
یا اَحَدُ تو ہے یکتا پاک ذات
سب ترے محتاج بے پڑا ہے تو
اس پہ میں غالبِ یوں جب تک حیوں
جس سے ابلیس لعین ہٹا رہے
یا مُؤَخِّرُ پیچھے والوں میں نہ کر
تو ہی تو یا اٰخِرُ رہے کا سدا
صنعتوں میں تو نے جس کو مایہ کیا

دہم سے یا باطن تو ہے نہاں
 تو ہے یا والی برائے بندگاں
 یا مُتَعَالٰی ہے تر از تہ بلند
 یا تَوَّابُ تو بہ کر میری قبول
 یا عَفُوُّ کر گناہوں سے درگذر
 یا مَالِکُ الْمُلْکِ بجا ہے تیرا نام
 یا ذَا الْجَلَالِ تو ہی وَالِ الْکُورِ ہے
 یا رَبِّ تو ہے سب کو پالنا
 عدل سے یا مُقْسِطُ ذرا ہو پس
 جمع کر یا جَامِعُ دل کو میرے
 مجھ کو یا مُغْنٰی بے پرواہ بنا
 جلد یا مُعْطٰی عطا کر دے مجھے
 ضرر سے یا ضَارُّ تو دور رکھ
 دل کو یا نُورُ میرے روشن بنا
 یا بَدِیْعُ تو بڑا صاحب کمال

تجھ کو یا اے ہم وہ طاقت کہا
 کار ساز مالک ہر دو جہاں
 یا بَوَّاحِسان ہے تیرا ہر چند
 رحم کر یا مُنْتَقِمُ بے کو بھول
 یا رُؤُفُ مہربانی کی کر نظر
 دے مجھے ملک قناعت میں مقام
 میری بخشش کا کیا بڑا سا کام ہے
 کُلِّ بلاؤں کو تو ہی ہے ٹالنا
 فضل کی امید ہو س کر تا ہوں میں
 یا غْنٰی کر دے بے پرواہ مجھے
 ہو نہ کچھ یا مَانِعُ نقصان مرا
 جتنی میری مدعا ہوں اپنے فضل
 نفع سے یا نَافِعُ مسرور رکھ
 راہ یا هَادِی مجھے سیدھی بتا
 کر دیا عالم تو نے پیدا بے مثال

تو ہی تو یا باقی ہے باقی سدا
 یا رشید راہ نیکی کی بتا
 یا صبور بُرد باری دے مجھے
 صدق سے یا صادق دل شاد
 عجیب پوشی میری یا ستار کر
 نام تیرے ہیں خدا یا بے شمار
 از بہ حق یا خدا یا نام تو
 بھیک منگے ہیں تھے درپے لے کریم
 میں میرے ماں باپ خویش و اقارب سب
 ہے سبھی کا مدعا تجھ سے مرے بے کریم
 ملتی ہیں سب کے سب لے سمیع و بصیر
 مہربانی کرنا ہم پر یا اللہ العالمین
 اسماؤ الحسنیٰ کئے نظم ہیں سارے

تو ہے یا وارث وراثت مرا
 نارد و زرخ سے اس عاصی کو بچا
 صابروں میں حشر کے دن درجہ ملے
 عشق میں اپنے مجھے آباد رکھ
 اُس یہ رکھتا ہوں میں سر بسر
 ہے طاقت کہاں بشر میں کرے حصا
 عاجزوں کی کردعا قبول جو ہو
 تو کریم العفو ہے بس لے رحیم
 مومنین و مومنات اول آخر سب
 جنت الفردوس میں دے تو ہم کو مقیم
 مدد عادیے بھکاریوں کو اے بے کبیر
 سلام علی المرسلین الحمد للہ رب العالمین
 پڑھے جو انکو وہ ہیں اللہ کے پیارے

پڑھنے والے دوست پڑھنا مدام
 مرتبہ پاؤ گے عند ذی الکرام

نقشہ اوقات و تعداد نماز فرض مع سنن

نام نماز	اول وقت	آخر وقت	تعداد فرض	تعداد رکعات		دو دنوں رکعتوں میں امام سورہ فاتحہ اور قرأت
				فرض	سنن	
نماز فجر	صبح صادق پھلنے پر	صبح طویل ہونے سے پہلے پہلے	۲	۲	۰	دو دنوں رکعتوں میں امام سورہ فاتحہ اور قرأت پکڑ کر پڑھے
نماز ظہر	سورج ڈھلنے پر	جب آئینہ کمر کا سایہ	۴	۲	۲	امام و مقتدی سورہ فاتحہ و قرأت اہستہ اہستہ پڑھیں
نماز عصر	ہر چیز کا سایہ جب اس کے برابر ہو	سورج زرد ہونے سے پہلے پہلے	۴	۰	۰	امام و مقتدی سورہ فاتحہ و قرأت اہستہ اہستہ پڑھیں
نماز مغرب	سورج غروب ہوتے ہی	شفق یعنی سرخی غائب ہونے تک	۳	۲	۲	پہلی دو رکعتوں میں امام سورہ فاتحہ اور قرأت پکڑ کر پڑھے پھر ایک رکعت میں اہستہ پڑھے
نماز عشاء	شفق یعنی سرخی غائب ہونے پر	نصف رات تک	۴	۰	۲	پہلی دو رکعتوں میں امام سورہ فاتحہ اور قرأت پکڑ کر پڑھے پھر آخر دو رکعتوں میں اہستہ پڑھے



هَذَا آيَةُ النَّبِيِّ الْمُخْتَارِ

الْحَى

مَنْ يُصَلِّي إِلَى يَوْمِ الْقَرَارِ

لِللَّهِ الْحَمْدُ

تمام خوبیاں اور کل حمد و ثناء، تعریفیں اور ہر قسم کی بڑائی پاکی نہایت درجہ کی تعظیمیں اس ذات پاک ہی کو مخصوص ہیں کہ جس نے کل چیز کو عدم نیست سے ہمت موجود کیا۔ سب سے پہلے وہی اکیلا تھا اور ہر چیز صغیر کبیر فنا ہو جائے گی، وہی اکیلا رہ جائے گا۔ ہر چیز کا خالق پیدا کر نیوالا

۱۔ دلیل آیت فَبِاللهِ الْحَمْدُ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَرَبِّ الْأَرْضِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝۵ سورہ شاعیہ حدیث میں ہے اللَّهُمَّ نَكَ الْحَمْدُ كُلَّهُ ذَلِكَ إِلَهُكَ كُلَّهُ وَإِلَيْكَ يَرْجِعُ الْأَمْرُ كُلُّهُ أَسْأَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ وَأَعُوذُ بِكَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ ۱۲۔ ابن المؤلف

۲۔ هُوَ الْأَوَّلُ وَالْآخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ ۱۲ (پ ۲۴۔ سورہ حدید)

۳۔ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَإِنَّهُ وَيَبْقَى وَجْهَ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ۲۴۔ سورہ رحمن
کُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ ۲۰۔ سورہ قصص

۴۔ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ۲۱۔ سورہ الغام -

نیز فرمایا خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ فَأَعْبُدْهُ ۲۱۔ سورہ انعام ۱۔ اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ وَكِيلٌ ۲۲۔ سورہ زمر ۱۲ (ابن المؤلف)

بنانے والا وہی اکیلا ہے۔ آسمان اور زمین اور جو کچھ ان میں چھوٹی، بڑی چیز ہے سب کا خالق وہی اکیلا ہے۔ بنی آدم یا دشادہ، رعیت، مالک، غلام، لونڈی، آقا، نوکر۔ کیا جانور کائے، بھینس، بکری، بھیر، اونٹ، ہاتھی، گھوڑا۔ کیا پرند چرند کیرٹا لکڑا ہزار ہا مخلوق دریا جنگل میں رہتی ہے کہ ہمارے وہم، خیال، فکر غور سے باہر ہے وَمَا يَعْلَمُ خُودَ رَبِّكَ إِلَّا هُوَ۔ سبھی کو رزق پہنچانا اور تمام کی خیر رکھنا اور کُل کو اپنے احاطہ اور احصار اور تحت نظر میں رکھنا اسی اکیلے اللہ وحدہ لا شریک لہ کی شان ہے ہر چیز چھوٹی کیا بڑی، اعلیٰ کیا ادنیٰ سبھی کا وہی اکیلا مالک اور مختار ہے۔ مارنا، جلانا، مصیبت، راحت پہنچانا، غم اور خوشی دینا اور تنگی فراخی سے رکھنا اور بیماری تنہا رستی بھیجنا اور فکری، بے فکری کا لگانا سب کچھ اسی اکیلے وحدہ لا شریک لہ کے ہاتھ میں ہے اس کو

لہ کوئی بھی تو نہیں جانتا تیرے رب کے شکر کو مگر وہی اکیلا ۱۱۔ منہ عفی عنہ
 ۱۲۔ وَأَنَّ اللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا (پارہ ۲۸ سورہ طلاق) وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ (پا سورہ حدید) وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (پا سورہ فتح) إِنَّ رَبِّيَ أَحَاطَ بِالنَّاسِ (پا سورہ بنی اسرائیل) وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمًا (پا سورہ احزاب) وَكَانَ اللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرًا (پا سورہ احزاب) ۱۳۔ كُلُّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ (پا سورہ رحمن) ۱۴۔ منہ عفی عنہ

توحیدِ ربوبیت

کہتے ہیں یعنی ہر چیز کا خالق، رازق، مُحیی، مُمیت، مالک اکیلا اللہ تعالیٰ ہی کو جاننا، سو صرف اس جاننے اور اقرار کرنے سے مَوْحِد یعنی اللہ تعالیٰ کو ایک جاننے والا مسلمان نہیں ہوتا، اس کے تو کفار مکہ جن کی طرف محمد صلی اللہ علیہ وسلم امام، پیشوا، پیر، رہبر بنا کر بھیجے گئے تھے مُقر تھے بلکہ روزے رکھتے، نماز پڑھتے، حج بیت اللہ شریف کا کرتے، صدقہ خیرات دیتے، اپنے آپ کو ابراہیم خلیل اللہ کے تابعداروں میں شمار کرتے۔

غرض کہ وہ عبادت مالی، بدنی سب کرتے تھے۔ باوجود اس کے اُن کو اللہ تعالیٰ نے کافر، منکر، خدا و رسول سے پھرے ہوئے مشرک فرمایا۔ تیس پڑے قرآن فرقان کے نازل فرمائے۔ ان سے جہاد کرنے کا حکم فرمایا اور کوئی عبادت اُن کی قبول نہ فرمائی اس لئے کہ وہ لوگ عقیدہ کے بڑے گندے اور خراب تھے کیونکہ جو جو کام تعظیم کے جیسے سر جھکانا رکوع سجود میں، نذر نیاز کرنا مال اسباب میں بوسہ دینا حجر اسود کو، طواف کرنا بیت اللہ کا، ہاتھ باندھنا نماز میں، پانی زمزم کا بیت اللہ سے تبرگالانا، بیت اللہ پر غلاف چڑھانا بیت اللہ کے ارد گرد درخت وغیرہ کی حفاظت کرنا درخت نہ کاٹنا

۱۵ زندہ کرنے والا ۱۶ مارنے والا ۱۷۔

لکڑی نہ توڑنا وغیرہ کام تعظیم کے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص فرمائے وہ اپنے بزرگوں اور انبیاء سے بھی بعض بعض کام کر گزرتے اس پر اللہ تعالیٰ نے اُن کو کافر مشرک فرمایا اور کوئی عبادت بسندگی قبول نہ فرمائی۔

اب بھی جو نام کا مسلمان یہ کام تعظیم کے بزرگوں اور انبیاء وغیرہ کسی چیز سے کرے وہ بھی مشرک ہے اُس کے نماز روزہ کا کچھ اعتبار نہیں۔ اس میں اور مکہ والوں میں کچھ فرق نہیں اسکا نام

توحیدِ الوہیت

ہے یعنی تعظیم کے کاموں میں اکیلے اللہ ہی کو مستحق جاننا اور وہ کام تعظیم کے اُسی اکیلے کیلئے بجالانے، جو کوئی اس توحید کو بھی مانے وہ موحّد مسلمان ہوگا ورنہ دوزخ موجود ہے، اللہ پناہ دے۔ آمین اور درود بے محدود اور سلام بے انصرام اُس امام پیشوا پیر ہدی رہبر راہِ خدا پر کہ جو کوئی اُس امام کی اتباع نہ کرے، اُس کی مُریدی میں نہ داخل ہو اُس کے چال خلیں پر نہ چلے وہ کبھی خدا کا قُرب حاصل کرنے والوں میں نہ ہوگا جن کا نام طاہرِ مَطہّر مُحَمَّد مصطفیٰ رسولِ خدا ہے۔ اُن ہی کو اللہ تعالیٰ نے امام پیر بنا کر تمام جہان والوں کی طرف قیامت تک کے لئے بھیجا ہے۔ اور تمام صحابہ کرام اور آلِ اطہار اور علماء فقہاء محدثین پر جنہوں نے

تحقیق اور اجتہاد اور کوشش کر کے ہم کو قول اور فعل اُس امامِ حق اللہ تعالیٰ کے مقرر کئے ہوئے کے پہنچا دیئے۔ جو مسئلہ کہ ٹھیک ٹھیک پہنچایا اس میں ان کو دُہرا ثواب ملا اور جس میں باوجود تحقیق اور اجتہاد اور کوشش کے بھول چوک سہواً غلط ہوئی بہ سبب نہ ہونے اُن کے معصوم اکہرا ثواب ملا، نہ خطا نہ گناہ ہوا۔

اما بعد، ہر فرد بشر پر مرد ہو یا عورت بعد بلوغت جو ان ہو عقل و شعور آنے کے فرض ہے اور تمام کاموں سے کھانا پینا، دوا، غذا، تجارت، نوکری، زیور لباس وغیرہ کام جن سے آدمی کو آرام یمن ملتا ہے سب سے مقدم ہے کہ اپنے معبودِ برحق و وحدہ لا شریک لہ کی اور اس کے بنائے ہوئے پیر بھیجے ہوئے امام جن کا نام اطہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے، مرضی بے مرضی معلوم کرے اور دریافت کرے کہ مجھ پر اللہ تعالیٰ کے کیا کیا حقوق ہیں اور امام پیر جو اللہ تعالیٰ نے میرے لئے مقرر کیا اُس کے مجھ پر کیا کیا حقوق ہیں اور کن کن کاموں سے وہ دونوں راضی ہوتے ہیں اور کیسے کیسے عقائد سے وہ ہر دو خوش ہوتے ہیں۔

لَقَوْلِهِ تَعَالَى وَاللَّهُ وَرَسُولُهُ أَحَقُّ أَنْ يُرَٰضَوْا مِنْكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ۝ يَارَہ دسوا سورۃ توبہ۔ یعنی اگر ان میں ایمان ہوتا تو سب سے پہلے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولؐ کو راضی کرتے ۱۲۔ ابن المولف

جب یہ معلوم کر لے گا تب وہ اللہ کا بندہ اور اللہ اس کا معبود اور وہ اُمت میں رسولؐ کی اور رسولؐ اس کا نبی امام پیر ہوگا ورنہ لَيْسَ بِأَمَانِيكُمْ وَلَا أَمَانِي أَهْلِ الْكِتَابِ الْآيَةُ موجود ہے یعنی جس طرح یہود و نصاریٰ نے اپنی شریعت کو چھوڑ دیا ہے اور اپنے اپنے بزرگوں کے بھروسے میں بیٹھے اور طرح طرح کی آرزوئیں لگائے ہوئے ہیں کہ ہم کو ہمارے نبی اور بزرگ بخشوا لیں گے اور اللہ سبحانہ اور اس کے بھیجے ہوئے رہبر امام پیشوا کی مرضی اور بے مرضی دریافت کرنا چھوڑ ہی دیا اسی طرح تم نے بھی اے مسلمانو! اپنے نبی اور بزرگوں کا بھروسہ کر لیا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے بھیجے ہوئے امام کی مرضی بے مرضی کو معلوم کرتے ہی نہیں ہو۔ سو یاد رکھو یہ بھروسہ نہ یہود نہ نصاریٰ کو کام آیا اور نہ تم کو۔

اے مسلمانو! ہوشیار ہو جاؤ، غفلت کو دور کرو۔ خواب غفلت سے جاگو۔ مرضی بے مرضی اللہ کی پھر رسولؐ کی معلوم کرو دنیا کے نشے میں مت مست ہو۔ دنیا کا آرام چین، لذت خوشی چار روز کی ہے۔ آخر ایک نہ ایک دن یہ تمام آرام چین لذتیں گم ہو جانے والی ہیں یہ سچ ہے، قصہ نہیں کہانی نہیں فرمودہ خدا ہے وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ قِيلًا وَمَنْ أَصْدَقُ مِنَ اللَّهِ حَدِيثًا کو تحت نظر میں رکھ کر تو حید کو ہیت

۱۰ یعنی کون سیجا ہوگا اللہ سے بڑھ کر ازلے بات کے ۱۲ ابن المولف

کو خوب مضبوط پکڑو اگر نجات ہمیشگی لینا چاہتے ہو ورنہ بعد آنکھ
میچنے کے سوا افسوس، تھمٹنڈا امت کے کچھ بھی نہ ہوگا۔

فصل

ہر فرد بشر مرد ہو یا عورت اس پر ایک امر کا دریافت کرنا ضروری
سے ہے۔ وہ امر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام جہان والوں کی طرف ایک ہی
امام پیشوا پیر رہبر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو دو چیزیں دے کر
بھیجا تاکہ وہ امام پیشوا لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی مرضی بے مرضی سے آگاہ
کر دے، جو چیزیں انکو جنت کے قریب کر دے وہ ان کو فرما دے
اور جو چیزیں ان کو جہنم سے بعید، دور کر دے وہ بھی ان کو جتلا دے۔
سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ویسا ہی کیا، کچھ قصار کو تاہی نہیں فرمائی
اور وہ دو چیزیں یہ ہیں۔ ایک کلام خدا جس کو قرآن فرقان کہتے ہیں۔
دوسرے کلام رسول جس کو حدیث شریف کہتے ہیں۔ یہ دونوں آپس
میں لازم و ملزوم ہیں۔ حدیث شرح اور تفسیر قرآن کی ہے۔ جو قرآن کو
موافق حدیث تفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لے گا راہ راست پر
رہے گا۔ اور جس نے قرآن کو اپنی رائے اور قیاس کے موافق
بے دلیل بے علم سمجھا اور تفسیر مفسر امام صادق محمد صلی اللہ علیہ
وسلم سے جن پر نازل ہوا اعراض کیا، منہ پھیر لیا وہ گمراہ دوزخی

فصل

یہ سب سچ ہے لیکن ہم لوگ بہت دُور دراز اُس امام صادق محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ہوئے۔ ہزار ہا کتابیں تصنیف کی ہوئی موجود ہیں اور صد ہا عالم مولوی موجود ہیں اور ہوئے اور ہوں گے کسی کتاب میں کچھ ہے کسی میں کچھ۔ اور کوئی مولوی کچھ کہتا ہے کوئی کچھ۔ معلوم نہیں ہوتا کہ کیا ہے۔ جاہل مرد اور عورتیں بیچارے بڑے چکر میں ہیں کریں تو کیا کریں۔ اللہ ایک، رسول ایک، حق ایک، قرآن حدیث ایک کہ لازم ملزوم ٹھہرائے گئے، یہ نہیں کہ معاذ اللہ قرآن میں کچھ ہو اور حدیث میں کچھ۔ اللہ رسول میں کچھ مورچہ بندی نہیں تھی کہ معاذ اللہ اللہ پاک قرآن میں کچھ فرمائے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے برخلاف فرماویں۔

سُنئے ہیں کہ جو زمانہ قرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے تھا، اس زمانہ کے علماء جنہوں نے کتابیں تصنیف و تالیف کی ہیں وہ علماء بھی تھے اولیاء اللہ بھی تھے اور ان کی کتابیں بھی مقبول۔ اب کے علماء میں ضد، تعصب بہت ہے۔ اب کی کتابوں میں کمی بیشی زیادہ ہے ہر آدمی اعلیٰ اس کا مقرر ہے کہ جو زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب تھا خیر، برکت دین اسلام پر تھا۔

اب ہم مسلمان لوگوں پر لازم ہوا کہ اس زمانہ کی کتابیں معلوم کریں

تاکہ اپنا دین اسلام درست کریں اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال اور عقائد دریافت کریں تاکہ جس طرح صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ عنہم اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال اور افعال اور عقائد پر چل کر پورے مسلمان مستحقِ جنت ملقب بہ اہل سنت والجماعت ہوئے۔ ہم بھی ان اقوال افعال عقائد میں آکر ویسے ہی سنت جماعت ہو جائیں۔ کہنے کو تو ہر ایک کہتا ہے کہ میں سنت جماعت ہوں لیکن حقیقت میں سنت جماعت کون ہے۔

فصل

سچ ہے کہ حقیقت میں ہزار ہا کتابیں، صد ہا مولوی عالم ویسے ہی ہزار ہا صد ہا مسئلے اختلاف موجود ہیں، سو سننا چاہیے کہ وہ کتابیں جن میں اقوال افعال عقائد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کے ہیں اور قرب زماہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم و صحابہ کرام کے تالیف ہوئیں اور ان کے مؤلفین اولیاء اللہ اور اہل رسول اور دار و مدار دین اسلام کا ان ہی پر ہوا اور ان پر چل کر سنت جماعت کہلائے وہ چھ کتابیں ہیں جن کو صحاح ستہ کہتے ہیں صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ۔

بعض کے نزدیک اس کی جگہ موطا امام مالک اور بعض کے نزدیک دارمی ہے ۱۲ منہ عفی عنہ

یہ کتابیں وہ ہیں جن پر دین اسلام کا دار و مدار ہے۔ ان ہی کے موافق عمل عقیدہ کرنے سے آدمی سنت جماعت ہوتا ہے۔ ان ہی کو قرب زماں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا ہے۔ کل کتابوں سے پہلے ہی تصنیف ہوئی ہیں۔ جس قدر دین اسلام کی کتابیں مقبول و معتبر ہیں سب ان کے بعد تصنیف ہوئیں۔ جو کتاب جو مولوی ان کے موافق کہے سر آنکھوں پر ورنہ دیوار پر۔ ان کتابوں کے جمع کرنے والے دوسری تیسری صدی ہجری میں ہوئے ہیں و اللہ الحمد۔

فصل

جب یہ معلوم ہو چکا کہ دار و مدار دین اسلام کا ان ہی چھ کتابوں پر ہے اور سنت جماعت وہی ہے جو ان پر عمل کرے اور عقیدہ رکھے اور کل کتابوں سے صحیح اور معتبر اور قابل سند بھی یہی چھ کتابیں ہیں نہ ان کی غیر تو لازم ہے ہر مسلمان مرد و عورت پر کہ اپنا عمل عقیدہ ان ہی کے موافق کرے تاکہ اہل سنت و جماعت میں اللہ رسول کے نزدیک شمار ہو ورنہ خالی اپنے منہ میاں مٹھو کھلانے سے کام نہیں چلتا۔

اگر یہ بات کر لے گا تو ان شاء اللہ تعالیٰ اختلاف کا نام و نشان نہیں رہے گا۔ اور یہ چھ مولوی عالم تھے کیا مجال کہ ان میں اختلاف ہو، جیسا کہ ہم اپنے زمانے کے مولویوں عالموں میں اختلاف

پاتے ہیں۔

سبب یہ ہے کہ چھیوں مولوی عالم اللہ و رسول ہی کے کلام کی طرف داری کرتے تھے، اللہ و رسول ہی کے کلام کو مقدم رکھتے تھے یہ کسی کے نتیجہ بجز اللہ و رسول کے نہ تھے۔ اب کے مولوی عالم جو ہیں وہ اپنے اپنے پیشواؤں کی طرف داری کرتے ہیں اُن ہی کلام کو مقدم رکھتے ہیں اور اللہ و رسول کے کلام کی تاویل کرتے ہیں اس وجہ سے اختلاف میں پڑے ہوئے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

فصل

جانتا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی بے مرضی معلوم کرنے میں ہر مرد و عورت کو کوشش کرنی لازم ہے تاکہ فلاح دارین پاوے ورنہ جنت کے عیش سے جس کا یہ وصف ہے کہ نہ کانوں نے سنا نہ آنکھوں نے دیکھا نہ آدمی کے دل پر خیال گزرا جیسا کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے ایسے عیش سے دوری ہے اور جہنم سے نزدیکی جس کا یہ ادنیٰ سا وصف مخبر صادق نے فرمایا ہے کہ اگر ایک قطرہ جہنم کا دنیا میں پڑے تو تمام جہان کے مزے کی چیزیں سرط جائیں بے مزہ ہو جائیں، تلخ ہو جائیں مارے تعفن کے جان قبض ہو جائے پھر کیا حال ہوگا اس مرد عورت کا جس کا وہ طعام اور غذا ہی ہوگا الامان، الامان ایسی جہنم کی نزدیکی سے۔ اور تمام عبادتوں اور ذریعوں

اور وسیلوں سے کہ جن سے اللہ کی مرضی بے مرضی معلوم ہو سب سے بڑھ کر نماز ہی ہے بشرطیکہ موافق فرمانے سکھانے کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہو کیونکہ جو نیک کام ہو اور وہ موافق طریقہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ہو وہ بھی ہرگز قبول نہ ہوگا۔ وہ عمل آگ بھڑکتی ہوئی میں پہنچائے گا جیسا کہ اللہ تعالیٰ سورۃ غاشیہ میں فرماتا ہے
 دُجُوکَ یَوْمَئِذٍ خَاشِعَةً ۝ غَامِکَ ۝ تَصْلٰی نَارًا خَاصِیۡۃً ۝ الخ۔ تفسیر جامع البیان ومعالم التنزیل وخازن وابن عباس میں بر روایت عکرمہ وغیرہ کے لکھا ہے کہ اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو عمل کرتے ہیں، محنت مشقت حاصل کرتے ہیں لیکن وہ اعمال موافق سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہیں ہیں سیدھے دوزخ کو جاتے ہیں تو لازم فرض ہے ہر نمازی پر مرد ہو یا عورت کہ اولاً دریافت کر لے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کیونکر تھی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیونکر امت کو نماز کی تعلیم فرمائی ہے تب نماز کا نام لے ورنہ نیکی برباد، گناہ لازم موجود ہے کیونکہ نماز وہی ہے جس کو شائع علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہم سے مطلوب کیا ہے، نہ کہ وہ نماز کہ جس کو ہم نے اپنے ذہن میں جما رکھا ہے اور وہ نماز جو شرعاً ہم سے مطلوب ہے اسکا پتہ نشان ان ہی کتابوں میں لگتا ہے جن کا ذکر پہلے ہو چکا ہے کہ دار و مدار دین اسلام کا ان ہی پر ہے جن کو صحاح ستہ کہتے ہیں۔

اور ایک رسالہ ہندی زبان میں مع حوالہ کتاب دلیل سند کے نماز شرعی کے بارے میں بے مثل بے نظیر اپنے باب میں جس کا نام ”اَمْرُ الْکَلْبِ فِي قَوْلِ الرَّسُولِ صَلَّوْا کَمَا رَاَيْتُمْوْنِیْ اَصْلَیْ“ ہے تصنیف و تالیف ہے۔ اس سے بھی ہر مبتدی منتہی راغب مستغنی نہیں ہو سکتا۔ اوقات و غیرہ احکام جو متعلق نماز شرعی کے ہیں امر الکلٰی سے معلوم کرنا چاہئے یہاں تو صرف طریق نماز شرعی کا مثل دعاء استفتاح اور رکوع اور قومہ اور سجود اور جلسہ وغیرہ موافق طریق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور تابعین اور تبع تابعین وغیرہ سنت جماعت کے بیان کیا گیا ہے۔

فصل

چونکہ نماز اعلیٰ رکن اسلام کا ہے اور افضل وسیلہ مرضی بے مرضی معلوم کرنے اللہ رب العالمین کا یہی نماز ہے، اور نماز کے تمام الفاظ اور ادعیہ عربی زبان میں ہیں اس لئے طریق نماز شرعی کا با معنی بیان کیا جاتا ہے تاکہ مسلمان مرد عورت نماز کی اصلیت اور حقیقت اور غرض اور مقصود سے آگاہ ہو کر اللہ سبحانہ کی مرضی بے مرضی سمجھیں ورنہ اس معیشت میں داخل ہونگے اگرچہ اپنے زعم اور گمان میں نمازی ہی

لہ اردو زبان ۱۲ ۱۵ یہ رسالہ نایاب ہے ۱۲ منہ



کیوں نہ ہوں۔ وعید شدید یہ ہے **فَوَيْلٌ لِلْمُصَلِّينَ الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ**° ویل ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے غافل اور بے خبر ہیں۔

مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ویل ایک جنگل گرٹھے کا نام جہنم میں ہے۔ وہ ایسا سخت ہے کہ اسکی آگ سے دوسری دوزخ ہر روز چار سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے کہ یا اللہ! میری آگ میں ویل کی آگ نہ آنے دیجیو جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے سو اے میرے پیارے بھائیو مسلمان مرد عورتو! ہوشیار ہو جاؤ۔ غفلت کو چھوڑ دو۔ شیطان لعین کو اپنا دشمن جانو۔ اس زندگانی کے مزے چند ہی روز کے ہیں۔ آخر فنا۔ دیکھ لو کہاں ہیں لکھ پتی۔ کہاں ہیں اونچے اونچے مکانوں والے۔ ذرا انصاف سے دیکھو سبھی نے قبروں میں ڈیرے لگائے ہیں کیا ہمارے لئے یہ نوبت باری نہیں آنے والی ہے؟

کیا بھائیو! ہم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرامؓ اور تابعینؓ اور تبع تابعینؓ سے بھی اللہ کے ہاں زیادہ مرتبہ اور

۱۵ ترمذی میں **اَلْوَيْلُ وَادٍ فِي جَهَنَّمَ**۔ یعنی ویل جہنم کے ایک گرٹھے کا نام ہے۔ ابن ماجہ میں **جَبَّتِ الْحُرْنُ** کا لفظ آیا ہے صحابہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! جبَّتِ الْحُرْنُ کیا ہے؟ فرمایا کہ اسکی آگ سے دوزخ کی آگ روزانہ سو مرتبہ پناہ مانگتی ہے ۱۲۔ ابن المؤلف رحمۃ اللہ علیہ۔

رسوخیت اور مقبولیت رکھتے ہیں؟

افسوس صد افسوس ان کی حالت کتب سنت سے سنو کہ کیا کیا واقعات ان پر گزرے۔ سچ تو یہ ہے کہ ان کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے کلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام پر یقین تھا، ایمان تھا، صدق تھا عمل تھا، ہمو کو کچھ بھی نہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اے بھائیو!

اللہ سے بڑھ کر کون سچا ہوگا؟ رسول مخبر صادقؐ سے زیادہ سچی خبریں کون دینے والا ہوگا۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے غافل بے خبر ہیں کہتے کچھ ہیں عقیدہ کچھ ہے طوطی کی طرح لفظ پڑھ لئے، اس کی اصلی غرض سے خبر ہی نہیں رکھتے ان کے لئے دلیل تیار ہے اور دلیل کی تفسیر مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے کر ہی دی جیسے اوپر گزری۔

تو ہر نمازی کو مرد ہو یا عورت معنی نماز سے آگاہ ہونا فرض ہے جیسا کہ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کَلِّبُ الْعِلْمُ فَرِيضَةً عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ وَمُسْلِمَةٍ كَذَا فِي الْمَشْكُوتَةِ وَغَيْرِهِ یعنی سیکھنا علم ضروری کا (جیسے معنی نماز کے) ہر مسلمان (مرد و عورت) پر فرض ہے۔ اور تفسیر حافظ ابن کثیرؒ میں بھی آیت مذکورہ کے تحت میں اسی

طرف اشارہ کیا ہے کہ غافل بے خبر نماز سے وہ لوگ ہیں جو نماز میں
معنی کو نہیں سوچتے، نہیں تدبیر کرتے۔ اور نیز حافظ ابن کثیرؒ نے
تحت آیہ حَتَّى تَعْلَمُوا مَا تَقُولُونَ کے اشارہ طرف تدبیر معنی نماز کے
کیا ہے۔ اور نیز حدیث مسند احمد اور صحیح بخاری اور سنن نسائی کی
بروایت انسؓ و ابوبہؓ ساتھ عموم اپنے کے دلالت کرتی ہے کہ معنی
سمجھنے نماز کے ضروری اور لازم ہیں مضمون حدیث کا یہ ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی تمھارا اونگھے نماز میں تو پھر طے
نماز سے اور سو جائے حَتَّى يَعْلَمَ مَا يَقُولُ یہاں تک کہ جان لے سمجھ لے
جو کچھ کہ زبان سے کہتا ہے۔ اور تفسیر خازن اور معالم میں تحت آیت
فِي صَلَاتِهِمْ خُسْفَانٌ کے سوچنا معنی نماز کا لکھا ہے اور تفسیر
نیشاپوری اور فتح البیان میں تحت آیت مذکورہ کے لکھا ہے جس کا
خلاصہ یہ ہے کہ اجماع ہے علماء کا اوپر سیکھنے معنی نماز کے بدوں سمجھے
سوچے معنی نماز کے مصلیٰ کو کچھ بھی حاصل نہیں ہوتا ہے۔ غرض کہ معنی
نماز کے سیکھنے مرد عورت پر فرض ہیں اور پوری پوری بحث اس مسئلہ
کی ”امر الکی“ میں ہے وباللہ التوفیق۔

اور حقیقت میں مسلمان سچا جھوٹا اسی وقت معلوم ہو گا کہ جس
وقت نماز کے معنی سے آگاہ ہو گا آیا وہ نماز کے معنی کے موافق عقیدہ
عمل رکھتا ہے یا رواج کو دیکھتا ہے۔ اگر اس کا عقیدہ عمل اللہ تعالیٰ
کی تعلیم کے موافق ہے تو سچا مسلمان ہے اور اگر پھر بھی معنی نماز کے

من کر نماز کی تعلیم کے موافق عقیدہ عمل نہ رکھا تو جھوٹا مسلمان ہے پس اس کے لئے ویل تیار ہے۔ اللہ پناہ دے۔

سبب تالیف

صرف خیر خواہی مسلمان بھائیوں مرد اور عورتوں کیلئے اس عاجز نے اس رسالہ میں طریق نماز شرعی مسنون بامعنی کا بیان کیا ہے اور چونکہ اس تصنیف و تالیف کا سبب باعث مؤلف عاجز کی خوشدہن ساس مرحومہ ہدایت بیگم بنت اکبر علی خان رئیس یاڑی ریاست دھولپور تھیں تو اسی وجہ سے اس رسالہ کا نام ہدایۃ النبی المختار الی من یصلی الی یوم القرار رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ اس مرحومہ کو اس صدقہ جاریہ سے منتفع فرمائے کیونکہ یہ صدقہ ان صدقات سے ہے جو اس کے سچے امام مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے خیر دی ہے کہ جب آدمی مرجاتا ہے تو اس کے عمل بھی منقطع ہو جاتے ہیں مگر تین عمل کہ ان کا نام صدقہ جاریہ فرمایا۔ ایک ان میں سے علم ہے کہ پڑھائے، تصنیف کرے، کتابیں وقف کرے، اس کے پھیلانے میں کوشش کرے سو اس مرحومہ نے بھی ان کاموں میں سے بعض کام کئے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے آمین ثم آمین۔

اور یاد رہے کہ علم سے مراد علم کتاب اور علم سنت ہے نہ غیر، کیونکہ ما سوا ان دونوں کے اللہ اور رسولؐ کے نزدیک جہل ہے۔

وَأَقُولُ مِنْ صَمِيمٍ قَلْبِي مُتَحَشِّعًا مُتَضَرِّعًا مُتَمَسِّكًا سَائِلًا مُتَوَسِّلًا
 يَا اللَّهُ الْحَنَّانُ الْمَنَّانُ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ اللَّهُمَّ إِنَّ هِدَايَتَ بَيْتِكَ بِنْتِ
 أَكْبَرِ عَلِيٍّ خَانٍ فِي ذِمَّتِكَ وَحَبْلِ جِوَارِكَ فَقَرِّبْهُ قِسْمَةَ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ
 أَنْتَ أَهْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ - اللَّهُمَّ فَاعْفُ رُكْلَهَا وَارْحَمْهَا إِنَّكَ أَنْتَ
 الْغَفُورُ الرَّحِيمُ ۝ وَهَذَا أَنَا الْعَاجِزُ الْمُسْتَغْفِرُ الثَّوَابِ الْمُنِيبُ
 إِلَى اللَّهِ تَعَالَى أَبُو مُحَمَّدٍ عَبْدُ الْوَهَّابِ الْفُضْجَانِيُّ عَفِيَ عَنْهُ ذَوْجُ بَيْتِهَا
 ثَوَابَ بَيْتِكَ اللَّهُمَّ بَارِكْ فِي عَقِبِهِ أَنْتَ الْمُبَارِكُ إِنَّ لَكَ تَبَارَكَ فَمَنْ يُبَارِكُ
 أَنْتَ الْوَاحِدُ الصَّمَدُ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ الرَّحْمَنُ الرَّحِيمُ ۝

اے اور کہتا ہوں تہہ دل سے رُکڑ کر ڈاکر محتاج ہو کر سائل بن کر وسیلہ ذریعہ ڈال کر
 اس بات کا کہ تو حنّان ہے مَنَّان ہے ذوالجلال والا کرام ہے تجھ ہی سے سوال کرتا ہوں
 کہ اے اللہ! تیری بندی ہدایت بیکم بنت اکبر علی خان میری خوشدامن تیری ہی امان
 اور پرطوس میں ہے۔ سو اے پروردگار! بچا ہی دے تو اس کو عذاب قبر اور
 عذاب آگ سے۔ اے اللہ! بخش دے مرحومہ کو اور رحم کر دے اُس پر
 تو ہی تو غفور اور رحیم ہے اور میں عاجز بخشش مانگنے والا توبہ کرنے والا
 رجوع کرنے والا اللہ ہی کی طرف ابو محمد عید الوہاب پنجابی اللہ معاف کرے
 اس کے گناہ شوہر نواب بیکم بیٹی اس کی کا۔ اے اللہ! برکت کر اس کی اولاد
 میں تو ہی ہے برکت کرنے والا۔ اگر تو برکت نہ کرے گا تو اور کون کرے گا۔

تو ہی ہے اکیلا بے نیاز سچا معبود رحمن و رحیم ہے ۱۲۔

منہ عفی عنہ

فصل

جانتا چاہئے کہ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس آدمی نے نماز نہ پڑھی وہ کافر ہے۔ حدیث کی کتابوں میں یہ موجود ہے اور نیز صحابہ کرام بے نماز کو کافر جانتے تھے قتل کرنے کا حکم شرعاً بے نمازی کیلئے ثابت ہے۔ اسکا مال لوٹ لینا، خون بہانا ان سب ہی کی شریعت اجازت دیتی ہے۔ بے نمازی کی کوئی نیکی مقبول نہیں ہوتی ہے۔ بے نمازی اس لائق نہیں کہ اسکا جنازہ پڑھا جائے یا اُسکو مسلمانوں کے گورستان میں دفن کیا جائے بلکہ بے نماز کا حشر فرعون، ہامان، قارون، ابی بن خلف کفار کے ساتھ ہوگا مگر یہ کہ فی الفور سنے ہی توبہ کرے اور نماز پر مستعد ہو جائے۔ اور نیز یاد رہے کہ جو شخص کسی وقت کی نماز پڑھتا ہے اور کسی وقت کی چٹ کر جاتا ہے یا جمعہ کو پڑھتا ہے یا رمضان ہی میں پڑھتا ہے تو وہ بھی بے نماز ہی ہے۔ صحیح مسلم وغیرہ میں مرفوعاً ثابت ہے کہ بے نماز مشرک ہے۔ طبرانی میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ بے نماز کا کچھ دین نہیں ہے۔ نماز کا تعلق دین سے ایسا ہے جیسے سر کا تعلق جسد سے۔ جب سر کٹ گیا دھڑ کس کام کا رہا؟ اسی طرح جب نماز چھوٹ گئی تو دین کا کہاں ٹھکانا اور نیز طبرانی وغیرہ میں عبادہ بن صامٹ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ بے نماز ملتِ دینِ اسلام سے خارج ہے اور قرآنِ فہرستان میں رب العالمین فرماتا ہے کہ

بے نماز دوزخی ہے۔ زیادہ بحث امر الکی میں ہے۔

بھائی مسلمان مرد عورتو! آخر دنیا فانی ہے۔ ایک نہ ایک دن سامنے اپنے مالک خالق، رازق کے حساب کے لئے کھڑا ہونا ہے اور مخیر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا، کیا جواب تیار کر رکھا ہے؟ دنیا میں تو دیکھ لو کہ مالک غلام سے آقا نوکر سے میاں بیوی سے حساب لیتا ہے۔ کیا یہ اللہ تعالیٰ سے بھی بڑھ کر ہوئے کہ ان کے حساب کا تو ضروری خیال رہے اور اللہ تعالیٰ مالک حقیقی آقا اصلی کے حساب کا کچھ خیال نہ ہو۔ افسوس صد افسوس ضعفِ ایمان ہے خوشنودی شیطان لعین ہے۔ یہ کچھ کچھ حیلے، بودے بودے عذر ہمارے کبھی بھی تو اللہ کے ہاں نہیں چلنے کے کیونکہ وہاں تو لَا تَعْتَدِرُوا الْيَوْمَ موجود ہے یعنی آج کے دن کوئی عذر تمہارا نہیں چلے گا کیا دنیا میں تم کو خبر نہیں پہنچ چکی دَجَاءَ كُفُّوا السَّيِّئَاتِ اس قدر عمر دی، ڈرانے والے بھیجے مگر تم نے غفلت دنیا چھوڑی۔

اے بھائیو! بنظر انصاف دیکھو، بزار اور طبرانی وغیرہ نے روایت کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے نابینا ہونے پر حکیموں نے کہا کہ اگر تم چند روز کے لئے نماز ترک کر دو تو ہم تمہارا علاج بخوبی کر دیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہرگز نہیں۔ اندھے سے اندھا ہو جاؤں لیکن نماز کبھی ترک نہیں کروں گا کیونکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس نے نماز چھوڑ دی اُس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوگا۔

مقام غور ہے ابن عباس رضی اللہ عنہ کا عذر دیکھو اور اپنے عذر حیلے کو غور کرو، انھوں نے کیسے سخت عذر پر بھی نماز نہیں چھوڑی اور ہم کن عذروں پر نماز کو ہضم کر جاتے ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ ○

فضائل نماز کا بیان

اب معلوم کرنا چاہئے کہ نماز پڑھنے میں جس طرح کہ شرعاً مطلوب ہے کیا کیا فضیلتیں کیا کیا خوبیاں کیا کیا بڑائیاں ملتی ہیں صحیح بخاری صحیح مسلم وغیرہ حدیث کی کتابوں میں ابن عمر وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً آیا ہے کہ بناہ اسلام کی پانچ چیزوں پر ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ - (بامعنی) نماز پڑھنا (موافق تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے) زکوٰۃ کا دینا (موافق تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے) رمضان شریف کے روزے رکھنے (موافق تعلیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے) بیت اللہ کا حج کرنا (موافق تعلیم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے)

صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ میں حضرت عثمان حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً آیا ہے کہ نمازی کی خطائیں دُور ہو جاتی ہیں نماز پڑھنے سے جیسے بدن کا میل پانچ بار نہانے سے دُور ہو جاتا ہے صحیح مسلم جامع ترمذی میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ پانچ وقت کی نماز پڑھنے سے

اور نیز جمعہ کی نماز پڑھنے سے دوسرے جمعہ تک جو گناہ آدمی نے اسے
بیچ میں سرزد ہوتے ہیں سب کے سب معاف ہو جاتے ہیں بشرطیکہ
گناہ کبیرہ نہ کیا ہو۔

طبرانی میں حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے
کہ اللہ رب العالمین کی طرف سے ایک فرشتہ مقرر ہے کہ ہر نماز کے وقت
پکارا کرتا ہے یا واز بلند کہ اے اولادِ آدم! (مرد ہو یا عورت) کھڑے
ہو جاؤ طرفِ سجھانے اُس آگ کے کہ تم نے بسبب گناہ کے بھڑکائی ہے
سنن نسائی مسند احمد طبرانی میں حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ
سے مرفوعاً ثابت ہے کہ بیچ وقت نماز پڑھنے سے گناہ ایسے جھڑکا
ہیں جیسے درخت کے پتے۔ مسند امام احمد میں اسناد حسن سے حضرت
ابو ایوب رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ دُور کر دیتی ہے ہر نماز
اُن گناہوں کو جو پہلے اس سے ہوئے ہیں۔ فضائل نماز کے بتا رہا
امراہ کلی میں ہیں۔

نماز تمام عبادات سے بعد توحید کے افضل ہے جیسا قرب اللہ
تعالیٰ کا اس کے پڑھنے سے ہوتا ہے اور کسی عبادت سے نہیں ہوتا۔
نماز معراج ہے ایمان والوں کے لئے۔ اے اللہ! ہمارے بھی نصیب
کر اور خاتمہ ہمارا کتاب و سنت پر کر آمین۔ اے اللہ! یہ دُعا
قبول فرما۔

تکبیر تحریم کا بیان

اس نماز کا بیان کہ جس نماز کو ہم سے شارع نے طلب کیا ہے اس میں وقت تحریم کے کیا کیا مسنون طریق پر ہم سے مطلوب ہے۔ صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً آیا ہے کہ جب نماز پڑھنے کو نمازی کھڑا ہو تو صرف زبان سے اللہ اکبر کہے اور صحیح مسلم میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے تو لفظ اللہ اکبر کے ساتھ شروع کرتے۔ اور صحیح بخاری اور سنن ابو داؤد اور جامع ترمذی اور اور سنن ابن ماجہ اور سنن دارمی میں حضرت ابو حمید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقت کھڑے ہونے نماز کے صرف اللہ اکبر کہتے۔

صحیح بخاری شریف میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم وقت نماز کے کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتے۔

صحیح مسلم شریف میں صحابی رسول حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز کو کھڑے ہوتے تو اللہ اکبر فرماتے۔

صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوتے وقت اللہ اکبر کہتے۔

سنن ابو داؤد، سنن نسائی، جامع ترمذی میں حضرت رفاعہ بن رافع سے مرفوعاً آیا ہے کہ قید کی طرف منہ کر کے اللہ اکبر کہا کرو۔

جامع ترمذی وغیرہ حدیث کی کتابوں میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ نماز میں نمازی داخل اللہ اکبر کے ساتھ ہوتا ہے۔

سنن ابو داؤد، سنن نسائی میں حضرت وائل بن حجر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ کو منہ کر کے اللہ اکبر کہتے۔ ان احادیث سے معلوم ہوا کہ سوائے

لفظ اللہ اکبر کے کسی اور لفظ مثل سُبْحَانَ اللہ وغیرہ وغیرہ الفاظ تعظیم کے ساتھ نماز شرعی کا مطلوب جو شارع سے ہے اس نماز میں داخل نہ ہوگا جب تک کہ

اللہ اکبر نہ کہے۔ یہی بات صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد اور سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ وغیرہ حدیث کی کتابیں کہتی ہیں کہ اللہ اکبر ہی سے نماز میں داخل ہو گا نہ غیر لفظ سے اور فتح الباری شرح صحیح البخاری جو فتاویٰ ہے حدیث کا اس میں بھی یونہی لکھا ہے کہ سوائے اللہ اکبر کے اور کسی لفظ سے نماز میں داخل نہیں ہوا جاتا، اور یہی مذہب ہے جمہور کا۔ اور نیز نیل الاوطار شرح منقذ الاخبار جو ایک بڑا فتاویٰ حدیث کا ہے اس میں بھی لکھا ہے کہ سوائے لفظ اللہ اکبر کے کسی دوسرے لفظ تعظیم کے سے نماز میں داخل نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح مسکن الختام شرح بلوغ المرام میں بھی لکھا ہے کہ نماز لفظ اللہ اکبر ہی سے شروع ہوتی ہے نہ غیر سے۔ اسی طرح شیخ عبدالقادر جیلانی قدس سرہ نے بھی اپنی کتاب غنیۃ الطالبین میں لکھا ہے کہ شروع کرنا نماز کو سوائے لفظ اللہ اکبر کے جائز ہی نہیں۔ اور اسی طرح زاد المعاد فی ہدی خیر العباد جو کہ عظیم الشان فتاویٰ حدیث کا ہے اس میں بھی لکھا ہے کہ اللہ اکبر ہی سے نماز شروع ہوتی ہے نہ غیر لفظ سے۔

نیت کا بیان

اب معلوم کرنا چاہئے کہ اللہ سبحانہ نے تمام جہان کیا اولیاء کیا بزرگ کیا امام کیا پیشوا سب کی طرف امام پیشوا یہ مقرر کر کے جن کا

نام اطہر محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے بھیجا تھا۔ اس امام کے قول، فعل، تقریر سے یہی ثابت ہوا کہ وقت کھڑے ہونے نماز کے صرف زبان سے اللہ اکبر ہی نکلے پھر اب جو لوگ ہزار ہا مرد و عورت وقت کھڑے ہونے کے طرف نماز کے یوں کہتے ہیں کہ نماز پڑھتے ہیں اللہ کے لئے اور منہ کرتے ہیں طرف قبلہ کے اور وقت ہے ظہر یا کسی اور نماز کا اور نیچھے اس امام کے۔ کوئی عربی زبان میں کہتا ہے کوئی ہندی میں غرض کہ ہر ایک اپنے اپنے عرف کے موافق کہتا ہے اور کہتے ہیں کہ یہ نیت ہے نماز کی۔

سو یاد رکھو بھائیو! یہ گمراہی اور بدعت ہے۔ ہرگز ہرگز درست نہیں ہے، نہ یہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ کسی صحابی اور نہ کسی تابعی اور نہ کسی امام اور نہ ائمہ اربعہ سے ثابت ہے بالکل گمراہی ہے۔ لازم ہے ہر مرد و عورت کو کہ اس نیت سے بچے۔ صحیح بخاری صحیح مسلم، جامع ترمذی سنن ابوداؤد سنن نسائی ابن ماجہ اور حین قدر حدیث کی کتابیں ہیں سب میں سوائے موطا مالک کے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ یعنی عمل کا صحیح ہونا معتبر ہونا اللہ اور رسول کے نزدیک دل ہی کے ارادہ سے ہے۔ نماز بھی عمل ہے زبان سے کہنے کی کچھ حاجت نہیں ہے بلکہ گمراہی ہے، قصد دل ہی کافی وافی ہے۔

زاد المعاد جو ایک بڑا عظیم الشان فتاویٰ حدیث کا ہے اس میں لکھا ہے کہ نیت زبان سے کرنا جیسا کہ لوگوں میں رائج ہو رہا ہے

بدعت ہے نہ حضرت سے ثابت ہے نہ کسی صحابی سے منقول ہے نہ کسی تابعی سے مروی ہے نہ کسی امام سے اکمہ اربعہ میں سے اس کا مستحسن اور محمود ہونا ثابت ہے۔ نہ یہ بدعت صحیح حدیث میں آئی ہے نہ ضعیف، نہ مُسنَد نہ مرسل میں منقول ہوئی ہے۔ نہ حضرت سے ثابت ہے کہ ادا پڑھتا ہوں یا قضا پڑھتا ہوں یا امام ہوں یا مقتدی یا چار رکعت پڑھتا ہوں یا قبلہ کو منہ کرتا ہوں یا اور کوئی لفظ سوائے اللہ اکبر کے زبان سے نکالا ہو، صرف اللہ اکبر ہی کہتے تھے اور جو کچھ اس کے ماسوا ہے سب بدعت اور گمراہی ہے اور سفر السعادة جو ایک کتاب معتبر بہت عمدہ صحیح صحیح روایتوں سے عادات حالات، اقوال، افعال، عقائد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملو بھری ہوئی ہے اس میں لکھا ہے کہ نیت کا زبان سے کرنا حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں ہے، صرف اللہ اکبر ہی کہنا زبان سے ثابت ہے اور شیخ عبدالحق حنفی دہلوی بھی سفر السعادة کی شرح میں لکھتے ہیں کہ نیت دل ہی سے ہے، زبان سے کچھ حاجت نہیں ہے بلکہ محدثین کہتے ہیں کہ نیت زبان سے کرنا بدعت ہے۔ اور نیز شیخ عبدالحق دہلوی حنفی نے ترجمہ مشکوٰۃ میں فرمایا ہے کہ وقت کھڑے ہونے طرف نماز کے صرف زبان سے اللہ اکبر ہی کہے، نہ اور کچھ کہے اور نہ نیت کرے جو عوام بلکہ خواص میں مشہور ہو رہی ہے کیونکہ ایسے شخص کو مرد ہو یا عورت بدعتی کہتے ہیں۔

اور نیز شیخ عبدالحق دہلوی نے مدارج النبوة میں نیت زبان سے کہنے کو بدعت لکھا ہے کہ نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہے ، اور نہ صحابہ کرام سے مروی ہے اور نہ تابعین سے ثابت ہے اور نہ ائمہ اربعہ نے اس نیت کو مستحب کہا ہے اور امام ابن قیم اغاثر اللہ فہما وغیرہ میں فرماتے ہیں کہ نیت کا طریق زبان سے وقت طہارت وضو وغیرہ کے اور وقت نماز کے نہ حضرت سے نہ کسی صحابی سے نہ کسی تابعی سے نہ کسی تبع تابعین سے نہ کسی امام سے منقول ہوا ، بلکہ اس نیت کو شیطان لعین نے وسوسیوں کے لئے جمایا ہے ۔ اور فتح القدیر فقہ کی معتبر کتاب میں لکھا ہے کہ زبان سے نیت کا کہنا نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہ صحابہ کرام سے نقل کیا گیا ہے نہ صحیح حدیث میں نہ ضعیف میں اور نہ چاروں میں سے کسی امام سے منقول ہوا ہے اور ایسا ہی ملا علی قاری حنفی نے بھی مرقاة صفحہ ۳۶ و ۳۷ مطبوعہ مصر میں نیت زبان کو بدعت لکھا ہے اور کہا ہے کہ زبان سے کہنی نیت نہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ کسی بھی صحابی سے اور نہ کسی تابعی سے اور نہ کسی امام ائمہ اربعہ سے منقول ہے ۔

اور نواب قطب الدین مؤلف مظاہر الحق حنفی المذہب مظاہر الحق صفحہ ۱۹ میں فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک تحقیق نیت زبان سے کہنے کی یہ ہے کہ جب پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے اور صحابیوں سے

چاروں اماموں سے کہنا لفظ نیت کا نماز میں یا روزہ میں منقول نہیں ہوا ہے اور پیچھے علماء نے اختلاف کیا ہے اسکے مکروہ ہونے میں اور مستحب ہونے میں اور بدعت ہونے میں اور سنت ہونے میں۔

اور قاعدہ فقہ کا یہ ہے کہ جب اختلاف ہو علماء میں درمیان سنت ہونے کے اور بدعت ہونے کے یعنی بعض کہیں کہ سنت ہے اور بعض کہیں کہ بدعت ہے۔ پس احتیاط اس جگہ یہ ہے کہ ایسی چیز کو ترک کیجئے۔ چنانچہ یہ بات ایک جگہ فتاویٰ عالمگیری میں سے معلوم ہوتی ہے اور اسی طرح جب اختلاف ہو درمیان کراہیت اور مستحب ہونے کے اس کو بھی ترک کیجئے۔ انتہی بلفظ۔

مقام غور ہے کہ اس بدعت نے کس قدر عربی عجم میں زور پکڑا ہے اور دین اسلام میں اسکا کہیں بھی پتہ نہیں لگتا۔ اب ان لوگوں کو ذرا انصاف کرنا چاہئے جو کہتے ہیں کہ میاں رواج کو لینا چاہئے کثرت کی طرف جھکنا چاہئے۔ اور یہاں کثرت کی طرف جھکنا اور رواج کو لینا بدعتی بنانا افسوس صد افسوس! حق تو یوں ہے کہ جس امر کا پتہ کتاب اور سنت سے نہیں ملتا ہے اگرچہ اسکو تمام جہان کیوں نہ کرتا ہو وہ بدعت گمراہی خوشنودی شیطان لعین ہے۔ پھر افسوس ہے اُن لوگوں کے حال پر کہ کہتے ہیں کیا پہلے عالم نہ تھے۔ ارے میاں عالم تھے، کتابیں تھیں لیکن تم نہ تھے۔ تمہیں کس نے خبر دی کہ آگے مولوی نہ تھے۔ میاں بھائی انصاف کرو کہ آگے مولوی تھے یا نہ۔ دیکھو یہی مسئلہ نہت کا تمام جہان

میں پھیل رہا ہے، ہر ایک ادنیٰ اعلیٰ عورت مرد اس بدعت میں مبتلا ہے اور کتا میں اور مولوی برابر اس کی حمایت کرتے چلے آئے ہیں۔ اب لوگ نہ مانیں تو مولویوں اور کتاہوں کا کیا قصور ہے۔ دیکھو مولوی قطب الدین صاحب غدر سے پہلے مولویوں میں سے ہیں اور وہ اپنی کتاب مظاہر حق میں اس نیت کو صفحہ ۱۹ میں نامشروع ناجائز بدعت لکھتے ہیں اور نیز شیخ عبدالحق حنفی اور ملا علی قاری حنفی اس نیت زبان کو نادرست بلکہ بدعت لکھتے ہیں۔ بھلا بتاؤ تو اس عرصہ میں کس نے اس بدعت کو چھوڑا، بلکہ اٹھاسن کر تعجب کرتے ہیں اور وہی کلمہ جو لعین مرد و در شیطان نے ان کو تعلیم کر رکھا ہے ”کیا پہلے عالم نہ تھے“ زبان پر لاتے ہیں۔ اسی طرح کل مسائل میں خیال کرنا چاہئے کہ حق والے ہمیشہ اس کو ظاہر کرتے رہے لیکن شیطان لعین کے وسوسے بھی ساتھ ہی لگے رہے۔ مقام افسوس ہے کہ لوگوں کو یہ کلمہ زبان پر لاتے ہوئے ذرا بھی تو شرم نہیں آتی۔ یہ خیال نہیں کرتے کہ بھائی پہلے علماء نامور کو تو ہم نے دیکھا ہی نہیں اور اب کے علماء جن پر ہمارا عقیدہ ہے وہ ہمیں قرآن و حدیث سناتے ہی نہیں۔ سناتے بھی ہیں تو وہی قصے کہانیاں، اور جو قرآن و حدیث ہمیں سناتے اُلٹے ہم اُن کے دشمن ہو جاتے ہیں۔ یہ تو انصاف سے بعید ہے۔

اور نیز قاعدہ فقہ کا ہے جیسا کہ نواب قطب الدین صاحب نے

لکھا ہے اس کو ملاحظہ کرو اور اپنے فعلوں کو دیکھو کہ صدی علماء حنفیہ مثل

دیوبند و گنگوہ و سہارنپور وغیرہ شہروں میں سب کے سب کہتے ہیں کہ
سوم، ذہم، جہلم، مولود، گیارہویں وغیرہ بدعات محرمات میں سے ہیں
اور ایک آدمہ مولوی نام کے حنفی نے ان کو درست کہا تو فقہ کے قاعدہ
کی رو سے انکو ترک کرنا چاہئے لیکن کون مانے کون چھوڑے فقہ کو بھی
بالائے طاق رکھ چھوڑا ہے محض جہالت اور نفسانیت ہے۔

اے بھائیو! جہالت کو چھوڑو، نفسانیت کو دور کرو اور قرآن و
حدیث کے تابع ہو جاؤ۔ اور قرآن کے تابع اُس وقت ہو گے کہ اسکا
مطلب موافق فرمائے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے
لوگے ورنہ ہر ایک زبان سے تو کہتا ہی ہے کہ ہم قرآن کے تابع ہیں۔
اور حدیث کے تابع اس وقت ہو گے جس وقت صحاح ستہ کو سب
مقدم رکھو گے، جو ان کے موافق ہو سرائیکھوں پر ورنہ دیوار پر
کیونکہ سنت و جماعت وہی لوگ ہیں جو عمل و عقیدہ صحاح ستہ کے
موافق رکھتے ہیں جیسا کہ پہلے گزرا ورنہ ہر ایک زبان سے تو کہتا ہی ہے
کہ ہم حدیث پر چلتے ہیں سنت جماعت ہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ میری امت تہتر فرقے ہوگی سب کے سب دوزخی
ہوں گے، ایک ناجی جنتی صحابہ نے عرض کی وہ کون لوگ ہیں یا حضرت
تب حضرت نے فرمایا کہ جس قول عمل عقیدہ پر میں اور میرے صحابہ ہیں
جو کوئی اس پر ہوگا وہی جنتی ناجی ہوگا باقی سب دوزخی۔ اور عمل عقیدہ
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کا صحاح ستہ ہی میں ہے نہ غیر ان کے میں۔

اب ہر ایک شخص انصاف کر سکتا ہے کہ آیا صحاح ستہ صحیح بخاری صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابوداؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ پر میرا عمل عقیدہ ہے یا غیر کا۔

عرض کہ نیت زبان سے بدعت گمراہی ہے ہرگز ہرگز درست نہیں پس جب نماز کو کھڑا ہو مرد ہو یا عورت اللہ اکبر کہے۔ یہی رکن مقرر نماز کے لئے ہے۔ اگر اور کسی نام سے اللہ کے ناموں میں سے نماز شروع کرے گا تو ہرگز درست نہ ہوگا جیسا کہ تَحْرِيمُهَا التَّكْبِيرُ وغیرہ نصوص شرعیہ دلالت کرتی ہیں۔ اور نیز جامع ترمذی میں امام عبدالرحمن بن مہدی سے منقول ہے کہ اگر کسی شخص نے مرد ہو یا عورت ننانوے ناموں سے خدا کے نماز کو شروع کیا اور اللہ اکبر نہ کہا تو تب بھی جائز نہ ہوگا، عرض کہ اللہ اکبر ہی کہے اور کوئی نام خدا کے ننانوے ناموں میں سے بھی وقت شروع نماز کے زبان پر نہ لائے اور زبان سے یوں نہ کہے کہ میں فرض پڑھتا ہوں یا سنت پڑھتا ہوں یا نفل پڑھتا ہوں یا امام ہوں یا مقتدی ہوں یا قبلہ کی طرف منہ کرتا ہوں یا ادا پڑھتا ہوں یا قضا پڑھتا ہوں کیونکہ یہ سب کام بدعت ہیں۔

رَفْعُ الْيَدَيْنِ كَرْنِ كَا طَرِيقَةٍ

اور ہاتھ اٹھائے برابر مونڈھوں کے مرد ہو یا عورت یا برابر کانوں کے اس لئے کہ ہر دو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہیں

اور صحاح ستہ میں موجود ہیں مگر افضل اور ارجح ہر ایک کیلئے مرد ہو یا عورت مونڈھوں تک ہی ہے اس لئے کہ قوی زیادہ تر حدیثیں اور اکثر فعل آپ کا مونڈھوں تک ہی اٹھانا ثابت ہے۔ اور ہاتھ مرد ہو یا عورت اللہ اکبر کہنے کے ساتھ ہی برابر اٹھائے۔ صحیح بخاری وغیرہ میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً یوں ہی ثابت ہے اور جب ہاتھ باندھے اللہ اکبر تب ہی موقوف ہو۔ اور صحیح مسلم میں مالک بن الحویرث وغیرہ سے مرفوعاً یوں بھی آیا ہے کہ پہلے ہاتھ اٹھائے پھر اللہ اکبر کہے یا پہلے اللہ اکبر کہے پھر ہاتھ اٹھائے غرض کہ ہر ایک مسنون ہے کبھی وہ کبھی یہ۔ قربان ہو جائے شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام پر مَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ۔ اور جب ہاتھ اٹھائے تو انگلیوں کو سیدھا کر کے ہتھیلی قبیلہ کی طرف کرے جیسا کہ زاد المعاد میں ہے۔

سینے پر ہاتھ باندھنے کا بیان

اور ہاتھ رکھے مرد ہو یا عورت سینے پر یا سینے کے نیچے یا ناف پر یا ناف سے نیچے سب جائز اور درست ہے جیسا کہ جامع ترمذی میں ہے

لے اللہ نے دین میں تم پر کوئی ننگی نہیں رکھی ۱۲۔ منہ سلمہ ربہ

لے تحت السرة والا قول باتفاق محدثین ضعیف ہے کیونکہ اس کا راوی عبد الرحمن بن اسحاق منکر الحدیث ہے۔ ملا علی قاری حنفی نے مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اور ابن ہمام نے فتح القدیر مطبوعہ نول کشور جلد اول کے ص ۱۱۷ میں لکھا ہے کہ نماز میں ناف کے نیچے ہاتھ

لیکن افضل اور ارجح اور مسنون یوں ہے کہ رکھے مرد ہو یا عورت ہاتھ داہنا اوپر ہاتھ بائیں کے سینے پر جیسا کہ صحیح ابن خزیمہ میں وائلؓ سے اور مسند احمد میں ہلبؓ سے، ابوداؤد میں طاؤسؓ سے مرفوعاً آیا ہے اور نیز ادب کے قریب ہے اور عیث یہودگی سے بعید دور ہے جیسا کہ علما نے کہا ہے کہ حکمت ہاتھ رکھنے میں اس جگہ پر یہ ہے کہ یہ وصف صفت سائل ذلیل کی ہے گویا کہ اللہ کے سامنے ذلیل بن کر سوال کر رہا ہے۔ اور عادات میں سے ہے کہ جب آدمی کسی چیز کی حفاظت میں زیادہ کوشش کرتا ہے تو اسی چیز پڑھتا رکھتا ہے۔ اور نمازی کے حق میں زیادہ محافظت کی چیز دل ہی ہے کہ غیر کی طرف نہ جائے بلکہ خدا ہی کی طرف متوجہ رہے تو مناسب ہے کہ دل ہی پر ہاتھ رکھے جیسا کہ ”امرا الکی“ میں خوب بیان کیا گیا ہے۔

(بقیہ صفحہ گذشتہ) رکھنے کے متعلق جیسا کہ حنفیہ کا مذہب ہے کوئی صحیح حدیث قابل عمل ثابت نہیں، اسی واسطے حضرت علامہ مؤلف مرحوم نے فرمایا ہے کہ ارجح اور مسنون سینے پر ہاتھ باندھنا ہے۔ نیز حضرت علیؓ وابن عباس رضی اللہ عنہما سے آیت فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَأَنحَرَهُ کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس آیت میں اللہ نے نمازیں سینے پر ہاتھ باندھنے کا حکم دیا ہے، ملاحظہ ہو تفسیر معالم التنزیل مطبوعہ ممبئی صفحہ ۹۹ و تفسیر کبیر کی آخری جلد صفحہ ۶۴۵۔ سفر السعاده میں بھی سینے پر ہاتھ رکھنا مسنون لکھا ہے ۱۲- ابن المؤلف رحمہ اللہ

۱۔ افسوس یہ کتاب غیر مطبوعہ ہی تلف ہو گئی ۱۲- عس

دُعَا رِسْتِقْلَاحِ کَابِیَانِ

اس بیان میں وہ دعائیں لکھی جاتی ہیں جو اللہ اکبر کہنے کے بعد نماز شرعی میں چپکے چپکے پڑھی جاتی ہیں اور ان کا سبب کھانا ہر مرد و عورت پر لازم اور ضروری ہے تاکہ نماز شرعی جو تمام مسلمانوں سے شرعاً مطلوب ہے اس پڑھنے والوں میں معدود اور شمار ہوں اور اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑے بڑے درجات اور فضیلتیں پائیں اور ان کے معنوں پر عقیدہ رکھ کر اللہ تعالیٰ کی مرضی بے مرضی معلوم کریں وَ بِاللّٰهِ التَّوَكُّلُ

صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ آپ بعد اَللّٰهُ اَکْبَرُ کہنے کے یہ دُعا پڑھتے تھے فرض ہوں یا نفل سب کے لئے یہی دُعا پڑھتے تھے۔ اور دُعا یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَ بَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ۔ اَللّٰهُمَّ نَقِّنِيْ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا نَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ مِنَ الدَّائِسِ۔ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْ خَطَايَايَ بِالْمَاءِ وَالسَّلْحِ وَالْبَرْدِ۔

ترجمہ۔ اَللّٰهُمَّ اے اللہ! بَاعِدْ بَيْنِيْ دُوری کر دے، فاصلہ ڈال دے مجھ میں۔ وَ بَيْنَ خَطَايَايَ اور میری خطاؤں میں، کَمَا بَاعَدْتَ جیسے کہ دُوری کر دی ہے تو نے بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ مشرق اور مغرب کے درمیان۔ اَللّٰهُمَّ اے اللہ! نَقِّنِيْ مجھے پاک صاف کرو۔

مِنَ الْخَطَايَا خَطَاوُنَ سے۔ کَمَا يُنْفَعِي جیسا کہ پاک صاف کیا جاتا ہے۔
 الثَّوْبُ كِطْرًا۔ الْاَبْيَضُ سفید۔ مِّنَ الدَّنَسِ میل کچیل سے۔ اَللّٰهُمَّ
 اے اللہ! اغْسِلْ دھو ڈال۔ خَطَايَا مِیْرِ خطائیں۔ بِالْمَاءِ پانی سے
 وَالتُّجِّ اور برف سے۔ وَالتَّبَرِّدِ اور اولوں سے۔

اس دُعار کے معنی سے معلوم ہوا کہ سوال اللہ ہی کرنا چاہئے دین
 و دنیا کا، نہ غیر سے۔ خاص کر ان کاموں میں کہ غیر خدا کو طاقت اور مجال
 نہیں ہے جیسا کہ اَللّٰهُمَّ کالْفِظِ دلالت کر رہا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا
 کہ گناہ، خطار اللہ تعالیٰ ہی بخشتا ہے نہ اور کوئی۔ اور یہ جو تین لفظ فرمائے
 ایک بِاَعْدُ دوسرا نَفَعْنِیْ اور تیسرا اغْسِلْ (سوا اللہ خوب ہی جانتا ہے)
 تو ان میں اشارہ ہے طرف تینوں زمانے کے ماضی، حال، مستقبل
 یعنی اے اللہ جو گناہ مجھ سے ہوئے اور ہوں گے زمانہ گزرے ہوئے
 میں اور زمانہ موجودہ میں اور زمانہ آنے والے میں سب کے سب ہی
 معاف فرما۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ چونکہ گناہ سبب دوزخ کا ہوتے ہیں
 اور دوزخ میں آگ ہے اور آگ پانی سے بجھتی ہے اور جس قدر پانی
 خنک اور سرد ہوگا اُسی قدر جلد آگ بجھے گی سو اس لئے برف اور
 اولے اس آگ کے بجھانے کے لئے طلب کئے جو گناہوں سے حاصل
 ہوگی، گویا کہ گناہوں کو آگ مقرر فرمایا۔ اور یہ دُعار استفتاح کی
 تمام دعاؤں استفتاح میں سے بہت صحیح اور قوی اور کثیر العمل ہے
 تمام محدثین کا اسی پر عمل ہے۔ تکبیر تحریمہ کے بعد اسی کو پڑھتے پڑھاتے ہیں

اور کبھی آپؐ یہ دُعا پڑھتے فرض ہوں یا نفل جو حضرت علیؓ کرم اللہ
 وجہہ سے صحیح مسلم وغیرہ میں مرفوعاً ثابت ہے۔ وَجَّهْتُ وَجْهِيَ
 لِلدِّينِ فَطَرَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۝
 إِنِّ مَلَائِكِي وَنُفُسِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ لَا شَرِيكَ
 لَهُ وَبِذَلِكَ أُمِرْتُ وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ ۝ اللَّهُمَّ أَنْتَ الْمَلِكُ
 لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ۔ أَنْتَ رَبِّي وَأَنَا عَبْدُكَ ظَلَمْتُ نَفْسِي وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي
 فَاعْفِرْ لِي ذُنُوبِي جَمِيعًا إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ وَاهْدِنِي إِلَى حَسَنِ
 الْإِسْلَامِ لَا يَهْدِي إِلَّا حَسَنُهُ إِلَّا أَنْتَ وَأَصْرِفْ عَنِّي سَيِّئَهَا لَا يَصْرِفُ
 عَنِّي سَيِّئَهَا إِلَّا أَنْتَ لَبِّكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ وَالشَّرُّ
 لَيْسَ إِلَيْكَ وَالْمُهْدِيُّ مَنْ هَدَيْتَ أَنَا بِكَ وَإِلَيْكَ لَا مَلْجَأَ مَكَ
 وَلَا مَلْجَأَ إِلَّا إِلَيْكَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ اسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ۔
 ترجمہ :- وَجَّهْتُ متوجہ کیا، پھیرا میں نے۔ وَجَّهِيَ اپنے منہ کو
 (یعنی مقصود اور غرض میری عبادت، تعظیم سے وہی اکیلا و وحدہ
 لا شریک لہ ہے) لِلدِّينِ واسطے اس ذات پاک کے کہ جس نے فطر
 بے مادے بے نمونے ابتداء اول ہی سے بنایا ہے السَّمَوَاتِ آسمانوں
 وَالْأَرْضِ اور زمین کو۔ جب وہ ایسی شان و شوکت والا ہے کہ ایسی
 ایسی چیزیں آسمان زمین جیسی جن کی حد و انتہا نہیں معلوم ہوتی بنا دیں
 تو میرے سب ہی چھوٹے بڑے کام وہی اکیلا ہی بنائے گا اسی لئے تو
 تمام کام تعظیم وغیرہ کے اُسی اکیلے ہی کیلئے کرتا (گرتی) ہوں میں

حَنِيفًا ایک طرف ہو کر، ابراہیمی بن کر یعنی جیسا ابراہیم علیہ السلام کا عقیدہ تھا ویسا ہی میرا بھی ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا عقیدہ سورۃ شعراء وغیرہ میں مذکور ہے **فَاِنَّهُمْ عَدُوٌّ لِّيَ اِلَّا رَبُّ الْعَالَمِينَ** ○
 الذیۃ یعنی فرمایا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہ انبیاء اولیاء وغیرہ کو میں اس طرح نہیں مانتا جیسے تم اے مشرکوں! مانتے پوجتے، تعظیم بجا لاتے میں تو رب العالمین ہی کی پوجا تعظیم بجا لاؤں گا کیونکہ اُسی اکیلے نے مجھ کو پیدا کیا، اُسی اکیلے نے مجھ کو سیدھی راہ بتائی، اُسی اکیلے نے مجھ کو کھانے پینے کو دیا اور جب کبھی میں بیمار ہوتا ہوں وہی اکیلا مجھ کو شفا بخشتا ہے اور وہی اکیلا مجھ کو مارے گا پھر وہی زندہ کر اٹھائے گا اور اسی سے مجھ کو طمع امید ہے کہ دن قیامت کے بخش دے۔ سچ ہے جس کا کھائیے اُس کا گائیے۔“

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جبرئیل علیہ السلام سے بھی مدد نہ لی جس وقت کہ آگ میں ڈالے گئے تھے اور کسی دوسرے کی تو بھلا کیا حقیقت ہے **وَمَا آتَا مِنَ الْمَشْرِكِينَ** ○ اور نہیں ہوں میں کسی کو شریک اور ساتھی کرنے والا (والی) کسی تعظیم کے کام میں اِنَّ صَلَاتِيْ بِلَا شَرِّکِ مِیْرٍ نَّامُزُوْشِکِیْ اور میری قربانی وَمَحْیَاۤیْ اور میری زندگی وَمَمَاتِیْ اور میرا مَیْلِدِیْ اللہ ہی کے لئے ہے۔ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ ○ جو مالک، مختار پالنے والا سردار آقا ہے ہر چیز کا لَا شَرِیْکَ لَہُ کوئی بھی تو اس کا شریک ساتھی کسی عبادت تعظیم وغیرہ میں نہیں ہے۔ وَبِذَٰلِکَ

اور ایسے ہی عقیدہ رکھنے کا۔ اُمّرتُ مجھ کو حکم ہوا ہے اللہ کی طرف سے۔
وَأَنَا مِنَ الْمُسْلِمِينَ اور میں حکم ماننے والوں میں سے ہوں۔ اَللّٰهُمَّ
اے الہی! اَنْتَ تُوْہی تو ہے اَلْہٰدِیٰ مالکِ مجتار سچا بادشاہ ہر چیز کا۔ لَا اِلٰہَ
نہیں ہے کوئی لائقِ تعظیم کے۔ اِلَّا بجز سوائے۔ اَنْتَ تیرے۔ اَنْتَ تُوْہی ہے
رَبِّیٰ مالکِ مری حاکم میرا۔ وَاَنَا اور میں ہوں۔ عَبْدُکَ غلامِ بندہ محتاجِ فرمانبردار
تیرا (لوندی تیری، ظلمتِ ظلمِ زیادتی کی میں نے سببِ حکمِ عدولی کے۔ نَفْسِی
اپنی جان پر۔ وَاَعْتَرَضْتُ اور اقرار کیا میں نے بَدِئْتُ اپنے گناہوں کا
فَاَعْفِرْ پس بخش ہی دے مری میرے ذُنُوْبِ گناہ۔ جَمِیْعًا سب کے سب
اِنَّہٗ اس لئے کہ یقیناً اور کوئی بھی تُو لَا یَعْفِرُ نہیں بخش سکتا۔ اِلَّا تُوْبُ
گناہِ خطاؤں کو۔ اِلَّا سوا۔ اَنْتَ تیرے۔ وَاَهْدِنِیْ دَاوْرِ ہدایتِ کر دے
سمجھا دے راستہ بتا دے مالکِ مجھ کو۔ لِاَحْسَنِ واسطے اچھی۔ الْاَخْلَاقِ
عادتوں خصلتوں خوؤں کے۔ لَا یَهْدِیْ کوئی بھی تو نہیں بتا سکتا راستہ
لِاَحْسَنِ اچھے خلقوں عادتوں خوؤں کا۔ اِلَّا اَنْتَ سوا تیرے۔ وَ
اَصْرِفْ اور چھڑا دے پھیر دے دُور کر دے۔ عَنِّیْ مجھ سے۔ سَیِّئَہَا
بُرائے اخلاق بُری عادتیں ناپسند خصلتیں، رذیلے کام۔ لَا یَصْرِفْ
کوئی بھی تو پھیر نہیں سکتا، دُور کر سکتا چھڑا سکتا۔ عَنِّیْ مجھ سے۔
سَیِّئَہَا بُری عادتیں بُرے خلقِ ناپسند خصلتیں۔ اِلَّا اَنْتَ سوا تیرے۔
لَبَّیْکَ میں غلام (لوندی)، تو موجود ہی ہوں تیری اطاعتِ فرماں برداری
کے لئے۔ وَ سَعْدُکَ اور مستعدِ تیاری کھڑا دکھڑی، ہوں تیرے حکم
احکام ماننے کیلئے۔ وَالْخَیْرُ اور بھلائیاں نیکیاں۔ کُلُّہُ تمام ہی۔ رَفِیْ
یَدِکَ تیرے ہی ہاتھ میں ہیں۔ وَالشَّرُّ اور بُرائیوں سے۔ لَیْسَ نہیں



حاصل ہوتا کسی کو بھی نہ دیک ہونا اور قرب۔ اِلَیْكَ تیرا، اور نیز بُرائی
 نہیں ہے منسوب طرف تیرے بلکہ ہمارے نفس ہی کی شامت ہے جیسا کہ
 تو نے اپنے کلام پاک میں فرمادیا ہے مَا أَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللَّهِ
 وَمَا أَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسِكَ۔ وَاللَّهُ هَدَىٰ اور ٹھیک راہ
 لئے ہوئے اور ہدایت پائے ہوئے تو وہی ہے مَنْ هَدَيْتَ کہ جس کو
 تو نے راہ بتلا دی ہدایت کر دی۔ اِنَّا بِكَ مِيرَا بھروسا اعتماد تکیہ ہر کام
 میں تیری ہی اعانت مرد سے ہے۔ وَ اِلَیْكَ اور تمام کام اور حاجتیں میری
 تیری ہی طرف ہیں۔ لَا مَذْجَا مِنْكَ نہیں ہے بھانگنا تیری مصیبت بھیجی ہوئی
 تیرے رنج و غم دیئے دیئے ہوئے تیرے عذاب سے۔ وَلَا مَلْجَا اور نہیں ہے
 جگہ پناہ کی اور نہیں ہے فریاد رسی کسی کی طرف۔ اِلَّا اِلَیْكَ مگر تیری
 ہی طرف۔ تَبَارَكْتَ بڑی برکت والا ہے تو۔ وَ تَعَالَيْتَ اور سب سے
 اونچا ہے تو اپنے عرش پر، علیحدہ ہے تو زمین مخلوق سے آسمان پر
 اسْتَخْفَرْتُ تجھ ہی سے بخشش مانگتا (مانگتی) ہوں اپنے کل گناہوں کی
 وَ اَتُوبُ اِلَیْكَ اور توبہ کرتا (کرتی) ہوں گناہوں سے تیری ہی طرف۔
 لازم و فرض ہے ہر مرد عورت پر کہ اپنا عقیدہ اس دُعا کے
 موافق رکھے کہ توحید الوہیت اسی کا نام ہے، ورنہ منہ سے تو سب
 کہتے ہیں کہ ہم بھی توحید کو مانتے ہیں۔ اور نیز معلوم ہو کہ اکثر مرد
 اے یعنی اگر تجھ کو کسی قسم کی بھلائی پہنچے تو اللہ کی طرف سے ہے اور جو
 بُرائی پہنچے تو تیرے ہی کرتوت کی سزا ہے۔

عورت اس دُعار کو تکبیر یعنی اللہ اکبر کہنے سے پہلے پڑھتے ہیں سو یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ہرگز درست نہیں ہے بلکہ بدعتِ گمراہی ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا پڑھنا اللہ اکبر کہنے کے نیچے ثابت ہوا ہے۔ اس کو پہلے کبھی نہیں پڑھا۔ بدعت بھی اسی کام کو کہتے ہیں جو سنت کو اٹھاوے اور آپ قائم ہو جاوے۔

اور کبھی بعد اللہ اکبر کہنے کے یہ دُعار پڑھنی بھی ثابت ہوئی ہے جو حضرت انس رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں مرفوعاً ثابت ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ حَمْدًا کَثِیْرًا طَیْبًا مُّبَارَکًا فِیْہِ (ترجمہ) اَلْحَمْدُ سب تعریف۔ للہ اللہ ہی کیلئے ہے۔ حَمْدًا تعریف۔ کَثِیْرًا بہت طَیْبًا پاک صاف دُور ریا نمود سے۔ مُّبَارَکًا برکت کی گئی۔ فِیْہِ اس میں کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس حمد کو قبول فرمائے اور ایک ایک کے بدلے دس دس گنی زیادہ پر زیادہ عطا فرمائے۔

حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس دُعار پڑھنے والے کو کہ اس دُعار کے ثواب لکھنے کے لئے بارہ فرشتے نازل ہوئے۔ ہر ایک فرشتہ جلدی کرتا ہے دوسرے سے کہ اس کو میں اٹھالیاؤں اللہ کے یہاں۔ اس دُعار سے معلوم ہوتا ہے کہ بعض نیکیاں سوا کراما کا تین کے اور فرشتے بھی لکھتے ہیں۔ کیا ہی عمدہ نصیب ہے ان لوگوں کا جنکی یہ خاطر میں ہوتی ہیں۔ یاد رہے کہ یہ سب ظہورِ توحید اور اتباعِ سنت ہی کی بدولت ہے۔

اور کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر کہہ کر یہ دُعا پڑھتے جو حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے سنن نسائی میں مرفوعاً ثابت ہے اِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذَلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ ۝ اَللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ لِحَسَنِ الْاَعْمَالِ وَاَحْسَنِ الْاَخْلَاقِ لَا يَهْدِيْ لِاَحْسَنِهَا اِلَّا اَنْتَ وَقِنِيْ سَيِّئَ الْاَعْمَالِ وَسَيِّئَ الْاَخْلَاقِ لَا يَقِيْ سَيِّئَهَا اِلَّا اَنْتَ۔ ترجمہ :- اِنَّ ضرور بلاشبہ صَلَاتِی نماز پڑھنی میری۔ واور۔ نُسُکِ ذبح کرنا میرا کسی جانور کو۔ واور مَحْيَایَ زندگی کے کام کاج معاملات میرے۔ واور مَمَاتِی مرنے کے وقت گور و کفن دفن موت زیست کے اعمال عقائد میرے ہیں وہ سب کے سب اللہ اللہ ہی کے لئے ہیں۔ رَبِّ الْعَالَمِينَ جو مالک مری حاکم ہے تمام جہان کا۔ لا کوئی بھی تو نہیں ہے۔ شَرِيكَ ساجھی ان کاموں میں۔ لہ اسکا۔ واور بِذَلِكَ ایسے ہی عقیدہ رکھنے رکھانے کا۔ اُمِرْتُ حکم ہوا ہے مجھ کو اللہ کی طرف سے۔ واور۔ اَنَا میں۔ اَوَّلُ الْمُسْلِمِينَ سب سے پہلے حکم احکام اللہ تعالیٰ کے ماننے بجالانے والا دوالی ہوں۔ اَللّٰهُمَّ اے اللہ! اِهْدِنِيْ ہدایت کر دے سمجھا دے توفیق دیدے مجھ کو لِحَسَنِ واسطے اچھے الْاَعْمَالِ عملوں عقیدوں کے۔ وَاَحْسَنِ اور اچھے الْاَخْلَاقِ خلقوں خصلتوں عادتوں کے لَا يَهْدِيْ کوئی بھی تو ہدایت نہیں کر سکتا۔ لِحَسَنِهَا واسطے اچھے اعمال اخلاق کے اِلَّا اَنْتَ

سوا تیرے۔ دَیْنِی اور بچا نگاہ رکھ دو رکہ دے مجھ کو سَیِّئِ الْأَعْمَالِ
 بُرے عملوں عقیدوں، دَیْنِی الْأَخْلَاقِ اور بُرے خلقوں بُری عادتوں
 بُری خصلتوں سے۔ لَا یَقِیْ واقعی کوئی نبی ولی بھی تو نہیں بچا سکتا۔ سَیِّئُهَا
 بُرے عملوں بُری خصلتوں سے۔ إِلَّا أَنْتَ بجز ذات پاک تیری کے کہ تو ہی خبر گیراں
 ہو تو بیڑا پار ہے ورنہ میرا کوئی ولی وارث نہیں سوا تیرے۔

اس دعا کے معنوں سے معلوم ہوا کہ جو مرد عورت نماز سوائے خدا
 کے کسی نبی ولی، بزرگ کے لئے پڑھے تو وہ بھی مشرک ہے اور اسی طرح
 جو مرد عورت کسی نبی ولی کے لئے یا کسی مزار پر کوئی جانور نذیح کرے
 کرائے تو وہ بھی مشرک ہے۔

اور نیز جو مرد عورت اللہ و رسول کا حکم نہ مانے اور مولوی عالم
 مجتہد امام کے قول کو اللہ رسول کے حکم پر مقدم رکھے اور اسکو ترجیح
 دے تو وہ بھی مشرک فی الرسالت ہے۔

اور کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھ
 جو حضرت جبریل بن مطعم رضی اللہ عنہ سے سنن ابوداؤد و سنن ابن ماجہ
 میں مرفوعاً ثابت ہے۔ اللہ اکبر کثیراً ○ اللہ اکبر کثیراً ○
 اللہ اکبر کثیراً ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا ○ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا ○
 وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ کَثِیْرًا ○ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَةً ○ وَأَصِیْلًا ○ و
 سُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَةً ○ وَسُبْحَانَ اللّٰہِ بُکْرَةً ○ وَأَصِیْلًا ○
 اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ مِنَ نَّفْخِہِ وَنَفْثِہِ وَهَمَزِہِ ۔

ترجمہ: اَللّٰهُ اَكْبَرُ کَبِیْرًا۔ اللہ بہت بڑا ہے بڑائی میں۔
 تین دفعہ پونہی کہے۔ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ کَثِیْرًا۔ اور سب تعریف واسطے
 اللہ ہی کے ہے تعریف بہت تین بار کہے۔ وَسُبْحَانَ اللّٰهِ اور پاکی
 بیان کرتا (کرتی) ہوں اللہ کی۔ بِکُرَّةٍ صَبِيْحٍ۔ وَأَصِيْلًا اور شام۔
 تین بار کہے۔ اَعُوْذُ بِنَآهِ یَکْرِتُنَا (پکڑتی) ہوں۔ یَا اللّٰہ اللہ کی مِّنَ
 الشَّیْطٰنِ شیطان سے مِّنْ نَّفْخِہٖ اُس کے تکبر سے۔ وَنَقْصِہٖ اور
 اس کے اشعار سے۔ وَهَبْزِہٖ اور اس کی دیوانگی سے۔

اس دُعا سے معلوم ہوا کہ بڑائی اللہ ہی کی کرنی چاہئے نہ اور کسی
 کی۔ اور نیز تعریف بھی اللہ ہی کی کرنی چاہئے نہ کسی اور کی۔ اور ہر وقت
 چلتے پھرتے اُٹھتے بیٹھتے صبح وشام اللہ ہی کی پاکی اور یاد کرنی چاہئے
 نہ اور کسی کی اور تکبر بڑائی شیطانی فعل ہے شیطان ہی کرتا ہے اس سے
 بچنا چاہئے بلکہ حدیث صحیح میں آیا ہے کہ تکبر بڑائی خود بندِ اللہ
 رب العالمین ہی کا خاصہ ہے جو کوئی کرے گا اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اسکو
 دوزخ میں ڈالوں گا۔ اور شعر اشعار غزلیں مناجاتیں جو کہ خلاف
 شریعت ہیں یہ سب شیطانی فعل ہیں ان سے بچنا لازم و فرض ہے
 اور مِنَ الشَّیْطٰنِ کی جگہ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ بھی پڑھنا مسنون ہے
 اور کبھی اُن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اکبر کہہ کر یہ دُعا پڑھتے
 جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے کسی طریق سے مرفوعاً آئی ہے
 جیسا کہ تلخیص الحبیر میں ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَ

تَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ - ترجمہ
 سُبْحَانَكَ پاکی بیان کرتا کرتی ہوں تیری - اَللّٰهُمَّ لے اللہ! وَبِحَدِّكَ
 اور تعریف کرتا کرتی ہوں ساتھ تعریف تیری کے وَتَبَارَكَ اور بڑی
 برکت والا ہے اسْمُكَ نام پاک تیرا وَتَعَالَى اور بہت بلند ہے جَدُّكَ
 مرتبہ تیرا وَلَا إِلَهَ اور نہیں ہے کوئی بھی لائق پوجنے نذر نیا ز منت
 ماننے تعظیم کے کاموں کے غَيْرُكَ سوا تیرے -

اس دُعا سے معلوم ہوا کہ جو کام تعظیم کے اللہ تعالیٰ نے اپنے واسطے
 مقرر فرمائے ہیں اگر ان کو کسی دوسرے کے واسطے کرے تو مشرک ہے۔
 ان دُعاؤں سے جو دُعا اللہ اکبر کہنے کے بعد پڑھے گا مرد ہو یا
 عورت درست اور مسنون طریق پر ہوگا اور ثواب بحد پائیگا بشرطیکہ
 اس کے معنی پر عقیدہ ہو اور جب تک کہ معنی کے موافق عقیدہ درست
 نہ کرے گا خاک بھی تو نہیں ملے گا، اَلْثَّابِل عذاب ہوگا۔ یہ سب عائشہ
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت اور مسنون ہیں مگر اول دُعا
 اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ الخ سب سے زیادہ صحیح اور قوی اور کثیر العمل ہے۔ بعد
 اس کے وَجَّهْتُ وَجْهِيَ الخ ہے۔

تَعَوُّذُكَ بَيَانُ

جب ان دُعاؤں میں سے سوا اللہ اکبر و کبیر الخ کے دُعا پڑھ کر
 فارغ ہو مرد ہو یا عورت، تنہا ہو یا اما یا مقتدی، نماز فرض ہو یا سنت

یا نفل تو اَعُوذُ پڑھے۔ انہیں سے جو بھی اَعُوذُ پڑھیں گے سنتِ کیموافق ہوگا

اول اَعُوذِیہ ہے۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

دوسرا اَعُوذِیہ ہے۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

تیسرا اَعُوذِیہ ہے۔ اَعُوذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ الْعَلِیْمِ مِنَ الشَّیْطَانِ الرَّجِیْمِ

مِنْ هَمْزِهِ وَنَفْخِهِ وَنَفْثِهِ جیسا کہ تلخیص الحبیر اور

زاد المعاد اور حجة الله اور منتقى الاخبار میں جو برطے

فتاویٰ حدیث کے ہیں ان میں مذکور ہے۔

(ترجمہ) اَعُوذُ پناہ پکڑتا (پکڑتی) ہوں میں۔ یا اللہ ساتھ اللہ تعالیٰ

کے السَّمِیْعِ جو سننے والا ہے تمام باتوں کا۔ الْعَلِیْمِ جو جاننے والا ہے

تمام نیتوں کا مومن کا۔ مِنَ الشَّیْطَانِ شیطان۔ الرَّجِیْمِ مردود سے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ کا بَیَان

جب اَعُوذُ سے فارغ ہو تو بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پڑھے مرد ہو یا عورت، اکیلا ہو یا امام ہو یا مقتدی اور نیز برابر ہے کہ

نماز پکار کر پڑھنے کی ہو خواہ آہستہ کی۔ مگر جس نماز میں پکار کر پڑھا جاتا،

اس میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بسم اللہ الخ کبھی پکار کر پڑھتے کبھی آہستہ

پڑھتے۔ حدیث کی کتابوں سے یوں ہی معلوم ہوتا ہے اور زاد المعاد

میں بھی یوں ہی لکھا ہے اکیلے اور امام کو اختیار ہے کہ جہری نماز میں

پکار کر پڑھیں خواہ آہستہ اور مقتدی آہستہ ہی پڑھے لیکن پڑھنا

بسم اللہ الخ کا ہر نماز میں ہر رکعت میں اول الحمد اور سورہ کے ضروری و جوہی ہے، اکثر لوگ غافل ہیں۔ یہ بھی ایک آیت قرآن ہے۔ اسی طرح رمضان کے حافظ غافل ہیں کہ نہ پکار کر پڑھتے ہیں نہ آہستہ حالانکہ ایک سوتیرہ آیت قرآن کو ترک کرتے ہیں، ختم کا کیا خاک پورا ثواب ہوگا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے بہتر آیت قرآن کی شیطان نے لوگوں سے چھین لی چھڑادی رَوَاهُ فِي الْإِمَامِ كَذَانِي نَفْع۔ (ترجمہ) پڑھتا پڑھتی ہوں بِسْمِ اللّٰهِ مدد و وسیلہ نام پاک سے اللہ الرَّحْمٰنِ بخشش کرنے والے۔ الرَّحِيْمِ مہربان کے۔

بسم اللہ کے معنی سے معلوم ہوا کہ وسیلہ اعانت اللہ ہی کے ناموں سے نہ اور کسی بزرگ یا نبی یا فرشتہ کے نام یا ذات سے کہ شرک میں داخل ہونا ہے جیسا کہ دین خالص اور کتب تفسیر سے معلوم ہوتا ہے۔

قرارة فاتحہ خلف الامام کا بیان

جب بسم اللہ سے فارغ ہو تو الحمد پڑھے اکیلا ہو یا امام یا مقتدی مرد ہو یا عورت ہر ایک کے لئے رکن ہے، اس کے بغیر نماز صحیح ہوتی ہی نہیں۔ صحیح بخاری صحیح مسلم جامع ترمذی سنن ابوداؤد سنن نسائی سنن ابن ماجہ، یہ صحاح ستہ کی چھ کتابیں ہیں۔ ان ہی پر دار و مدار دین اسلام کا ہے نہ غیر ان کے پر، کیونکہ یہ قرب زمانہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم میں تصنیف و تالیف ہوئی ہیں۔ ان کے مصنفین دوسری

تیسری صدی کے امام مجتہد عالم فاضل تھے۔ ایسی اور کوئی کتاب سوا قرآن فرقان کے روئے زمین پر معتبر اور صحیح نہیں ہے۔ یہ کتابیں اور جس قدر حدیث کی کتابیں مشرق مغرب روئے زمین پر ہیں سب کی سب یہی کہتی ہیں کہ الحمد کے سوا مقتدی کی نماز صحیح نہیں ہوتی۔

مقام غور ہے کہ جب ایسی کتابیں سورہ فاتحہ امام کے پیچھے پڑھنے کی تاکید کرتی ہیں اور کتابیں بھی کیسی کہ دار و مدار اسلام کا انہی پر ہے اور سنت و جماعت بھی وہی ہے جو ان ہی پر عمل عقیدہ رکھے تو پھر کیا وجہ ہے کہ سورہ فاتحہ خلف امام نہ پڑھی جائے حالانکہ خلفائے اربعہ اور عشرہ مبشرہ سے بھی فاتحہ خلف امام پڑھنا ثابت ہے۔

میرے پیارے بھائیو! یاد رکھو، ہزار ہا کتابیں اور صد ہا عالم ہیں مگر جب تک ان چھپوں کتابوں کو مضبوط نہ پکڑو گے کبھی نجات ہونے ہی کی نہیں۔ ہاں جو کتاب، عالم ان کے موافق کہے سر آنکھ پر وزن دیوار پر۔ اگر یہ بات کر لو گے تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ کیا مجال جو اختلاف رہے کیونکہ ان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں ہیں اور رسول کی بات میں اختلاف ہوتا ہی نہیں بشرطیکہ استاد کامل فن حدیث سند یافتہ سے پڑھی سنی ہوں۔

سورہ فاتحہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○ فَاكِ يَوْمِ

الدَّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ
 الْمُسْتَقِيْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ
 الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّيْنَ ۝ اٰمِيْنَ ۝ (ترجمہ)
 اَلْحَمْدُ سب تعریفِ اللہ واسطے اللہ ہی کے ہے۔ رہت جو مالک، مربی
 پالنے والا حاکم، العلّیّین تمام جہان کا ہے۔ الرَّحْمٰن بخش کرنے والا
 الرَّحِيْم رحمت شفقت ہر بانی کرنے والا ہے۔ مَلِک بادشاہ مختار
 قاضی حاکم، یَوْمِ دِن، الدّیْن جزا کا ہے۔ اِيَّاكَ خاص ترے ہی لئے
 نَعْبُد نذر نیاز پوجا تعظیم کے کام محبت، خوف ڈر توکل بھروسہ کرتے
 ہیں ہم۔ وَ اُوْر۔ اِيَّاكَ خاص تجھ ہی سے نَسْتَعِيْن مدد اعانت چاہتے
 ہیں ہم۔ اِهْدِنَا تادکھا دے ہم کو۔ الصِّرَاطُ راہ۔ الْمُسْتَقِيْمُ سیدھی
 صِرَاطُ راہ۔ الدّیْن اُن لوگوں کی۔ اَنْعَمْتَ کہ انعام و اکرام فضل کیا
 تو نے عَلَيْهِمْ اُن پر۔ غَيْرِہ۔ الْمَغْضُوْبِ راہ اُن لوگوں کی کہ غضب
 کیا گیا ہے عَلَيْهِمْ اُن پر۔ وَ اُوْر۔ لَاہ۔ الضَّالِّيْنَ راہ گمراہوں کی
 اٰمِيْنَ اے اللہ! یہ دعا میری قبول کر لے منظور فرما لے۔ اپنی ہر
 لگا دے۔ اپنے دستخط کر ہی دے۔

اس دعا سے معلوم ہوا کہ جو کوئی کسی نبی ولی عیث قطب بزرگ
 امام مجتہد شہید کی تعریف حد سے بڑھ کر یا اور کچھ تعظیم مثل نذر نیاز

لے تفصیل مزید کے لئے آمین بالجہر کا تیسرا ایڈیشن مع تقاریر علماء اکرام
 شگاکر پڑھیں۔

محبت توکل خوف وغیرہ کے کرے، اس ارادہ سے کہ وہ میرے کام
 آئیں گے دن قیامت کے تو وہ مشرک ہے۔ اور نیز معلوم ہوا کہ جس
 قدر تعظیم کے کام ہیں سب خاص اللہ ہی کے واسطے کرنے چاہئیں، نہ دوسرے
 کے لیے کیونکہ اس سے آدمی مشرک ہو جاتا ہے اور نیز مدد اللہ ہی سے مانگنی
 چاہئے نہ کسی دوسرے سے کیونکہ اس سے بھی آدمی مشرک ہو جاتا ہے،
 اور نیز ہدایت اللہ ہی سے طلب کرے نہ اور کسی سے مثل تصور شیخ وغیرہ
 کہ اس سے بھی مشرک ہو جاتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام
 ہی کا پیرو رہے اُن ہی پر انعام اکرام فضل اللہ کا ہوا ہے۔ اُن کا عمل
 عقیدہ تلاش کرے۔ اُن کی پیروی کرے نہ غیر اُن کے کی کہ مشرک ہو جائے گا
 اور اُن کے عمل عقیدے صحاح ستہ ہی میں موجود ہیں نہ غیر میں اور
 یہود و نصاریٰ مشرکوں بدعتیوں کا عمل عقیدہ نہ اختیار کرے
 کیونکہ ان پر غضب غضب اللہ کا ہے اور وہ گمراہ ہیں ورنہ آپ بھی ویسا ہی
 یہودی نصرانی مشرک بدعتی ہو جائے گا۔

غرض کہ الحمد کے معنی خوب ہی سوچے سمجھے ورنہ نام کی مسلمان ہی ہے
 دین خالص وغیرہ کتب توحید میں لکھا ہے کہ سورہ فاتحہ میں تین جگہ
 توحید خدا موجود ہے۔ اور نیز معلوم رہے کہ اہل بیت کئی سنت مؤکدہ
 اور زینت نماز ہے مرد ہو یا عورت اکیلا ہو یا امام ہو خواہ مقتدی
 سب کے سب آمین کہا کریں۔ اونچی نماز میں اونچی آہستہ نماز میں

۱۔ آمین بالجہر ضرور منگا کر پڑھئے۔ قیمت :

آہستہ آہستہ ہی لکھا ہے کتاب الصلوٰۃ اور زاد المعاد میں - یہ دونوں کتابیں امام ابن القیمؒ کی ہیں۔ اور امام ابن القیمؒ بڑے امام جلیل بزرگ محدث ساتویں صدی میں ہوئے ہیں۔

مقام غور ہے کہ جب ساتویں کے عالم محدث امام امین اونچی کہنے کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور زینت نماز فرما دیں اور آج کل کے مولوی فساد نماز کہیں - افسوس صد افسوس! آدمی عامی کو چاہئے کہ ایسے مقام میں پہلے آسمانی علم والوں کے قول فعل اختیار کرے جیسا کہ فرمایا اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فَسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ○ آج کل کے علماء دنیا کہ فقہ مرویہ رائے قیاس کو علم جانتے ہیں اور جیسا دیں ویسا بھیس اپنا شعار بنا رکھا ہے۔ اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی اور سنن ابوداؤد اور سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ کہ جن پر دار و مدار اسلام کا ہے ان میں ہے کہ امین اونچی کہتی سنت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام اور فعل صحابہ رضی اللہ عنہم ہے اور یہ کتابیں قرب زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہیں بجزا اور کس کتاب کی حقیقت ممانعت امین بالجہر میں ان کے آگے ہوگی اور ان کتابوں میں آہستہ آہستہ کہنا ثابت مسنون نہیں ہے۔

اے یعنی اگر تم لوگ عوام الناس آسمانی علم کتاب و سنت کی سمجھ بوجھ نہیں رکھتے ہو تو جو خواص علماء آسمانی علم قرآن و حدیث کا رکھتے ہیں سو تم ان سے دریافت کر کر کہ

اپنا عمل عقیدہ درست و صحیح کرتے کراتے رہو ۱۲۔ منہ

اور نیز معلوم ہوا کہ قرأت آہستہ آہستہ ٹھیک ٹھیک کر پڑھنا حروف کو
کھینچ کر ہر آیت پر وقف کرنا ٹھیکرنا سنت ہے طریق قرأت مسنونہ
صحاح ستہ میں موجود ہے شرعی نماز میں قرأت مسنونہ بھی مطلوب
ہے۔ امام ابن القیمؒ بھی کتاب الصلوٰۃ اور زاد المعاد میں یوں ہی لکھتے
ہیں اور حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ بھی حجۃ اللہ البالغہ میں
تاکید شدید سے فرماتے ہیں کہ فاتحہ اور دیگر سورت میں ہر آیت پر وقف
کرنا ٹھیکرنا ضروریات سے ہے۔ اور ایسا ہی شیخ عبدالحق صاحب
محدث دہلویؒ نے بھی شرح فارسی مشکوٰۃ اور شرح سفر السعادت
میں آیت آیت پر وقف کرنے کو قرأت نبویؐ لکھا ہے اور جو کہ لا
وغیرہ آیت پر لکھے ہوئے ہوتے ہیں ان کا کچھ اعتبار نہیں۔

ہر فرد بشر پر لازم ہے کہ ہر کام میں طریق سلف و صحابہ و تابعین کا
رکھے اور مفتی بہا کتب صحاح ستہ ہی کو سمجھے تب دین کا ٹھیک ٹھکانہ
لگے گا ورنہ طریق عقائد عمل سلف صحابہ و تابعین بمرحلہ دور ہے۔

جب الحمد سے فارغ ہو تو تھوڑی سی دیر ٹھیکرنا سانس لے کوئی

سورت یا کچھ بھی قرآن میں سے اول دو رکعت میں فرض ہوں خواہ

۱۔ مسنون قرأت والا قرآن مجید مترجم یا تفسیر اور معری ضرور منگا کر تلاوت میں
رکھے۔ ہدیہ علاوہ محصول اک مترجم کا مبلغ ڈھائی سو روپے، اور معری تنو روپے
۲۔ اگر مغرب عشاء اور فجر کی نماز ہو تو مقتدی سورہ فاتحہ پڑھ کر خاموش ہو جائے
اور امام کی قرأت کو بغور سنیں۔ حدیث اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعْ لَهَا مَعْرُوفٌ
اور امام کی قرأت کو بغور سنیں۔ حدیث اِذَا قَرَأْتَ الْقُرْآنَ فَاسْتَمِعْ لَهَا مَعْرُوفٌ

سنت نفل ضرور پڑھے اکیلا ہو یا امام خواہ مقتدی مرد ہو یا عورت
مگر مقتدی جہری نماز میں بشرطیکہ امام کی آواز سنتا ہو ماسوا سورۃ
فاتحہ نہ پڑھے اور دوسری اخیر دو رکعت یا ایک رکعت میں ہر ایک
مختار ہے چاہے سورت یا کچھ قرآن سے ملاوے چاہے نہ ملاوے
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم آخر کی رکعتوں میں بھی سورت ملائے بھی نہیں
ہر دو فعل سنت ہیں گا ہے چنیں و گا ہے چناں یعنی کبھی ایسا کبھی ایسا
اور یہ جو مشہور ہے کہ اول دو بھری آخر دو خالی واجب ہیں سو غلط ہے
صحاح ستہ میں یونہی لکھا ہے جیسا کہ لکھا گیا۔ اور الحمد ہر رکعت میں پڑھنی
ضروری ہے اسکے بغیر نماز نہیں ہوتی۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی حجۃ اللہ
میں لکھتے ہیں کہ مقتدی خلف امام الحمد پڑھے۔ اور نیز یاد رہے کہ جو سو سورت
پڑھتا ہو اس کے معنی تو ضرور یاد کر لے اور ذکر پڑھنے سو سورتوں کا ہر
نماز میں مسنون طریق پر امر الکلی میں بیان کیا گیا ہے۔

❖ رَفْعُ الْبَیِّنِ ❖

جب سورت سے فارغ ہو تو رکوع میں جائے اللہ اکبر کہہ کر او
ہاتھ اٹھائے جس طرح اوّل بار کھڑے ہوتے ہوئے نماز میں وقت
تکبیر تحریمہ کے اٹھائے تھے منوڈھوں یا کانوں تک۔ یہ ہاتھ اٹھانا سنت
نبوی اور زینت نماز ہے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مرتے دم تک

ہاتھ اٹھائے یعنی رفع الیدین کیا جیسا کہ تلخیص الحبیر اور زاد المعاد میں ہے اور صحیح بخاری وغیرہ میں ہے کہ رفع الیدین یعنی ہاتھ اٹھانے کا وقت کھڑے ہونے کے نماز میں اور وقت جانے کے رکوع میں اور وقت سر اٹھانے کے رکوع سے اور وقت اٹھنے کے اول التحیات سے سنت فعل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور تابعین ہے حضرت ابوبکر صدیقؓ اور عمر فاروقؓ بھی رفع الیدین اپنی اپنی خلافت میں کرتے تھے اور کہتے تھے کہ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ ہم نے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھی تب ہی تو ہم رفع یدین کرتے ہیں۔ اصل عبارت یہ ہے عَنْ ابْنِ بَكْرَةَ الصَّدِيقِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَّهُ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ وَإِذَا رَكَعَ وَإِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوعِ وَقَالَ صَلَّيْتُ خَلْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَنَظَرْتُ مِثْلَهُ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ وَرِجَالُهُ ثِقَاتٌ وَعَنْ عُمَرَ نَحْوَهُ كَذَا فِي التَّلْخِصِ الْحَبِيرِ۔

حضرت عثمان غنیؓ سے اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے بھی رفع الیدین کا کرنا ثابت ہے۔ کہا امام بیہقیؒ نے جو امام محدث تیسری صدی ہجری کے ہیں کہ رفع یدین ثابت ہے وقت رکوع اور سر اٹھانے کے رکوع سے خلفاء اربعہ اور عشرہ مبشرہ وغیرہ صحابہ کرامؓ سے مِمَّا نَقَلَهُ عَنْهُ

۱۔ ملاحظہ ہو بستان المحدثین صفحہ ۵۱۔ تذکرۃ الحفاظ جلد ۲ صفحہ ۲۰۹-۱۱۲ ابن المولفؒ

صَاحِبِ وَحْيٍ فِي اللَّهِ مَوْلَانَا أَبُو الطَّيِّبِ الْعَظِيمُ أَبَانِي فِي التَّعْلِيلِ الْمَعْنِي
 عَلَى سُنَنِ الدَّارِ قُطَيْبٍ۔ اور امام بخاری نے جزء رفع الیدین میں اس مسئلہ
 کو خوب ثابت کیا ہے۔ اللہ راہ دکھاتا ہے جسکو چاہتا ہے۔ اور حضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رض ایک لاکھ چوبیس ہزار تھے۔ فتح الباری
 شرح صحیح البخاری میں لکھا ہے کہ رفع یدین کا کرنا سب صحابہ کرام سے
 پایا گیا ہے سوا عبد اللہ بن مسعود کے۔

اکثر ہمارے بھائی حنفی المذہب بھی عبد اللہ بن مسعود سے دلیل
 پکڑتے ہیں لیکن انصاف کیا جائے تو کہاں ایک لاکھ ایک کم چوبیس ہزار
 اور کہاں ایک۔ اکثر ہمارے بھائی غلبہ کو دیکھا کرتے ہیں۔ واللہ اعلم
 یہاں غلبہ کہاں چلا گیا۔ اور نیز ہمارے بھائی اکثر کہہ کرتے ہیں کہ عبد اللہ
 بن مسعود پر پوشیدہ رہنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رض کا
 رفع یدین کرنا محال بات ہے کہ ایسے جلیل القدر صحابی ہر وقت حضرت
 کے پاس موجود رہنے والے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز
 پڑھنے والے پھر رفع یدین کو نہ دیکھیں یہ عجیب بات ہے۔ سو اگر
 انصاف ہو، طرف داری حق کی ہو تو انشاء اللہ تعالیٰ محال نہیں بلکہ
 ضروری اور بدیہی امر سے ہے کہ یہ سنت ان سے پوشیدہ رہی۔ اور
 یہ کچھ عجیب بات نہیں ہے اس لئے کہ حضرت عبد اللہ بن مسعود نہایت ہی
 پستہ قد تھے یہاں تک کہ لمبے آدمی بیٹھے ہوئے کے برابر آپ کا قد تھا بلکہ
 نصرت کی گئی ہے کہ آپ کا قد ایک ہی ہاتھ کا تھا اور صحابہ کرام کی نماز کا

کمال اور خشوع کمال ہی درجہ کا تھا اس وجہ سے رفع یدین کا کرنا عبداللہ بن مسعودؓ پر پوشیدہ رہا بخلاف اول بار کے کہ اس میں تو دائیں بائیں آدمی دیکھ سکتا ہے۔ متقدمین یوں ہی لکھتے چلے آئے ہیں۔ اور ملا علی قاری حنفی نے بھی مرقات میں یوں ہی لکھا ہے مگر اللہ تعالیٰ حق کی حمایت طرف داری نصیب کرے نہ مذہب کی کیونکہ اس میں انصاف جاتا رہتا ہے اور حدیث شریف میں بھی آیا ہے کہ حُبُّكَ الشَّيْءُ يُعْصِي وَيُصِغُّ یعنی محبت، لگاؤ کسی چیز کا آدمی کو اندھا بہرا کر دیتا ہے۔

اللہ ہم کو اس اندھے بہرے پن سے بچا وے کہ اس کا نتیجہ بہت بُرا ہے کیونکہ امر حق کا نہ کرنا اور اس کا انکار کرنا نہ ماننا کچھ ایک درجہ نہیں ہے بلکہ اس میں بڑا فرق ہے۔ اول امر سے ایمان رہتا ہے اور ثانی سے ایمان نہیں رہتا جیسا کہ ایک شخص تہجد نہیں پڑھتا ہے اور دوسرا تہجد کا انکار کرتا ہے یہ دونوں شخص برابر نہیں، ویسے ہی رفع یدین کا نہ کرنے والا اور انکار کرنے والا برابر نہیں ہے اس لئے متقدمین اور متأخرین حنفیہ کے درمیان آسمان و زمین کا فرق ہے موجودہ حنفی رفع الیدین کے انکاری اور پہلے حنفی رفع الیدین کے وجوب کے انکاری، سنت ہونے کے اقراری ہیں بلکہ صاف لفظوں میں کہتے ہیں کہ رفع الیدین سنت ہے جیسے تکبیر رکوع سجود کی سنت ہے۔ جیسا کہ طحاوی جلد اول مطبوعہ ہند صفحہ ۱۳۲ میں



موجود ہے۔

* رکوع کرنے کا بیان *

جب نمازی رکوع میں جائے تو ہاتھ اٹھا کر رفع الیدین کر کے سانس لے کر کھڑی سی دیر چپکے رہ کر اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہتا ہوا جائے کہ تکبیر رکوع میں جا کر ختم ہو اور ہتھیلیاں گھٹنوں پر مضبوط محکم جما کر انگلیاں کشادہ کھول کر گھٹنوں سے نیچے لٹکا کر رکھے اور ہاتھوں کو مانعہ کمان کے دور کر دوٹوں سے کھینچ کر رکھے اور معتدل برابر بیٹھ توڑ کر، سر نہ اونچا رکھے نہ نیچا رکھے۔ دیر اور اطمینان کرے بقدر دس بار کہنے سُبْحَانَ رَبِّیَّ الْعَظِیْمِ کے کیونکہ انس بن مالک خادم صحابی سے سنن ابوداؤد، سنن نسائی میں ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دس بار سُبْحَانَ رَبِّیَّ الْعَظِیْمِ رکوع میں فرماتے تھے۔

اور زاد المعاد میں جو ایک بڑا فتاویٰ حدیث کا ہے لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کار رکوع مقدار ہمیشہ

بقدر دس بار کہنے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ کے تھا۔

ترجمہ - سُبْحَانَ پاکی بیان کرتا (کرتی) ہوں
میں رَبِّي مالک حاکم مُربی اپنے کی الْعَظِيمِ بڑے
کی۔

اور سُبْحَانَ رَبِّي الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِ کہنا
بھی بعض حدیث میں آیا ہے جیسا کہ دارقطنی میں ہے مگر
یہ حدیث ضعیف ہے۔ صحیح پہلی ہی ہے بغیر وَبِحَمْدِ
کے۔ اور تین بار بھی کہنا آیا ہے مگر یہ حدیث ضعیف
ہے۔

تین بار سے تو کم ہرگز درست ہی نہیں ہے۔ تین بار کے
بھی تو ختم کرے ساتھ سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وغیرہ
دعاؤں کے جیسا کہ سراج و ہاج شرح صحیح مسلم میں سئل
جرار سے منقول ہے اور یا صاحب عذر ہو تو ضرورتاً تین بار کہہ لے
تو اس کے لئے تین بار ہی پر اکتفا جائز ہوگا اور صحیح بخاری صحیح مسلم میں
حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سے
مرفوعاً ثابت ہے کہ اکثر آپ رکوع و سجود میں جب سے
سورۃ اِذَا جَاءَ نَصْرُ اللَّهِ وَالْإِمْلَہُ اُتْرَی یہ دعا پڑھتے تھے سُبْحَانَكَ
اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي (ترجمہ)

پاکی بیان کرتا (کرتی) ہوں میں تیری۔ اَللّٰهُمَّ اے الہی! رَبَّنَا اے رب مالک، حاکم، پالنے والے ہمارے۔ وَ اُوْر۔ بِحَمْدِكَ تعریف کرتا (کرتی) ہوں تعریف تیری کے ساتھ۔ اَللّٰهُمَّ اے اللہ! اَعِزُّوْ مجھ دے۔ لی مجھ کو۔

اور کبھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع و سجود میں یہ دُعا پڑھتے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحیح مسلم میں ثابت ہے سُبُّوْ قُدُّوْ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ (ترجمہ) سُبُّوْ بہت ہی پاک مُنَرَّہ ہے۔ قُدُّوْ بہت ہی بری، دُور، الگ ہے تمام عیبوں نقصانوں بے ادبیوں سے۔ رَبُّ مالک، حاکم مرنی معظم مکرم سردار الْمَلٰٓئِكَةِ فرشتوں۔ وَالرُّوْحِ اور جبرئیلؑ کا۔

جن جن تعظیموں کو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے خاص کر لیا ہے اور فرما دیا ہے۔ اگر ان تعظیموں کو سوا خدا تعالیٰ کے کسی اور کے لئے بٹھیرایا جائے تو یہ باری تعالیٰ کی جناب میں بے ادبی، عیب اور نقصان کی بات ہے اس لئے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی تعلیم کرنے سے امت کو تعلیم کیا کہ وہ تعظیمیں اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لئے نہ کیا کریں اور رکوع و سجود میں اس کی پاکی اور برائت کیا کریں، توحید اسی کا نام ہے۔

اور کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رکوع میں یہ دُعا پڑھتے جو صحیح مسلم میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے ثابت ہے اَللّٰهُمَّ لَكَ



رُكْعَتُ وَبِكَ اٰمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ خَشَعْتُ لَكَ سَمْعِي وَبَصَرِي
وَمُخِّي وَعَظْمِي وَعَصْبِي (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اے اللہ۔ لک
تیرے ہی لئے رُكْعَتُ سرجمہ کیا، ذلت عاجزی، انکساری ظاہر کی میں نے
وَبِكَ اور ساتھ صفات اور تعظیموں تیری ہی کے۔ اَمَنْتُ یقین لایا
(لائی) میں اور تمام تعظیموں کے لائق مستحق تجھ ہی کو مانا میں نے
وَلَكَ اور واسطے حکموں تیرے ہی کے۔ اَسْلَمْتُ مطیع و فرمانبردار
ہوا (ہوئی) میں۔ خَشَعْتُ تواضع فروتنی عاجزی کی لک تیرے لئے
سَمْعِي میرے کانوں وَبَصَرِي اور میری آنکھوں۔ وَمُخِّي اور
میرے گودے۔ وَعَظْمِي اور میری ہڈیوں۔ وَعَصْبِي اور میرے
رگ پٹھوں نے۔

اے میرے پیارے بھائیو! دعاؤں اور توبہ! اسی کا نام توحید ایک
جانتا خدا کو ہے۔ جب تک اس توحید پر ایمان یقین صدق نہ لاؤ گے
تو کوئی بھی عبادت نماز روزہ زکوٰۃ حج مقبول نہ ہوگی۔ اور نیز
معلوم ہوا کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سجدہ میں دیر لگائی
ٹھہرنے اطمینان کرنے کی بڑی تاکید شدید فرمائی ہے کہ جب تک دیر
رکوع سجدہ میں جو نمازی نہ کرے گا تو نماز شرعی جو مطلوب ہے
اس سے وہ ہرگز ہرگز نہ ہوگی اگرچہ وہ اپنے زعم و خیال میں سمجھے
کہ میں نے نماز پڑھ لی لیکن وہ نماز اللہ کے ہاں ہرگز مقبول نہیں ہے
حضرت ابو مسعود انصاری رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی و ابو داؤد



ونسانی و ابن ماجہ اور دارمی میں مرفوعاً ثابت ہے کہ نہیں ہوتی نہیں کفایت کرتی نماز اس آدمی کی چونکہ سیدھی کرے پیٹھ اپنی رکوع سجود میں۔ سیدھی کرنے پیٹھ سے مراد دیر لگانا ہے رکوع سجود میں۔ اور صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ انھوں نے ایک آدمی کو دیکھا نماز پڑھتے ہوئے کہ رکوع سجود میں دیر نہیں لگاتا تو فرمایا اگر تو اے نمازی تو اسی حالت میں مرجھاتا تو نہ مرتا اس دین اسلام پر جس کو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم لے کر اللہ رب العالمین کی طرف سے مبعوث اور مرسل ہوئے ہیں۔

مقام غور ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا قول و فعل ہے اور صحابہ کرام کا کیا ارشاد فتویٰ ہے اور ہمارے آج کل کے مولوی عوام کا کیا طریق رواج ہے۔ کہتے ہیں کہ مقتدیوں کی رعایت بھی اُنی ہے۔ اے بھائی میاں! مقتدیوں کی رعایت قرارت میں اُنی ہے کہ قرارت

لہ حدیث کے الفاظ ہیں عَنْ حَدِیْقَةَ أَنَّهُ رَأَى رَجُلًا یُصَلِّی وَطَفَفَ فَقَالَ لَهُ حَدِیْقَةُ مُنْذُ کَمْ تَصَلِّیْ هَذِهِ الصَّلَاةُ قَالَ مُنْذُ أَرْبَعِیْنَ سَنَةً قَالَ مَا صَلَّیْتَ مُنْذُ أَرْبَعِیْنَ سَنَةً وَلَوْ مُتَّ وَأَنْتَ تَصَلِّیْ هَذِهِ الصَّلَاةُ مُتَّ عَلَى غَیْرِ فِطْرَةِ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْحَدِیْثُ (نسائی شریف مطبع نظامی کانیپور باب تطفیف الصلوة ص ۲۱۳) ۱۲ عبد الغفار سلفی مدرس مدرسہ شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد السار صناد مولوی مرحوم،



مختصر ہونہ طویل دراز ہو۔ رکوع سجود میں مقتدیوں کی رعایت نہیں آئی ہے، دیکھو صحاح ستہ۔ ہاں البتہ رکوع سجود میں حد شرعی سے نہ بڑھنا چاہئے کہ یہ بھی مذموم ہے اور یہ نہیں کہ امام رکوع میں تکبیر کہتا ہوا گیا اور ہم نے اس سے پہلے ہی رکوع میں جا کر تین چار بار تسبیح کہہ لی اور پھر لگے اس پر جھنجھلانے کہ یہ تو دیو لگاتے ہیں۔

اے میرے پیارے بھائیو! حکم یوں ہے کہ جب امام اطمینان سے رکوع میں پہنچ جاوے تب مقتدی رکوع کو جھکے۔ اور مشکوٰۃ شریف میں نعمان بن مرہ اور ابو قتادہ رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً ثابت ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ چوٹوں کا چوٹا وہ نمازی ہے جو نماز میں چوری کرے صحابہ نے عرض کیا کہ یا حضرت! نماز کی چوری کیونکر ہوتی ہے فرمایا نماز میں چوٹوں کا چوٹا وہ نمازی ہے جو رکوع سجود پورا نہ کرے مقام غور ہے کہ دنیا کے چور کے ہاتھ کاٹے جاتے ہیں۔ بھلا جو سرکار اعلیٰ کا چور ہو اس کی سزا کیا ٹھکانہ ہے، اللہ بینا دے پوری بحث رکوع کی امر انکی میں ہے۔ رکوع سے فارغ ہو کر ہاتھ اٹھاتے ہوئے سر اٹھائے۔

رکوع سے سر اٹھانے اور دعا پڑھنے کا بیان

جب رکوع شرعی سے فارغ ہو تو سَمِعَ اللہُ الخ کہتا ہوا سر اٹھائے۔ رفع الیدین ہاتھ اٹھاتے ہوئے سیدھا برابر ہو کر اس طور پر

کہ ہر ہڈی اپنی اپنی جگہ، مکان میں آجائے ہاتھ نیچے لٹکا کر یا ہاتھ باندھ کر
 کہ یہ بھی جائز ہے دعائیں پڑھے جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول
 اور ثابت ہیں لیکن ارجح اور قوی اور مسنون طریقہ نبوی اس جگہ
 ہاتھ کا چھوڑنا ہی ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن ابی اوفی
 رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب رکوع سے
 سر اٹھاتے تو یہ دُعا پڑھتے سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ - اَللّٰهُمَّ
 رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ وَلِلَّاسْمَوٰتِ وَلِلْاَرْضِ وَلِمَا شِئْتَ
 مِنْ شَيْءٍ عَم بَعْدُ (ترجمہ) سَمِعَ سُن لیا، کان لگا دیا (یعنی

اے سنت اور جوار میں مشرق اور مغرب کا سافرق ہے۔ اہل علم جانتے ہیں اور زاد المعاد
 میں ابن القیم نے صفحہ ۲۲ پر بسط کے ساتھ لکھا ہے حَيْثُ قَالَ وَهَذَا شَيْءٌ
 وَالْمَجَازُ الَّذِي لَا يُنْكِرُ فَعَلَهُ وَتَرْكُهُ شَيْءٌ الْح ۱۲- منہ

لے نیز اسی جیسی بعض روایات میں ایک جملہ یہ بھی ہے کہ جب اَم سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ
 کہے تو تُوْم رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ کہو۔ اس سے بعض حضرات نے سمجھ لیا ہے کہ مقتدی
 سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ نہ پڑھے حالانکہ دارقطنی کی ایک حدیث میں مقتدی کا
 سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہنا بصراحت ثابت ہے۔ حدیث یہ ہے عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ
 قَالَ كُنَّا اِذَا صَلَّيْنَا خَلْفَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ سَمِعَ اللّٰهُ
 لِمَنْ حَمِدَكَ قَالَ مَنْ وَّرَاءَكَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَكَ رَوَاهُ الدَّارِ قُطْنِيُّ
 یہ حدیث سنداً صحیح ہے معنی مرفوع ہے۔ عملاً اجماع صحابہ ہے یعنی حضرت ابو ہریرہ
 رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم جب کبھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتدار میں نماز

قبول کر لیا، متوجہ ہو گیا) اللہ تعالیٰ نے بلج واسطے اُس آدمی کے۔
 حَمْدُہ کہ تعریف کی اُس نے اُسی اللہ کی۔ اَللّٰهُمَّ اے اللہ! رَبَّنَا رب
 مالک، حاکم ہمارے۔ لَکَ تیرے ہی لئے ہے۔ اَلْحَمْدُ تعریف۔ مِلَّا پُری
 السَّمَوَاتِ آسمانوں کی۔ وَمِلَّا اور پُری۔ اَلْاَرْضِ زمین کی۔ وَمِلَّا اور پُری
 مَا اس چیز کی کہ شِئْتُ چاہے تو مِنْ شَیْءٍ کسی چیز سے۔ بَعْدُ یہی ہے اس
 آسمان اور زمین کی پُری کے۔

اور کبھی حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سر اٹھانے کے بعد رکوع سے یہ دُعا
 پڑھتے جو حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں مرفوعاً ثابت
 ہے۔ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَکَ اَلْحَمْدُ مِلَّا السَّمَوَاتِ وَمِلَّا اَلْاَرْضِ وَمِلَّا
 مَا شِئْتُ مِنْ شَیْءٍ بَعْدُ اَہْلُ الشَّائِءِ وَالْمَجِدِّ اَحَقُّ مَا قَالَ الْعَبْدُ
 وَکُنَّا لَکَ عَبْدًا۔ اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ وَلَا مُعْطٰی لِمَا
 مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اے اللہ
 لائق تعظیم کے رَبَّنَا اے مالک حاکم مری ہمارے۔ لَکَ تیرے ہی لئے ہے
 اَلْحَمْدُ تعریف۔ مِلَّا بقدر پُری السَّمَوَاتِ آسمانوں کے وَمِلَّا اور

(بقیہ صفحہ گذشتہ) پڑھتے اور آپ سَمِعَ اللہ مِنْ جَمْعِہ کہتے تو آپ کے کل مقتدی بھی
 سَمِعَ اللہ مِنْ جَمْعِہ کہتے۔ میرے خیال سے اس صریح اور صحیح حدیث کے ہوتے ہوئے
 کسی کو اب کلام کی گنجائش باقی نہیں۔ پس اگر آپ میں سے کسی کا عمل اس پر نہ ہو تو آج
 ہی سے اس پر عامل بن جائیے اور اس سنت کو رواج دیجئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سَامِ
 سنتوں پر عمل کرنے کی توفیق بخشے آمین ۱۲۔ ابوعمار عبدالقہار غفرلہ۔

بقدر پُری اَلدُّرُحُی زَمین کے۔ وَ مِلَّا اور بقدر پُری مَاس جِزِی کہ
شِئْتِ چاہے تو۔ مِنْ شَیْءٍ کسی چیز سے۔ بَعْدُ پچھے اس کے۔ اَهْلُ
تو ہی تو ہے لائقُ الشَّانِئِ ثَناءِ تعریف۔ وَالْمَجْدِ اور بزرگی کے اَحَقُّ
سج ہے مَا جو کچھ قَالَ الْعَبْدُ غلام نے۔ وَكُنَّا اور ہم تو سبھی۔ لَكَ تیرے ہی
عَبْدٌ لُونڈی غلام ہیں۔ اَللّٰهُمَّ اے لائقُ تَعْلِیْمٍ و تکریم کے۔ لَا کوئی
بھی تو نہیں۔ فَارْعَ منع کرنے والا، رُكْنٌ والا۔ لِمَا اَحْكَمْتَ واسطے
اُس چیز کے کہ دی تو نے۔ وَلَا اور کوئی بھی تو نہیں مُعْطٰی دینے والا
لِمَا واسطے اس چیز کے کہ مَنَعْتَ منع کی، نہ دی تو نے۔ وَلَا اور نہیں
يَنْفَعُ نفع دیتی۔ ذَا صَاحِبِ۔ الْجِدِّ غنارِ اَسود کی کو۔ مِنْكَ تیرے
عذاب سے۔ الْجِدِّ غنارِ اَسود کی۔

اس دُعا سے معلوم ہوا کہ لُونڈی غلام کی نسبت اللہ تعالیٰ ہی
کی طرف چاہئے جیسے عبد اللہ غلام اللہ، امۃ اللہ، نہ اور کسی کی طرف
جیسے عبد النبی، غلام نبی، غلام جیلانی، امۃ الحبیب کیونکہ یہ شرک
ہے اور شاہ ولی اللہ صاحبؒ نے بھی تحت آیت جَعَلَا لَهُ شُرَكَاءَ
عبد قلاں و غلام قلاں کو شرک لکھا ہے۔

اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بعد سَمِعَ اللہ کے کہنا اس
حمد کا بھی ثابت ہے جو صحیح بخاری میں حضرت رفاعہؓ سے مرفوعاً
روایت ہے رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ
(ترجمہ) رَبَّنَا اے مالکِ ربّی حاکمِ سرورِ اہلِ تیری ہی طرف سے

ہیں تمام احسان اور کل نعمتیں اور سب سنوارنا۔ وَلَکَ اور تیرے ہی لئے ہے۔ الْحَمْدُ تعریفِ ثناء۔ حَمْدًا تعریفِ ثناء کثیراً بہت کثیفاً خالص تنہا شرکتِ سا جھ سے پاک صاف نمود ریا سے مُبَارَکاً برکت کی گئی فیہ اس میں کہ تو قبول کر لے اس کو پڑھا دے پیغمبر صاحب نے فرمایا اس کے پڑھنے والے کو کہ میں نے کچھ اوپر تیس فرشتے دیکھے ہیں کہ وہ اس دُعا کے ثواب لکھنے میں ایک دوسرے سے جلدی کرتے ہیں۔

زہے نصیب اس دُعا کے پڑھنے والوں کے مگر شرط ہے عمدگی عقیدہ، اخلاصِ عمل جیسا کہ اس کے معنی سے معلوم ہوا۔ اور بعض روایت میں فیہ کے بعد مُبَارَکاً عَلَیْہِ کَمَا یُحِبُّ رَبُّنَا وَیَرْضٰی بھی زیادہ آیا ہے جیسا کہ فتح الباری میں جو ایک بڑا فتاویٰ معتبر حدیث کا ہے موجود ہے (ترجمہ) مُبَارَکاً برکت کی گئی۔ عَلَیْہِ اوپر اس کے۔ کَمَا جیسا کہ۔ یُحِبُّ دوست رکھتا ہے۔ رَبُّنَا مالکِ حاکمِ سردارِ ہمارا۔ وَ اوپر یَرْضٰی راضی خوش ہوتا ہے۔

بعض لوگ جو نَحِبُّ۔ تَرْضٰی تار کے ساتھ پڑھتے ہیں سو غلط ہے۔ اور نیز معلوم رہے کہ جیسا دوست رکھتا ہے خوش ہوتا ہے مالکِ حاکمِ ہمارا، ہر کام، ہر مسئلہ، ہر فتویٰ ہر دُعا ہر وظیفہ ہر عبادت ہر ایصالِ ثواب میں بحرِ صحاحِ ستہ کے کہیں نہیں ملنے کا۔ ان ہی کو پڑھنا ان ہی کو سُننا، ان ہی کے موافق عقیدہ عمل درست کرنا لازم

ضروری شناخت سنت جماعت ہے۔

رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑے رہنے اور ان دعاؤں سے جو دعا چاہے پڑھنے کو قوصہ کہتے ہیں۔ اس میں دیر نہ لگانا اور سیدھے کھڑے ہو کر سجدہ کو نہ جانا بلکہ جلدی سے سجدہ کو گر پڑنا بدعت ہے بدعات اُمرار بنی امیہ کی سے، اسکو چھوڑنا چاہئے موافق سنت نبویؐ کے کرنا چاہئے جیسا کہ زاد المعاد اور سفر السعادت میں لکھا ہے۔ ان دعاؤں کے پڑھنے میں بڑی بڑی فضیلتیں اور خوبیاں ہیں جیسا کہ اوپر معلوم ہوا اور نیز صحیح بخاری صحیح مسلم میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اَلْحَکْمَہُ سے اگلے گناہ بخشے جانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ غرض کہ اس بدعت کو چھوڑنا چاہئے۔ جب تک معلوم نہ تھا معافی میں تھے نہ مواخذہ میں۔ جب روشن ہو گیا حقیقت و حال کھل گیا۔ اب کیا ضرورت ہے بدعتی بننا، نئی نئی باتیں، جدا جدا راہیں نکالی ہوئی کو اختیار کرنا اور پُرانی باتیں، قدیم قدیم عادتیں اپنے امام مرشد پیر نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی چھوڑنا کون سی عقل کی بات ہے۔

سجدوں کی دعاؤں کا بیان

نمازی جب رکوع قومہ شرعی سے فارغ ہو تو اللہ اکبر کہتا ہوا نہ رفع یدین کرتا ہوا سجدہ کو جائے کہ تکبیر سجدہ میں جا کر ختم ہو پہلے ہاتھ رکھے پھر گھٹنے، یا پہلے گھٹنے پھر ہاتھ رکھے دونوں طرح درست ہے

مگر اول صورت فضل ہے۔ صحیح بخاری میں بھی اسی کی طرف اشارہ ہے اور اللہ خوب جانتا ہے۔ ہاتھ برابر کندھوں یا کانوں کے رکھے ہر دو کام سنت ہیں مگر کندھوں کے برابر ہاتھ رکھنے زیادہ صحیح اور قوی اور کثیر العمل ہیں۔ ماتھا ناک دونوں اور دونوں ہتھیلیاں زمین پر خوب جما کر رکھے۔ دونوں کھٹنوں کو محکم زمین پر دھرے دونوں قدم کھڑے انگلیاں قبلہ کو موڑ کر رکھے۔ ان ساتوں اعضاء دونوں ہاتھ، ماتھا ناک، دونوں کھٹنے، دونوں قدم پر سجدہ کرنا لازم ضروری ہے۔ وہ یوں ہو گا کہ ان ساتوں اعضاء پر تمام بدن کا بوجھ ڈالے۔ پیٹھ، کوٹھوں، سرین کو اونچا کرے۔ رانوں سے پیٹ کو بلند، دونوں بازوؤں کو کمر وٹوں سے، کہنیوں کو زمین سے الگ رکھے تب کہیں سجدہ شرعی ہو گا۔ عورتیں تو اس سے بالکل غافل اور بے خبر ہیں۔ ان کے سجدہ کا تو اللہ ہی حافظ ہے۔

اے نبی! اللہ کا ڈر لحاظ رکھنا لازم ہے۔ دنیا چند روز کی ہے

ایسا ڈر کس کام کا کہ اللہ سے بے ڈر کر دے۔ ایسا لحاظ شرم کیسا کہ اللہ سے بے لحاظ بے شرم بنا دے غرض کہ سجدہ جس طرح مرد کرتا، ویسا ہی عورت کو شرعاً حکم ہے۔ اور اس مسئلہ میں رسالہ اقامۃ الحجۃ علیٰ ان لا فترق بین صلوة المکرمة والمرأة بے نظیر ہے اگر شوق ہو تو اس کو دیکھنا چاہئے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے سنن ابی داؤد و سنن نسائی

میں ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ بقدر دس بار کہنے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى کے تھا۔ اور ایسا ہی زاد المعاد میں لکھا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا سجدہ ہمیشہ دس بار کہنے اس تسبیح کے تھا۔

(ترجمہ) سُبْحَانَ پاک ہے۔ رَبِّي مالک حاکم، مربی سردار میرا۔ الْأَعْلَى جو سب سے اونچا بلند ہے۔

اس دُعا کے معنی سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ بذاتہ تمام مخلوق سے اونچا بلند ہے ساتویں آسمان عرش معلیٰ پر ہے اور اسکا علم قدرت سلطنت سب جگہ ہے قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْمًا۔ اور سب کچھ اس سے نیچے ہے۔ جو مرد عورت یہ سجدہ میں کہے اور اس کے معنی پر عقیدہ نہیں رکھتا تو وہ نام ہی کا مسلمان ہے۔ اور سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى وَ

يَحْمَدُ کہنا بھی درست جائز ہے جیسا کہ دارقطنی وغیرہ میں موجود ہے مگر حدیث کچھ کمزور ہے۔ اور تین بار بھی کہنا جائز ہے اور یہ ادنیٰ سے ادنیٰ مرتبہ ہے تسبیح کا۔ مگر حدیث تین بار کہنے کی صاف نہیں ہے

اس میں انقطاع ہے جیسا کہ جامع ترمذی وغیرہ میں ہے۔ اور تین بار کہے بھی تو اس کے ساتھ دوسری دُعاؤں کو جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں پڑھتے تھے ان کو بھی ملاوے جیسا کہ سراج و ہاج شرح صحیح مسلم میں منقول ہے، یا صاحب عذر کو ضرورتاً جائز ہے کیونکہ صحاح ستہ کی حدیث اگرچہ اسناد اضعیف ہو تاہم عمل کرنے کے

قابل و صالح ہوتی ہے جیسا کہ ماہر صحاح ستہ پر مخفی و پوشیدہ نہیں ہے کوئی نہ کوئی محل موقع جگہ اس کے عمل کرنے کرانے کی ضرور رہی ہوتی ہے۔ غرض کہ رکوع سجدہ کو موافق فرمانے اپنے امام بھیجے ہوئے اللہ تعالیٰ کے جن کا نام اطر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے پورا پورا ادا کرے ورنہ یاد کرے جو صحیح بخاری میں حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جو نمازی رکوع سجدہ کو پورا پورا ادا نہیں کرتا وہ اگر مر جائے تو نہ مرے کا طریقہ دین اسلام پر اور اخیر زمانہ اسلام میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر نماز میں رکوع سجدہ میں یہ دُعا پڑھتے تھے جو صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے رفعاً مروی ہے سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِي۔ ترجمہ اس کا پہلے ہو چکا ہے وہاں سے یاد کرنا چاہئے۔ اور کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سجدہ میں یہ دُعا پڑھتے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ہی سے صحیح مسلم میں رفعاً مروی ہے سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔ ترجمہ اس کا بھی پہلے ہو چکا ہے۔ یاد کرنا لازم ضرور ہے اور انکے معنی کے موافق عقیدہ رکھنا مسلمان کو سچے مسلمان بننے کی علامت شناخت ہے اور کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں یہ دُعا پڑھتے جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے صحیح مسلم میں رفعاً ثابت ہے اللَّهُمَّ لَكَ سَخَدْتُ وَبِكَ اَمَنْتُ وَلَكَ اَسْلَمْتُ سَجَدَ وَجْهِي



لِلَّذِي خَلَقَهُ وَصَوَّرَهُ وَشَقَّ سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ تَبَرَّكَ اللَّهُ
 أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اے اللہ! معبود، لائق
 تعظیموں کے۔ لک تیرے ہی لئے۔ سجدت سر جھکا یا عاجزی انکساری
 فروتنی کی، ماتھا ٹکایا زمین پر میں نے۔ واپک اور ساتھ کلام باتوں
 مسئلوں فتوؤں تیرے ہی کے۔ اَمَنْتُ ايمان یقین لایا (لائی) میں
 وَلَكَ اور واسطے رضامندی حکم برداری تیری ہی کے۔ اَسَلْتُ
 اطاعت فرمانبرداری کی میں نے خاص امام مرشد پیشوا بنائے ہوئے
 تیرے کی جن کا نام اطہر محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے سجد عاجزی
 ذیل اپنا ماتھا ٹکایا زمین پر انکساری فروتنی ظاہر کی۔ وَجَّهْتُ
 میرے چہرے منہ نے۔ لِلَّذِي واسطے اس ذات پاک کے کہ خَلَقَهُ
 جس نے بنایا اس چہرہ کو۔ وَصَوَّرَهُ اور اچھی بھلی عمدہ صورت،
 شکل بنائی اس کی۔ وَشَقَّ اور پھاڑ دیا ہر بات سنادی۔ سَمْعَهُ
 اس کے کان کو۔ وَبَصَرَهُ اور پھاڑ دیا ہر چیز دکھادی اُس کی آنکھ کو
 تَبَرَّكَ بڑی برکتوں والا ہے۔ اللہ اللہ۔ أَحْسَنُ جو بہت اچھا ہے
 الْخَالِقِينَ سب مصوروں بنانے والوں سے۔

اس دُعا کے معنی سے معلوم ہوا کہ بدوں دلیل دریافت کئے
 بے سند مانگے بات ماننا فتوے کا اعتبار کرنا، بے تحقیق کئے بے چون
 وچہر کسی کے تابع ہو جانا سوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہرگز ہرگز
 درست نہیں ہے۔ یہ منصب کسی کو دینا مشرک فی الرسالت بننا ہے

کیونکہ یہ امام یعنی محمد اللہ کے بنائے ہوئے معصوم بھول چوک
 سہو خطا سے ہیں۔ ہر وقت وحی آتی تھی۔ اگر بالفرض والتقدیر
 کہیں بمقتضائے بشریت انسانیت کے کچھ لغزش بھول چوک ہوئی بھی
 تو فوراً جھٹ پٹ اطلاع آگا ہی وحی سے ہوئی۔ بھول چوک نہ جھنپائی
 بخلاف اور اماموں کے کہ وہ اللہ کے مقرر کئے ہوئے نہیں۔ بھول
 چوک سے معصوم نہیں۔ کچھ ان کے پاس وحی نہیں آتی تھی کہ ان کو
 آگا ہی ہوتی۔ اسی سبب سے ان کی بھول چوک جم گئی لوگ رسول
 سچے امام صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے پھر گئے یہی معنی تقلید کا ہے
 جیسا کہ ملا عینی حنفی کے کلام ابتداء شرح ہدایہ سے بھی واضح روشن
 ہوتا ہے جس جگہ انھوں نے وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ رَسُولٍ إِلَّا لِيُطَاعَ
 بِإِذْنِ اللَّهِ کا معنی مشرح اور مفصل بیان کیا ہے اور تیز جو خلیفہ
 جانشین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے اور ہوگا قیامت تک سو
 وہ بھی بھول چوک سہو نسیان سے معصوم نہیں ہے مگر چونکہ وہ
 کتاب و سنت کا تابع اور مروّج ہوتا ہے اس کے لئے اطلاع اور
 آگا ہی کا سبب قرآن اور صحاح ستہ ہی ہے کیونکہ اصل میں اصول
 دین اسلام کا یہی قرآن اور صحاح ستہ ہی ہے تو اس لئے اس کی
 بھول چوک جم نہیں سکتی اور نہ وہ بھول چوک قابل اتباع ہوتی
 ہے۔ - برائیں سبب اس کی اطاعت بمقابلہ اور علماء کے عین طاعت

لہ تقلید شخصی کی تردید میں بہترین کتاب بنام تقلید ضرور نگاہ کر بیڑھئے۔

خدا و رسول ہے۔ اور نیز اس دُعار سے معلوم ہوا کہ سجدہ میں قرآن کی دُعائیں پڑھنا درست جائز ہیں البتہ ویسا قرآن بغیر دُعار کے پڑھنا رکوع سجود میں منع ہیں نہ دعائیں قرآن کی بلکہ سجدہ میں خواہ فرض ہوں خواہ نفل دُعار مانگنے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے اور فرمایا ہے کہ سجدہ میں جلد دُعار قبول ہوتی ہے جیسا کہ صحاح ستہ میں موجود ہے اور پوری بحث دُعار قرآن کے پڑھنے کی امر الکی میں ہے اور تَبَرَّكَ اللَّهُ کی جگہ فَتَبَرَّكَ اللَّهُ بھی پڑھنا صحیح اور ٹھیک ہے جیسا کہ نیل اور منتقی میں ہے۔ اور کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں یہ دُعار پڑھتے جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے صحیح مسلم میں ثابت ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ كُلَّهُ دِقَّةَ وَجِلَّةٍ وَّ اَوَّلَهُ وَاٰخِرَهُ وِعَلَا نِيَّتَهُ وَسِرَّهُ۔ (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ لے اللہ۔ اِغْفِرْ مَجْش، ڈھانک پوشیدہ کر دے۔ رِئِی واسطے میرے ذَنْبِی گناہ میرے۔ کُلُّ سب کے سب۔ دِقَّة چھوٹے مہین باریک گناہ۔ وَاوَّل۔ چلّے بڑے موٹے گناہ۔ وَاوَّل۔ پہلے گناہ۔ وَاوَّل۔ پچھلے گناہ۔ وَاوَّل۔ عَلَا نِيَّتَهُ ظاہری گناہ۔ وَاوَّل۔ سِرُّ چھپے گناہ اس دُعار کے معنی سے معلوم ہوا کہ اللہ ہی سے مانگنا چاہئے او وہی گناہ بخش سکتا ہے۔ اور دنیا میں کسی نبی ولی کا محتاج اور مانگنے والا

لہ قرآن مجید میں کتنی دعائیں ہیں اور کون کونسی ہیں، اور انکے کیا فوائد ہیں یہ قرآنی دُعائیں ہم سے سنگو اکر پڑھئے۔

نہ ہونا چاہئے کہ جو اکرم الاولین والآخرین سب کے پیشوا تمام بنی آدم کے پیر مرشد ہیں۔ وہ تو دنیا میں اسی اللہ اکیلے ہی کے محتاج سائل مانگنے والے ہیں۔ بھلا اور کسی ولی بزرگ کی کیا ہستی کیا گنتی کیا شمار کیا حقیقت ہے؟ بنی آدم میں سے جو کوئی اس کے برخلاف کرے گا وہ اللہ و رسول کا دشمن ٹھیرے گا۔

اور کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں یہ دُعا پڑھتے جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے صحیح مسلم میں ثابت ہے۔
 اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخِطِكَ وَبِمَعَا فَاتِكَ مِنْ عَقُوْبَتِكَ وَاعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اُحِیُّیْ ثَنَاءٌ عَلَیْكَ اَنْتَ کَمَا اَشْنِیْتَ عَلٰی نَفْسِکَ (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ لے اللہ۔ اِنِّیْ تحقیق ضرور میں۔ اَعُوْذُ پناہ پکڑتا پکڑتی ہوں۔ بِرِضَاكَ ساتھ اعانت مدد وسیلے ذریعہ رضا مندی خوشنودی تیری کے۔ مِنْ سَخِطِكَ غصہ ناراضگی تیری سے۔ وَ اَوْر۔ بِمَعَا فَاتِكَ ساتھ وسیلہ معافی تیری کے۔ مِنْ عَقُوْبَتِكَ پکڑ دھکڑ عذاب سزا تیری سے۔ وَ اَوْر۔ اَعُوْذُ پناہ پکڑتا پکڑتی ہوں۔ بِكَ ساتھ تیرے۔ مِنْكَ تیرے غضب عذاب سے۔ لَا نہیں۔ اُحِیُّیْ گن شمار کر سکتا (کر سکتی) ہوں میں۔ ثَنَاءٌ تعریف ثناء۔ عَلَیْكَ تجھ پر۔ اَنْتَ تو ہی ہے تمام وصفوں والا۔ کَمَا جیسے کہ اَشْنِیْتَ تعریف ثناء وصفت کئے تو نے۔ عَلٰی اوپر۔ نَفْسِکَ ذات نفس اپنے کے۔

اس دُعار کے معنی سے معلوم ہوا کہ پناہ اور دُہائی اللہ ہی کی چاہئے نہ کسی اور کی اور وسیلہ اللہ کا اور اللہ کی صفات کا چاہئے نہ اور کسی کا، نہ نبی ولی کا کہ یہ کام شرک ہیں، مسلمان کو بچنا لازم و ضروری ہے اور جہاں تک ہو سکے اللہ ہی کی تعریف ثناء لازم فرض اپنے اور پر جانے نہ کسی اور کی۔ افسوس ہے ان لوگوں کے حال پر جو اللہ تعالیٰ کی حمد، ثناء سے غافل بے خبر ہیں اور اوروں کی طرف مائل جھکے ہوئے ہیں اور اگر ہیں بھی تو خالصاً تنہا طریق پر نہیں کسی نہ کسی کی ضرورت شرکت ہے اور اللہ شرکت ساچھے سے بیزار ہے بلکہ اپنے حصہ کو بھی قبول نہیں فرماتا جیسے کہ اکثر لوگ کہتے ہیں نذر اللہ، نیاز حسین یہ شرک ہے۔ نذر نیاز اللہ ہی کی چاہئے البتہ ثواب جس بزرگ کو دینا چاہے تو اس کی طرف سے وکیل نائب ہو کر اللہ کے نام پر ہر چیز فقیر محتاج کو بے قید قیود محترعہ مبتدعہ کھڑی تراشی نکالی ہوئی کی دے، اللہ چاہے گا تو اس بزرگ کو ثواب ملے گا۔ آخر دنیا فانی ہے ضرور ہی ایک نہ ایک دن اپنے آقا سردار مالک مہربانی حاکم کے سامنے جانا ہے اور وہ ذرہ ذرہ کا حساب لے گا۔ آدمی کو لازم ہے کہ اپنے بزرگوں کا جو سلف صحابہ کرام ہیں ہر کام ہر بات میں طریق چال چلن رواج اختیار کرے۔ اصل بزرگ بڑے ہر مسلمان کے ہی سلف میں نہ اور کوئی۔ فاتحہ، درود، قل، تبارک وغیرہ بدعات مسلمانوں کے بزرگوں میں ایصال ثواب وغیرہ میں مروج نہ تھیں۔ یہ سب بعد

ان کے نئی نئی رسمیں دین میں نکلی ہیں، ان کو چھوڑنا لازم ضروری ہے
ورنہ بدعتی مشرک بننا ہے۔

دوسجروں کے درمیان بیٹھنے اور غلط بیٹھنے کا بیان

پھر سجدہ شرعی سے فارغ ہو کر پہلے زمین سے سر اٹھائے اللہ اکبر
کہتا ہوا نہ رفع الیدین کرتا ہوا، پھر ہاتھ اٹھائے اور سیدھا ہو کر
اطمینان سے داہنے پاؤں کو سیدھا کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبیلہ
کی طرف موڑ کر اور بائیں پاؤں کو بچھا کر اس پر بیٹھے مرد ہو خواہ
عورت امام ہو یا مقتدی، اور داہنا ہاتھ داہنے گھٹنے زانو پر
کہنی اٹھا کر دونوں انگلیاں بند کر کے بیچ کی انگلی کو انگوٹھے سے
ملا کر حلقہ کر کے انگلی سبابہ کو اٹھا کر اشارہ کرتا ہوا جیسا کہ التحیات
پر پڑھتے وقت رکھتا ہے اور بائیں ہاتھ کو بچھا کر کہنی اٹھا کر مانند لقمہ
پکڑنے کے بائیں گھٹنے زانو کے سر پر رکھے۔ ایسا ہی حضرت وائل بن
حجرہ کی حدیث میں سنن ابوداؤد میں موجود ہے۔ اور صحیح مسلم میں بھی حدیث
وائل کی ہے اور مشکوٰۃ میں بھی منقول ہے اور جامع ترمذی میں بھی
حدیث وائل کی طرف اشارہ کیا ہے اور یوں ہی زاد المعاد میں بھی
وضاحت کے ساتھ لکھا ہے کہ درمیان دونوں سجدوں کے یوں
بیٹھے جیسا کہ یہاں بیان ہوا۔ اور مسند احمد جلد ۴ صفحہ ۲۱۰ مطبوعہ
مصر میں صاف لفظوں میں حدیث مرفوعہ میں سبابہ کا اٹھانا درمیان

دونوں سجدوں کے آیا ہے وَاَللّٰهُ التَّوَفِّیْقُ۔

اکثر عوام اور علماء اس مسئلہ سے غافل ہیں۔ اور نیز یاد رہے کہ قومہ میں اور درمیان دونوں سجدوں کے اور رکوع سجود میں دیر لگانا اور اطمینان کرنا فرض ہے۔ جب تک یہ اطمینان اور اعتدال نہ کرے گا نماز شرعی جو اللہ اور اس کے رسول نے لوگوں سے طلب کی ہے نہیں ہونے کی۔ اکثر ہمارے پیارے بھائی اہل حدیث بھی اس میں بے اعتنائی اور مستی کرتے ہیں بلکہ بعض بعض کو دیکھا گیا ہے کہ قومہ میں اور درمیان دونوں سجدوں کے دیر لگاتے ہی نہیں۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اسکی تاکید مزید شدید ایسی ثابت ہے کہ ویسی تاکید آمین بالجہر اور رفع الیدین کرنے کہنے کی نہیں ہے وہ فرض یہ سنت اس قدر فرق ہے۔ ہمارے پیارے بھائیوں کو لازم ہے کہ فرض سنت دونوں کو ملحوظ، تحت نظر رکھیں کیونکہ اس فرق نہ کرنے میں بڑا نقصان ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ نصیب کرے تو امر تسرو وغیرہ میں سچے پکے اہل حدیث اہل غزنی یا اور کسی پکے سچے اہل حدیث تابع کتاب و سنت کے پیچھے چند روز نماز شرعی پڑھے سیکھے اپنی سعادت مندی خوش نصیبی سمجھے۔ میاں صاحب مرحوم مولانا سید نذیر حسین علیہ الرحمۃ عموماً طلباء میں اور خصوصاً عاجز ابو محمد عبدالوہاب جہاجر سے بارہا فرمایا کرتے تھے کہ مولانا عبد اللہ غزنویؒ نے مجھ کو نماز پڑھنی سکھائی، اور میں نے ان کو صحیح بخاری

پڑھائی ساکھائی سمجھائی۔ واقعی عاجز ابو محمد ملتانی مہاجر نے مولانا عبداللہ غزنوی علیہ الرحمۃ کی صحبت میں رہ کر جو لطف اور مزہ نماز کا ان کے پیچھے اٹھایا اور کبھی کبھی میاں صاحب مرحوم ہلوی کے پیچھے اٹھایا تھا ویسا تو کسی کے پیچھے نصیب ہی نہیں ہوا واللہ المستعان علیٰ مایفعلون ویصیفون والی اللہ المستطی۔ غرض کہ درمیان دونوں سجدوں کے موافق سنت نبوی کے بیٹھے اور یہ دعائیں خلوص اور خضوع اور خشوع کے ساتھ پڑھے جو اپنے امام پیر مرشد سے ثابت ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے سنن ابوداؤد اور جامع ترمذی میں ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ دعار پڑھتے تھے اللھم اغفر لی وارحمتی واهدنی وعافنی وارزقنی (ترجمہ) اللھم اے اللہ۔ اغفر بخش دھانک، چھپا دے۔ لی واسطے میرے جو کچھ کہ مجھ سے گناہ تقصیر ہیں ہوئیں واور۔ ارحمتی رحم شفقت کر دے مجھ پر۔ واور۔ اھدنی سو جھادے مجھ کو سیدھی راہ۔ واور۔ عافنی عافیت تندرستی ظاہری باطنی دیدے مجھ کو۔ واور۔ ارزقنی روزی رزق کھانے پینے کو دیدے مجھ کو۔

اس دُعار کے معنی سے معلوم ہوا کہ یہ کام اللہ تعالیٰ ہی کرتا ہے اور اسی کو قدرت طاقت ان پر ہے نہ اور کسی نبی ولی بزرگ کو۔ اگر کوئی ان کی امید اور کسی نبی ولی وغیرہ سے رکھے تو وہ مشرک ہے۔

اور نیز معلوم ہوا کہ کھانے پینے وغیرہ حاجات دنیاوی کو بھی نماز میں
خدا سے طلب کرنا مسنون و درست و جائز ہے اور کبھی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان یہ دُعا ریوں پڑھتے
جیسے کہ جامع ترمذی میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے
ثابت ہے اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَاهْدِنِيْ
وَارْزُقْنِيْ۔ ترجمہ اس کا سوا و اجبُرْنِيْ کے ہو چکا ہے۔
یاد رکھنا اور عقیدہ رکھنا ضروری ہے اور اس لفظ کا ترجمہ ہے
واور۔ اُجبُرْنِيْ سنوار دے ٹھیک ٹھاک کر دے شکستگی ٹوٹ پھوٹ
میری۔ اور کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس دُعا کو یوں پڑھتے
جس طرح کہ سنن ابن ماجہ میں ان ہی سے ثابت ہے۔ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ
وَارْحَمْنِيْ وَاجْبُرْنِيْ وَارْزُقْنِيْ (ترجمہ) رَبِّ
اے ربّی حاکم سردار میرے۔ اغْفِرْ لِيْ بخش دے خطاؤں گناہوں
تقصیروں میری کو۔ وَارْحَمْنِيْ اور رحم شفقت مہربانی کر دے مجھ پر۔
وَارْزُقْنِيْ اور رزق روٹی ٹکڑا پانی دے مجھ کو۔ وَارْفَعْنِيْ اور بلندی مرتبہ
دین دنیا کا دے مجھ کو۔

اس دُعا سے معلوم ہوا کہ یہ کام خاص خدا ہی کے قبضہ اختیار
میں ہیں، نہ کسی ولی بزرگ نبی امام کے۔ جو کوئی کسی نبی ولی سے انکی
توقع امید رکھے اور ان کی نذر نیاز پوجا تعظیم بجالائے تو وہ مشرک
ہے۔ اور کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درمیان دونوں سجدوں

کے کئی بار یوں دُعا مانگتے جیسے کہ حضرت خذیفہ رضی اللہ عنہ سے سنن نسائی وغیرہ میں ثابت ہے رَبِّ اغْفِرْ لِي رَبِّ اغْفِرْ لِي (ترجمہ) رَبِّ اے مالک مُربی حاکم میرے۔ اغْفِرْ لِي بخشدے مجھکو غرض کہ درمیان دونوں سجدے کے دیر لگانا اطمینان کرنا

۱۰۔ بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھیں۔ شہادت کی انگلی (انگوٹھے کے پاس الی) کو کھڑکھیں بائیں ہاتھ کو بائیں گھٹنے پر کھول کر رکھیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھتے تھے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہ گمان کرتے تھے کہ شاید دوسرا سجدہ کرنا آپ کو یاد نہیں رہا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نمازوں میں قومہ جلسہ کے اندر تعدیل ارکان کا یہ حال تھا کہ صحابہ بیان کرتے ہیں کہ ہم لوگ سمجھتے کہ شاید آپ سجدہ میں جانا بھول گئے۔

عَنْ أَنَسٍ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَالَ سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ قَامَ حَتَّى يَقُولَ قَدْ أَوْفَعْتُمْ شَعْرَتِي سَجْدَةً وَيَقْعُدُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ حَتَّى يَقُولَ قَدْ أَوْفَعْتُمْ (مسلم)

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم جب سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ کہتے تو اتنی دیر تک کھڑے رہتے کہ ہم لوگ سمجھتے کہ آپ سجدہ میں جانا بھول گئے۔ پھر جب سجدہ کرتے تو دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر تک بیٹھے رہتے کہ ہم لوگ کہتے کہ آپ سجدہ میں جانا بھول گئے۔

بس یہ ہے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قومہ و جلسہ کا اندازہ۔ ہم اگر دیر تک قومہ و جلسہ نہیں کر سکتے تو کم از کم دُعائیں تو اطمینان کے ساتھ پڑھ لیا کریں! ابوعمار عبدالقہار ابن المؤلف رحمہ اللہ

جلدی نہ کرنا سنت طریق مذہب اپنے ہے امام پیشوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ جسے اپنے امام ہی کو راضی خوش رکھنا منظور ہوگا وہ اس کو اختیار کرے گا اور جس نے اوروں کو راضی خوش رکھنا اپنی مد نظر سمجھا ہوگا وہ اس امام کو ناراض ناخوش کرے گا۔ آخر انشاء اللہ خود بخود ایسا حال دیکھ سُن لے گا۔ نیل الاوطار میں لکھا ہے کہ درمیان دونوں سجدوں کے بیٹھنے میں دعائیں اس قدر ثابت ہوئی ہیں کہ رکوع سجدوں میں بھی نہیں مگر تمام جہان کے لوگوں نے اس سنت کو متروک کر دیا چھوڑ دیا۔ اللہ ہی حافظ ہے۔ اور ایسا ہی زاد المعاد میں لکھا ہے جو ایک بڑا فتاویٰ معتبر حدیث کا ہے۔ اس کے بعد دوسرا سجدہ کرے اور اس میں دعائیں پڑھے جو اپنے سچے امام پیشوا سے ثابت اور منقول ہوئی ہیں۔ دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر ٹھیکر کر جلسہ استراحت کر کے دوسری رکعت کو اللہ اکبر کہتا ہوا نہ رفع الیدین

۱۔ دوسرے سجدہ سے فارغ ہو کر اللہ اکبر کہہ کر تھوڑی دیر بیٹھیں اسی کو جلسہ استراحت کہتے ہیں۔ جلسہ استراحت میں اسی طرح بیٹھیں جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھے تھے اور اس میں اتنی دیر لگائیں کہ ہر ہڈی اپنے اپنے ٹھکانے پر آجائے۔ رکوع، قومہ، پہلا سجدہ، قعدہ، دوسرا سجدہ، جلسہ استراحت مسنون طریقہ کے مطابق ادا کرنے اور دعائیں پڑھنے سے ایک رکعت ہوگئی۔ اسی طرح بقیہ رکعتیں پوری کیجئے لیکن دوسری رکعت کے بعد تشہد کے لئے بیٹھ جائیے۔ تشہد میں داہنا پاؤں

کرتا ہوا زانو پر اعتماد کرتا ہوا یا زمین پر کہ یہ بھی جائز ہے مرد ہو یا عورت کھڑا ہو جائے۔ اگر جلسہ استراحت نہ بھی کرے تو بھی درست جائز ہے مگر افضل اور صحیح قوی اور صحیح بخاری کا فتویٰ اور مسنون طریق اولیٰ ہی ہے اور سورۃ فاتحہ سے بغیر اخوذ، دعا اور افتتاح سکوت کے دوسری تیسری چوتھی رکعت کو شروع کرے۔ دوسری رکعت کی قرأت سے فارغ ہو کر رکوع قومہ سجدہ درمیان دونوں سجدہ کے بیٹھنا، دوسرا سجدہ موافق قول فعل اپنے امام پیشوا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے کرے جیسا کہ اس رسالہ میں لکھا گیا ہے بعد اسکے التحیات چپکے چپکے پڑھے

التَّحِيَّاتُ پڑھنے کا بیان

التَّحِيَّاتُ کے لئے بیٹھنا ہاتھ پاؤں کو رکھنا مرد ہو یا عورت امام ہو

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) کھڑا، انگلیاں قبلہ منہ اور بائیں پاؤں بچھا کر اسی پر بیٹھنا چاہئے۔ دایاں ہاتھ دائیں گھٹنے پر رکھنا چاہئے (مسلم)

جلسہ استراحت میں کامل اطمینان کے بعد پھر دوسری رکعت کے لئے

کھڑے ہوں۔ (ترمذی۔ ابوداؤد)

جلسہ استراحت میں دعا پڑھنے کا ثبوت نہیں ہے ۱۲ (ابو عمار غفرلہ (ابن المؤلف))

پہلی رکعت کے بعد دوسری رکعت بھی اسی طرح ادا کریں مگر اس میں دعا و افتتاح

نہ پڑھیں۔ قرأت پہلی رکعت سے اس میں مختصر ہو۔ دوسری رکعت پوری کر کے سجدوں

کے بعد بیٹھنے کو تشہد کہتے ہیں۔ تشہد میں نگاہ شہادت کی انگلی پر رکھنی چاہئے۔

خواہ مقتدی ویسا ہی ہے جیسا کہ درمیان دونوں سجدہ کے بیٹھنا بیان ہوا، یاد کرنا لازم ضروری ہے مگر درمیان دونوں سجدہ کے نہ التحیات کے ایڑیوں پر پاؤں کھرطے انگلیوں پر بوجھ ڈال کر بیٹھنا بھی مسنون

(بقیہ حاشیہ گزشتہ) تشهد میں اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ پر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا کیا نام رَفْعِ سَبَّابَہ ہے۔ یہ ایسا مسئلہ ہے جس میں کسی کا بھی اختلاف نہیں۔ ائمہ مجتہدین محدثین سب کے سب اس امر پر متفق ہیں صحابہ تابعین حنفیہ شافعیہ مالکیہ حنبلیہ سب کے سب رَفْعِ سَبَّابَہ کے قائل ہیں۔

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ الزُّبَيْرِ قَالَ كَانَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا قَعَدَ يَدُ عَوْهٍ وَوَضَعَ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَيَدَهُ الْيُسْرَى عَلَى فَخِذِهِ الْيُسْرَى وَأَشَارَ بِإصْبَعِهِ السَّبَّابَةِ وَوَضَعَ رِجْلَهُمَا عَلَى رِجْلَيْهِ الْوَسْطَى يَعْنِي عَبْدَ اللَّهِ زَيْدَ رَضِيَ اللَّهُ تَعَالَى عَنْهُ سَعْدُ رَوَيْتُ عَنْهُ
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب تشهد میں بیٹھے تو اپنا داہنا ہاتھ داہنی ران پر اور بائیں ہاتھ بائیں ران پر رکھتے۔ شہادت کی انگلی سے اشارہ کرتے اور انگوٹھے کو بیچ کی انگلی پر رکھتے (مسلم) عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مسلم کی دوسری روایت میں ہے وَ رَفَعَ إصْبَعَهُ الْيُمْنَى الَّتِي تَلِي الْإِبْهَامَ دَاهِنَةً هَاتِفَةً كِي وَهْ أَنْكَلِي أَيْ تَشْهَدُ مِیں اُٹھاتے جو انگوٹھے کے نزدیک ہے۔

واحد بن حجر رضی اللہ عنہ سے مسلم ہی کی ایک اور روایت میں ہے کہ وَعَقَدَ ثَلَاثَةً وَخَمْسِينَ وَأَشَارَ بِالسَّبَّابَةِ اور تریپن کی گنتی کی طرح انگلیاں بند کرتے اور انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔
(باقی حاشیہ اگلے صفحہ پر)

(بقیہ شیعہ صفحہ گزشتہ) ان مختلف احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ رفع سبائہ یقینی ہے اور سنت رسول ہے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ سبائے عجمیوں کا حلقہ بنا لیا جائے اور صرف ایک شہادت کی انگلی کھلی رکھنی چاہئے۔ امام نووی نے کہا کہ اشارہ کلمہ شہادت میں **إِلَّا اللہ** پر کرنا چاہئے۔ صاحب سبل السلام نے کہا کہ اشارہ کی جگہ لا الہ الا اللہ کہنے کے وقت ہے طیبی نے ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث کے حوالہ سے کہا ہے کہ اشارہ **إِلَّا اللہ** کہنے کے وقت کرنا چاہئے تاکہ قول و فعل میں توحید کے اندر مطابقت ہو جائے۔ (تحفۃ الاحوذی) اور یہی معلوم ہوتا ہے کہ **لا اللہ** پر اشارہ کیا جائے یعنی حرکت دیجائے۔ تشہد کے بعد اگر آپ فجر کی نماز میں ہیں تو قعدہ اخیرہ کی دعائیں بھی پڑھنی چاہئیں جس کا ذکر آئیگا۔ اور اگر مغرب، عشاء، فجر، عصر کی نمازوں میں سے کوئی نماز ہے تو تیسری رکعت کیلئے **اللہ اکبر** کہتے ہوئے پھر کھڑے ہو جائیں اور کھڑے ہونے پر پھر ایک دفعہ رفع الیدین کرنا چاہئے۔ ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے **إِذَا قَامَ مِنَ الرَّكْعَتَيْنِ كَبَّرَ وَرَفَعَ يَدَيْهِ** جب آپ دوسری رکعت سے (تشہد کے بعد) کھڑے ہوتے تو **اللہ اکبر** کہتے اور دونوں ہاتھ اٹھاتے۔ (ابوداؤد۔ ترمذی) ۱۲ ابوعمار عبد القہار غفرلہ ابن المؤلف رحمہ اللہ۔

عِبَادَہٗ وَرَسُولُہٗ (ترجمہ) اَللّٰحِیَّاتُ تمام قسم کے مجرے تعظیم میں
 سب شتار تعریفیں عمدہ عمدہ القاب خوب خوب الفاظ ہر درود
 وظیفہ و عائنیں کل عیبوں نقصانوں سے سلامتی ہمیشہ کی بقا،
 ہر طرح کی سلطنت، حکومت تصرف اختیارِ اللہ خاص واسطے
 اللہ ہی کے ہے اس کو عبادتِ قوی کہتے ہیں۔ واور۔ اَصْلَوَاتُ
 ہر قسم کی نماز روزہ پرستش پوجا دُعا، پکار، طواف کرنا جھکنا،
 ماتھا رگڑنا بوسہ دینا، ہاتھ مل کر بدن منہ پر ملنا تعظیم برکت
 کی رو سے خاص اللہ ہی کے لئے ہے اس کو عبادتِ بدنی کہتے
 ہیں۔ واور۔ اَلطَّیِّبَاتُ ہر قسم کا صدقہ خیرات نذر نیاز، منت،
 چڑھاوا، اچھے اچھے لفظ تعظیم شتار کے جن سے وصف خوبیاں
 بادشاہوں امیروں نبیوں، ولیوں کی بیان کی جاتی ہیں خوا
 واسطے اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں اس کو عبادتِ مالی کہتے ہیں۔
 ملا علی قاری حنفی نے مرقات میں لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم کو جب معراج ہوئی تو اللہ رب العالمین کے ہاں انھیں
 تینوں عبادتوں قوی بدنی مالی کو نذرانہ کیا تھا۔ اَلسَّلَامُ
 سلامتی ہر عیب نقصان سے ہو جیو۔ عَلَیْکَ تَجَمُّدٌ۔ اُیُّکھا اے
 النبیؐ نبی۔ واور۔ رَحْمَةُ رَحْمَت۔ اللہ اللہ کی واور۔ بَرَکَاتُہ
 خیر برکت اس کی۔ ملا علی قاری حنفی نے مرقات میں لکھا ہے
 کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کے ہاں سے شب معراج

میں خلعت انعام ملاتھا اور اسی وجہ سے خطاب اَیُّہَا النَّبِیُّ درست جائز ہوا کہ حکایت معراجی مراد ہے نہ اور کچھ جیسا کہ قرآن حدیث میں جا بجا یَا فِرْعَوْنَ - یَا هَامَانَ - یَا مُوسٰی - یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ وغیرہ حکایت کے طور پر پڑھا جاتا ہے۔ اور نیز صحیح بخاری فتح الباری وغیرہ حدیث کی کتابوں میں بہ سبب یہ عقیدہ لوگوں کے عبد اللہ بن مسعود وغیرہ صحابہ کرام سے بجائے السَّلَامُ عَلَیْکَ کے السَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ پڑھنا ثابت ہے۔ اور اگر یہ عقیدہ نہ ہو تو خطاب ہی کیساتھ پڑھنا لازم و ضروری ہے کہ ہمیں اتباع لفظ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہے جو آپ نے تعلیم کیا تھا۔ السَّلَامُ سلام، سلامتی ہر آفت مصیبت رنج و غم سے ہو جو۔ عَلَیْنَا ہم پر واور علیٰ اوپر۔ عباد بندوں غلاموں۔ اللہ اللہ کے الصّٰلِحِیْنَ جو صالحین نیک نجت تابع کتاب سنت کے ہر عمل عقیدہ میں ہیں۔ فتح الباری شرح بخاری میں لکھا ہے کہ لازم ضروری ہے نمازی پر کہ یاد کرے دل میں مراد رکھے اس جگہ پر تمام نبیوں اور فرشتوں اور ایمان والوں کو۔ مرقات میں لکھا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج میں یہ فرمایا اور سب کو انعام میں آپ نے شریک سا جھی کر لیا ہے۔ اَشْہَدُ کو اہی دیتا (دیتی) ہوں میں سچے دل سے۔ اَنْ یہ کہ۔ لا نہیں ہے۔ اِلٰہ کوئی معبود رائق ماننے نذر نیاز تعظیم حکم برداری منت ماننے چڑھا چڑھانے، طواف کرنے ہاتھ باندھنے کے

اَلَا مَكَرَ اللّٰهُ اَللّٰهُ اَللّٰہی ہے۔ واور۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلهَ اِلَّا اللّٰہُ (دیتی) ہوں
 میں سچے دل سے۔ اَنّ اس امر کی کہ بے شک میرا مذہب عقیدہ اللہ
 کے پوجنے ماننے میں وہی ہے جس کو اس کی طرف سے سچا امام مرشد
 میرا لایا ہے۔ مُحَمَّدٌ اَمْرٌ اَمِیرِی سچے امام پیر مرشد سے محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم ہیں عِبْدُکَ جو اس کا بندہ غلام محتاج بے کس ناتواں
 نہ اختیار رکھنے والا اپنی بیگانے کی جان کے نفع نقصان کا ہے۔
 واور رَسُوْلُہٗ اسکا بھیجا ہوا مقرر کیا ہوا تمام جہان والوں کی طرف
 امام مرشد رہبر ہے جس کی یہ شان منصب ہے کہ جو کوئی اسکی پیروی
 نہ کرے، اس کی عادت چلن اختیار نہ کرے اس کے مذہب اس کی
 بات کی سند نہ پکڑے بلکہ اس کے برخلاف کسی نبی یا ولی یا صحابی یا
 امام یا پیر یا مرشد کی پیروی کرے تو وہ گمراہ اللہ سے دُور ہے مِرَقَات
 میں لکھا ہے کہ یہ یعنی اَشْهَدُ اَنْ لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ حضرت جبریل علیہ السلام نے معراج
 ہی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کہا تھا ہر مرد عورت مدعی
 ایمان اسلام پر لازم ضروری ہے کہ التحیات کے معنی کے موافق
 اپنا عقیدہ عمل درست کرے ورنہ خالی دعویٰ کچھ بھی کام نہ آئے گا۔
 افسوس ہے ان لوگوں کے حال پر جو یا بچ وقت اپنے سچے مالک
 کے سامنے اقرار کرتے ہیں کہ ہم عبادت قولی بدنی مالی یا اللہ خاص
 تیرے ہی لئے کرتے ہیں اور پھر کوئی کہتا ہے یا علی مشکل کشا، کوئی

درو پڑھتا ہے یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً لہ کا، کوئی وظیفہ پڑھتا ہے یا رسول اللہ یا دافع البلا و الالم وغیرہ وغیرہ الفاظ شرکیہ کا جو درود تاج وغیرہ میں کسی مشرک نابکار نے جمع کئے کرائے ہیں کوئی تسبیح یا بھیکہ پیر کی پڑھتا ہے۔ کوئی الفاظ تعظیم کے جن کی شرعاً ممانعت ہے نبی ولی، بادشاہ، استاد کے لئے بول کر مشرک بنتا ہے کوئی جو چاہے اللہ اور اس کا حبیب کہہ کر مشرک بنتا ہے۔ سمن ابن ماجہ وغیرہ حدیث تفسیر کی کتابوں میں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ نصاریٰ حضرت عیسیٰ کو اور یہود حضرت عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہتے ہیں اور مسلمان یوں بولتے ہیں کہ جو چاہے اللہ اور اس کا حبیب محمد صلی اللہ علیہ وسلم، سو اس میں کچھ فرق نہیں ہے جیسے وہ مشرک ویسے یہ مشرک۔

غرض کہ التحیات کے معنی میں نفی اور اثبات ہے، ماسوا اللہ سے نفی اور اللہ کے لئے اثبات یعنی جو مطلب مقصد غرض توحید الگوہیت کا ہے وہ سب کا سب اللہ کے سوا جو زندہ مردہ نبی ولی بزرگ امام شہید، غوث قطب دنیا دار دین دار حاکم محکوم، تابع متبع تھان چور ہا درخت پتھر قبر مزار خانقاہ پیر مولوی ملا وغیرہ ذوی العقول اور غیر ذوی العقول ہے ہر ایک مکرم معظم سے نفی انکار ہے اور اکیلے اللہ وحدہ لا شریک لہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ کیلئے ثابت کرنا اس پر چلنا قائم رہنا اور اس پر قائم رکھنا اثبات

ہے۔ یا اللہ جن باتوں سے تو اور تیرا رسول صلی اللہ علیہ وسلم ناراض ہے وہ ہم سے چھڑا ہی دے اگرچہ شیطان لعین اور نفسِ آمارہ نے ہم کو ان میں نیک نیتی سمجھا رکھی ہے، آمین۔ اے اللہ امیری یہ دُعا قبول کر لے۔ کوئی صلوٰۃ غوثیہ پڑھتا ہے کوئی نماز رسولیہ پڑھتا ہے کہ فرض اللہ کے ہیں اس کے لئے پڑھتے ہیں۔ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے سنتیں اسی کے لئے پڑھتے ہیں۔ کوئی کسی نبی ولی کا روزہ رکھ کر مشرک بنتا ہے۔ کوئی کسی نبی ولی امام بیوی کی نذر نیاز کو نڈا مدت چرٹھاوا گیا نہ ہو میں مولود کر نیچے لئے اپنے کھیت تجارت، مال اسباب حیوان میں سے مقرر کر کر مشرک بدعتی بنتا ہے۔ کوئی اللہ کے ماننے صفات وغیرہ پوجے عبادت کرنے یا احکام شریعت نماز روزہ، زکوٰۃ حج، ایصالِ ثواب وغیرہ میں خلاف امام ہمامِ معینہ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے غیر کی پیروی کر کر کر مشرک فی الرسالت بنتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝

اور یہ التحیات بھی پڑھنا مسنون ثابت ہے جو صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَلْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ لِلّٰہِ السَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ۔ السَّلَامُ عَلَیْنَا وَعَلٰی عِبَادِ اللّٰہِ الصّٰدِحِیْنَ ۝ اَشْہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاَشْہَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ معنی اس کا وہی ہے جو پہلے ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی تشہد میں مذکور ہوا

یاد کرنا اس پر عقیدہ رکھنا عمل کرنا لازم ضروری شناخت سنت
جماعت ہے۔ المبارکات وغیرہ میں حرف و حذف ہے اور یہ کلام
عرب میں جائز ہے۔ اصل میں وَالْمُبَارَكَاتُ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ
تھا۔ (ترجمہ) الْمُبَارَكَاتُ تمام برکتیں بھلائیاں ترقیاں
دینا خاص اللہ ہی کا کام ہے۔

اس تشہد میں عَبْدُكَ نہیں ہے، یوں بھی جائز ہے۔ رُسُولُہ
کی جگہ رُسُولُ اللہ ہے یہ بھی ٹھیک ہے۔ روایت صحیح ہے۔ اس میں
اظہار ہے۔ اُس میں اِضمار ہے۔ افسوس ہے اُن نام نہاد مسلمانوں
پر جو التحیات میں الْمُبَارَكَاتُ پڑھتے ہیں اور پھر برکتیں ترقیاں
اسوات سے مولود گیارہویں کر کر کر چاہتے ہیں۔

اور یہ التحیات بھی پڑھنا مسنون ثابت ہے جو صحیح مسلم میں حضرت
ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے التَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ
الصَّلَوَاتُ لِلَّهِ - اَلْسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ
اَلْسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ
اِلَّا اللّٰهُ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ - حرف واس تشہد
میں بھی محذوف ہے اور معنی وہی ہیں جو پہلے مذکور ہوئے یاد کرنے ضروری ہیں
نیز یہ التحیات بھی پڑھنا ثابت ہے جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
موطا وغیرہ میں مرفوعاً جیسا کہ زرقانی وغیرہ میں ثابت ہے التَّحِيَّاتُ
لِلّٰهِ الزَّكَاٰتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ - اَلْسَّلَامُ عَلَيْكَ



اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ اَلْسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ
اللَّهِ الصَّالِحِينَ ۝ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ
مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ حرف واس میں بھی محذوف ہے معنی پہلے
مذکور ہو چکے، یاد رکھنے لازم ہیں۔ الزَّكَايَا کے معنی اَلْمُبَارَكَات کے ہیں
یعنی بڑھانا ہر کام میں خاصہ اللہ ہی کا ہے نہ کسی نبی ولی امام کا۔

اور یہ التحیات بھی پڑھنا جائز درست ہے جو سنن نسائی میں حضرت
جابر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا گیا ہے۔ بِسْمِ اللَّهِ وَبِاللَّهِ
التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ الصَّالَوَاتُ الطَّيِّبَاتُ۔ اَلْسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ
وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ اَلْسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَىٰ عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ
اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللَّهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ۔ اَسْأَلُ
اللَّهَ الْجَنَّةَ وَاَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ ۝ (ترجمہ) واو عاطفہ اس میں
بھی حذف کی گئی ہے۔ بِسْمِ اللَّهِ التحیات پڑھتا (پڑھتی) ہوں ساتھ
ذریعہ مدد برکت نام اللہ کے۔ وَبِاللَّهِ اور ساتھ اعانت برکت وسیلے
اللہ کے۔ اَسْأَلُ سوال کرتا (کرتی) مانگتا (مانگتی) ہوں میں۔ اللہ
اللہ ہی سے۔ الْجَنَّةَ جنت۔ وَاور۔ اَعُوذُ پناہ پکڑتا (پکڑتی) ہوں
میں۔ بِاللَّهِ ساتھ وسیلے اللہ ہی کے۔ مِنَ النَّارِ اگ جہنم سے۔ باقی
معنی مذکور ہو چکے ہیں۔ یاد کرنا ان کے موافق عقیدہ رکھنا لازم ضروری ہے

۱۵۔ یہ اشارہ ہے طرف کمزور ہونے اس روایت کے ۱۲ منہ عفی منہ

پہلے قعدہ میں ان التحیاتوں میں سے جو لسا التحیات پڑھے گا وہ درست اور مسنون طریق پر ہوگا مگر اول تشہد عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا روایت کیا ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بہت صحیح قوی کثیر العمل ہے۔ پھر تشہد عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا۔ پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کا۔ پھر عمرؓ کا پھر جابرؓ کا روایت کیا ہوا غرض کہ سب درست جائز مسنون ہیں۔ اور پہلے قعدہ میں صرف التحیات عِبْدُكَ وَرَسُولُكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ يَا أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ النَّارِ تک ہی پڑھ کر جلد کھڑا ہو جائے مرد ہو یا عورت، درود دُعا اس میں نہ پڑھے۔

قعدہ کا بیان

اخیر قعدہ میں جس میں کہ سلام پھیرنا ہو کوئی نماز کیوں نہ ہو دہنا پاؤں کھڑا رکھنا۔ انگلیوں کو طرف قبلہ کے موڑنا۔ بایاں پاؤں دہنے طرف کو نکال کر مقعد سرین کو طے بائیں پر بیٹھنا مرد ہو یا عورت، امام ہو خواہ مقتدی نماز شرعی میں مطلوب مسنون ہے جیسا کہ بخاری میں حضرت ابو حمید رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے۔ اور کبھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یوں بیٹھتے کہ بائیں پاؤں کو درمیان دہنی ران اور پندلی کے رکھتے اور دہنے پاؤں کو کچھا کر سرین پر

آخری قعدہ میں بھی وہی تشہد پڑھنا چاہئے جو دوسری رکعت کے

قعدہ میں بتایا گیا ہے ۱۲ ابوعمار ابن المولفؒ

خاص صورت پر بیٹھنا بالکل خلاف سنت ہے غرض کہ جس طرح کہ مرد اٹھتا بیٹھتا ہے نمازیں ویسے ہی عورت اٹھے بیٹھے۔ اس مسئلہ میں رسالہ اقامۃ الحجۃ علیٰ اَنْ لَا تَفْرُقَ بَیْنَ صَلَوةِ الْمَرْءِ وَالْمَرَْاةِ اپنے باب میں بے نظیر ہے جس کی طبیعت چاہے اس کو دیکھے وَ بِاللّٰهِ التَّوْفِیْقُ۔

دُرود شریف کا بیان

بعد التحیات کے درود پڑھے۔ صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت کعب بن عجرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ درود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ان الفاظ سے نمازیں (جیسا کہ سنن اور صحیح ابن حبان صحیح ابوحاتم سے سراج وراج شرح مسلم میں نقل کیا ہے پڑھا جائے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرٰهیمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرٰهیمَ وَعَلٰی اٰلِ اِبْرٰهیمَ اِنَّکَ حَمِیدٌ مَّجِیدٌ ۝ (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اے اللہ لائق عاجزی انکساری فروتنی گرا گرا نے سوال کرنے کے۔ صَلِّ ثَنَاءُ تعریف کر نزدیک فرشتوں کے مغفرت کر، رحمت بھیج غطت دے عَلٰی مُحَمَّدٍ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو، بلند ہو ذکر شہرت آپ کی ظاہر

۱۵ یہ رسالہ نایاب ہو چکا ہے۔ ۱۲ ابو عمار غفرلہ

نہ پوشیدہ ہو دین آپ کا، باقی رہے شریعت آپ کی کہ ہر جگہ آپ ہی کا
 قانون فتویٰ مسئلہ کتاب و سنت جو صحاح ستہ سے ظاہر ہوتا ہے۔
 مروج مفتی بہ ہو جائے۔ رائے قیاس کی بیخ کنی ہوتی ہوتی نظر آئے
 ثواب بہت دیجیو آپ کو شفیع سفارشی بنائیو آپ کو آپ کی امت کا
 ظاہر کجیو فضیلت بزرگی آپ کی ساتھ کھڑے کرنے کے آپ کو مقام
 محمود پر۔ واور رحمت مغفرت بھیج علی اوپر۔ ال بیویوں، اولاد
 داماد، پیروی کرنے والوں مُحَمَّدِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے۔ کما
 جیسے کہ صَلَّیْتَ ثناء تعریف کی رحمت مغفرت بھیجی تو نے۔ علی اوپر
 اِبْرَاهِیْمَ ابراہیم کے۔ وعلیٰ اور اوپر۔ ال اِبْرَاهِیْمَ بیویوں اور
 اولاد اتباع ابراہیم کے۔ اِنَّكَ بلا شک تو ہی ہے حَمِیدُ
 تعریف کیا گیا۔ مَجِیدُ بزرگی والا۔ اَللّٰهُمَّ اے تمام خوبوں والے
 اچھے ناموں والے لائق تعظیموں کے۔ بَارِکْ برکت دے ترقی دے
 ہمیشہ رکھ۔ علی اوپر مُحَمَّدِ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے۔ کما جیسے کہ
 بَارِکْتَ برکت کی تو نے علی اوپر۔ اِبْرَاهِیْمَ ابراہیم کے۔ واور۔ علی
 اوپر۔ ال اِبْرَاهِیْمَ بیویوں اولاد ابراہیم کے۔ اِنَّكَ تحقیق تو ہی ہے
 حَمِیدُ تعریف کیا گیا۔ مَجِیدُ بزرگی والا۔

اور یہ درود بھی جو صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت ابو حمیدؓ سے
 مرفوعاً ثابت ہے نمازیں پڑھنا مسنون ہے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی
 مُحَمَّدٍ وَاَزْوَاجِهِ وَذُرِّیَّتِهِ کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاهِیْمَ وَبَارِکْ

عَلَى مُحَمَّدٍ وَأَزْوَاجِهِ وَذُرِّيَّتِهِ كَمَا بَارَكْتَ عَلَى إِبْرَاهِيمَ
 إِنَّكَ حَمِيدٌ مَجِيدٌ ○ معنی اس درود کے وہی ہیں جو پہلے درود
 میں بیان ہوئے۔ یاد کرنا عقیدہ درود کے معنی کے موافق رکھنا
 ضروری لازمی بات ہے۔ درود کے معنی میں رد ہے مشرکین
 اہل بدعت نصاریٰ یہود وغیرہ گمراہ لوگوں کا کہ ان لوگوں نے اپنے
 انبیاء اولیاء بزرگوں سے وہ معاملہ کر دکھایا جو سوا خدا و وحدہ
 لا شریک لہ کے کسی کے ساتھ نہ چاہئے تھا۔ اور ان دونوں درودوں
 کے سیاق سابق سے معلوم ہوتا ہے کہ درود کے الفاظ، کیفیت،
 وصف کا بیان محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی پر منحصر و قوف ہے اور کسی کو
 اس میں کچھ دخل نہیں ہے بعض لوگوں نے جو درود تعلیم کئے ہوئے
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ دیا اور غیر کے تعلیم کئے ہوئے درود
 کی طرف متوجہ ہو گئے سو وہ درود کے فضائل و خوبیوں سے بالکل
 محروم ہیں بلکہ بعض بعض درود میں تو الفاظ شرکیہ ہیں جیسا کہ
 درود تاج وغیرہ ہے کہ ایسے درود پڑھنے سے آدمی مشرک
 بن جاتا ہے۔ آخر دنیا فانی ہے۔ ہر عبادت میں اپنے نبی محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم کا طریق عادت چلن قانون اختیار کرنا نشان محبت ہے
 ہر آدمی اپنے دل میں انصاف کر سکتا ہے کہ درود بھی ایک عبادت
 اللہ رب العالمین کی ہے۔ بھلا میں نے وہ الفاظ درود کے جو
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاص اپنی زبان صادق سے بہ فرمان

ارشاد رب تعلیم فرمائے ہیں یاد کر لئے ہیں یا وہ تھوڑے سے ہیں کہ میں اوروں کی طرف جھکتا ہوں۔ افسوس صد افسوس جو برکت تاثیر اس درود میں ہوگی جسکو آپ ہی نے تعلیم فرمایا۔ زبان صادق سے ارشاد کیا۔ بھلا دوسرے کسی کے گھڑے تراشے میں وہ تاثیر کب ہوگی

فتح الباری شرح صحیح بخاری جو ایک بڑا معتبر فتاویٰ حدیث کا ہے اس کی جلد گیارہویں صفحہ ۴۲۲ چھاپا مصر میں لکھا ہے کہ کہاہے ابن العربی نے فَأَيَّدَ الصَّلَاةَ عَلَيْهِ تَرْجِعُ إِلَى الَّذِي يُصَلِّي عَلَيْهِ لِدَلَالَةِ ذَلِكَ عَلَى نَصُوصِ الْعَقِيدَةِ وَخُلُوصِ النِّيَّةِ وَإِظْهَارِ الْمُحَبَّةِ وَالْمَدِّ أَوْصَةً عَلَى الطَّاعَةِ وَالْإِحْتِرَافِ لِلْوَاسِطَةِ الْكَرِيمَةِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَعْنِي درود کا فائدہ درود پڑھنے والے کی طرف رجوع کرتا ہے اس لئے کہ درود پڑھنا اس پر باعث ہوتا ہے کہ اس کا عقیدہ کھرا اور نیت خالص اور اظہار محبت اور مداومت طاعت اور تعظیم حرمت ادب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس کو حاصل ہو جاوے۔

اور صفحہ مذکور میں لکھا ہے قَالَ الْحَلِيمِيُّ الْمُقْصُودُ بِالصَّلَاةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّقَرُّبُ إِلَى اللَّهِ بِأَمْتِنَالِ أَمْرِهِ وَتَضَائِقِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْنَا إِنَّتَهَى۔ یعنی مقصود درود پڑھنے سے خدا کا قرب حاصل کرنا ہے اس کے احکام بحال اگر

اور حق نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ادا کرنا ہے جو ہم پر ہے۔

حضرت ابو بردہ بن نیار سے سنن نسائی وغیرہ میں مرفوعاً ثابت ہے،

کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کسی نے میری امت

پیروی کرنے والوں میں سے مجھ پر درود پڑھا ایک بار خالص مخلص ہو کہ

دل اپنے سے کہ ریا نمود فخر خلاف طریقے میرے کے نہ ہو تو اللہ رب العالمین

اس پر بدلے اس کے دس بار رحمت بھیجتا ہے اور دس درجے بلند

کرتا ہے اور دس نیکیاں لکھتا ہے اور دس گناہ دور کرتا ہے۔

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے جامع ترمذی وغیرہ

میں مرفوعاً ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بہت نزدیک

مجھ سے لوگوں میں دن قیامت کے وہ لوگ ہیں جو بہت کثر سے درود

پڑھتے ہیں مجھ پر۔ مرقات شرح مشکوٰۃ جلد دوسری چھاپہ مصر صفحہ ۵ میں

علامہ علی قاری حنفی نے فرمایا ہے قَالَ ابْنُ حِبَّانَ عَقَبَ هَذَا الْحَدِيثِ

فِي هَذَا الْخَبَرِ بَيَانٌ صَحِيحٌ عَلَى أَنَّ أَوَّلَى النَّاسِ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى

اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقِيَمَةِ يَكُونُ أَصْحَابُ الْحَدِيثِ إِذْ لَيْسَ فِي هَذِهِ

الرَّمَّةِ قَوْمٌ أَكْثَرُ صَلَوةً عَلَيْهِ مِنْهُمْ وَقَالَ غَيْرُهُ لَا تَهْمُ بِصَلَاةٍ

عَلَيْهِ قَوْلًا وَفَعَلًا۔ انسہی یعنی امام ابن حبان نے یہ حدیث روایت کر کے

کہا ہے کہ اس حدیث میں صحیح بیان ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے

زیادہ قریب دن قیامت کے اہل حدیث ہی ہوں گے کیونکہ اس امت

میں ہی لوگ پیغمبر پر درود زیادہ پڑھتے ہیں۔ اور دوسروں نے کہا

کہ قول اور فعل میں یہی لوگ پیغمبر پر درود پڑھتے ہیں۔

اور نیز نواب قطب الدین خاں صاحب حنفی نے مظاہر حق باب
الصلوة علی النبی میں اسی طرح لکھا ہے۔ مقام غور ہے کہ اکثر لوگ
الحدیث پر الزام رکھا کرتے ہیں اور جھوٹ موٹ طوفان بہتان اٹھایا کرتے
ہیں۔ عوام کا لانعام کپ اڑایا کرتے ہیں کہ الحدیث محمدی لوگ درود
نہیں پڑھتے اس لئے ان کا جھوٹا الزام دفع کرنے کے لئے دو گواہ
احناف میں سے پیش کر دیئے ہیں انہی کا جوتا انہی کا سر۔ ہاں ضرو
الحدیث کو جعلی بناؤنی درود تاج اور درود دہزری اور درود لکھی
وغیرہ شریک بدعیہ الفاظ اور وظائف مثل دعائے العرش معراج ثا
نور نامہ دلائل الخیرات وغیرہ سے انکار ہے۔

اور یہ درود بھی جو صحیح بخاری میں حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ
عنه سے مرفوعاً ثابت ہے نماز میں پڑھنا مسنون ہے اللّٰهُمَّ صَلِّ
عَلٰی مُحَمَّدٍ عَبْدِكَ وَرَسُولِكَ کَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَ
بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاهِيْمَ وَآلِ
اِبْرَاهِيْمَ ۝ (ترجمہ) اللّٰهُمَّ اے لائقِ بوجا کے۔ صَلِّ تَعْلِیم کرشنا
بیج۔ عَلٰی اوپر۔ مُحَمَّدٍ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، عَبْدُكَ غلام محتاج
اپنے۔ وَرَسُولُكَ اور رسول بھیجے ہوئے اپنے کے کہ تمام جگہ آپ ہی کے
دین قانون شریعت کا (جو صحاح ستہ سے ظاہر ہے) شور و غل مچ جائے
کفر شرک بدعت رائے قیاس تاویل الحاد اہل اعتزال و خوارج و

روافض و جہمیت و تقلید وغیرہ مٹ جائے۔ گناصلیت جیسے کہ
 ملت ابراہیم کے پھیلانے سے تعظیم تکریم ثنا تعریف بھیجی تو نے علی
 ابراہیم اوپر ابراہیم (علیہ السلام) کے۔ واور۔ باریک برکت ترقی
 زیادتی کر تعظیم تکریم میں ہمیشہ رکھنے سے شریعت قرآن حدیث کے
 قیامت تک۔ علی اوپر۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے۔ و
 اور۔ ال بیویوں اولاد داماد اتباع۔ محمد (صلی اللہ علیہ
 وسلم) کے۔ گنا جیسے کہ۔ باریک برکت کی تو نے تعظیم تکریم میں ہمیشہ
 رکھنے سے ملت کے۔ علی ابراہیم اوپر ابراہیم کے۔ واور ال
 اولاد ازواج اتباع۔ ابراہیم (علیہ السلام) کے۔
 درود کے معنی سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم او
 آپ کے ازواج اولاد اتباع کی تعظیم تکریم کلام اللہ حدیث رسول اللہ
 کے پھیلنے مروج مفتی بہ ہونے میں ہے۔ اب ہر شخص درود پڑھنے والا
 اپنے دل میں انصاف کر سکتا ہے کہ آیا میں درود سچے دل سے پڑھتا ہوں
 یا نفاق رواج عادت کے طور پر غرض کہ جس مرد عورت کو اپنے
 سچے امام محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کی تعظیم تکریم فضیلتیں
 درود کی منظور مطلوب ہوں اس پر فرض ہے کہ قرآن حدیث
 کے پھیلانے مروج کرنے میں اپنے مال و جان سے زیادہ کوشش
 کرے ورنہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اہل بیت کی تعظیم و
 تکریم کا خواہاں ہرگز ہرگز نہیں ہے محض منافقانہ قربان تصدق

ہوتا ہے کیونکہ اس کے مد نظر یہ ہے کہ قرآن حدیث مٹ جائے
 رائے قیاس تاویل مروج مفتی بہ ہو جائے۔ عاجز ابو محمد مہاجر
 عفی عنہ نے اپنی آنکھ سے دیکھا کان سے سنا کہ بہت درود پڑھنے والے
 تسبیح رولنے والے ہوا کرنے والے عامل قرآن و حدیث کی جان
 کے دشمن، خون کے پیاسے، ہتک عزت کے چاہنے والے اور عامل
 رائے قیاس تاویل کے بڑے خیر خواہ ہیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ
 سبب اس برعکسی کا یہی ترک کرنا چھوڑ دینا کلام اللہ حدیث رسول اللہ
 کا ہے۔ ان کے سُٹنے سُٹانے کا شوق بالکل جاتا رہا۔ بھلا ایمان
 یقین کیوں کر ٹھیک ٹھاک ہو۔ ان کو بھی جانے دو۔ اگر کلمہ درود
 نمازی کے معنی سیکھ سمجھ لیتے تو بھی بڑی عنیت تھی مگر یہ کہاں اور
 ہم کہاں۔ افسوس صد افسوس ان درودوں میں سے جو بھی درود
 بعد تشہد کے پڑھے گا بشرطیکہ معنی کے موافق عقیدہ عمل درست کر لے گا
 تو ضرور ہی مستون طریق پر ہوگا اور بڑے بڑے درجے خوبیاں فضیلتیں
 دین دنیا میں حاصل کر لے گا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
 کہ درود پڑھنے والے کو دن قیامت کے میرا قرب نزدیکی پر طوس
 سب سے زیادہ حاصل ہوگا۔

اور نیز فرمایا کہ درود پڑھنے والے کو کہ تمام کام رنج و غم فکر
 دین دنیا کی بن سنور ٹھیک ٹھاک کافی وافی ہو جائیں گے۔ گناہ
 دور ہوتے نظر آئیں گے اور نیز فرمایا کہ جس کسی کو خوش لگے کہ

درود پڑھنے میں اس کو پورا پورا ثواب ناپ تول سے ملے تو وہ
 ان الفاظ سے ہم پر درود پڑھے اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ
 وَارْزُاجِهٖ اَهْلَ بَاتِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَذُرِّيَّتِهٖ وَاَهْلَ بَيْتِهٖ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰی
 اَبْنِ اِهْلِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝ (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اے اللہ صلی
 ثناء تعریف تعظیم رحمت بھیج بسبب پھیلائے مروج کرنے مفتی بہ ہونے
 کے تمام جہان میں قانون شریعت طریقت معرفت محمد صلی اللہ علیہ وسلم
 کو جو صحاح ستہ سے ظاہر ہوتی ہے۔ عَلٰی مُحَمَّدٍ اُوپر محمد صلی اللہ
 علیہ وسلم، النبیؐ بنی۔ الاُمّیؐ بے پڑھے لکھے کے۔ واور۔ اَرْزُاجِهٖ
 آپ کی ازواجِ مطہرات پر۔ اَهْلَ بَاتِ جو مائیں ہیں۔ الْمُؤْمِنِيْنَ
 ایمان یقین اللہ رسول کے کلام پر لانے والوں کی وَذُرِّيَّتِهٖ اور آپ کی
 اولاد داماد پر۔ وَاَهْلَ بَيْتِهٖ آپ کی پیروی کرنے والوں پر۔
 حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیروی کرنے والوں کو اہل بیت
 فرمایا جیسا کہ نوح علیہ السلام نے وَلِمَنْ دَخَلَ بَيْتِيْ مُؤْمِنًا فَرَمَا يَاتَهَا
 زَيْبٌ نَّصِيْبُ الْحَدِيْثِ عَامِلٌ بِالْحَدِيْثِ کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 کے اہل بیت میں شمار ہیں اَللّٰهُمَّ زِدْ ذُرِّيَّتَكَ باقی ترجمہ مذکور ہو چکا
 ہے یاد کرنا عقیدہ رکھنا لازم ضروری ہے۔

اور نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس کسی نے یہ
 درود مجھ پر پڑھا تو اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو گئی۔
 اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَاَنْزِلْهُ الْبَقْعَةَ الْمُقَرَّبَةَ عِنْدَكَ



يَوْمَ الْقِيَمَةِ (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اے اللہ! صَلِّ بِسَبَبِ پھیلانے
قرآن حدیث بزرگی ثنا تعریف بھیج علی اوپر۔ مُحَمَّدٌ مُحَمَّدٌ صَلِّ اللہ
علیہ وسلم) کے۔ وَاوَرِ اَنْزَلَهُ اُتَارِ بِنِجَا اُپ کو۔ الْمَقْعَدَ جگہ مکان
الْمَقَرَّبَ مقرب برگزیدہ میں۔ عِنْدَكَ نزدیک اپنے يَوْمَ الْقِيَمَةِ
دن قیامت کے۔

غرض کہ درود کے بڑے فضائل ہیں۔ ان کے معنی کے موافق
عقیدہ عمل درست ٹھیک ٹھاک کرنا لازم ضروری ہے۔
بعد درود کے وہ دعائیں پڑھے جو اپنے سچے اماں پیشوا محمد (صلی
اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہوئی ہیں کہ ان کا پڑھنا نماز شرعی میں مطلوب
مسنون طریق ہے۔

قعدہ کی اور دعائیں

صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے
ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دعا کرتے نماز میں ان لفظوں
سے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُ بِكَ
مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَ
فِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَلَاكِ وَالْمُغْرَمِ
(ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اے لائق تمام وصفوں خوبیوں کے اِنِّیْ تحقیق
میں۔ اَعُوْذُ پناہ پکڑتا (پکڑتی) ہوں۔ بِكَ ساتھ مدد ذریعے برکت

ذات پاک صفات تیری کے۔ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ عَذَابِ سَخِیوُنِ امتحانوں
 آزمائش۔ تنہائی، بھیج تنگی تار کی اندھیری قبر کی سے۔ وَاَوْعُوْذُ
 دُہائی، پناہ، اڑ پکڑتا (پکڑتی)، ہوں میں۔ بِكَ ساتھ برکت تیری کے
 مِنْ فِتْنَةِ اَزْمَاش، وبال ضرر گمراہ کرنے سے۔ الْمَسِيْحِ کا نے
 تمام زمین پر سوا مکہ مدینہ کے چلنے والے۔ الدَّجَالِ دَجَال کے وَ
 اَعُوْذُ اور پناہ حفاظت پکڑتا (پکڑتی)، ہوں۔ بِكَ ساتھ اعانت برکت
 ذات صفات تیری کے۔ مِنْ فِتْنَةِ فِتْنَةِ فساد آزمائش سختیوں سے
 الْحَيَاةِ زندگی کے۔ وَفِتْنَةِ اور فتنوں امتحانوں سختیوں سے الْمَمَاتِ
 موت کے۔ اَللّٰهُمَّ اے معبودِ برحق! اپنی ضرورت ہی میں اَعُوْذُ دُوری حفاظت
 پناہ بجاؤ پکڑتا (پکڑتی)، ہوں۔ بِكَ ساتھ ذریعے وسیلے ذات صفات تیری کے
 مِنَ الْمَآْثِمِ گناہ سے۔ وَاَوْر۔ مِنَ الْمَغْرَمِ قرض سے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے عرض کی کہ یا رسول اللہ! آپ تو بہت ہی
 قرض سے پناہ مانگتے ہیں۔ فرمایا اس لئے کہ اس میں بڑی بڑی خرابیاں
 ہیں۔ جب آدمی مقروض ہو جاتا ہے تو بات کرتا ہے جھوٹ بولتا ہے
 وعدہ کرتا ہے خلاف کرتا ہے۔ اور نیز فرمایا کہ جھوٹ بولنا، وعدہ خلافی
 کرنا علامتِ نفاق ہے۔ غرض کہ حق العباد کا بڑا ہی خیال کرنا چاہئے
 ورنہ دن قیامت کے سب نیکیاں وہی لوگ جن کے حقوق اس کے ذمہ
 ہیں لے جائیں گے اور اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائیگا جیسا کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح بخاری صحیح مسلم میں فرمایا ہے مَسِيْحِ کا

اطلاق کانے دجال اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آتا ہے مگر جب دجال مراد ہوگا تو بقید یعنی مسیح دجال کہا جائے گا بخلاف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے کہ ان کو بالقید اور بلا قید مسیح اور عیسیٰ مسیح کہا جاتا ہے بعض نے اور کچھ فرق کیا ہے اس کا ذکر امر الکی میں ہے۔ فتنہ حیات سے مراد ہے مفتون ہونا ساتھ دنیا اور خواہشوں نفسانی اور جہالتوں کے قرآن حدیث سے اور بڑا فتنہ حیات کا اللہ پناہ دے بُرا خاتمہ ہے اور سبب بُرے خاتمہ کا یہی محبت دنیا اتباع شہوات جہالت ہے قرآن حدیث سے۔ اور نیز رنج و غم صدموں تکلیفوں، بیماریوں مصیبتوں میں صبر نہ کرنا۔ اصرار ہمیشگی کرنا گناہ چھوٹے بڑے پر، گناہ پر نادام نہ ہونا، تو بھٹ پٹ نہ کرنا، اُلٹا گناہ پر فخر کرنا خوش ہونا، لاف زنی بڑھ ہانکنا کہ جب خدا کا ڈر نہیں تو لوگوں کا کیا ڈر ہے۔ فتنہ موت سے مراد ہے سکرانے ہو شمی سختی جاں کنڈی، آزمائش، امتحان تشنگی، شیطان اور نیز خوف حیرت ڈر دہشت عذاب قبر، سوال منکر نکیر حقیقت میں فتنہ موت عجیب و غریب ہے اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے محفوظ رکھے۔

امام سفیان ثوری سے روایت ہے کہ میت سے جب قبر میں

۱۵ اس کتاب کا مسودہ ہی تلف ہو گیا۔ دراصل حضرت مولانا مرحوم کی کتابیں مخالفین مقلدین نے دہلی ہندوستان میں نذر آتش کر دی تھیں۔

ان ہی میں یہ کتاب بھی غیر مطبوعہ نذر آتش ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰہِ ۱۲ عس

سوال کیا جاتا ہے کہ مَنْ رَزَقَ کون ہے مرنے والے کو اس حاکم سردار
 تیرا۔ تو اس وقت شیطان لعین اس کو دکھائی دیتا ہے اور اپنے
 نفس کی طرف اشارہ کرتا ہے کہ اِنِّیْ اَنَا رَزَقَ میں ہوں مرنے والے کو
 حاکم سردار تیرا، مجھ کو بتادے اس لئے صحیح حدیثوں میں ثابت ہوا کہ
 آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو ارشاد کیا ہے کہ میت کو
 دفن کرنے کے بعد اس کے لئے اللہ تعالیٰ سے سوال کیا کرو منکر نکیر
 کے سوال پر ثابت رکھنے کا، مگر ہم کو یہ کہاں نصیب، ہم کو تو ابھی تک
 کرنے شرک بدعت سے جو میت کے ساتھ کر گزرتے ہیں فرصت ہی
 نہیں۔ کوئی اسقاط کرتا کرتا ہے کوئی توشے کی روٹیاں بانٹتا ہے
 کوئی کوڑیاں پیسے گہروں چنے نمک تقسیم کرتا کرتا ہے کوئی حافظوں کو
 قبر پر قرآن پڑھنے پر مقرر کرتا کرتا ہے کوئی قبر بچتہ (اونچی کروانے
 تاریخ موت لکھوانے کی ہدایت کرتا کرتا ہے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ
 حضرت عمرو بن مرہ فرماتے ہیں کہ سلف صالحین صحابہ تابعین دو
 رکھتے تھے کہ جب میت قبر میں رکھی جائے تو یہ دُعا پڑھی جائے
 اَللّٰهُمَّ اَعِذْہُ مِنَ الشَّیْطٰنِ (ترجمہ) اے معبود لائق تعظیموں کے
 پناہ دیجو محفوظ رکھو اس کو شیطان سے۔

اس دُعا میں جو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی حدیث میں

لہ پختہ قبروں کی تردید میری مطبوعات کتاب "درس توحید" میں ملاحظہ کیجئے ۱۲۔
 عبدالغفار السلفی (مروم)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوئی رہے کسی فرقوں کا،
 معتزلوں کا کہ وہ عذاب قبر کے منکر ہیں، مرزائیوں کا کہ وہ دجال کے
 منکر ہیں، مشرکوں کا کہ وہ نبیوں و لیوں سے مرادیں مانگتے ان کا
 وسیلہ ذریعہ ڈھونڈتے انکو خبر گیراں سمجھتے ہیں حالانکہ وہ نبی ولی
 اللہ تعالیٰ ہی سے مرادیں مانگتے، اسی کی ذات صفات کا وسیلہ ذریعہ
 چاہتے ہیں جیسا کہ اس دُعار کے معنی سے معلوم ہوا۔ اور نیز اللہ
 تعالیٰ اپنے کلام پاک میں خبر دیتا ہے کہ مشرک لوگ جن اولیاء انبیاء کو
 وقت مصیبت تکلیف رنج غم کے پکارتے نذر نیاز مانتے ہیں وہ تو
 خود ہی اپنے رب مالک کی طرف وسیلہ ذریعہ ڈھونڈتے ہیں کہ کسی طرح
 پرہیز ہی اس کا قرب نزدیکی مل جائے اور اپنے رب ہی سے رحمت
 کی امید رکھتے ہیں اور اُسی کے عذاب پکڑ مار سے ڈر کھل رہے
 ہیں اور کیوں نہ ہو، حقیقت میں اللہ کا عذاب پکڑ مار ایسی ہی ہے کہ
 اس سے بے ڈر با امن ہو کر نہ بیٹھنا چاہئے۔ ہر آدمی کو اس کا ڈر
 خوف کھٹکا رکھنا لازم ضروری کام ہے جیسا کہ فرمایا اللہ سبحانہ
 تعالیٰ نے اُوْلَئِكَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَسْتَعِیْنُوْنَ اِلٰی رَبِّهِمْ اَلْوَسِیْلَةَ
 اَیُّهُمْ اَقْرَبُ وَ یَرْجُوْنَ رَحْمَتَهُ وَ یَخَافُوْنَ عَذَابَہٗ اِنَّ عَذَابَ رَبِّکَ
 كَانَ مَحْذُوْرًا یعنی جو لوگ نبیوں و لیوں بزرگوں اماموں کو
 اُٹھتے بیٹھتے شادی غمی میں یاد کرتے پکارتے، یا رسول اللہ، یا علی
 مشکل کشا یا میرا استاد، امام مدد، یا بہا و الحق یا فرید شکر گنج

یاد انا گنج بخش یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً باللہ وغیرہ الفاظ شریکہ بدعیہ بول کر امید سے نفع یا ڈر سے نقصان کے ان کی نیاز نذر و منت مانتے ہیں۔ وہ تو خود ہی محتاج ہیں، رات دن اس تلاش میں ہیں کہ کون سے توحید و اتباع سنت کے کاموں اعتقادوں کے ذریعہ وسیلہ سے خدا کا قرب ہم کو حاصل ہو جائے اور وہ تو خود ہی خدا کی رحمت کے اُمیدوار ہیں اور وہ تو خود ہی خدا کے عذاب سے ڈر رہے ہیں، مارے خوف کے چوراہوئے جاتے ہیں، کیوں نہ ہو واقعی تیرے مالک کی پکڑ دھکڑ کا رکھنا ہی لازمی ضروری بات ہے۔

اور نیز رد ہے اس حدیث میں بعض صوفیوں کا کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کو نہ جنت کی اُمید نہ دوزخ کا ڈر دُعا نہ کرنی چاہئے حالانکہ اکرم الاولین والآخرین اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے، امید ڈر رکھتے اور حاجی اللہ رب العزت اپنے کلام پاک میں خبر دیتا ہے کہ انبیاء صلحاء میرے ہی لئے خشوع تواضع فروتنی عاجزی انکساری کرتے مجھ ہی کو پکارتے وقت امید ڈر کے جیسا کہ فرمایا اس نے اِنَّهُمْ كَانُوا يُسَارِعُونَ فِي الْخَيْرَاتِ وَيَدْعُونَنَا رَغَبًا وَرَهَبًا وَكَانُوا لَنَا خَشِيعِينَ ○ یعنی نبی ولی بزرگ لوگوں کی شناخت یہ ہے کہ وہ نبی وہ لوگ قرآن حدیث کی تابعداری میں ہر ایک سے پیش قدمی کرتے دوڑتے جلد بازی کرتے ہیں۔ اگاری پچھاری موقع محل مقتضائے

وقت نہیں دیکھتے اور وہ خدا ہی کو پکارتے ہیں رغبت لالچ طمع
امید خوف ڈر کے وقت، اور وہ خدا ہی کے لئے پگھلتے دبتے خضوع
خشوع کرتے ہیں نہ غیر کے لئے۔

اور نیز اس دُعا سے معلوم ہوا کہ دُعا میں ہاتھ اٹھانے ضروری
شرط نہیں ہیں کیونکہ التَّحِيَّاتُ کی دُعاؤں میں دونوں ہاتھ دونوں کھٹنوں
پر ہوتے ہیں۔ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے
مرفوعاً ثابت ہے کہ جب کوئی تمھارا مرد عورت تشہد آخر سے فاتح
ہو تو یہ تعوذ پڑھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ وَ
مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَمِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَمِنْ شَرِّ
فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ جَهَنَّمَ
تَعْلِیْموں کے۔ اِنِّیْ بِلا شَکِّ میں۔ اَعُوْذُ بِہٖ پناہ پکڑتا (پکڑتی) ہوں۔ مِنْ
عَذَابِ عَذَابِ جَهَنَّمَ دوزخ کے۔ وَ اَوْرِ مِنْ عَذَابِ عَذَابِ الْقَبْرِ
قبر کے۔ وَمِنْ فِتْنَةِ اور فتنہ امتحان آزمائش۔ الْمَحْيَا زِندگی۔ وَالْمَمَاتِ
اور موت کے۔ وَمِنْ شَرِّ اور بُرائی سے فتنہ فساد الْمَسِيْحِ کانے
الدَّجَالِ دَجَال کے۔

اس تعوذ میں بھی رد ہے فرقہ معتزلہ، مرزائیوں، مشرکوں، بعض
صوفیوں وغیرہ گمراہ فرقوں کا۔ اور وَمِنْ شَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ
بغیر لفظ فِتْنَةِ کے بھی پڑھنا درست ہے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
اس تعوذ کو یوں بھی پڑھتے جیسا کہ صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ

عنه سے مرفوعاً ثابت ہے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ وَفِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ وَشَرِّ الْمَسِيْحِ الدَّجَالِ ترجمہ اس تعوذ کا ہو چکا ہے یاد کرنا اور عمل و عقیدہ اس کے موافق رکھنا لازم ضروری ہے شناخت سنت جماعت ہے۔

اور نیز اس میں بھی رد ہے گمراہ فرقوں مذکورہ کا۔ ان کے عقائد عمل سے بچنا لازم ضروری امر ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام کو یہ دُعا تعلیم فرماتے جیسا کہ تعلیم فرماتے ان کو سورت قرآن کی یعنی بڑے اہتمام اور تاکید سے کہ بعد تشہد آخر کے یوں کہاکرو اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِكَ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَالْمَمَاتِ۔ ترجمہ اس دُعا کا بھی پہلے مذکور ہو چکا ہے یاد کرنا لازم ہے۔

اور نیز اس دُعا میں رد ہے گمراہ فرقوں کا۔ اور نیز اس دُعا سے معلوم ہوا کہ دُعا میں ہاتھ اٹھانے ضروری نہیں ہیں صرف زبان ہی سے بغیر ہاتھ اٹھائے دُعا تعوذ پڑھ سکتے ہیں صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یہ دُعا سکھائی کہ پڑھا کریں یعنی بعد تشہد درود کے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ طَلَبْتُ نَفْسِیْ طَلَبًا کَثِیْرًا وَّ لَا یَعْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ فَاغْفِرْ لِیْ مُغْفَرَةً مِّنْ عِنْدِكَ وَاَرْحَمَیْ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ ○

(ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اے لائق عاجزی کرنے کے گڑگڑانے کے۔ اپنی دہلا شک میں نے۔ ظَلَمْتُ ظلم و زیادتی کی میں نے۔ نَفْسِي اپنی جان پر سبب تقصیروں حکم عدولیوں کے ظَلَمْتُ ظلم زیادتی قصور۔ کثیراً بہت واور۔ لَا نہیں۔ يَغْفِرُ بخش چھپا سکتا۔ الذَّنُوبُ گناہ تقصیروں خطاؤں کو کوئی بھی۔ إِلَّا بجز۔ اَنْتَ ذات پاک تیری کے۔ فَاغْفِرْ سو ضرور ہی بخش کر۔ لی میرے لئے۔ مَغْفِرَةً بڑی بخشش۔ مِنْ عِنْدِكَ خاص اپنے پاس سے۔ واور۔ اِرْحَمْنِي مہربانی فرما کر رحم شفقت کر محمد پر۔ اِنَّكَ تحقیق تو۔ اَنْتَ تو ہی۔ اَلْغَفُورُ بخشش کرنیوالا الرَّحِيْمُ مہربان شفقت کرنے والا۔

اس دُعا سے معلوم ہوا کہ آدمی کیسا ہی نیک بخت ہو صدیق کیوں نہ ہو مگر اللہ تعالیٰ کی جناب میں تقصیر سے خالی نہیں ہے۔ اور نیز معلوم ہوا کہ جو مضمون اس دُعا رکا ہے وہ اللہ تعالیٰ وحدہ ہی کی شان ہے۔ اگر کسی نبی ولی کو اس لائق سمجھا جائے تو گویا شرک میں پڑنا ہے۔ اور نیز اس میں رد ہے بعض صوفیاء کا کہ وہ کہتے ہیں کہ دُعا کا ترک کرنا ہی اولیٰ ہے۔ اور نیز معلوم ہوا کہ دُعا میں ہاتھ اٹھانے ضروری نہیں۔ بغیر ہاتھ اٹھانے بھی دُعا ہو سکتی ہے۔ اگر کثیراً کی جگہ کبیراً بھی پڑھا جائے تو روایتاً درست ہے اور نیز اس دُعا کو اگر سجدہ میں بھی پڑھے تو پڑھ سکتا ہے جیسا کہ فتح الباری شرح صحیح بخاری میں موجود ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت علی

کرم اللہ وجہہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
 تشدد کے بعد پہلے سلام پھیرنے کے یہ دُعا بھی پڑھتے تھے۔ اَللّٰهُمَّ
 اشْفِرْ لِيْ مَا قَدَّامْتُ وَمَا اَخَّرْتُ وَمَا اَسْرَرْتُ وَمَا اَعْلَنْتُ
 وَمَا اَسْرَفْتُ وَمَا اَنْتَ اَعْلَمُ بِهِ مِنِّيْ اَنْتَ الْمُقَدِّمُ وَاَنْتَ
 الْمُؤَخِّرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اے لائق خوبوں
 و صفوں کے۔ اِغْفِرْ بَخْش دے۔ لی میرے لئے۔ مَا جو گناہ قَدَّامْتُ
 اگے کئے میں نے۔ وَاور۔ مَا جو گناہ اَخَّرْتُ پیچھے کئے میں نے۔ وَمَا
 جو گناہ۔ اَسْرَفْتُ پوشیدہ کئے میں نے۔ وَمَا اور جو گناہ اَعْلَنْتُ
 علی الاعلان ظاہر کئے میں نے۔ وَمَا اور جو کچھ کہ اَسْرَفْتُ اسراف
 زیادتی حد سے بڑھنا کیا میں نے۔ وَمَا اور وہ گناہ کہ اَنْتَ تو ہی
 اَعْلَمُ بِهِ خوب جانتا ہے ان کو۔ مِنِّيْ مجھ سے۔ اَنْتَ تو ہی ہے الْمُقَدِّمُ
 اگے کرنے والا طاعات کمالات درجات فضائل ترقی برکت عزت
 میں جس کو چاہے تو۔ وَاَنْتَ اور تو ہی تو ہے الْمُؤَخِّرُ پیچھے ڈالنے والا
 ان کمالات سے ذلت رسوائی بے برکتی میں جس کو چاہے تو۔ لَا اِلٰهَ
 کوئی بھی نہیں ہے مطلوب محبوب مقصود معبود کہ اسکی طلب
 محبت میں مال جان خرچ کیا جائے۔ اِلَّا اَنْتَ مگر تو ہی ہے۔

اس دُعا کے معنی سے معلوم ہوا کہ ان کاموں کے لائق اللہ
 تعالیٰ وحدہ لا شریک لہ ہی ہے۔ اگر کسی شخص مرد عورت نے کسی
 نبی ولی بھوت پیری کو اس گڑ گڑانے حال قال بیان کرنے کے لائق

سمجھا اس کی نذر نیاز بھیت مذت چرطھا و اچرطھا یا تو وہ اعلیٰ
درجہ کا مشرک ہے۔ اور نیز اس میں رد ہے بعض زہاد کا کہ دُعا
نہ کرنی افضل ہے۔ قضا قدر ہی پر شا کر رہنا چاہئے۔

اور نیز معلوم ہوا کہ ہاتھ اٹھانے بھی دُعا میں شرط نہیں ہیں۔

سنن نسائی وغیرہ میں حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ سے
مرفوعاً ثابت ہے کہ آپ نماز میں یہ دُعا پڑھتے تھے بعد تشہد کے

اللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ الثَّبَاتَ فِیْ الْأَمْرِ وَالْعَزِیْمَةَ عَلَی الرُّشْدِ
وَ اَسْأَلُكَ شُكْرَ نِعْمَتِكَ وَ حُسْنَ عِبَادَتِكَ وَ اَسْأَلُكَ قَلْبًا
سَلِیْمًا وَ لِسَانًا صَادِقًا وَ اَسْأَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا تَعْلَمُ وَ اَعُوْذُ
بِكَ مِنْ شَرِّ مَا تَعْلَمُ وَ اَسْتَغْفِرُكَ لِمَا تَعْلَمُ (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ

اے لائقِ کُرطوانے سوال کرنے مانگنے کے۔ اِنِّیْ بلا شک میں۔ اَسْأَلُكَ

تجھ ہی سے سوال کرتا (کرتی) مانگتا (مانگتی) ہوں میں۔ الثَّبَاتُ ثابت قدمی

مضبوطی۔ فِی الْأَمْرِ کُلِّ کام دین دنیا کے۔ وَ اَوْرَسَوال کرتا (کرتی) ہوں

میں۔ الْعَزِیْمَةُ بچنگی ارادہ مصمم۔ عَلَی اوپر الرُّشْدُ ہدایت کے کاموں

عقیدوں کے۔ وَ اَوْرَسَوال کرتا (کرتی) ہوں میں تجھ سے

شُكْرُ شکر کرنے۔ نِعْمَتِكَ نعمت احسان تیرے کا۔ وَ اَوْرَسَوال کرتا

(کرتی) ہوں میں حُسْنُ اچھی۔ عِبَادَتِكَ عبادت تیری کا۔ وَ اَوْرَسَوال

اَسْأَلُكَ سوال کرتا (کرتی) ہوں میں تجھ سے۔ قَلْبًا دِل۔ سَلِیْمًا پاک کہ

صاف ہو شرک بدعت بد عقیدگی سے خالص تنہا ہو عظمت بزرگی

اطاعت سوا تیرے کی سے، بڑی دُور ہو کینہ عداوت بغض جھگڑے
 فتنہ فساد سے یعنی علم قرآن حدیث عطاء فرماتا کہ یہ بیماریاں دل کی دُور
 ہوں۔ وَاور سوال (کرتی) ہوں۔ لِسَانًا زَبَان۔ صَادَقًا سَچّی کہ اس
 تیرے معاملے اور لوگوں کے معاملے میں حق ہی نکلے۔ وَاور۔ اَسْأَلُكَ
 سوال کرتا (کرتی) ہوں میں۔ مِنْ خَيْرٍ بھلائی سے۔ مَا تَعْلَمُ اس چیز
 کے جو تیرے علم میں ہے قرآن حدیث میں موجود ہے۔ وَاور اَعُوذُ
 حفاظت پناہ اُڑتی میں نے۔ بِكَ ساتھ برکت ذات پاک صفات تیری کے
 مِنْ شَرِّ بُرائی سے مَا تَعْلَمُ اس چیز کے جو تیرے علم میں ہے کتاب و
 سنت میں درج ہے۔ وَاور۔ اَسْتَعِظُكَ بخشش مانگتا (مانگتی) ہوں
 میں تجھ سے۔ لِمَا واسطے ان گناہوں کے۔ تَعْلَمُ کہ تو ہی جانتا
 ہو جھٹتا ہے اور مجھ کو ان کی خبر ہی نہیں۔

اس دعا کے معنوں سے معلوم ہوا کہ حاجتوں کا مانگنا اللہ تعالیٰ
 ہی سے درست ہے، نہ اور کسی نبی ولی جن بھوت سے کہ اس میں مشرک
 بننا ہے۔ اور اب نعمتوں سے بڑھ کر نعمت اللہ تعالیٰ کی ایمان والوں پر
 محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو امام پیر مرشد بنا کر بھیجنا ہے۔ اب اس نعمت کا
 شکر یہی ہے کہ ان کی اتباع کی جائے۔ اُن ہی کی بات کو مفتی سمجھا جائے
 نہ کہ غیروں کی تقلید کی بے دلیل بے سند بات مانی جائے اور باقی نعمتیں
 سب اس نعمت کے بعد ہیں۔ مال اسباب و پیسہ پیسہ کان آنکھ کھل نعمتوں
 کو اپنے مالک کی مرضی میں صرف کرنا علامت شکر ہے مگر بڑی نعمت کی

قدر شناسی ضروریات سے ہے۔ جب اس کی قدر شناسی ہوگی تو انکی ضرورت ہی ہوگی ورنہ یوں ہی ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا لَا تَخُونُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ وَتَخُوْنُوْا اٰمَنْتُمْ بِالْاٰیَةِ یعنی توحید اتباع سنت پر قائم رہنا اور فرض نماز روزہ زکوٰۃ حج وغیرہ امور ضروریہ کو بجالانا اور اپنے اپنے وقت پر ادا کرنا مسلمانوں کے پاس امانت ہے سو اللہ سبحانہ فرماتا ہے کہ اے خدا رسول کے ماننے والو اللہ رسول کی امانت میں خیانت مت کیا کرو۔

اور نیز آپس میں ایک دوسرے کی چوری خیانت مت کرنا اور اچھی عبادت وہی ہے جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے قانون فتوے کے بموجب ہو اور آپ کا قانون فتویٰ صحاح ستہ میں ہے۔ جب تک آدمی مرد عورت اپنے عقائد اعمال نماز روزہ زکوٰۃ حج ایصال ثواب وغیرہ عبادت بدنی مالی معاملات عبادات کو موافق صحاح ستہ کی روایت فتوے کے درست ٹھیک ٹھاک نہ کرے گا تو کبھی اس کو اچھی عبادت نصیب نہ ہوگی۔ ہم پر پہنچا دینا ہے منوانا قبول کرنا ان پر چلانا اللہ رب العالمین ہی کے اختیار میں ہے۔

سنن ابوداؤد میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ آپ صحابہ کرام کو بعد تشہد کے اس دُعار کے پڑھنے کی تعلیم ارشاد فرماتے اَللّٰهُمَّ اَلِّفْ عَلٰی الْخَيْرِ بَيْنَ قُلُوْبِنَا وَاصْلِحْ ذٰاتِ بَيْنِنَا وَاهْدِنَا سُبُلَ السَّلَامِ وَنَجِّنَا مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ وَجَنِّبْنَا

الْفَوَاحِشَ وَالْفِتَنَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَمَا بَطَنَ وَبَارِكْ لَنَا فِي أَسْمَاعِنَا
 أَبْصَارِنَا وَقُلُوبِنَا وَأَزْوَاجِنَا وَذُرِّيَّتِنَا وَتُبْ عَلَيْنَا إِنَّكَ أَنْتَ التَّوَّابُ
 الرَّحِيمُ وَاجْعَلْنَا شَاكِرِينَ لِنِعْمَتِكَ مُشْتَرِينَ بِهَا قَابِلِيهَا وَأَتَمِّهَا عَلَيْنَا
 (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اے معبود برحق۔ اَلْف الفت جو اتحاد محبت دُالہ
 علیٰ اوپر الخیر تا بعد اری قرآن حدیث کے۔ بَیِّن درمیان۔ قُلُوبُنَا
 ہمارے دلوں کے۔ وَ اَوْر اَصْلَحُ سنوار دے ٹھیک ٹھاک بنا دے
 دُور کر دے۔ ذَات بَیِّنَا ہمارے آپس کے جھگڑے فساد بغض
 کینے شرارتوں کو۔ وَ اَوْر اِهْدِنَا دکھا سو جھادے ہم کو۔ سُبُل رستے
 السَّلَامِ سلامتی کے یعنی ایسے اعمال عقائد اقوال افعال نصیب کر کہ
 ان سے ہماری نجات اُخروی ہو جائے جنت میں چلے جائیں۔ وَ اَوْر
 نَجِّنَا نجات دیدے بچالے دور کر دے خلاص کر دے ہم کو مِنَ الظُّلُمَاتِ
 شرک کفر بدعات تقلید رائے قیاس سے۔ اِلٰی طرف۔ الذِّکْرِ کتاب سنت
 توحید اتباع سنت کے۔ وَ اَوْر جَنِّبْنَا دُور کر ہم کو۔ الْفَوَاحِشَ فحش
 یہودہ گوئی، زنا، چوری شراب خوری سود بیاج لینے دینے فسق فجور
 گناہ کبیروں سے۔ وَ اَوْر الْفِتَنَ فتنوں فسادوں امتحانوں آزمائشوں
 سے۔ مَا جو کچھ کہ ظہر ظاہر ہے مِنْهَا ان سے۔ وَ اَوْر مَا جو کچھ کہ بَطَنِ
 باطن پوشیدہ ہے ان سے۔ وَ اَوْر بَارِكْ بَرَکت کر۔ لَنَا واسطے ہمارے
 فِيْ اَسْمَاعِنَا بیچ کانوں ہمارے کے۔ وَ اَوْر اَبْصَارِنَا بیچ آنکھوں ہمارے
 کے۔ وَ اَوْر قُلُوبِنَا بیچ دلوں ہمارے کے۔ وَ اَوْر اَزْوَاجِنَا بیچ بیویوں

ہماری کے۔ واور۔ ذُرِّیَّتِنَا بچ اولاد ہماری کے۔ واور۔ تَبَّہِ لَوَّہِ
قبول کر مہربانی شفقت عنایت سے رجوع کر تو۔ عَلَیْنَا اوپر ہمارے
اِنَّكَ بے شک تو۔ اَنْتَ تو ہی ہے۔ التَّوَابُ توبہ قبول کرنے والا الرَّحِیْمُ
رحم شفقت ترس کھانے والا۔ واور اِجْعَلْنَا کر دے ہم کو۔ شَکْرِیْنَ
شکر قدر دانی کرنے والے۔ لِغَمَمَتِكَ واسطے نعمتوں اپنی کے۔ مُشْتَبِہَا
تیری تعریف کرنے والے۔ بِہَا بہ سبب نعمتوں کے قَابِلِہَا قبول کرنے والے
ان کو۔ وَاَتَمَّہَا اور پورا کر ان کو۔ عَلَیْنَا اوپر ہمارے۔

اس دُعا کے معنی کے موافق عمل عقیدہ درست کرنا ہر مرد عورت
مضبوط پکڑ جائے گا۔ سنن نسائی میں حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ
سے مرفوعاً ثابت ہے کہ آپ نمازیں بعد تشہد کے ان الفاظ سے دعا
کرتے تھے اَللّٰهُمَّ بِعِلْمِكَ الْغَیْبِ وَقُدْرَتِكَ عَلٰی الْخَلْقِ اَحْبَبْنِیْ مَا
عَلِمْتَ الْحَیْوۃَ خَیْرًا لِّیْ وَتَوَفَّیْ اِذَا کَانَتِ الْوَفَاۃُ خَیْرًا لِّیْ
اَسْأَلُكَ خَشِیَّتَکَ فِی الْغَیْبِ وَالشَّہَادَۃَ وَکَلِمَۃَ الْحَقِّ فِی الْعَصَیْ
وَالرِّضَاۃِ وَالْقَصْدَ فِی الْفَقْرِ وَالْغِنَاۃِ وَلَذَٰلَہُ النَّظَرُ اِلٰی وَجْہِکَ
وَالشُّوْقَ اِلٰی لِقَاۃِکَ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ ضَرَاۃِ مُضِرَّةٍ وَمِنْ
فِتْنَةِ مُضِلَّةٍ اَللّٰهُمَّ زَیِّنَا بِرِیْثَةِ الْاِیْمَانِ وَاَجْعَلْنَا هَٰذَہُ

(ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اے لائق کر گڑوانے کے بِعِلْمِکَ بوسیله بذریعہ
بطفیل بحق علم اپنے الْغَیْبِ غیب کے۔ واور بوسیله بطفیل قُدْرَتِکَ
قدرت اپنی کے عَلٰی الْخَلْقِ تمام مخلوقات پر یعنی اے اللہ علم غیب جو

خاصہ تیرا ہے کہ ہر شخص ہر مکان ہر شہر ہر ملک آسمان زمین ذرہ ذرہ رگ
 پیٹھے کا حال قال تجھ ہی کو معلوم ہے نہ کسی نبی ولی غوث، قطب کو اور
 قدرت کاملہ ہر چیز پر کہ جو چاہے کر دکھائے تجھ ہی کو ہے، نہ کسی نبی ولی
 جن بھوت پری کو، ان دونوں کے وسیلہ طفیل حق سے گر ٹکڑا کر عاجزی
 انکساری ظاہر کر کے تجھ کو لائق اس کے جان کر سوال کرتا (کرتی) ہوں کہ
 اَحْيِيْ زنده رکھ تو مجھ کو۔ مَا جِبْ تِلْکَ عَلِمَتْ جانتا ہے نُوْ الْخِلْوَةُ
 زندگی خیارِ بہتر لی میرے لئے۔ وَ اَوْر تَوْفِیْ مَار تَوْجھ کو اِذَا جِبْ کہ
 کانت ہو الْوَفَا ہر ناخیارِ بہتر لی میرے لئے کیونکہ یہ تیرے ہی تصرف
 و اختیار میں ہے جیسا کہ کہا تو نے اپنی کلام پاک اپنے بندوں سے کہ یوں
 کہا کریں وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ ۝ اَسْأَلُكَ سوال کرتا
 (کرتی) ہوں میں تجھ سے خَشْيَتُكَ خوف ڈر تیرا۔ فِيْ سَجْدَةِ الْغَيْبِ غائبانہ
 پوشیدگی لوگوں۔ وَ اَوْر الشَّهَادَةِ موجودگی اُن کے کی۔ وَ اَوْر سوال کرتا
 (کرتی) ہوں میں تجھ سے۔ کَلِمَةً بَات مَسْئَلَةً فَتَوَى۔ الْحَقُّ حق سچ ٹھیک
 کہنے کا۔ فِيْ سَجْدَةِ الْغَضَبِ غصے ناراضگی خفگی۔ وَ اَوْر راضی خوشی
 محبت پیار کے۔ وَ اَوْر سوال کرتا (کرتی) ہوں میں۔ الْقَصْدَ درمیانگی
 متوسط حالی میانہ روی۔ فِيْ سَجْدَةِ الْفَقْرِ فقر تنگدستی۔ وَ اَوْر الْغَنَاءِ

لہ یعنی زندگی میری اور مرنا میرا اللہ رب العالمین ہی کی ملک اختیار قبضہ تصرف میں ہے نہ غیر
 کے اختیار تصرف میں، سو اسلئے تو میں شرکتِ ساتھی سے دور ہو کر خالص مخلص ہو کر اسی
 اکیلے کیلئے عبادت بندگی ماتحتی محکومیت ماموریت کرتا کرتا ہوں ۱۲۔ منہ رحمہ اللہ

غبارِ اسودگی کے۔ واور سوال کرتا کرتی) ہوں میں لَذَّةُ النَّظَرِ دیکھنے کی لذت کا۔ الی طرف۔ وَجْهًا مِنْ تیرے کے۔ واور۔ الشوق کا الی طرف لِقَائِكَ ملاقات تیری کے۔ واور اَعُوذُ پناہ پکڑتا (پکڑتی) ہوں میں بِكَ ساتھ مدد ذات صفات پاک تیری کے۔ مِنْ ضَرَاءِ ضرر مصیبت لے خ غم سے۔ مُضِرَّةٌ جو ضرر میں ڈالنے والا ہو۔ واور۔ مِنْ فِتْنَةٍ فتنہ فساد جھکڑے سے مُضِلَّةٌ جو گمراہ کرنے والا ہو۔ اَللّٰهُمَّ اے اللہ زینتِ امین زینت دارِ کر دے ہم کو بِزِينَةٍ ساتھ زینتِ الْاَيَّامِ توحید کے واور اَجْعَلْنَا کر دے ہم کو هَذَا اَنَّهُ ہدایت کرنے والے سیدھی راہ بتلانے والے لوگوں کو مُهْتَدِينَ خود بھی راہ سیدھی پائے ہوئے۔

اس دُعا کے معنی سے معلوم ہوا کہ وسیلہ طفیل اللہ تعالیٰ کی ذات صفات سے چاہئے نہ کسی نبی ولی وغیرہ سے کیونکہ وسیلہ بھی ایک قسم کی استعانت ہے، سو امواتِ انبیاء اولیاء کا وسیلہ لینا گویا ان سے استعانت مدد لینی ہے اور یہ شرک ہے۔ اور دُعا وغیرہ میں وہ طریق مذہب عادت چلن اختیار کرنا ہر مرد عورت مسلمان پر لازم ہے کہ جس کو محمد صلی اللہ علیہ

لہ یعنی دیدارِ الہی مجھ کو اور تمام مسلمانوں کو متحد متبع سنت کو نصیب ہو ۱۲۔ منہ سلمہ لہ یعنی ہر آن ہر وقت ہر ایک مسئلہ کتاب و سنت کے مقابلہ میں تیری ہی ملاقات کا خیال ہونا چاہئے، نہ زید عمرو کی ملاقات کا جیسا کہ جاہل لوگ کہا کرتے ہیں رہیں دریا میں اور مگر مچھوں سے بیر۔ ایسی باتیں حق کے مقابلہ میں غلط ہیں ۱۲۔ منہ سلمہ

وسلم اور صحابہ کرام اور تابعین وغیرہ صحابہ سلف نے اختیار کیا۔ بدعت
 نئے مذہب چلن عادت سے اجتناب ضروری ہے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ
 علیہ وسلم صحابہ کرام وغیرہ مسلمانوں میں مروج ہے۔ یہ وسیلہ طفیل اموات
 کا ہرگز ہرگز شرعاً درست نہیں ہے بلکہ شرک ہے۔ اکثر اہل شرک و بدعت
 الہدیت پر الزام لگاتے ہیں کہ یہ لوگ بزرگوں کے وسیلہ سے منکر ہیں حالانکہ
 اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا
 إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ الْإِیْتِ۔ سو اس الزام کا جواب یہ ہے کہ الہدیت وسیلہ
 شرکیہ کے منکر ہیں، ورنہ وسیلہ اللہ تعالیٰ کی ذات صفات اور طاعتا خالصہ
 اعمال موافقہ قانون محمد کا ان کو انکار نہیں ہے اور اسی وسیلہ کا
 قرآن شریف ارشاد کرتا ہے اور رسول اکرم امام اعظم محمد صلی اللہ علیہ
 وسلم اور صحابہ کرام تبع تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین بھی اسی کو عمل
 میں لائے۔ دیکھو کتب تفسیر اور کتب حدیث کو۔ بھلا اس وسیلہ
 مروجہ بحق فلاں طفیل فلاں صدقہ فلاں کا بھی کہیں اٹہ پٹہ لگتا ہے؟
 ہرگز نہیں ہرگز نہیں۔ البتہ الہدیت اس گھڑے تراشے وسیلہ شرکیہ
 بدعیہ کا انکار کرتے ہیں، نہ مشروعہ محسنہ معمولہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم اور صحابہ کرام کا۔

سنن نسائی میں حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مرفوعاً ثاب
 ہے کہ آپ نماز میں بعد تشہد کے یہ دعا پڑھتے تھے أَحْسَنُ الْكَلَامِ
 كَلَامُ اللَّهِ وَأَحْسَنُ الْهُدَى هُدَى مُحَمَّدٍ (ترجمہ) أَحْسَنُ

بہتر افضل۔ الکلامِ کل کلاموں عمدہ ملفوظوں وظائف کا کلامِ
اللہ قرآن شریف ہے۔ وَأَحْسَنُ اور اچھا عمدہ افضل کامل تر
زیادہ احتیاط والا۔ اَلْهَدٰی کُل مذہبوں طریقوں عادتوں خصلتوں
خوؤں کا۔ هٰذَا مُحَمَّدًا مذہبِ طریقِ چال چلنِ طریقت معرفت
حقیقت عادت خصلتِ خُومحمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہے۔

اس دُعا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے ارشادِ ہدایت
ہے اپنی امت کی طرف دوہی چیز کی ایک کتاب اللہ دوسری سنت
رسول اللہ کہ ان ہی دو پر سچے دار مدارِ دینِ اسلام کا ادراک نہی دونوں
کے موافق عمل عقیدہ کرنے میں منحصر ہے نجاتِ اخروی، نہ اجتماع
نہ قیاسِ مصطلحِ اہلِ رائے کے میں کہ اصل دلیل شرعی دوہی چیز
کتاب اللہ سنت رسول اللہ ہیں، نہ رائے قیاس۔ کیونکہ رائے
قیاس مانند مدار کے ہے کہ بوقتِ ضرورت اس کا کھانا درست
ہے نہ جب کہ مالِ طیبِ حلال ملے۔ اسی طرح جب قرآن حدیث
نہ ملے تو رائے قیاس پر عمل روا جائز ہے، نہ اس وقت کہ جب پاک
طیب قرآن حدیث مل جاوے۔

اور نیز معلوم ہوا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا مذہب وغیرہ صحاح
ستہ میں ہے نہ کنزِ قدوری ہدایہ شرح وقایہ وغیرہ کتبِ رائے قیاس
میں۔ ہاں البتہ جو بات ان کی موافق صحاح ستہ کے ہو سرانگھوں پر
ور نہ دیوار پر کیونکہ سچے مسلمان کی علامت یہی ہے کہ اپنے سچے امام

محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے مذہب کو مضبوط پکڑے تحریف تاویل کو دخل نہ دے اور جس مصنوعی جعلی امام بزرگ ولی کا فتویٰ کلام ملفوظ عادت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہو اس کی تاویل کر دے اسکو کسی حیلے بہانے سے ٹال ٹول دے کیونکہ یہ لوگ بھول چوک سے معصوم نہیں تھے۔ ان پر کچھ وحی نہیں آتی تھی بخلاف محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے، افسوس ہے۔

افسوس ہے صد افسوس کہ صاحبِ وحی کی بتا ٹال دیجائے اور جو اس منصب پر نہیں ہے اسکی بات کو قبول کر لیا جائے واللہ اعلم۔
مگر فرق مراتب نہ کئی زندگی، یہاں کہاں چلا گیا ہے اور نیز معلوم ہے کہ آیت تِلْكَ أُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ وَلَكُمْ مَا كَسَبْتُمْ وَلَا تُسْأَلُونَ عَمَّا كَانُوا يَعْمَلُونَ ۝ کو بھی تحت نظر رکھنا الحمد للہ کو لازم ضروری امر ہے، ایسا نہ ہو کہ اپنی آخرت دوسرے کی وجہ سے برباد ہو جائے۔ یا اللہ امان دیجیو ہم کو یا معبود محفوظ رکھیو ہم کو قبول کر لیجیو اس دُعا کو۔

لہ یعنی سلف صحابہ کرام و تابعین عظام و ائمہ بڑی و دین و اولیاء اللہ و پر و مشائخ صلحاء سچوں سے بغض عداوت نہ رکھنی چاہئے۔ جو اُن کا مسئلہ فتویٰ رائے قیاس اجتہاد و طریقت حقیقت خلاف کتاب و سنت ہے اس کو نہ ماننا چاہئے۔ باقی معاملہ ان کا خدا کے سپرد کرنا لازم و ضروری ہے ۱۲۔ منہ سلمہ

مصنف ابو بکر بن ابی شیبہ سنن سعید بن منصور میں سند صحیح
 حسن سے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حکماء مرفوع ثابت
 ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ جو کچھ دعائیں دین و دنیا کی کسی نبی ولی نے کی
 ہیں وہ سب کی سب اس دُعا میں داخل و موجود ہیں اَللّٰهُمَّ ارِنِي
 اَسْئَلُكَ مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ وَاَعُوذُ بِكَ مِنَ
 الشَّرِّ كُلِّهِ مَا عَلِمْتُ مِنْهُ وَمَا لَمْ اَعْلَمْ۔ اَللّٰهُمَّ ارِنِي اَسْئَلُكَ مِنْ خَيْرٍ
 مَا سَأَلْتُكَ مِنْهُ عِبَادُكَ الصّٰلِحُوْنَ ۝ وَاَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا اسْتَعَاذُكَ
 مِنْهُ عِبَادُكَ الصّٰلِحُوْنَ ۝ رَبَّنَا اَتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ
 حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اے لائق مانگنے لگا گرانے
 کے۔ اِنی بیشک میں۔ اَسْئَلُكَ سوال کر دکرتی ہوں تجھ سے مِنَ الْخَيْرِ
 نیکی بھلائی۔ كُلِّهِ سب کی سب سے قاجو کچھ کہ عَلِمْتُ جانا میں نے مِنْهُ
 اسی خیر سے۔ وَاَعُوذُ بِكَ جو کچھ کہ لَمْ نہیں اَعْلَمْ جانا میں نے۔ وَاور
 اَعُوذُ بِكَ پناہ بچاؤ اُدھانی لیتا (دلیتی) ہوں میں۔ بِكَ ساتھ برکت
 عظمت، زور، دبدبے تیرے کے۔ مِنَ الشَّرِّ شرفسادوں، برائیوں
 ضرروں نقصانوں آفتوں تکلیفوں۔ كُلِّهِ سب کی سب سے مَا
 جس جس کی۔ عَلِمْتُ علمیت واقفیت آکا ہی ہوئی مجھ کو مِنْهُ اسی
 شرفساد سے۔ وَاور نیز قَا اُن اُن شرفسادوں سے کہ لَمْ اَعْلَمْ
 معلوم ہی نہیں ہوا (دہوئی)، میں یعنی کچھ خبر ہی نہیں مجھ کو۔ اَللّٰهُمَّ
 اے لائق گڑگڑانے، سوال کرتے تعظیم اَداب بجالانے، نفع نقصان

پہنچانے کے۔ اِنی تحقیق میں۔ اُسُکَ سوال کرتا (کرتی) ہوں تجھ ہی سے۔ مِنْ خَیْرِ بہتری بھلائی سے مَا اُس چیز کے کہ سَأَلْتُ سوال کیا ہے تجھ سے مِنْهُ اسی خیر بھلائی کا۔ عِبَادُکَ تیرے بندوں غلاموں الصَّالِحُونَ قرآن حدیث پر عمل عقیدہ درست کرنے والوں ولیوں متقیوں پر سبز کاروں، شرک بدعت سے بچنے والوں نے۔ وَاعُوذُ اور پناہ پکڑنا (پکڑتی) ہوں میں بِکَ بوسیله ذات پاک تیری کے مِنْ شَرِّ شَرِّسَادِ بُرَائی سے مَا اس چیز کے کہ اِسْتَعَاذُکَ پناہ حفاظت دہائی لی ہے تیرے پاس مِنْهُ اس شرفساد سے عِبَادُکَ غلاموں بندوں الصَّالِحُونَ قرآن حدیث پر عمل کرنے والوں نیک بختوں بزرگوں سنت کے تابعداروں نے۔ رَبَّنَا لے ہمارے مالک سردار، مربی غریب پرور حاکم خبرگراں۔ اِتِّنَا دے تو ہم کو فی سَبِیْجِ الدُّنْیَا دُنْیَا کے حَسَنَةً نیکی بھلائی علم قرآن حدیث، تندرستی صحیح سلامتی عمل، عقیدہ حدیث قرآن کے مطابق اتباع سنت، مال حلال فراخی رزق بیوی نیک بخت قرآن حدیث کے عمل عقیدہ کو ماننے والی شرک بدعت سے بچنے والی، رواج رسم برادری کو توڑنے والی، جیسا دلس و سیا بھیس من بھاتا کھائیے جگ بھاتا پہنے کی بیخ کنی کرنے والی، لعن طعن سے زبان روکنے والی، اولاد موحد تنبع سنت، شہرت نیک، سواری اچھی مکان کشادہ۔ اُس پاس پڑوس اچھا، دل قلیل و کثیر پر قدر کرنے والا زبان ذاکر، اُٹھنے بیٹھنے چلتے پھرتے پڑے لیٹے تیرا ہی ذکر بڑائی کرنیوالی

بدن صبر کرنے والا۔ واور دے تو ہم کو فی بیچ الآخرۃ آخرت یعنی دن
 قیامت کے۔ حَسَنَةُ نِیک، بخشش رضامندی ثواب جنت عیش بہشت
 دیدار اپنا، حورِ عثمان، امن چین کھیرا ہٹ بڑی سے، میدان حشر میں آسانی
 حساب، اعمال نامہ کا ملنا داہنے ہاتھ میں، بھاری ہونا ترازو کا، پارا ترنا
 پل صراط سے صحیح سالم، نجات پانا آگِ دوزخ سے کہ بچا دیوے تو ہم کو
 دنیا میں بدعت، مزار اور خانقاہوں کے ماننے تقلید کرنے منہ پھیرنے
 سے سنت نبویہ کے، پوشیدہ کرنے کے حق کے چھوڑ دینے سے توحید
 الوہیت کے، بتلا نہ ہک منونے سے مہرتا گناہ صغائر کبار شہوات فسق و
 فجور میں۔ واور قنایا چاہیو پناہ دیجیو ہکو عَذَابُ النَّارِ عذابِ گ کے سے
 اس دُعا کے معنی پر عمل عقیدہ رکھنا ہر مرد عورت مدعی ایمان
 اسلام پر لازم اور ضروری امر ہے کیونکہ نجاتِ آخری ان اعمال اور
 عقائد پر منحصر اور موقوف ہے جو تعلیم خدا اور رسول کے مطابق اور
 موافق ہوں اپنی طرف سے جو کھڑے کھڑے تراشے ہیں ان سے
 کام ہرگز ہرگز نہیں چلنے کا بلکہ الٹی جوتیاں سر پر پڑیں گی من جملہ
 تعلیم کردہ شدہ عقائد کے یہ عقیدہ ہے کہ جو نبی ولی، غوث قطب، امام
 شہید، بھاری بھر کم کیسے جھوٹے سچے نام پار کھے ہیں وہ سب کے سب
 غلام عاجز محتاج بے اختیار بندے ہیں پھر کیا ضرورت کہ انکے سبب
 سے ہم مشرک بدعتی بنیں نذر نیاز ان کی ٹھیرائیں منتیں مانیں ،
 اُن سے حاجت روائی کرس کر اُن کے توسط بطویل بحق ان کے یہ کام

بن جائے تعظیمیں بڑائیاں کریں گرائیں۔ ان کی بات، مسئلہ فتویٰ نہ ٹال ٹول دیا جائے تاویل نہ کی جائے اور خدا کے کلام مسئلہ فتویٰ کو ٹال ٹول دیا جائے تاویل فرض سمجھی جائے۔ قرآن حدیث اللہ تعالیٰ کا مسئلہ فتویٰ ہے۔ ہر زمانہ کا نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر مسئلہ فتویٰ حکم لاتا تھا۔ اس کا ماننا عین خدا کا ماننا تھا۔ جب دوسرا نبی آیا پہلے کی سلطنت موقوف دوسرے کا راج۔ اسی طرح ہر نبی کا حال سمجھنا چاہئے یہاں تک کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نبی ہوئے اور ان کو قرآن حدیث اللہ کی طرف سے ملا اور مکمل انبیاء کا سکے موقوف ہو گیا یہاں تک کہ اگر موسیٰ عیسیٰ علیہما السلام کی اتباع کا دعویٰ کیا جائے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ہوتے ہوئے تو بھی بڑی گمراہی ہے۔ ان کے کلام کتاب کو پڑھا جائے تو دین میں پریشان ہونا بہکنا ہے کیونکہ اگر موسیٰ عیسیٰ وغیرہ انبیاء علیہم السلام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پاتے موجود ہوتے تو ان کو بجز محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع پیروی حکم برداری کے درست جائز نہ ہوتا۔ واقعی نہ اب ہے نہ قیامت تک ہوگا۔ دیکھتے نہیں ہو کہ صحیح مسلم میں موجود ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وقت نزول اپنے کے قرآن حدیث ہی پر لوگوں کو چلائیں گے، اللہ اکبر۔

مقام غور ہے کہ جب انبیاء کی اتباع اور ان کی کتابوں کے پڑھنے سے گمراہی بہکنا ملے ہوتے ہوئے کتاب اللہ سنت رسول اللہ کے تو بھلا امام مجتہد ولی غوث عالم فاضل کی تقلید علم ملفوظ کی کیا حقیقت

ہے؟ ایک پیغمبر کی سلطنت منصب کو چھین کر دوسرے کو دینا شرک فی الرسالت نہیں ہے تو اور کیا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ ہم لوگوں کی تعلیم تعلّم بکڑ گیا ہے۔ دیکھتے تو نہیں ہو کہ شیطانی علم کس محنت کوشش محبت سے عرصہ دراز میں حاصل کئے جاتے ہیں اور علم رحمانی کتاب اللہ صحاح ستہ کس لاابالی بے پرواہی عبور سے حاصل کیا جاتا ہے۔ سلف صالحین کا حال دیکھو کہ علم رحمانی کس ڈھنگ سے حاصل کرتے تھے۔ عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے ڈھائی برس میں سورہ بقرہ ختم کی۔ یہاں دیکھو تو سال ہی بھر میں حدیث تفسیر ختم ہے مجاہد تابعی مکی نے تیس مرتبہ قرآن عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پڑھا ہر آیت کا شان نزول مطلب سیکھا۔ اور نیز محدثین صحاح کو مکرر سہرا بلکہ بیسیوں دفعہ پڑھتے سنتے تھے جیسا کہ مخفی نہیں ہے اس شخص پر جو ان کے حالات سے واقف ہے۔

غرض کہ علماء اہل حدیث متقدمین صرف نحو میں لیاقت پیدا کرتے ہی تمام عمر علم رحمانی کتاب اللہ سنت رسول اللہ میں فنا کرتے تھے جیسا کہ تذکرہ حفاظ امام ذہبی سے صاف ظاہر ہوتا ہے۔ اور اب کے علماء اسکے خلاف کرتے ہیں جیسا کہ اس بات پر مشاہدہ گواہ ہے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ○ اور اس برعکسی کا سبب یہ ہے کہ وہ علماء قرآن حدیث ہی کو عمل عقیدہ میں قابل سند دلیل فتویٰ سمجھتے تھے اور یہ علماء اس علم کو اس قابل نہیں سمجھتے اور علوم کو سمجھتے ہیں۔ اس علم کو تو صرف قدرے قلیل

تبرک ہی کے لئے پڑھتے پڑھاتے ہیں تب ہی تو تباہ ہو رہے ہیں اور اللہ ہی سیدھی راہ بتاتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

دُعَاءِ مَنْدُکُورِ اگرچہ صریح مرفوع نہیں ہے مگر حکم میں مرفوع کے ہے جیسا کہ مخفی پوشیدہ نہیں ہے ماہر فن حدیث پر۔ اور نیز معلوم ہے کہ اس دُعار کی ترغیب حدیثوں میں بہت آئی ہے۔ صحیح بخاری میں ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دُعار کیا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ آتَاكَ اَبَ النَّارِ

کے ساتھ تفسیر ابن کثیر میں منقول ہے مسند احمد سے قتادہ نے انس سے پوچھا کہ بتاؤ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کسی دُعار کے ساتھ دُعار کیا کرتے تھے۔ کہا انس نے اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا اِنَّا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةٌ وَفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ وَقَدْ آتَاكَ اَبَ النَّارِ کے ساتھ۔ صحیحین میں بھی یوں ہے انس رضی اللہ عنہ سے کہ اگر دُعار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہی تھی۔

اور نیز صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عیادت بیمار رُپسی کی ایک صحابی کی کہ وہ بہ سبب بیماری کے کھل گئے تھے یہاں تک کہ وہ مانند چڑیا کے بچے بوٹ کے دُبیلے ضعیف ناتواں ہو گئے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت کیا کہ تم کچھ اللہ تعالیٰ سے دُعار کرتے تھے۔ انھوں نے کہا ہاں یا رسول اللہ میں کہا کرتا تھا اَللّٰهُمَّ مَا كُنْتُ مُعَارِقِيْ بِهٖ فِي الْاٰخِرَةِ فَعَجَّلْ لِيْ فِي الدُّنْيَا (ترجمہ) یعنی اے معبود جو کچھ کہ تو نے مجھ کو سزا تکلیف دینی عذاب

کرنا ہے آخرت میں سو تو اُس کو دنیا ہی میں میرے لئے جلد کر اڈال !
 اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الامان، الامان۔ پاک ہے
 اللہ، تجھ کو اس کی کہاں طاقت، ارے بھائی ! تو نے یوں کیوں نہ کہا رُبَّنَا
 اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○
 اس صحابی نے اللہ تعالیٰ سے یوں ہی دُعا کی۔ فی الفور اسی وقت اللہ
 تعالیٰ نے اس کو شفا بخشی۔

تفسیر ابن کثیر میں عبد اللہ بن سائب وغیرہ صحابہ سے منقول ہے
 کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو رکن اسود کے درمیان اس آیت رَبَّنَا
 اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً الخ کو پڑھتے ہوئے سنا اور نیز حضرت عبد اللہ
 بن عباس رضی اللہ عنہ سے ابن کثیر میں منقول ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
 وسلم نے فرمایا کہ میں جب کبھی رکن کے پاس گزرا تو فرشتہ کو امین کہتے ہوئے
 میں نے پایا، سو تم جب بھی اس کے پاس سے گزرو تو کہا کرو رَبَّنَا اٰتِنَا فِي
 الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ○

اور نیز یاد رہے کہ شان نزول اس آیت کا یہ ہے جیسا کہ حضرت
 ابن عباس رضی اللہ عنہ سے تفسیر ابن کثیر وغیرہ میں منقول ہے کہ کافر
 لوگ جب بیت اللہ میں حج کرنے کو آئے تو بیت اللہ عرفات مزدلفہ منیٰ
 میں دنیا ہی دنیا اللہ میاں سے طلب کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی
 مذمت میں یہ آیت نازل فرمائی فَمِنْ النَّاسِ مَنْ يَقُولُ رَبَّنَا اٰتِنَا
 فِي الدُّنْيَا وَمَالَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَقٍ یعنی جو لوگ اس بات

کے طالب خواہاں سائل مانگنے والے ہیں کہ دنیا ہی میں اللہ عزت
 ابرو ترقی فتح یا بی عیش آرام سے رکھے اور اسی کے لئے وظیفہ ورد
 کلام درود پڑھتے پڑھاتے ہیں خاص کر جو مواضع متبرکہ ہیں وہاں
 بھی جا کر دنیا ہی کے لئے دُعا کرتے کرتے ہیں، سو ایسے لوگوں کے
 واسطے آخرت میں کچھ نصیب حصہ نہیں ہے اور جو دونوں کے طالب
 سائل مانگنے والے ہیں سو ان کو حصہ ملے گا ان کے کسب کمائی عمل
 عقیدہ کے موافق۔

یہاں سے دو باتیں معلوم ہوئیں۔ اول یہ کہ اس آیت میں
 مذمت ہے اس شخص کی جو کہتا ہے کہ غیر قومیں دنیا کی ترقی عروج کو
 لپیٹ سمیٹ لگتیں اور مسلمان پست ہمت، کم حوصلہ ترقی دنیا میں
 ہو گئے۔ افسوس صد افسوس مسلمانوں پر لازم ضروری فرض ہے
 کہ دنیا میں نام پیدا کریں کرائیں، عروج ترقی کے منصوبوں کو شیطانی
 علم دغا فریب کے ذریعہ سے پہنچ جائیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ ○
 دوسری بات یہ ہے کہ صرف بیت اللہ عرفات وغیرہ میں جا کر حج کرنے
 سے آدمی مسلمان اللہ رسول کے نزدیک نہیں ہوتا ہے جب تک کہ توحید
 الہیت طلب آخرت نہ ہو اگرچہ اپنے منہ سے کچھ ہی بنے بنائے اور نیز
 تفسیر ابن کثیر میں منقول ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کے پاس چند لوگ
 آئے۔ ثابت تابعی شاکر حضرت انسؓ نے کہا کہ آپ کے بھائی چاہتے ہیں
 کہ آپ ان کے حق میں کچھ دُعا کر لیں۔ حضرت انسؓ نے کہا اَللّٰھُمَّ

رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ
 پھر وہ لوگ تھوڑی سی دیر بات چیت مسئلہ مسائل کرتے کرتے رہے۔
 جب وہ اُٹھنے لگے تو ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ اے ابو حمزہ! آپ کے
 بھائی جانا چاہتے ہیں کچھ اُن کے لئے خدا سے دُعا سوال کیجئے حضرت
 ابو حمزہ یعنی انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا میں تمھارے لئے ایک ایک امر کا
 ذکر کروں؟ اے بھائی! جب تم کو اللہ تعالیٰ نے دنیا آخرت کی حسنہ بھلائی
 دیدی اور عذابِ جہنم سے بھی بچا دیا تو بلا ریب بے شک تم کو اللہ تعالیٰ
 نے خیر بھلائی سب کی سب دیدی اور کیا چاہتے ہو؟

سلام پھیرنے کا بیان

ہر نمازی مرد ہو خواہ عورت، امام ہو یا مقتدی یا منفرد اکیلا اپنے
 دھننے بائیں سلام پھیرے اس طور پر کہ اگر کوئی اسکے پیچھے ہو تو وہ اسکے
 رخسارے کو دیکھ لے جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں حضرت سعد وغیرہ صحابہ
 کرام سے مرفوعاً ثابت ہے بغیر سلام پھیرے نماز سے باہر نہ ہوگا۔ جامع ترمذی
 وغیرہ میں ساتھ سند صحیح کے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے
 مرفوعاً ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے دھننے بائیں السَّلَامُ
 عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ کہا کرتے تھے۔ اور سنن ابوداؤد میں ساتھ سند صحیح
 کے حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ سے السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللَّهِ
 وَبَرَكَاتُهُ بھی کہنا مرفوعاً ثابت ہے کبھی ایسا، کبھی ایسا۔ اور نیز سنن نسائی

منتقی میں حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً صرف اَلسَّلَامُ
 عَلَیْکُمْ کا کہنا بھی ثابت ہے۔ غرض کہ گاہے چنیں گاہے چنان مَاجَعَلُ
 عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرْجٍ اور نِزِیْرٌ لِّیْهِ اللّٰهُ بِکُمْ الْیُسْرَ وَلَا یُرِیدُ
 بِکُمُ الْعُسْرَ کا مصداق ہے۔ (ترجمہ) اَلسَّلَامُ تندرستی سلامتی، ہر
 آفت گناہ صدمہ رنج و غم فکر نقصان سے ہو جو۔ عَلَیْکُمْ تم پر اے امام
 صاحب، مقتدی، دائیں بائیں والے نمازی، کراما کا تبیین فرشتے نمازی
 مقربین۔ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ اور رحمت، فضل ہر بانی شفیقت اللہ کی۔ وَ
 بَرَکَاتُہ اور برکتیں ترقیاں عروج اسی اللہ کی۔

سبحان اللہ کیا ہی تعلیم خدا اور رسول ہے کہ ہر جگہ توحید الٰہیت ہی ٹپکتی
 ظاہر ہوتی ہے۔ بھلا ان دعاؤں کے ہوتے ہوئے کیا ضرورت سچے
 مسلمان مرد و عورت کو کہ غیروں سے برکتیں چاہے، نفع نقصان کی
 امیدیں رکھے طفیل و سیلے ڈھونڈھے، نذریں نیازیں منتیں مانے
 اور نیز یاد رہے کہ امام دائیں بائیں سلام پھیرتے وقت مقتدیوں
 فرشتوں کی نیت قصد ارادہ کرے۔ اور جو مقتدی داہنی طرف ہو
 امام کے وہ دائیں طرف سلام پھیرتے وقت نیت کرے فرشتوں اور
 اُن نمازیوں کی جو اس کے داہنے ہیں اور بائیں طرف سلام پھیرتے
 وقت نیت کرے امام اور فرشتوں اور اُن نمازیوں کی جو اسکے بائیں

لے یعنی خدائے تعالیٰ نے دین میں تم لوگوں پر کوئی تنگی نہیں کی ۱۲۔

لے یعنی اللہ تو تمھارے ساتھ آسانی کرنا چاہتا ہے اور تمھارے ساتھ تنگی کرنا نہیں چاہتا۔ ۱۴۔

ہیں۔ اور جو مقتدی بائیں طرف ہو امام کے سوا اول سلام میں امام اور فرشتوں اور ان نمازیوں کی جو اس کے داہنے ہیں اور ثانی سلام میں فرشتوں اور ان نمازیوں کی نیت کرے جو اس کے بائیں ہیں اور جو مقتدی پیچھے برابر ہو امام کے سو وہ مختار ہے نیت کرنے میں امام کے لئے پہلے میں کرے خواہ دوسرے میں جیسا کہ سنن ابو داؤد اور متقی اور نیل میں حضرت سمرہ بن جندب سے مرفوعاً ثابت ہے ساتھ سند حسن کے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم کیا ہم کو کہ نماز میں ایک دوسرے پر سلام کیا کریں اور نیز امام پر۔ اور نیز یاد رہے کہ زیادہ کھینچ کر سلام پھیرنا خلاف سنت ہے۔ جلدی آہستہ اطمینان سے کہہ دیا کرے اور بعض لوگ جو اول اسلام میں رَحْمَةُ اللہ کی ہار پر زیرِ ظاہر کرتے ہیں نہ ثانی میں، سو یہ انکی غلطی ہے۔ دونوں طرف ہار پر زیرِ ظاہر نہ کرنی چاہئے۔ اور ایسی ہی اللہ اکبر کی ہار پر پیش ظاہر کرنا غلط ہے جیسا کہ جامع ترمذی اور نیل میں ہے۔ اور نیز ایک ہی سلام پر اکتفا کرنا کام چلانا بھی جائز ہے جیسا کہ جامع ترمذی وغیرہ میں موجود ہے اور پوری بحث اُم الکلی میں درج ہے۔ اور تین دفعہ سلام (جیسے کہ مالکیہ کہتے ہیں کہ تیسرا سلام امام کے لئے خاص کر کہے) کرنا کہ نا غلط خلاف سنت ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے

اس کتاب کا مسودہ تلف ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ، اس کے

چھپنے کی نوبت ہی نہیں آئی۔ ۱۲

مالکیوں کا اس امر میں رد کیا ہے جیسا کہ فتح الباری میں حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے لکھا ہے۔

اور نیز یاد رہے کہ روزمرہ ملتے جلتے وقت السَّلَام عَلَیْکُمْ جو اہل توحید الوہیت اور اتباع سنت کرتے کرتے ہیں اس کا بھی معنی ترجمہ مقصود یہی ہے جو یہاں بیان ہوا کہ ایک دوسرے کو دُعا منظور ہے چھوٹا ہو خواہ بڑا۔ مرد ہو یا عورت، اپنا ہو یا بیگانہ شرعی اَدابِ تعلیم یوں ہی ہے۔ رواجی رسمی شیطانی تعلیم اَدابِ موقوف کرنے کے سچے امام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ماننے والے پر لازم ضروری ہیں۔

سَلَامِ پھیر کر وظیفہ پڑھنے کا بیان

ہر نمازی مرد ہو خواہ عورت، امام ہو یا اکیلا یا مقتدی آواز بلند سے ذکر، ورد، وظیفہ مسنون نماز فرض سے فارغ ہو کر سلام پھیر کر پڑھے صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ موجودگی میں نماز فرض کے پیچھے ذکر مسنون آواز بلند سے مروّج و مستعمل تھا اور میں ختم ہونا نماز کا معلوم کرتا تھا اللہ اکبر کہنے سے یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام بعد فارغ ہونے نماز فرض کے آواز بلند سے اللہ اکبر کہا کرتے تھے۔ (ترجمہ) اللہ اکبر اللہ بہت بڑا ہے کہ اسی کا ڈر خوف ہی سبب عظمت بزرگی حکم برداری، محبت امید نفع نقصان بھروسہ اعتماد

تکلیف کرنا کرنا لازم ضروری ہے۔

اس حدیث سے صاف معلوم ہوا کہ بعد نماز فرض کے آواز بلند سے ذکر مسنون پڑھنا سنت نبوی ہے اور یہی ہم کو بس ہے۔ اور مذہب الاول کا کہنا یعنی ائمہ اربعہ کا کہ ذکر آواز بلند سے بعد نماز مسنون نہیں ہے اور بعض کا کہنا کہ بدعت ہے مردود ہے کیونکہ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے خلاف ہے۔ اور نیز مقام ہے ہوشیار ہونے کا ان لوگوں کے لئے جو کہا کرتے ہیں کہ کون سا مسئلہ فتویٰ اماموں کا خلاف ہے قرآن حدیث کے صحیح مسلم میں حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے سلام پھیرتے تو اسْتَعْفَرُ اللہ اسْتَعْفَرُ اللہ۔ اسْتَعْفَرُ اللہ تین مرتبہ کہتے (ترجمہ) اسْتَعْفَرُ بھول چوک سہو خطا گناہ کی عموماً اور خاص کر جو بھول چوک نماز میں ہوئی سکی بھی بخشش معافی چاہتا (چاہتی) ہوں میں۔ اللہ اللہ معبود بزرگ سے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آدمی کیسے ہی بڑے سے بڑا کیوں نہ ہو لیکن اللہ کے سامنے خطا بھول چوک سے خالی نہیں ہے امام مجتہد ہو خواہ ولی نبی غوث قطب بزرگ فاضل عالم مولوی پیر مشائخ زاہد عابد کیوں نہ ہو، جو اسکو نہ مانے وہ ابلیس لعین کا بھائی ہے اور توحید الوہیت محروم ہے صحیح مسلم میں حضرت ثوبان سے مرفوعاً ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد نماز کے کہا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اے لائق

کمالوں و صفوں کے، عظمتوں بزرگیوں خوبیوں بڑائیوں کے۔ اَنْتَ
 تُوہی ہے۔ السَّلَامُ سلامتی و الا تمام عیبوں نقصانوں آفتوں ضرروں
 حاجتوں بے ادبیوں گستاخیوں سے۔ وَاور مِنْكَ تجھ ہی سے ہے
 السَّلَامُ سلامتی ہر شرفِ ناسد آفتِ ضرر، رنج، غم، تکلیف، فقر، فاقہ،
 مصیبت، بُرائی، دُنیوی آخروی سے۔ تَبَارَكَتَ بڑی برکتوں شانوں والا
 بابرکت ہے تُو یا لے۔ ذَا صاحب، مالک مختار۔ الْجَلَالِ غناء، اُسودگی
 بزرگی۔ وَاور۔ اَلْاَكْرَامِ فضل، انعام، اکرام سخاوت کے۔

اس دُعا کے معنی کو خوب غور سے یاد کرنا عمل اعتقاد اس کے
 موافق درست کرنا ضروریاتِ دین سے ہے کیونکہ توحید الوہیت کا
 حصہ اس میں بھی ہے خاصۃً خدا ہے۔ اس میں کوئی بھی شریک سیری
 ساجھی نہیں ہے نہ کوئی بی نہ کوئی ولی نہ دوسرا نہ تیسرا۔ جو سمجھے سو وہ
 گرفتار ہے شرک میں۔ اور نیز صحیح مسلم میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ
 عنہا سے بھی مرفوعاً ثابت ہے پڑھنا دُعا مذکور کا۔ اور اس میں یہ بیان
 بھی ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم رُوب قبلہ ہو کر یقہ پڑھنے اس دُعا
 کے بیٹھتے پھر بطرفِ مقتدیوں کے دائیں بائیں سے پھر کر بیٹھ جاتے اور
 نیز معلوم رہے کہ جو زیادتی اس دُعا میں عوام خواص کے درمیان مشہور
 ہے وہ بے اصل گھڑی تراشی ایک واعظ کی ہے جیسا کہ مسک الختام
 شرح بلوغ المرام میں بسط کے ساتھ لکھا ہے۔

سلام کے بعد دیگر وظائف پڑھنے کا بیان

صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر فرض نماز کے بعد یہ وظیفہ باواز بلند پڑھتے تھے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ۝ اللَّهُ لَا مَانِعَ لِمَا أَعْطَىٰ وَلَا مُعْطَىٰ لِمَا مَنَعَتْ وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ (ترجمہ) لا نہیں ہے کوئی نبی ولی، بزرگ، امام، شہید، غوث، قطب جن بھوت پری، بھاری بھر کم، امیر کبیر، رئیس نواب، حکیم مجتہد، عقلمند دُور اندیش، اکاڑی پچھاڑی دیکھنے والا۔ اللہ گڑ گڑانے عاجزی نکساری کرنے مانگنے متنا آرزو رکھتے بھروسہ تکیہ کرنے ڈر خوف ہیبت عظمت بزرگی نذر نیاز کرنے منت ماننے چڑھا چڑھانے، مرادیں پوری کرنے کراتے، محبت رکھنے تعظیم آداب حکم بجالانے تعریف بڑائی کرنے، ہر چیز پر قدرت قابو قبضہ پانے، ہر کام بات میں تصرف اختیار رکھنے، اس قابل ہونے کے کہ جس کو چاہیں بڑھا چڑھا کر کامیاب کر دیں اور جس کو چاہیں تنزیل محرومی کر کر دیں۔ ان کاموں باتوں کے لائق کوئی بھی نہیں ہے نہ زندہ نہ مردہ، نہ چھوٹا نہ بڑا۔ إِلَّا اللَّهُ مَلِكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَحْدَهُ أَكْبَرُ لَا كُفُوًا لَهُ شَيْءٌ فِي سَمَاءٍ أَوْ فِي أَرْضٍ۔ شَرِيكَ سَیْرِ سَاجِدِ شَرِکَتِ سَاجِدِ وَاللَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ اس کا کیونکہ۔ لہٰ اُسی کے لئے ہے الْمُلْكُ

تصرف اختیار تمام کاموں باتوں میں واور لہ اسی کے لئے ہے۔
 الحمد سب تعریف ثنار بڑائی مجرے مدح عمدہ القاب۔ واور ھو
 وہی ہے علی اوپر مکل ہر شئی چیز کام بات حاجت روا کرنے کے
 قَدِیو قادر قدرت والا۔ اَللّٰھُمَّ اے دبدبہ عظمت خوبیوں والے،
 لائق گڑ گڑانے مانگنے تصرف، اختیار دینے، نہ دینے، غنار آسودگی
 بے پرواہ جو چاہے سو ہو اور جو نہ چاہے کبھی بھی نہ ہو۔ اس شان و
 شوکت والے واقعی میں سچ کہتا (کہتی) ہوں کہ لا کوئی نبی ولی فرشتہ
 موکل، غوث قطب، امام، شہید، بھوت پری سانپ اژدہا، بچھو آگ
 شیر، موزی ظالم نہیں ہے۔ صانع منع کرنے روکنے بھانجی مارنے والا
 باز رکھنے والا لہٰذا اس چیز کو کہ اَعْطِیْتَ دے تو نے۔ واور لا کوئی نہیں
 ہے مذکورین میں سے مُعْطٰی دینے فائدہ پہنچانے بخشش کرنے سقارش
 کرنے والا لہٰذا واسطے اس چیز کام بات کے کہ هُنْعَت منع کر دیا روک دیا
 انکار کر دیا تو نے۔ واور لا نہیں۔ یَنْفَعُ نفع فائدہ دیتی۔ ذّا صاحب
 الجَدّ غنار، آسودگی، مرتبہ عظمت ولایت بزرگی کمال کو مِنْكَ تیری
 خفگی غصہ ناراضگی، تکلیف عذاب سزا بے پرواہی سے الجَدُّ بزرگی
 غنار آسودگی اس کی۔

اس دُعا میں رد ہے ان لوگوں کا جو کہتے ہیں کہ اولیاء اللہ کو تصرف
 اختیار ہے کہ دیواروں پر سوار ہو کر ان کو دوڑا دیں، مدت عرصہ دراز

کے بعد برائیاں، کشتیاں، لاکھوں مرد عورت ڈوبے ہوئے نکالیں۔ اولاد دیں۔ دعوے کریں کہ وہ قادر ہے تو ہم عبد قادر ہیں۔ وہ ایک بیٹا نہیں دیتا فقیر کی بڑے جاوہم نے سات بیٹے دیئے۔ اپنے مرید کو ملک الموت سے نبیل چھین کر چمڑا بخشوا لیا۔ یہاں سے بیٹھے بیٹھے لوح محفوظ پر نظر مار کر سب حال احوال کہہ سُن لیا جس کو چاہیں بڑھا کھٹا دیں۔ جاتے تیر کو واپس کر لیں اور ان کے ماسوا ہزار ہا جھوٹ طوفان اولیا ر اللہ بزرگان دین پر باندھ رکھے ہیں۔ سو یہ سب کے سب عقائد شرکیہ ہیں۔ ان سے بچنا شناخت مسلمانہی ہے کیونکہ توحید اسی کا نام ہے جو اس دعا میں مذکور ہے۔ غرض کہ دینانہ دینا تمام قدرت ہر چیز پر دین دنیا کے کل کاموں میں اختیار تصرف خاصہ اللہ ہی کا ہے۔ انبیاء اللہ اولیا ر اللہ جن بھوت وغیرہ کسی کو بھی کچھ اختیار قدرت نہیں ہے جو سمجھے ثابت کرے کسی کے لئے کیوں نہ ہو وہ مشرک ہے۔

اور نیز معلوم ہوا کہ جو لوگ فرائض کے بعد وظائف ادعیہ مسنون نہیں پڑھتے سنت نفل کے بعد پڑھتے ہیں اور بعض صرف عصر ہی کے بعد اور بعض صرف نماز فجر ہی کے بعد پڑھتے ہیں نہ اور فرائض کے بعد سو یہ سب غلط خلاف سنت ہے بلکہ مسنون یہ ہے کہ ہر نماز فرض پنجگانہ

لہ بالکل غلط ہے۔ اللہ تعالیٰ کلام پاک سورۃ یس میں فرماتا ہے وَلَوْ نَشَاءُ لَنُغْرِقَنَّهُمْ فَلَا صَرِيحَ کہم وَلَا هُمْ يُنْقَوْنَ ہم جن کو ڈبو دیں،

ان کو کوئی نہیں بچا سکتا۔ ۱۲ اے

کے بعد یہ آواز بلند پڑھنے چاہئیں جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول فعل سے ثابت ہوا ہے اور صحابہ کرام نے مشاہدہ کیا اور سنا اور دیکھا وباللہ التوفیق۔

اور نیز معلوم ہوا کہ آدمی کیسا ہی صاحب نصیب ہو ہر کام ہر چیز میں مگر اللہ تعالیٰ کا قرب، نزدیکی تب ہی نصیب ہوگی کہ جب اللہ تعالیٰ کا فضل رحمت عنایت ہو اور نیز عمل صالح جس کی قبولیت کیلئے دو شرطیں ہیں اخلاص اتباع سنت۔ یا اللہ ہمارے بھی نصیب کر آمین۔

صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس وقت نماز سے فارغ ہوتے تو باواز بلند یہ دعا پڑھتے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ○ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا نَعْبُدُ إِلَّا إِيَّاهُ لَهُ النِّعْمَةُ وَلَهُ الْفَضْلُ وَلَهُ الشَّانُ الْحَسَنُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ○ (ترجمہ) لا نہیں ہے اللہ کوئی لائق سزا و ماننے تعظیم بجالانے پوجا منت نذر نیاز گڑ گڑائے، محبت، اطاعت حکم ماننے تعریف، ثناء، بھروسہ امید ڈر رکھنے کا انعام اکرام احسان کرنے، ہر چیز پر قدرت رکھنے، گناہ سے باز رکھنے، نیکی کی طرف رجوع کر دینے کے والا

صحیح مسلم میں روایت بالمعنی ہے۔ ہاں مسند امام شافعی اور امام بغوی کی شرح سنہ میں اسکی تشریح موجود ہے ۱۲-۱۱ ابن المؤلف

مگر، اللہ اللہ ہی۔ وَحْدَهُ اکیلا ہے۔ لَا نہیں ہے۔ شَرِیک کوئی شریک
 سیری سا بھی ان میں۔ لہٰذا اس کے لئے ہے۔ لہٰذا خاص اسی کے لئے
 الْمُلْكُ ملک سلطنت، تصرف اختیار ہر کام میں وَلَهُ اور خاص
 اسی کے لئے الْحَمْدُ سب حمد تعریف شمار۔ وَهُوَ اور وہی ہے عَلٰی
 اوپر کُلِّ شَیْءٍ ہر چیز کے۔ قَدِیْرٌ قادر قدرت والا۔ لَا نہیں ہے حَوْلَ
 حرکت جیلہ، پھرنا، رُکنا گناہ سے۔ وَلَا اور نہیں ہے۔ قُوَّةٌ طاقت
 قدرت نیکی پر استطاعت کسی کام قول و فعل پر۔ اِلَّا بِاللّٰهِ مگر ساتھ
 حکم مدد برکت اللہ تعالیٰ کے۔ لَا نہیں ہے۔ اِلَّا کوئی لائق مانگنے
 عاجزی انکساری تو اضع فروتنی کرنے پوجنے تعظیم بجالانے کے اِلَّا
 اللہ مگر اللہ ہی ہے۔ وَلَا اور نہیں۔ نَعْبُدُ عبادت کرتے کُڑ کُڑا تے
 ذلیل پناظاہر کرتے، محبت اطاعت کرتے خوف ڈر رکھتے خضوع خشوع
 بجالاتے۔ اعتماد توکل بھروسہ رکھتے۔ نذر نیاز منت چڑھا واجر ٹھانے
 امید نفع، نقصان ترقی تنزیل برکت کی رکھتے ہیں ہم۔ اِلَّا مگر اِیَّاهُ خالص
 اسی سے۔ لہٰذا خاص اُسی کے لئے ہے۔ الْبَرَّةُ دنیا تمام نعمتوں دین
 دنیا مال جان کی کا۔ وَلَهُ اور خاص اسی کے لئے ہیں۔ الْفَضْلُ تمام
 فضیلتیں بزرگیاں احسانات۔ وَلَهُ اور خاص اُسی کے لئے ہیں
 الثَّنَاءُ الْحَسَنُ اچھی اچھی تعریفیں کھلی کھلی ثنائیں، عمدہ عمدہ الفاظ،
 القاب تعظیمیں۔ لَا نہیں ہے۔ اِلَّا کوئی لائق عبادت نعمت فضل شمار
 تعریف اچھی کے۔ اِلَّا اللہ مگر اللہ۔ مُخْلِصِينَ پڑھتے کہتے ہیں ہم

اس دُعار اس کلمہ کو اس حالت میں کہ خالص تنہا اکیلا کرنے والے ہیں ہم۔ لہٰذا خاص اسی کے لئے الدّٰیْنِ ان باتوں کاموں کو کہ صلّ دین اسلام یہی ہے۔ وَلَوْ اِکْرَحَ۔ کَوَہُ امانیں ناپسند رکھیں، ناخوش ہوں جلتے بھنٹے رہیں۔ الْکُفْرُوْنَ کافر منکر توحید کو چھوڑنے والے حق کو پوشیدہ ملیا میٹ کرنے والے۔

اس دُعار سے معلوم ہوا کہ دین اسلام وہی ہے جو اس میں بیان ہوا۔ جو شخص اسکو نہ مانے اسپر عمل عقیدہ نہ رکھے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافر ہے اگرچہ وہ اپنے زعم گمان میں کچھ ہی سمجھے کہے۔ عرض کہ ہر مرد عورت مدعی ایمان اسلام پر لازم فرض ہے کہ اس دُعار کے معنی کے موافق اپنا عقیدہ عمل درست کرے کہ نجات اخروی اسی پر منحصر ہے جب تک یہ توحید جو اس دُعار میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی ہے پاس نہ ہوگی تو کبھی بھی نجات آخرت نصیب نہیں ہونے کی زاہد عابد نمازی حاجی حافظ قرآن کیوں نہ ہو۔

اور نیز اس دُعار سے معلوم ہوا کہ جو شخص اس توحید کو کسی نبی اما عالم صوفی پر صرف کرے یا ملونی کے ساتھ برتاو کرے کہ اللہ کو بھی مانے اور پانچوں پر بھی منائے تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک کافر ہے اگرچہ اپنے زعم گمان میں اپنے آپ کو مسلمان ہی سمجھے اور مشہور کرے۔ صحیح بخاری میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ سے ثابت ہے کہ وہ اپنی اولاد لڑکی لڑکوں کو ان کلمات کی تعلیم فرماتے اور کہتے کہ آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم ان کلمات کی برکت وسیلہ مدد کے ساتھ بعد نماز کے
پناہ آرٹ لیا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبُکَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُ
بُکَ مِنَ الْبُخْلِ وَاَعُوْذُبُکَ مِنْ اَوْ ذَلِ الْعُمْرِ وَاَعُوْذُبُکَ مِنْ
فِتْنَةِ الدُّنْیَا وَعَذَابِ الْقَبْرِ (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ
مَنْ لَکَ عَاجِزِیْ تَوَاضِعُ کَرْنِ۔ اِنِّیْ تَحْقِیْقُ اَعُوْذُ بِکَ پناہ پکڑتا (پکڑتی) ہوں
میں ساتھ برکت اعانت، وسیلہ طفیل ذات صفات تیری کے مِنَ الْجُبْنِ
بزدلی نامردانگی سے کمالات کے حاصل کرنے سے محروم رہنا ہے
جیسا کہ جہادِ لسانی، جہادِ مالی، جہادِ نفسی سے دل چھڑانا، لوگوں کی سبیت
ڈر خوف میں آجانا۔ وَاَعُوْذُ بِکَ اور پناہ پکڑتا (پکڑتی) ہوں میں ساتھ
برکت وسیلہ طفیل ذات صفات تیری کے مِنَ الْبُخْلِ بخلی سے مال کی زکوٰۃ

لے یعنی زبان سے شرک بدعت اور جس قدر بُرے عقیدے عمل ہیں ان کی مذمت بُرائی
بیان کرنا وعظ و درس کہتے رہنا، کتابیں رسائل موافق قرآن و صحاح ستہ کے لکھنے
فتوے موافق کتابِ اللہ و سنت رسول اللہ کے دینا، حق نہ چھپانا، ظاہر کرتے رہنا گونگے
شیطان نہ بن جانا۔ اسکو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جہادِ لسانی فرمایا ہے ۱۲۔ منہ

لے یعنی روپیہ پیسہ کتابِ اللہ و سنت رسول اللہ جسکو کتابِ اللہ صحاح ستہ سے تعبیر کیا جاتا ہے
ان کے مروج کرنے پھیلانے مفتی ہاٹھیرانے پر خرچ کرنا اسکو سچے امام محمد صلی اللہ علیہ و
سلم نے جہادِ مالی فرمایا ہے ۱۳۔ منہ رحمہ اللہ

۳ یعنی امور مذکورہ پر اپنا نفس جان فدا کر دینا، اسکو سچے امام محمد صلی اللہ علیہ و
سلم نے جہادِ نفسی فرمایا ہے جیسا کہ کتب حدیث میں موجود ہے ۱۴۔ منہ عفی عنہ

نہ دینا، علم نہ پڑھا، مسئلہ حق نہ بتانا۔ حقوق واجبات کو ادا نہ کرنا۔ استعمال کی چیزوں کو مستحقین سے روک رکھنا کہ بخل سے آدمی بے اعتبار و ذلیل حقیر دین دنیا میں ہو جاتا ہے۔ وَأَعُوذُ بِكَ اور پناہ لیتا (یعنی) ہوں میں ساتھ مدد ذات صفات تیری کے۔ مِنْ أَرْذَلِ الْعُمَرِ کمال درجہ کے بڑھاپے سے کہ یہ بھی سببِ رذالت حقارت ہے۔ کان آنکھ میں فرق آجاتا ہے۔ عقل سمجھ حافظہ میں فتور نقصان لاحق ہو جاتا ہے مسئلہ فتوے کا اعتبار جاتا رہتا ہے۔ دنیا کی حرص ہوس زیادہ ہو جاتی ہے۔ اسی سبب سے بعض سلف سے منقول ہے کہ جو شخص قرآن کو پڑھتا رہے گا یعنی قرآن کی تعلیم کے موافق عقیدہ عمل درست رکھے گا اور اس کے پھیلانے میں کوشش کرتا رہے گا تو اس کا بڑھاپے میں یہ حال نہ ہوگا۔ یا اللہ اپنے غلام، اپنی لونڈی غلام کے بیٹے ابو محمد عبد الوہاب مہاجر کو بھی یہی بات جو بعض سلف صالحین سے منقول ہے نصیب کر، آمین۔ یا اللہ قبول کر منظور فرما ہی لے۔ وَأَعُوذُ بِكَ اور پناہ لے کر (بیکڑی)، ہوں میں ساتھ برکت تیری کے مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا فتنہ دنیا کے سے۔ وَعَذَابِ الْقَبْرِ اور عذاب قبر کے سے۔

فِتْنَةُ دُنْيَا کو فِتْنَةُ مَحْيَا بھی فرمایا جیسا کہ التَّحِيَّات کی دعاؤں میں بیان ہوا۔ اس کا مطلب وہاں سے یاد کرنا اور عقیدہ عمل درست کرنا لازم ضروری ہے۔ اگر اس تعوذ کو پہلے سلام پھیرنے کے بھی پڑھا جائے تو بھی درست ہے۔ صحیح بخاری صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے

مرفوعاً ثابت ہے کہ ہر فرض نماز پچگانہ کے بعد سُبْحَانَ اللہ اور اللہ اَکْبَر اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ تینتیس بار یعنی ہر ایک کو کہو تو صدقہ کرنے، غلام آزاد کرنے کا ثواب ملے بشرطیکہ ان کے معنی کے موافق اعتقاداً عمل ٹھیک ٹھاک کر لے۔ (ترجمہ) سُبْحَانَ اللہ پاک ہے دُور ہے اللہ تمام نقصانوں، عیبوں بُری باتوں سے، نہ کوئی نبی ولی غوث، قطب امام عالم فاضل کہ اس سے کچھ امید توقع نفع نقصان کی رکھی جائے اور نہ نیاز منت چڑھا و اچڑھایا جائے۔ اللہ اَکْبَر اللہ بہت بڑا بزرگ ہے، نہ کوئی اور کہ اس کی بزرگی بڑائی کی جائے کسی قسم کا ڈر خوف رکھا جائے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہ سب تعریف شمار مدح خاص واسطے اللہ تعالیٰ کے ہے، نہ اور کسی کے لئے۔ اسی سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحاح ستہ میں ثابت ہے کہ مدح کرنے والوں کے منہ میں خاک ڈالو کیونکہ یہ خاصہ خدا تھا۔ مدح کرنے والوں نے جھوٹی غزلیں مناجاتیں ہانکنی شروع کیں۔ واقع میں یہ لوگ اسی لائق ہیں کہ ان کے منہ خاک رکھ سے بھرے جائیں۔ سچ ہے بلاشبہ ایسے ہی لوگوں کے حق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد کیا ہے کہ خون پیپ سے پیٹ بھر لینا بہتر اور اچھا ہے بھرنے سے جھوٹے شعر اشعار غزلوں مناجاتوں کے۔ اور نیز اسی سبب سے حضرت عمرؓ سے ثابت ہے کہ خلاف شرع شعر اشعار پڑھنے والوں کو مسجد سے نکال دیا کرتے تھے۔ افسوس صد افسوس اب یہ حال ہے کہ مقابلہ میں آمین بالجہر کے وہ غزلیں

مناجاتیں پڑھی جاتی ہیں کہ اُن میں صراحتاً کفر شرک بھرا ہوا ہے معلوم نہیں کہ یہاں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سنت کہاں چلی گئی ہے کیوں نہ ایسے لوگوں کو مسجد سے روکا جاتا کہ یہاں شعر اشعار غزلیں مناجاتیں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ جیسے من تو شرم تو من شرمی وغیرہ جن میں شرک و بدعت کے الفاظ بھرے ہوئے ہیں نہ پڑھے جائیں۔ صحیح مسلم میں نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ جو شخص (مرد و عورت) ہر نماز پنجگانہ کے پیچھے سُبْحَانَ اللّٰہ ۳۳ بار۔ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ۳۳ بار۔ اور اللّٰہُ اکْبَرُ ۳۳ بار۔ اور یوں کرے شکر کو ساتھ پڑھنے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَهُ لَا شَرِیکَ لَهُ تَعَالٰی اَلْمَلِکُ وَلَهُ اَلْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ کے تو بخشتے جائیں گناہ اس کے اگرچہ ہوں مثل جھاگ دریاکے۔ (ترجمہ) لا نہیں ہے کوئی نبی ولی غوث قطب شیطان جن بھوت پری بزرگ امام شہید اِلَہِ لَاقِیْ دُرِّ رکھنے گڑ گڑا نے، عاجزی انکساری کرنے مانگنے، امید نفع نقصان اعتماد بھروسہ رکھنے تصرف اختیار قدرت پانے تعریف بڑائیاں کرنے کے۔ اِلَّا اللّٰہُ مگر اللہ ہی ہے۔ وَحْدَهُ اکیلا ہے۔ لَا شَرِیکَ لَهُ نہیں ہے کوئی شریک سا بھی ان کاموں میں اس کے لئے اَلْمَلِکُ اُسی کے لئے ہے سلطنت بادشاہت تمام اختیارات و قدرت۔ وَلَهُ اَلْحَمْدُ اور اُسی کے لئے ہے تعریف بڑائی۔ وَهُوَ اور وہی ہے عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ اَدِیْمٌ ہر چیز کے۔ قَدِیْرٌ قادر قدرت رکھنے والا۔

اس دُعا سے معلوم ہوا کہ جو شخص مرد ہو یا عورت پنجگانہ نماز موافق حکم اللہ اور رسولؐ کے ادا کرتا رہے اور اعتقاد اس دُعا کے موافق رکھے اور نماز کے بعد اس کو بڑھ لیا کرے تو اس کے گناہ نماز کی برکت اور توحید کے طفیل بخشے جائیں گے اگرچہ کہتے ہی کیوں نہ ہوں، کسی کے طفیل کی ضرورت نہ کسی کی شفاعت کی حاجت کہ نبی ولی سے التجار کریں ان ہی نذر نیاز ٹھیرائیں، مفت مشرک بنیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے قُلِ لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيعًا۔ اور نیز صحیح مسلم میں حضرت کعب بن عجرہ سے مرفوعاً ثابت ہے ہر نماز فرض کے بعد ۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰہ - ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور ۳۴ بار اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہنے والے کو نقصان خسارہ ٹوٹا نہیں ہوتا ہے بشرطیکہ ان پر اعتقاد عمل بھی ہو ورنہ کچھ بھی نہیں ہے۔

زہے نصیب ان لوگوں کے جو پنجگانہ نماز کو موافق تعلیم اپنے سچے امام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بجاتے ہیں اور ان کے بعد یہ وظائف پڑھتے ہیں کیا ضرورت ان کو کہ وہ گیارہویں منائیں یا مجالس میلاد منعقد کریں اور جھوٹی ٹھہوٹی امیدیں رکھیں، خیالی پلاؤ پکائیں کہ یوں برکت ہوگی یوں ترقی ہوگی نظر آئے گی۔ صحیح بخاری میں پیچھے ہر نماز کے دُعا دل دل بار بھی کہنا سُبْحَانَ اللّٰہ اور اَلْحَمْدُ لِلّٰہ اور اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ اِلَّا

لہ یعنی اے پیغمبر! لوگوں سے کہہ دو کہ سفارش تو ساری اللہ کے اختیار میں ہے پھر تم کیوں انبیاء اولیاء کی شفاعت کی توقع امید پران کی نذر نیاز مولود، گیارہویں وغیرہ عبادت کے کام کرتے ہو ۱۲۔ منہ

اللہ ہر ایک کو پچیس پچیس بار بھی کہنا درست آیا ہے۔ قربان ہو جائے
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ کیا ہی شفیق رحیم تھے امت پر کہ کسی کسی
آسانیاں حکیم خدا کی ہیں دین کے کاموں میں کہ کسی طرح کوئی امت کا مرد
عورت ثواب کثیر اجر عظیم سے محروم نہ رہے۔

سنن نسائی میں حضرت ابوانامہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ
جو کوئی مرد عورت پیچھے ہر نماز فرض کے آیت الکرسی پڑھا کرے تو مرتے ہی
جنت میں جائے گا بشرطیکہ آیت الکرسی پر اعتقاد و عمل بھی رکھتا ہو۔
یاد رہے کہ وہ اس کے ترجمہ سیکھنے سُننے پر موقوف ہے۔

سنن ابوداؤد وغیرہ میں حضرت عقبہ بن عامر سے ثابت ہے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○
کے پڑھنے کا پیچھے ہر نماز کے حکم فرمایا ہے۔ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ○ پڑھنا بھی
ثابت ہے جیسا کہ کتب حدیث میں موجود ہے۔ اور بعض احادیث میں
مرفوعاً آیا ہے کہ آیت الکرسی کا پڑھنے والا اللہ کی حفاظت پناہ میں
رہے گا دوسری نماز تک۔ مجمع الزوائد میں ہے کہ اسناد اس کی حسن ہے
غرض کہ تینوں قُل کو ہر نماز فرض کے بعد پڑھنا مسنون ہے مگر
آیت الکرسی اور تینوں قُل کے معنی سیکھنے اور ان پر اعتقاد و عمل رکھنا
ضروریات دین سے ہے بغیر اس کے کچھ بھی نہیں ہے۔

ادعیر قومہ کے سوا اور ادعیہ کے پڑھنے کا بیان

ان دُعاؤں کے سوا اور دُعائیں بھی ہیں کہ بعد سلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کو بھی پڑھتے تھے۔ ان کا ذکر ائمہ اہل سنت میں ہے مگر صحیح اور کثیر العمل جن کو آپ روز پڑھتے پڑھواتے تھے ان کو معنے کے ساتھ اس رسالہ میں لکھ دیا ہے، عمل کروانا اعتقاد رکھوانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ آج کل بدعت کی ترقی ہے اور سنت کی تنزلی، اللہ ہی مردگار ہے۔ بدعت شرعی وہ ہے جو سنت رسول رب العالمین اور سنت خلفاء راشدین کو اٹھاوے آپ اس کی جگہ جم جائے۔ ایسی بدعت کا اٹھنا، اٹھنا بہت ہی مشکل ہوتا ہے، اللہ ہی اٹھائے تو اٹھے ورنہ کوئی صورت نہیں ہے۔ سلام پھیرنے کے بعد مسنون طریق لوگوں سے چھوٹ گیا یعنی پڑھنا ان دُعاؤں و وظیفوں کا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت تھے طریق بدعت جم گیا۔ کوئی حق اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ کوئی معبود اللہ معبود اللہ باز بند کسی بار کہتا ہے۔ کوئی ہو ہو کرتا ہے۔ کوئی کچھ کوئی کچھ، ہزار ہا باتیں خلاف سنت نکال رکھی ہیں۔ کوئی مٹا سلام پھیرتے ہی کھڑا ہو کر اسی جگہ سنت نفل پڑھنے لگتا ہے۔ صحیح حدیث میں آیا ہے کہ پہلی قومیں اسی بات پر

۱۵ اس کتاب کا مسودہ ہی تلف ہو گیا۔ انا لشر ۱۲۔ عس

ہلاک ہو گئیں کہ فرضوں کے بعد سنت نفل میں فرق و فاصلہ نہیں کرتے تھے۔ کوئی سلام پھیرتے ہی ہاتھ اٹھا کر قبلہ کی طرف منہ کر کے دُعا کرتا ہے حالانکہ یہ خلاف سنت ہے۔ زاد المعاد میں اس کی پوری بحث لکھی ہے۔ سنت یوں ہے کہ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ الخ بطرف قبلہ پڑھ کر مقتدیوں کی طرف دائیں یا بائیں پھر بیٹھے بعدہ دوسری دُعائیں پڑھے۔ اگر فرصت ہو تو ان دُعاؤں مذکورہ کے بعد تسبیح تحمید اور درود پڑھ کر ہاتھ اٹھا کر جو دُعا چاہے دین و دنیا کی مانگے۔ اور اگر فرصت نہ ہو تو ان دُعاؤں مذکورہ مسنونہ کو پڑھے غنیمت سمجھے۔ اگر ان میں ہاتھ اٹھانے تو بھی درست جائز ہے۔ جائے نماز میں بیٹھ کر پڑھے تو افضل بہتر ہے۔ اور اگر سلام پھیرتے ہی چلا جائے اور راستہ یا مکان پر پڑھے تو بھی جائز ہے اور بعض لوگ بعد نماز فرض کے ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنے

لہ سبیل السلام ربع چہارم صفحہ ۲۹۶ میں مرقم ہے اَمَّا هَذِهِ الْقِيَمَةُ الَّتِي يَفْعَلُهَا النَّاسُ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ السَّلَامِ مِنَ الصَّلَاةِ بِأَنْ يَتَنَبَّأُوا بِأَنَّ مَا هُمْ مُسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةِ وَالْمُؤْتَمِنُونَ خَلْفَهُ يَدْعُونَ وَيَدْعُوْنَ فَقَالَ ابْنُ الْقَيِّمِ لَمْ يَكُنْ ذَلِكَ مِنْ هَذَا النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَا أَذَرِي عَنْهُ فِي حَدِيثٍ صَحِيحٍ وَلَا حَسَنٍ اِنْتَهَى كَذَا فِي زَادِ الْمَعَادِ۔ یعنی سلام پھیرنے کے بعد جو آج کل لوگوں میں دُعا رکاز کہ امام قبلہ رو بیٹھا رہتا ہے اور امام و مقتدی سب دُعا مانگتے ہیں، یہ طریقہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نہیں تھا نہ کسی صحیح حدیث سے ثابت ہے نہ حسن سے ۱۲۔ ابن المؤلف

کو مطلقاً بدعت کہتے ہیں سو یہ ان کی کج فہمی ہے یا غلو زیادتی تشدد ہے
 اللہ رب العالمین ان سے دور کر دے۔ افراط تفریط کے درمیان راہ
 مستقیم نصیب کر دے۔ دین اسلام کی کتابیں مفتی بہا کتابیں صحاح ستہ
 کے پڑھنے والے پر مخفی نہیں ہے اس امر کا بدعت نہ ہونا۔ ہاں البتہ جس
 اپنی رائے خواہش ہی کو یا رائے قیاس کی کتابوں کو یہی مفتی بہا سمجھ رکھا
 ہے تو اس پر اگر مخفی رہے تو کچھ بعید دور نہیں ہے۔ تمام ائمہ صحاح
 ستہ والے دُعاؤں میں ہاتھ اٹھانے کے قائل ہیں۔ اور سنن ترمذی
 میں مرفوعاً ثابت ہے کہ نماز فرض کے بعد دُعا بہت جلد قبول ہوتی
 ہے اور اس کی بحث فتح الباری شرح صحیح البخاری میں کتاب الدعوات
 میں کما حقہ موجود ہے غرض کہ ہاتھ اٹھانے دُعا میں بعد نماز فرض بدعت نہیں ہیں۔
 ابوبکر بن ابی شیبہ میں اسود عامریؒ سے موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ
 علیہ وسلم نے نماز فجر میں بعد سلام پھیرنے کے ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگی۔ ابن سنی
 نے کتاب عمل الیوم واللیلہ میں مرفوعاً نقل کیا ہے کہ جو ہر نماز کے بعد ہاتھ
 اٹھا کر دُعا کرے اس کی دُعا قبول ہوگی رد نہ کی جائے گی۔ بلاریب
 حدیث ضعیف ہے مگر حدیث ضعیف نہ مخالف صحیح پر عمل جائز ہے۔
 کہا امام نوویؒ نے کتاب اذکار نوویہ میں قَالَ الْعُلَمَاءُ مِنَ الْمُحَدِّثِينَ وَ
 الْفُقَهَاءِ وَغَيْرِهِمْ يَجُوزُ وَيُسْتَحَبُّ الْعَمَلُ فِي الْفَضَائِلِ وَالْتَرْتِيبِ
 بِالْحَدِيثِ الضَّعِيفِ مَا لَمْ يَكُنْ مَوْضُوعًا أَوْ تَرْغِيبًا هَاتھ اٹھانے کی دُعا

لہٰذا اس کا التزام ثابت کیا جائے گا وقت ایسا کہ نا ضروری ہو ۱۲۔ ابن مؤلف رحمہ

میں بہت آئی ہے جیسا کہ صحاح ستہ کے ماہر پر مخفی نہیں ہے۔

غرض کہ یہ امر کچھ ایسا نہیں ہے کہ اس کے اثبات یا نفی میں تشدد کیا جائے جو چاہے اٹھائے جو چاہے نہ اٹھائے لیکن بھائی بدعت کہنا مشکل ہے۔ اگر انصاف کی نظر سے دیکھا جائے تو ہاتھ اٹھانے کو بدعت کہنے والے ہی بدعتی ہیں کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارک یہ نہ تھی کہ فرضوں سے سلام پھیرتے ہی سنت نفل پڑھنے لگتے ہوں یا نماز فرض کے بعد ادعیہ مسنونہ مکتوبہ اس رسالہ کو نہ پڑھا ہو۔ غرض کہ افراط تفریط سے دور رہو کر سنت کو مضبوط پکڑنا چاہئے۔

اور نیز مسند ابویعلیٰؒ وغیرہ میں سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن ارقم رضی وغیرہ سے مرفوعاً پڑھنا ان آیات کا بعد ہر نماز کے ثابت ہے آیات یہ ہیں سُبْحَنَ رَبِّكَ رَبَّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ ۝ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ ۝ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ۝ (ترجمہ) سُبْحَنَ دُورِ بَرِّ۔ اللہ پاک ہے رَبِّكَ مالکِ مربی آقا صاحب تیرا۔ رَبَّ الْعِزَّةِ جو صاحب ہے غلبہ عزت کا۔ عَمَّا ان باتوں و صفوں خوبیوں کمالوں کے کہ یہ مشرک ملحد بدعتی کافر بد عقیدہ لوگ۔ يَصِفُونَ بیان کرتے ہیں کیونکہ ان کے اعمال عقائد خلاف تعلیم خدا ہیں، رسولوں نبیوں حق والوں کو اپنی رائے عقل کے سامنے کچھ بھی تو نہیں سمجھتے ورنہ کیا ان کی تعلیم کے پابند نہ ہوتے۔ وَسَلَامٌ اور سلام ہو جو اللہ کا دین دنیا میں۔ عَلَى الْمُرْسَلِينَ اوپر رسولوں نبیوں حکم پہنچانے والوں کے کیونکہ اُن ہی کی بات عمل عقیدہ

صحیح سالم ہے نہ اور کا۔ وَالْحَمْدُ اور تمام تعریف۔ لِلّٰہ واسطے اللہ ہی کے ہے
رَبِّ الْعَالَمِیْنَ جو مالک پروردگار ہے سارے جہان کا۔

طبرانی میں حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہ
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مرد و عورت تین بار ان آیات
کو بعد ہر نماز کے پڑھا کرے تو بلا ریب اس نے پورے ناپ تول سے اجر
ثواب لے لیا ہے۔ اسی طرح لکھا ہے تفسیر ابن کثیر میں حق والوں کیلئے
ان آیات میں بڑی خوش خبری ہے۔

زہے نصیب ان لوگوں کے کہ جنہوں نے ان کے موافق عمل
عقیدہ درست کر لیا۔ اے رب! ہمارے بھی نصیب کر ایسے لوگوں
میں شمار کر رکھ آمین ثم آمین یا اِلٰہ العالمِیْنَ۔

سَلَام کے بعد سر کے اوپر ہاتھ رکھنے کا بیان

بعض بعض جو سلام پھیرنے کے بعد سر پر ہاتھ رکھنے پھیرنے کو بدعت
کہا کرتے ہیں سو یہ ان کا کہنا ٹھیک نہیں ہے کم علمی کا سبب یہی کج فہمی کا
اور یہ دونوں باتیں مذموم و معیوب ہیں۔ اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔
طبرانی بزار میں موجود ہے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے کہ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے تو سر پر ہاتھ پھیرتے اور کہتے
بِسْمِ اللّٰہِ الَّذِیْ لَا اِلٰہَ اِلَّا ہُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ۝ اللّٰہُمَّ
اَذْهِبْ عَنِّی الْهَمَّ وَالْحُزْنَ (ترجمہ) بِسْمِ اللّٰہِ سر پر ہاتھ

پھیرتا (پھیرتی) ہوں میں ساتھ مدد برکت وسیلہ نام پاک معبود کے
 الَّذِیْ وہ معبود کہ لا نہیں ہے اِلَّا کوئی لائق وسیلہ پکڑنے برکت
 لینے نذر نیاز کرنے توقع نفع نقصان کے ہیبت ڈر خوف رکھنے،
 منت ماننے چڑھاوا چڑھانے کے۔ نہیں کوئی لائق اس بات کے
 کہ اس کے زیارت گاہ مکان کے ارد گرد جنگلی جانور کا آداب تعظیم
 رکھئے۔ دُور دُور سے اس کی زیارت کے لئے آئیے۔ فیض برکت
 طلب کیجئے۔ حاجتیں مرادیں پوری کرائیے اور اس کے نام کے
 نعرے ماریئے ضربیں لگائیے۔ اس کے نام پر جانور پالنے کھانا
 پکائیے دیگیں چڑھائیے۔ اس کا نام اٹھتے بیٹھتے بطور تبرک کے لیجئے
 بے شک نہیں ہے کوئی لائق ان کاموں کے۔ اِلَّا مگر۔ ھُو وہی ہے
 الرَّحْمٰنُ بخش کرنے والا۔ الرَّحِیْمُ مہربان شفیقت رحم والا
 اَللّٰھُمَّ لے لائق بخشش انعام اکرام گرو گڑا نے محبت رکھنے کے
 اَذْھِبْ دُور کر لے جا، کھودے۔ عَنِّیْ مجھ سے اَلْھَمَّ رنج، فکر،
 مصیبتیں واور۔ اَلْحُزْنَ حزن غمگینیاں صدمے تکلیفیں چوٹیں۔
 تاریخ خطیب ابن السخی میں یوں مرقوم ہے کہ داہنے ہاتھ کو سر پر
 پھیرتے اور فرماتے اَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰھُ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ
 اَلْحَمْدُ لِلّٰھِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّیْ اَلْھَمَّ وَالْحُزْنَ۔ ترجمہ اسکا لکھا گیا
 ہے اس کو یاد رکھنا اور اس کے موافق عمل عقیدہ درست کرنا
 ضروریات دین سے ہے اور اتباع سنت ہی کو خُوعادت پھیرنا لازم

ہے۔ اکثر لوگ سر پر ہاتھ پھرتے ہیں مگر سنت طریقی سے محروم ہیں اس لئے کہ دعائے مستون ان سے متروک ہے گھڑی گھڑائی ترشی ترشائی پڑھتے پڑھاتے ہیں۔ بدعت شرعی اسی کو کہتے ہیں کہ سنت نبی کی عادت کو اٹھاوے موقوف کر دے آپ جم جائے رسوخ پا جائے۔ جو جو دعائیں مذکور ہوئی ہیں ان کا پڑھنا کسی خاص نماز کیسے نہیں ہے کہ فلاں نماز کے پیچھے پڑھی جائیں اور فلاں نماز کے پیچھے نہیں بلکہ ہر نماز فرض پنجگانہ کے بعد پڑھنا ان کا مستون ہے۔

نماز فجر و مغرب سے فراغت یا کر ادعیہ پڑھنے کا بیان

اب وہ دعائیں بیان ہوتی ہیں کہ خاص خاص نمازوں کیلئے ہیں انکو بھی پڑھے اور انکو بھی اور اپنے مالک کے ہاں بڑے بڑے درجے پائے۔ سنن وغیرہ میں حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ سے مرفوعاً ثابت ہے کہما زاد المعاد میں نقل کر کے جامع ترمذی سے کہ اسناد اسکی صحیح ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو مرد و عورت بعد نماز فرض مغرب اور صبح کے پہلے سے کلام کر لے اور منہ موڑنے اور پاؤں ہٹانے کے اس کلمہ کو دس مرتبہ کہنا کرے گا تو اس کے لئے اس کلمہ کو دس بار کہنے کے بدلے دس نیکیاں لکھی جائیں گی اور دس گناہ دور ہوں گے اور دس درجے بلند کئے جائیں گے اور ہو گا یہ کلمہ اُس کے لئے ثواب میں برابر آزاد کرنے کے چار غلاموں کے اور نیز ہو گا یہ

کلمہ اس کے لئے سبب حفاظت پناہ اُڑ بچاؤ شیطان مردود سے اور کوئی گناہ اس لائق نہیں ہے کہ اس شخص کو ہلاک کر دے (یعنی ہمیشہ کو جہنم میں پہنچا) سوا شرک کے اور ہو گا وہ شخص مرد عورت اللہ تعالیٰ کے یہاں ہر ایک سے افضل اور بہتر، ہاں البتہ اگر کوئی زیادہ کہے گا تو وہ ضرور اس سے افضل ہو گا۔ وہ کلمہ یہ ہے لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ يُسَمِّي وَيُمَيِّتُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (ترجمہ) لا نہیں ہے کوئی نبی ولی غوث قطب، عابد زاہد امام شہید جن بھوت پری زندہ مردہ اس لائق کہ وہ کچھ بُرا بھلا کسی کا کر سکے یا جو چاہے کر دکھائے یا اس کو اختیار تصرف کسی کام میں ہو پھر اس پر اس کے لئے بڑائیاں تعریفیں خوبیاں کیجئے۔ اس کی نذر نیاز گھڑائیے منت مانئے چڑھاوا چڑھائیے۔ ادب تعظیم بجالائیے حکم برداری کیجئے۔ نہیں ہے اِلَہ اس لائق کوئی بزرگ وغیرہ۔ إِلَّا مَكَرَ اللَّهُ اللَّهُ۔ وَحْدَهُ الْإِلَٰه لَا نہیں ہے کوئی شَرِيكَ شریک سیری ساجھی ان کاموں میں کہ اس کا کہ اُسی اکیلے کیلئے ہے۔ الْمُلْكُ ملک سلطنت تصرف اختیار خبر گیری نفع نقصان پہنچانا برکت بے برکت کرنا بڑھانا گھٹانا مال و اسباب میں۔ و اور جب تمام گھڑی اس کے ہاتھ میں ہے کہ سیاہ کرے خواہ سپید تو کہ اُسی کے لئے الْحَمْدُ تمام تعریفیں بڑائیاں خوبیاں کیوں نہ ہوں۔ بیکار اُسی کے ہاتھ میں تو ہیں۔ الْخَيْرُ تمام بھلائیاں برکتیں



ہر قسم کی ترقیاں نصیب کی باتیں۔ میٹھی وہی ہر چیز کو زندہ کرتا ہے عیش آرام عمدہ اچھی گزران کرتا ہے۔ وِیُسِیْتُ اور وہی ہر چیز کو مارتا ہے رنج غم صدموں تکلیفوں مصیبتوں میں بے آرام بے چین اوقات ب سری کرتا ہے۔ و اور کیوں نہ ہو۔ ھو وہی تو ہے۔ علیٰ کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ہر چیز پر قادر قابض اختیار والا۔

اس دُعا کو سیکھنا ہر مرد عورت پر ضروری امر ہے اور اسی کے موافق اعتقاد رکھنا فرض ہے تب کہیں اسلام کا اتا پتال لگے گا اور درجے بھی تب ہی نصیب ہوں گے کیونکہ اعتقاد کا درست کرنا سب نیکیوں سے مقدم ہے ورنہ صرف خیالی پلاؤ پکانا ہے اور اعتقاد اسی کا نام ہے جو اس دُعا میں مذکور ہے کہ غیر اللہ کو چھوڑ دیجئے۔ ہر بھاری بھر کم سے دست بردار ہو جائیے لیکن سیدھی راہ اللہ ہی دکھاتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

یا اللہ مجھ کو اور میری اولاد، ازواج، احباب بہن بھائیوں اور ان کی اولاد ازواج احباب کو بھی یہی راہ بتا دے لے ہمارے مالک حاکم سردار! ہمارا کتاب اللہ اور صحاح ستہ ہی پر خاتمہ کر لے ہمارے مالک اس دُعا کو سن قبول فرما (آمین)

سنن ابوداؤد وغیرہ میں حضرت مسلم تمیمی سے مرفوعاً ثابت ہے کہ بعد نماز فرض صبح و مغرب کے پہلے کلام بات کرنے کے سات بار پڑھنے سے اس دُعا کے یہ ثواب درجہ ملتا ہے کہ اگر اس رات دن

میں آدمی مر گیا تو اس کے لئے جواز یعنی نجات پانا پار اُترنا آگ جہنم سے لکھا جائے گا۔ دُعا یہ ہے اَللّٰهُمَّ اَجِرْنِي مِنَ النَّارِ (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اے لائق گڑ گڑانے محبت رکھنے بھروسہ تکیہ کرنے حکم برداری نہ حکم عدولی کرنے پناہ دینے کے۔ اَجِرْنِي پناہ دیجیو مجھ کو چھوڑ دیجیو مجھ کو خلاص کر دیجیو مجھ کو آگ جہنم سے۔

اور نیز صحیح حدیث میں آیا ہے کہ جب کوئی آدمی خوش عقیدہ عورت ہو یا مرد تین بار کہے کہ یا اللہ دوزخ سے مجھ کو بچا دے تو دوزخ کہتی ہے اے اللہ معبود برحق اس کو تو بچا ہی دے مجھ سے۔ اور ایسے ہی جب بہشت کا سائل ہوتا ہے تو جنت کہتی ہے اے بار خدایا اس کو داخل کر پہنچا دے مجھ میں۔

زہے نصیب ان مردوں عورتوں کے کہ ان کو ڈر، خوف، ہول، دہشت دوزخ نے بوڑھا ضعیف کر دیا اتباع شہوات میں اور طمع رغبت اُخروی نے قوی اور ہوشیار کر دیا اتباع کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ میں۔ سنن نسائی وغیرہ میں ساتھ سند صحیح کے حضرت ابوالیوبؓ وغیرہ سے مرفوعاً ثابت ہے بعد نماز مغرب اور صبح کے پڑھنا اِس دُعا رکا اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ رِزْقًا طَیِّبًا وَعِلْمًا تَافِعًا وَعَمَلًا مُّنتَقِلًا (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اے لائق گڑ گڑانے عاجزی انکساری فروتنی کرنے محبت رکھنے۔ اِنِّیْ بلاریب ضرور ہی میں۔ اَسْأَلُكَ سوال کرتا (کرتی) ہوں میں تجھ سے

رِزْقًا طَيِّبًا رِزْقِ روزی کمائی حلال سُتھری تجارت خرید و فروخت
 کھیتی باڑی کا۔ واور سوال کرتا (کرتی) ہوں میں تجھ سے عِلْمًا علم
 نافعاً نفع دینے والے یعنی قرآن و حدیث کا کہ اسی کا پڑھنا پڑھانا سُننا
 سُننا و عِظا درس کہنا کہلوانا نصیب ہو۔ واور سوال کرتا (کرتی) ہوں میں
 تجھ سے۔ عَمَلًا عمل کام عقیدہ مُتَقَبَّلًا قبولیت منظوریت والے کا
 کہ جو عمل عقیدہ موافق تعلیم قرآن مجید اور صحاح ستہ کے ہو (جس کو
 عرف میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کہا جاتا ہے) تو اسکے کرنے
 کرانے رکھنے رکھوانے کا ذوق شوق ہو۔

شرح السنہ میں لکھا ہے جیسا کہ امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اذکار
 میں نقل کیا ہے قَالَ عَلَقْمَةُ بْنُ قَيْسٍ يَلْغَا أَنْ الْأَرْضَ تَعْبُدُ إِلَى
 اللَّهِ مِنْ نَوْمَةٍ الْعَالِمِ بَعْدَ صَلَوَةِ الصُّبْحِ۔ اِنْتَهٰی یعنی علقم بن قیس
 نے کہا کہ پہنچی ہے ہم کو خدا رسول کی طرف سے یہ بات کہ زمین جیختی چلاتی
 شور و غل کرتی ہے اللہ کی طرف سو جانے قرآن و حدیث کے جاننے والے
 کے بعد نماز صبح کے کہ خدا یا مجھ کو معافی دیجیو مجھ کو موت ماخوذ کیجیو۔ میں
 صاف لفظوں میں عرض کرتی ہوں کہ میں ہرگز ہرگز ایسے عالم سے راضی
 نہیں ہوں۔ ایسا نہ ہو کہ کل کو مجھ پر اس کی وجہ سے عتاب سرزنش سرکوبی
 حضور کی طرف سے صادر ہو کیونکہ یہ وقت بڑا قبولیت کا ہے چاہئے
 کہ پڑھے پڑھائے و عِظا درس کہے سُنے ترجمہ قرآن سیکھے سکھائے کہ انخصۃ
 صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحین کا یہی معمول تھا۔ ورنہ ہر وقت عالم

قرآن وحدیث پر لازم ہے کہ کتاب اللہ وسنت رسول اللہ کا بازار گرم رکھے
تبلیغ احکام میں مستی نہ کرے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ
مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكُمُ مَوْنَهُ الْآيَةُ
یعنی اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مولا مولوی عالموں کے حق کے مدعیوں بغلوں
میں کتابیں لئے ہوؤں پڑھے لکھوں سے عہد و پیمان قول و قرار لیا کہ
تم لوگ ضرور ضرور آسمانی علم کتاب وسنت کو لوگوں کے سامنے ظاہر کرتے
کراتے رہنا اور اغراض ومقاصد دنیاوی موقع محل مقتضائے وقت
مصلحت کو مد نظر رکھ کر حق پوشی نہ کرنا، سو بحر ایک ادھ عالم حق گو کے
سب کے سب علماء اس قول قرار کو پس پشت ڈال کر دنیا کے مزوں عیشوں
آرام طلبیوں میں پڑ گئے اور طرہ اس پر یہ کہ اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت
اور اہل اسلام اور اہل حق اور اہل حدیث اور محمدی اور اہل توحید کہتے
اور کہلاتے ہیں اور عوام کالانعام میں وہ وہ لاف زبیاں اور ترانیاں
ہانکتے ہیں کہ ان کو صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ مولوی صاحب اور ان کے
ہم خیال اچھے کام کرتے ہیں۔ اللہ پاک فرماتا ہے جو کچھ بھی کرتے ہیں سو برا کرتے
ہیں ایسے مولوی صاحب اور ان کے ہم خیالوں کیلئے تو عذاب دردناک کا حکم
سنایا گیا ہے۔ اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْنَا مِنْهُمْ بِرَحْمَتِكَ - ۱۱ زیر تفسیر کبیر

۱۱ یعنی محض اپنی رحمت کے صدقے طفیل برکت کے اے اللہ پاک
ایسے مولوی صاحبان میں سے مت کرنا ہم کو ۱۲ - منہ سلمہ ربہ

میں تحت آیہ مذکورہ کے ہے۔ مَعْنَاهُ أَنَّهُمْ أَخَفُوا الْحَقَّ لِيَتَوَسَّلُوا بِهِ
إِلَى وَجْدَانِ شَيْءٍ مِنَ الدُّنْيَا فَكُلُّ مَنْ لَمْ يُبَيِّنِ الْحَقَّ لِلنَّاسِ وَكَتَمَ
شَيْئًا مِنْهُ لِعَرَضٍ فَاسِدٍ مِنْ تَسْلِيلٍ عَلَى الظَّالِمَةِ وَتَطْيِيبٍ لِقُلُوبِهِمْ
أَوْ لِحِجْرٍ مِنْ مَنَافِعِهِ أَوْ لِيَتَقَيَّهَ وَخَوْفٍ أَوْ لِيُخَلَّ بِالْعِلْمِ دَخَلَ هَذَا الْوَعِيدُ
إِنْتَهَى مَا فِي التَّفْسِيرِ الْكَبِيرِ۔ اور نیز تفسیر ابن کثیر میں ضمن آیہ مذکورہ مسطورہ
مقرؤہ متلوہ کے فرمایا ہے فَأَمَّا أَجِبْ عَلَى الْعُلَمَاءِ انْكَشَفَ عَنْ مَعْنَاهُ
كَلَامُ اللَّهِ وَتَفْسِيرُ ذَلِكَ وَطَلَبُهُ مِنْ مَظَاهِرِهِ وَتَعَلُّمُ ذَلِكَ وَتَعْلِيمُهُ
إِنْتَهَى مَا فِي تَفْسِيرِ الْحَافِظِ ابْنِ كَثِيرٍ۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ
ہمارے زمانہ کے علماء کا بھی کیا ہی برعکس حال ہو رہا ہے حالانکہ آنحضرت

اے یعنی مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ ان علماء کے حق کے مخفی پوشیدہ کرنے کو وسیلہ ذریعہ دنیاوی
عیش آرام لذتوں مقصدوں کے کمانے حاصل کرنے کی ٹھیک ٹھیک پھرایا ہے سو یاد رکھو جو کوئی بھی حق
کو بیان نہ کرے اور نہ ظاہر کرے اور محض غرض فاسد کیلئے کتمان حق کرتا کرتا ہے جیسا کہ
مشرک بدعتی ظالموں پر آسانی کرنا اور انکو خوش کرنا یا کسی منفعت فائدہ دنیاوی کی غرض
سے کتمان حق کرتا ہے یا کسی بچاؤ ڈر خوف کیلئے کتمان حق کرتا ہے سو ایسے عالم مولوی
سب کے سب اس وعید میں داخل اور اس آیت کے مصداق ہیں ۱۲۔ منہ
تھے یعنی ضروری لازمی بات ہے علماء کے ذمے کہ آسمانی علم کے غرض مقاصد معنی مطلب کو
مخلوق خدا کے سامنے کھولیں اور صاف صاف بیان کریں اور طلب کریں ان کے مکان
سے اور سیکھیں سکھائیں ان کو ۱۲۔ منہ سلیم ربہ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جس طرح انبیاء علیہم السلام تبلیغ رسالت سے پوچھے جائیں گے ویسے ہی عالم مولوی و اعظم مفتی مدرس پوچھے جائیں گے کہ تم نے علم قرآن و حدیث لوگوں کو پہنچایا یا نہیں۔

اب میرے پیارے فرقہ اہل علم قرآن و حدیث سے دریافت ہے کہ اے میرے پیارے! کیا جواب تیار کر رکھا ہے؟ اجماعی حضرت کہہ دیجئے کہ یہ جواب ہے کہ ”برائے وصل کر دن آمدی نہ برائے فصل کر دن آمدی“ مصالحت وقت ضرور چاہئے۔ تمام جہان سے کون بڑا بنے۔ اپنی عزت آبرو کو کون بگاڑے۔ اپنی اپنی کرنی اپنی اپنی بھرنی۔ سو ذرا بھائی صاحب ملاحظہ فرمائیے تیرے دل سے غور کیجئے۔ پھر مجھے سمجھائیے۔ جلد جواب عنایت کیجئے۔ کیوں صاحب بتاؤ تو بھلا اس آیت کا کیا مطلب ہے۔ اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَفَّیْہُمْ اَنتَ لَیْکَ طَٰلِبِیْ اَنْفُسِہُمْ قَالُوْا فِیْمَ کُنْتُمْ قَالُوْا کُنَّا مُسْتَضْعِفِیْنَ فِی الْاَرْضِ قَالُوْا اَلَمْ تَکُنْ اَرْضُ اللّٰہِ وَاَسْعَۃً فَتُہَاجَرُوْا فِیْہَا فَاَوْلَیْکَ مَا وِلَیْہُمْ جَہَنَّمُ وَاَسَآءَتْ مَّصِیْرًا یعنی جو عوام خواص علماء جہلدار اُمراء غریبار تابع شیوع رعایا حاکم اُمراء مامور کسی سے دب دبا کر حق کتاب و سنت کے عقائد اعمال کو ظاہر نہیں کر کر سکتے، سو ایسے لوگ خدا رسول کے نزدیک ظالم ہیں۔ اللہ سبحانہ فرماتا ہے کہ ایسے لوگوں کو فرشتے مار مار کر دُنبہ بنا بنا کر منہ چہرے بگاڑ کر پیٹھیں لال کر کے جب روح قبض کرتے ہیں تو کہتے ہیں تم نے کیا غضب کیا اپنا سچا عقیدہ

عمل کتاب سنت والا تشریح شدہ سلف صالحین صحابہ کرام کا کیوں چھپایا، کیوں نہ ظاہر کیا۔ وہ آگے سے جواب دیتے ہیں کہ حضرت ہم بے بس تھے دبے دبائے تھے ماتحت محکوم غیر کے تھے۔ فرشتے آگے سے ڈانٹ کر بڑی شد و مد کے ساتھ بولتے ہیں کیا اللہ کی زمین فراخ نہ تھی کیا کچھ تمہارا مال یہاں ہی گرا ہوا تھا۔ تم نے اس محلہ کلی بستی شہر کو کیوں نہ چھوڑا اور ایسے محلہ کلی شہر بستی میں کیوں نہ رہنا سہنا اختیار کیا جہاں اپنا سچا دین ظاہر کر کر سکتے۔ اب تمہارا کوئی عذر معذرت نہیں سنا جائے گا۔ بس تمہارا رہنا سہنا جہنم ہی میں ہے اور وہ بہت ہی بُری جگہ ہے العیاذ باللہ منہ۔

اور نیز اس مضمون کی بہت آیتیں قرآن میں ہیں۔ معلوم ہوتا ہے تمہارا منصب تمہاری عزت ابرو نبیوں کے منصب اور انکی عزت ابرو سے بڑھ کر ہے کہ اُن کو احکام کی تبلیغ پر تمام جہاں کا دشمن بنوایا اور سب کے سب ہی کو کسی نہ کسی وبال جنجال میں ڈالا اور اپنیوں بیگانوں سے جدا کر دیا، اور تم سب کے میٹھے سب کے شکر شیر کی طرح غلط ملط کسی سے بھی بُرے نہیں۔ بھلا بتاؤ تو وہ آگ میں کیوں جھونکے گئے بنی اسرائیل یعنی یہود کے ہاتھ۔ ایک ایک دن میں چار چار سو نبی مارے گئے کسی کا دھڑا رے سے دو ٹکڑے کیا گیا۔ بعض کا گوشت پوست لوہے کے کنگوں سے کھسوٹا گیا۔ بیسیوں اپنے وطن ملک شہر سے جلا وطن بھی کئے گئے۔ بھوکے پیاسے بھی رہے، برہنہ ننگے بھی توحید الوہیت

کے لئے کئے گئے۔ اصل بات یہ ہے کہ انھوں نے مصلحتِ وقتِ صلحِ مکہ کا سبق نہیں پڑھا تھا ورنہ کیوں تمام جہان کی بوجھاڑیں اپنے اوپر لے دیتے اصل بات یہ ہے کہ ان کو اپنے مالکِ حاکم اور اس کی مار پیٹ کا ڈر تھا۔ اور ہم سے ڈر خوفِ آخرت کا اٹھ گیا ہے محبتِ دنیا غالب اہی ہے۔ اے پیارو! آخر دنیا چند روزہ ہے۔ اصل عزتِ ابرو منصبِ عروجِ ترقی اللہ ہی سے طلب کرو۔ رازقِ معاون مددگار فتح دہندہ شکست کنندہ اللہ رب العزت ہی کو جانو اور توحیدِ الوہیت اتباعِ سنت اپنے بیگانوں میں پھیلاؤ لیکن یہ تب ہی نصیب ہوگا جب قرآنِ صحاح ستہ ہی کو کھلم کھلا اول سے آخر تک مروج کرو گے پھیلاؤ گے مفتی بہ ٹھیراؤ گے جیسا کہ قرآنِ صحاح ستہ والوں نے سمجھا ہے عملِ عقیدہ لائے ہیں ویسا ہی تم سمجھو اور اپنے اجتہادات کو بالائے طاق رکھو اور سلفِ صالحین صحابہ تابعین کے اعتقادِ عمل کو مضبوط پکڑو کہ خدا و رسول کے نزدیک اسی کا نام جہادِ اکبر ہے جیسا کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ سورہ فرقان میں فرماتا ہے فَلَا تُطِيعُ الْكَافِرِينَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا یعنی جو لوگ حق پوشیدہ کرتے ہیں حق کا انہار نہیں کرتے۔ حق پر عملِ عقیدہ نہیں رکھتے رکھواتے۔ سو ایسے لوگوں کا کنا مت مان کہ ہر دل عزیز ہونا چاہئے موقعِ محل دیکھنا چاہئے۔ ایک مسئلہ ہوتا ہے اور ایک مصلحت۔ اکاڑی پچھاڑی دیکھنی چاہئے۔ دیر آید درست آید۔ کس کروٹ اوٹ بیٹھتا ہے۔ تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو

ایسے مسئلے کہ جن سے لوگوں کے دل دکھیں وغیرہ وغیرہ بکواس کرتے ہیں اللہ پاک فرماتا ہے کہ حق فرمودہ خدا و رسول کہو سناؤ عمل کرو عقیدہ رکھو یہی جہاد بڑا ہے صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زبان کا اثر نیزوں تلواروں سے زیادہ بڑھ کر اثر رکھتا ہے پھر دیکھو کہ دین اسلام کیا رنگ دکھاتا ہے لَعَلَّ اللہَ یُحْدِثُ لَکَ ذَٰلِكَ اَمْرًا ۝

قنوت اور وتروں کا بیان

یہاں سے قنوت کا بیان شروع ہوتا ہے۔ سو معلوم کرنا چاہئے کہ اللہ اور اس کے رسول کے علم میں جس کو عام عرف میں کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ بھی کہا جاتا ہے، قنوت کا اطلاق معنی کثیر پر آیا، جیسے کہ ماہر کتاب اللہ اور حدیث رسول اللہ اور اقوال صحابہ علیہم رضوان اللہ پر مخفی نہیں ہے چنانچہ اہل علم نے قنوت کے معنی تیرہ بیان کئے ہیں۔ اسی سبب سے اکثر لوگوں نے قنوت میں دھوکہ کھایا ہے خاص کر دو فریق شافعیہ حنفیہ کو تو بہت ہی دھوکہ ہوا کہ شافعیہ نے قنوت کو نماز فجر کے لئے ایک رکن عظم سمجھا کہ اگر کوئی بھول بھی جائے تو اس کا جبر نقصان سجدہ سہو سے کرے تب کہیں نماز ہوگی ورنہ نہیں۔ اور نیز حنفیہ نے دعائے قنوت گھڑی گھڑائی تشریفی تشریفی کو نماز وتر کے لئے بھی ایسا ہی سمجھا و آج کہا۔ وقت دعائے قنوت کے تکبیر اور رفع الیدین

کو گھڑا اختراع کیا اور کہا کہ جو مرد عورت دُعائے قنوت یاد نہ رکھتا ہو
تو تین بار سورۃ اخلاص یعنی قل ہو اللہ احد ہی کو ضرور پڑھے تب وتر پونگے
ورنہ نہیں، سو یہ باتیں غلط بے دلیل بے سند ہیں۔ ان کی اصل اللہ
اور اس کے رسول مقبولؐ سے نہیں پائی گئی ہیں۔

اصل بات یہ ہے کہ قنوت وقت نازکہ حادثہ کے ہے کہ کوئی بیماری
صدمہ، وبا، ہتھیضہ مرگ عام تکلیف مصیبت اہل اسلام کے ہاں درپیش
ہو تو ایسے وقت میں کسی نماز کی خصوصیت نہیں ہے بلکہ ہر نماز میں رکوع
سے پہلے یا بعد دُعا کریں تاکہ وہ صدمہ دُور ہو جائے یا قافار مشرکوں
بدعتیوں کا غلبہ زور پہ ہو جائے تو کل نمازوں میں خواہ قبل رکوع یا بعد
ان پر بد دُعا کریں کہ وہ ٹل جائیں۔ نیست نابود غارت ہوتے شکست
کھاتے بیٹھ پھرتے بھاگتے نظر آئیں اور اس مسئلہ کی تحقیق بالامزید
علیہ امام ابن القیمؒ نے زاد المعاد اور امام شوکانیؒ نے نیل الاوطار میں
اور حضرت شاہ ولی اللہؒ نے حجتہ اللہ البالغہ وغیرہ میں اور ہمارے رفیق
مولانا ابوالطیب العظیم آبادیؒ نے مغنی تعلیق دارقطنی میں اور زیلعیؒ نے
تخریج ہدایہ میں کی ہے اور جس حدیث نے شافعی کو دھوکہ دیا ہے
دارقطنی وغیرہ مروی ہے فَأَمَّا فِي الصُّبْحِ فَلَمْ يَزَلْ يُقْنِتُ حَتَّى
فَارَقَ الدُّنْيَا۔ اور نیز بعض اہل حدیث کو بھی اسی نے دھوکہ دے رکھا ہے
معلوم ہوتا ہے کہ یہ سبب نہ پہنچنے سامان کتب حدیث اور عدم واقفیت
کے معنی قنوت پر بعض اہل حدیث دھوکہ کھا رہے ہیں ورنہ اور کوئی

سبب نہیں ہے کیونکہ اہلِ ریت کو اللہ سبحانہ نے قدیمًا و حدیثًا عنادِ تعصب، ضد، اڑیل ٹٹو بننے سے محفوظ رکھا ہے۔

میرے پیارے بھائیو! اہلِ حدیث پر لازم طوری امر ہے کہ اہلِ اکتب یعنی صحاح ستہ ہی کو خوب سے پڑھیں سنیں کیونکہ یہی کتابیں ہیں اصل اصول احکام الہی کا اور ان ہی پر ہے دارِ مدارِ دین اسلام کا اور یہی شناختِ علامت ہیں فرقہ ناجیہ بننے کی اور یہی مفتی بہا ہیں سنتِ جماعت کے نزدیک ہر عملِ عقیدہ اخروی دنیوی میں اور جس قدر رو زمین پر کتابیں فتاوے وغیرہ موجود ہیں کیسی ہی بڑی کیوں نہ ہوں کیسے ہی معتبر امام مجتہد عالم فاضل ولی غوث قطب کی تصنیف تالیف کیوں نہ ہوں، جب تک یہ صحاح ستہ کے موافق مطابق نہ ہوں تو بلا ریب ہرگز ہرگز قابلِ اعتبار نہیں ہیں۔ صحاح ستہ ہی کا اعتبار رہے گا۔ اور حدیث کی کتابیں صحاح ستہ کے ماسوا جس قدر ہیں وہ سب کی سب ان ہی کی معاون خادم ہیں ان ہی کے نام لیوا ٹھلوے ہیں۔

الغرض جس شخص کو سنتِ جماعت بننا منظور ہو، فرقہ ناجیہ کے دفتر میں اپنا نام درج کرنا مناسب سمجھتا ہو صَاحِبُ اَنَا عَلَیْکَ وَ اَصْحَابِی کا خواہاں ہو، پسند کرتا کرتا ہو اور اس کی سیر کا مشناق ہو تو اُس پر فرض ہے کہ صحاح ستہ کو مضبوط پکڑے سنے سُنائے پڑھے پڑھائے وعظ درس کہے کہلوائے۔ ان ہی کو مفتی بہا قرار دے۔ حدیث و تفسیر



منقول ہی کو علم سمجھے سمجھائے اور بعد جاننے سیکھے صرف نحو ضروری
 عربیت کے ان ہر دو کتاب سنت کے ماسوائے علوم سب کے سب
 کو کسب ہمز جانے تب کہیں دین اسلام کا حسن قبح نظر آئے گا ورنہ
 مرنے کے بعد حقیقت حال معلوم ہو جائے گا۔ صحاح ستہ میں برابر
 ہے پڑھنا قنوت کا اور نیز ترک قنوت کا۔ اور نیز سنن وغیرہ میں
 مروی ہے کہ نماز فجر میں ہمیشہ قنوت پڑھنے کو بعض صحابہ محدث بدعت
 کہا کرتے جیسا کہ سعید بن طارق نے اپنے باپ طارق صحابی سے
 دریافت کیا کہ آپؐ نے نماز پڑھی پیچھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ
 وسلم اور امیر المؤمنین ابوبکر اور امیر المؤمنین عمر اور امیر المؤمنین عثمان
 رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اور نیز پانچ برس نماز پڑھی یہاں کو فہم
 پیچھے امیر المؤمنین علیؑ کے بھلا بتاؤ تو اباجان کیا رسول اللہ صلی اللہ
 علیہ وسلم اور خلفائے اربعہ خاص کر نماز فجر میں قنوت پڑھتے تھے؟
 طارق نے کہا اے میرے بیٹے! یہ تو بدعت ہے۔ اور ایسے ہی ابن عباسؓ
 سے مروی ہے کہ انھوں نے بھی فرمایا کہ قنوت نماز فجر میں بدعت ہے
 جیسا کہ دارقطنی وغیرہ نے اُن سے نقل کیا ہے عَنْ سَعِيدِ بْنِ
 جُبَيْرٍ قَالَ أَشْهَدُ أَنِّي سَمِعْتُ ابْنَ عَبَّاسٍ يَقُولُ إِنَّ الْقُنُوتَ
 فِي صَلَاةِ الْفَجْرِ بَدْعٌ۔ اور ایسے ہی ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے
 بدعت کہا ہے جیسا کہ ابن عدی نے سند راہ بائسؓ کے ساتھ نقل
 کیا ہے عَنْ ابْنِ عُمَرَ أَنَّهُ ذَكَرَ الْقُنُوتَ فَقَالَ وَاللَّهِ إِنَّهُ لِبَدْعٌ۔

كَذَلِكَ فِي الرَّيْلِيِّ - اور نیز ابن عمرؓ سے منقول ہے کہ میں کسی صحابی سے
نماز فجر میں قنوت کا پڑھنا یا دہیں رکھتا ہوں جیسا کہ بیہقی وغیرہ نے
نقل کیا ہے حَيْثُ قَالَ عَنْ أَبِي مَجْلَزٍ قَالَ صَلَّيْتُ مَعَ ابْنِ عُمَرَ
صَلَاةَ الصُّبْحِ فَلَمْ يَقْنُتْ فَقُلْتُ لَهُ لَأَرَاكَ تَقْنُتُ فَقَالَ لَا
أَحْفَظُهُ عَنْ أَحَدٍ مِّنْ أَصْحَابِنَا

غرض کہ دعائے قنوت کا پڑھنا نماز فجر میں نہ حضرت رسول مقبول
صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے اور نہ صحابہ اور نہ خاص کر خلفائے
راشدین سے۔

ہاں حادثہ نازلہ و یا میضہ وغیرہ صدمات کے وقت برابر ہمیشہ
پنجگانہ نماز میں نہ خاص کر نماز فجر میں پڑھے جیسا کہ مغرب فجر میں قنوت
پڑھنا صحیح بخاری میں مروی ہے اور نیز سنن البوداؤد وغیرہ میں ہے
ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ ظہر عصر مغرب و عشاء فجر میں پے درپے
رکعت اخیرہ میں بعد رکوع کے قنوت باواز بلند حضرت پڑھتے تھے او
مقتدی لوگ آمین کہتے تھے۔ اور جب حادثہ وغیرہ موقوف ہوا تو قنوت
بھی موقوف ہوئی جیسا کہ جامع ترمذی وغیرہ صحاح کی کتابوں میں موجود
ہے اور خود انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ساتھ سند صحیح کے جیسے کہ
صحیح ابن خزیمہ میں مروی ہے کہ انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بلاریب
رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نہیں قنوت پڑھتے تھے مگر حادثہ نازلہ کے
وقت جیسا کہ تلخیص شبر میں حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے حَيْثُ قَالَ

وَرَوَى ابْنُ خُرَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ مِنْ طَرِيقٍ سَعِيدٍ عَنْ قَتَادَةَ عَنْ
النَّسِ أَنْ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَكُنْ يَقْنُتُ إِلَّا إِذَا دَعَا
لِقَوْمٍ أَوْ دَعَا عَلَى قَوْمٍ۔ اور نیز حضرت انس رضی عنہ سے مروی ہے
کہ جو شخص یہ کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز فجر میں قنوت ہمیشہ
پڑھتے تھے وہ جھوٹا ہے جیسا کہ حافظ ابن حجر نے تلخیص حیر میں بیان کیا،
رَوَى الْخَطِيبُ عَنْ عَاصِمِ بْنِ سُلَيْمٍ ثَلَاثًا لَا نَسِ إِنْ قَوْمًا
يَزْعُمُونَ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمْ يَزَلْ يَقْنُتُ فِي
الْفَجْرِ فَقَالَ كَذِبُوا إِنَّمَا قَنَنْتُ شَهْرًا وَاحِدًا يَدْعُو عَلَى حَيٍّ مِنْ
أَحْيَاءِ الْعَرَبِ، انْتَهَى۔

اور ایسے ہی امام ابن القیم رحمہ اللہ نے زاد المعاد میں بسط کے ساتھ لکھا،
کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو لوگ مجھ سے دوام قنوت نماز
فجر میں بیان کرتے ہیں وہ جھوٹے ہیں اور بعض کا شبہ کرنا کہ خطیب کی
روایت میں قیس بن ربیع ہے اور وہ ضعیف ہے تو قابل حجت نہ ہوگی
سو جو اب اس کا یہ ہے کہ یہ شبہ شبہ ہی ہے اور واقع میں کچھ بات نہیں ہے
کیونکہ صرف یحییٰ ہی نے ضعیف کہا ہے بہ سبب اس بات کے کہ وہ
حدیث کرتا ہے عبیدہ سے حالانکہ وہ حدیث اس کے پاس آئی ہے
منصور سے یعنی منصور کی جگہ عبیدہ کا نام لیتا ہے، سو یہ بات کچھ
اس کے ضعف کی نہیں ہے کیونکہ منصور اور عبیدہ دونوں ثقہ
نکے راوی ہیں۔ اور نیز آدمی کو وہم ہو ہی جاتا ہے اور ایسا کون ہے

محدثین میں سے کہ ایسی بات سے محفوظ رہا ہو۔ اور نیز باوجود اس کے باقی تمام محدثین نے قیس کو ثقہ پکارا وی کہا ہے جیسے کہ زاد المعاد میں بسط کے ساتھ لکھا ہے۔

اور نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قنوت نازلہ ہی کے وقت تھی نہ ہر وقت جیسا کہ حافظ ابن حجر نے تلخیص میں بسط کے ساتھ لکھا ہے کہ قنوت نازلہ ہی کے وقت مخصوص ہے حَيْثُ قَالَ ذَاكَ وَرَدَ مَا يَدُلُّ عَلَى أَنَّ الْقُنُوتَ يَخْتَصُّ بِالتَّوَارِثِ مِنْ حَدِيثِ أَنَسٍ أَخْرَجَهُ ابْنُ خُزَيْمَةَ فِي صَحِيحِهِ وَمِنْ حَدِيثِ أَبِي هُرَيْرَةَ أَخْرَجَهُ ابْنُ حِبَّانَ يَلْفِظُ كَانَ لَا يَقْنُتُ إِلَّا أَنْ يَدْعُوَ رَاحٍ أَوْ يَدْعُوَ عَلَى أَحَدٍ وَأَصْلُهُ فِي الْبُخَارِيِّ مِنَ التَّوْحِيدِ الَّذِي أَخْرَجَهُ مِنْهُ ابْنُ حِبَّانَ يَلْفِظُ كَانَ إِذَا ارَادَهُ أَنْ يَدْعُوَ عَلَى أَحَدٍ أَوْ يَدْعُوَ رَاحٍ قَنَتَ بَعْدَ الرُّكُوعِ اَلْتَّهْلِي اَوْرَئِزِ ابْنِ حَبَّانَ مِلِّ تَصْرِيحِ كِ سَاثَمُ حَضْرَتِ ابُو هَرِيرَه رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ سِے بِطَرِيقِ رَفْعِ كِ اَلْحَضْرَتِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّمِ ہِمیشہ دُعائے قنوت نماز فجر میں نہیں پڑھتے تھے جیسا کہ زیلعی میں موجود ہے۔ اور نیز خود حضرت انسؓ ہمیشہ دُعائے قنوت نماز فجر میں نہیں پڑھتے تھے جیسا کہ زیلعی میں غالب طحان سے منقول ہے قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَنَسٍ ابْنِ مَالِكٍ شَهْرَيْنِ فَلَمْ يَقْنُتْ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ اِلْتِمَئِي۔ اور نیز ابن سعد، ابن زبیر وغیرہ صحابہؓ سے منقول ہے کہ وہ دُعائے قنوت نماز فجر میں

نہیں پڑھتے تھے جیسا کہ زیلعی میں ہے۔

اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی وہ حدیث کہ جس میں مذکور ہے دوام پڑھنا قنوت کا نماز فجر میں اس کا حال سنئے :- اَوَّلُ تَوَدُّہ حدیث ضعیف ہے قابل حجت کے نہیں ہے کیونکہ اس کا راوی ابو جعفر رازی ہے اور وہ ضعیف راوی ہے خلط ملط کرنے والا ہے بھولتا بہت ہے۔ غلط غلط باتیں مسئلے اساتذہ مشہورین سے اکیلا ہی روایت کرتا ہے اور ہم سبق اُس کا کوئی بھی اُس کا ساتھ اس بات میں نہیں دیتا ہے۔ دوم حدیث کا مطلب مقصود وہ نہیں ہے جو شافعی سمجھے ہیں۔ قنوت کے معنی یہاں خاص دُعائے مخصوص کے نہیں ہیں بلکہ یہاں قنوت سے مراد طوالت ارکان نماز یعنی قراۃ قومہ وغیرہ میں دیر لگانا ہے جیسا کہ صحیح حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَفْضَلُ الصَّلَاةِ طَوْلُ الْقُنُوتِ یعنی افضل اولی بہتر وہ نماز ہے کہ جس میں قنوت یعنی قرأت اور دُعائے قومہ دراز ہو اور یہ اَظْهَرُ مِنَ الشَّمْسِ وَابْنِ مِّنَ الْأَمْسِ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام اور خاص کر خلفائے اربعہ کے زمانہ و موجودگی میں بہ نسبت اور نمازوں کے نماز فجر میں تمام ارکان نماز دراز ہوتے تھے جیسا کہ ماہر صحاح ستہ پر مخفی پوشیدہ نہیں ہے بلکہ خود اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے دَقْرَانِ الْفَجْرِ اِنَّ قُرْآنَ الْفَجْرِ كَانَ مَشْهُودًا ۝ یعنی فجر کی نماز میں قرأت وغیرہ طول طویل کیا کرو کہ وقت مقرر ہے فرشتے

حاضر ہوتے ہیں۔

اور نیز صحیح بخاری اور صحیح مسلم میں ثابت ہے کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ قومہ میں اس قدر دیر تک ٹھہرے رہتے تھے کہ بعض بعض لوگ اپنے زعم گمان میں یہ خیال کرتے کہ شاید آپ بھول گئے ہیں۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ تم ہی بھول گئے ہو کہ سنت کا خلاف کرتے کراتے ہو۔ میں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جیسی نماز پڑھتا ہوں کہ آپ قومہ وغیرہ میں ہمیشہ دم مرگ تک دیر ہی کے ساتھ نماز پڑھتے پڑھاتے تھے اور نیز انس رضی اللہ عنہ بہ سبب دیر لگانے کے قومہ میں اور نیز بہ سبب نہ بیٹھنے کے درمیان ہر دو سجدہ کے نمازیوں پر لعنت ملامت کیا کرتے تھے۔ اور نیز برابر بن عازبؓ سے صحاح میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رکوع سجود قومہ جلوس بین السجدتین برابر یعنی ایک دوسرے کے قریب قریب تھا۔ اور نماز فجر میں قرات بھی آپ بہ نسبت اور نمازوں کے زیادہ پڑھتے تھے یعنی ساٹھ سے سو آیت تک جیسا کہ صحاح ستہ میں موجود ہے۔ اور نیز آپ کی عادت تھی کہ جب قرات دراز پڑھتے تو رکوع سجود قومہ میں بھی دیر ویسی ہی لگاتے۔ اور جب قرات مختصر پڑھتے تو قومہ وغیرہ میں بھی اختصار کرتے جیسا کہ ماہر افعال اقوال نبویہ پر پوشیدہ نہیں ہے۔

اس بیان سے صاف ظاہر ہو گیا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں کچھ تعارض مخالفت نہیں ہے کیونکہ جس حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

علیہ وسلم ہمیشہ قنوت پڑھتے تھے، اس کا مطلب یہ کہ قومہ میں دعاء دیر تک پڑھتے تھے جس کا پہلے اس رسالہ میں بیچ بحث رکوع قومہ کے بیان ہوا نہ خاص کر اللہم اھد فی الدجوعوام الناس میں دعائے قنوت مشہور ہے۔ اور اگر شبہ کیا جائے کہ فجر کے ساتھ کیوں مخصوص کیا تو جواب اس شبہ کا یہ ہے کہ خاص کرنے کی وجہ یہ ہے کہ فجر کی نماز میں بنسبت اول نمازوں کے قومہ وغیرہ میں دیر زیادہ کرتے تھے بسبب دراز کرنے قرارت کے نماز فجر میں۔ اور چونکہ یہ وقت کا ہلی سستی کا ہے کہ لوگ عجلت جلدی بہت کرتے ہیں اس سبب سے خاص کیا کہ لوگوں کو عبرت ہو کہ ہم کس طرح نماز پڑھتے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کس طرح نماز پڑھتے تھے اور نیز سائل یعنی پوچھنے والے کے سوال کے مطابق جواب دیا یعنی اس نے پوچھا کہ نماز فجر کے قومہ وغیرہ میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیر کرتے تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ آپ کا قنوت یعنی ثناء دعاء قومہ وغیرہ میں دیر کرنا ہمیشہ تادم مرگ تھا اور ایسے ہی اس حدیث کا مطلب ہے کہ خلفائے اربعہ بھی ہمیشہ قنوت پڑھتے تھے یعنی نماز میں تعدیل ارکان خاص کر قومہ میں دیر کرتے تھے دم مرگ تک جیسا کہ زاد المعاد میں امام ابن قیمؒ نے بسط کے ساتھ لکھا ہے اور جن حدیثوں میں حضرت انسؓ وغیرہ صحابہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے اربعہ نے قنوت ہمیشہ نہیں پڑھی ہے بلکہ کبھی پڑھی ہے اور کبھی نہیں، اُن کا مطلب یہ ہے کہ قنوت یعنی دعاء یا بد دعاء بوقت نازلہ

حادثہ عارضہ کے پڑھتے تھے جب حادثہ موقوف ہوا تو قنوت یعنی دعا و بدعا بھی موقوف ہوئی جیسا کہ حضرت انسؓ وغیرہ کی تمام حدیثوں کے ملانے جمع کرنے سے معلوم ہوتا ہے جیسا کہ شروع بیان ہذا میں ہے۔ اب اس میں تمام حدیثوں کا ٹھیک ٹھیک مطلب کیا ورنہ کسی کا انکار کرنا پڑیگا اور کسی کو منسوخ کہنا ہوگا اور کسی میں تعارض مخالفت پیدا کرنی پڑے گی۔ اور یہ سب امور درست نہیں ہیں کہ اپنی عقل رائے قیاس سے قرآن حدیث میں دخل دیا جائے بلکہ سب کو اپنے اپنے موقع محل میں ماننا عمل میں لانا ضروریات دین سے ہے اور چونکہ لوگوں میں اَللّٰهُمَّ اٰھْدِنِیْ الْخَیْرَ پر اطلاق قنوت کا مشہور ہو گیا اس وجہ سے عوام خواص نے حضرت انسؓ کی حدیث میں بھی قنوت کا معنی وہی مشہور معنی مراد لے لیا حالانکہ قنوت کا اطلاق قیام سکوت دعا، خضوع وغیرہ پر بھی قرآن حدیث میں آیا ہے جیسا کہ ماہر قرآن حدیث پر پوشیدہ نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے **کُلُّ لَہٗ قَانُوْنٌ** اور نیز فرماتا ہے **اَمِّنْ ۚ هُوَ قَانِتٌ اَنۡ اَءَا الْاٰیِلَ الْاِخِرَۃَ** اور نیز فرماتا ہے **وَكَانَ**

۱۱ یعنی سب کے سب آسمان زمین والے فرشتے ہر بندچند خدا ہی کے لئے مطیع فرمانبردار ہیں بے بس لاچار ہیں۔ انسانوں کو چاہئے ظاہر باطن خدا کے قانون آسمانی علم کتاب و صفت کے تابع ہو کر رہیں سہیں۔ ۱۲

۱۲ بھلا جو شخص کہ فرمانبردار ہے گھڑیوں رات میں۔ ۱۳

۱۳ یعنی اور تھی مریم فرمانبرداروں میں سے، سب کو فرمانبردار ہونا چاہئے ۱۴

مِنَ الْقَائِلِينَ ۝ اور نیز فرماتا ہے وَقَوْمُوا لِلَّهِ فَلَانِيْنَ ۝
 اور فرماتا ہے يَسْرُبْكُمْ اِقْدُمْتُ لِرَبِّكَ۔ اور نیز فرماتا ہے اِنَّ اِمْرَءَهُمْ كَانَ
 اُمَّةً قَانِتًا لِلّٰهِ۔ اور نیز فرماتا ہے وَمَنْ يَّقْنُتْ مِنْكُمُ اللّٰهُ۔ اور نیز آنحضرت
 صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے اَفْضَلُ الصَّلَاةِ طَوَّلُ الْقَنُوتِ۔ پھر کہاں
 سے معلوم ہوا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں قنوت مشہور ہی مراد ہے
 یوں تو کہا ہی نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ قنوت اللہم
 اهْدِنِيْ الْخَيْرَ یا اواز بلند پڑھتے تھے اور پچھلے نمازی آمین آمین کہا کرتے
 تھے۔ اگر ایسا کہتے تو البتہ مفید مطلب ہوتا۔ اس میں تو صرف قنوت کا
 لفظ ہے اور قنوت کے معنی کثیر ہیں جیسا کہ بیان ہوا۔
 غرض کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے اربعہ وقت حادثہ نازلہ
 کے قنوت پڑھتے تھے نہ کہ ہمیشہ جیسا کہ صحاح ستہ اور اس کے متعلق کل
 حدیث کی کتابوں کے ماہر پر مخفی نہیں ہے۔

- ۱۱ اور کھڑے رہو اللہ ہی کے لئے ادب کے ساتھ خاموش چپ چاپ ۱۲
- ۱۲ اے مریم ابھڑی ہو جا تو اپنے رب کے لئے ۱۲۔
- ۱۳ بے شک ابراہیم تھا تو مودبانہ اللہ کے لئے ۱۲۔
- ۱۴ اور جو کوئی عورت نبی کی بیوی سے خدا کی مودبانہ اطاعت کرے ۱۲۔
- ۱۵ افضل نماز دراز قیام والی ہے ۱۲۔

اور نیز ایسے ہی بعض بعض نے حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جس میں مذکور ہے کہ دُعائیں ہاتھ نہیں اٹھائے دھوکہ کھایا کہ ہاتھ اٹھانے ہی کو وقت دُعائے کے مطلقاً منع کر دیا بلکہ بدعت کہنے لگے حالانکہ حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں اٹھانا ہاتھوں کا وقت دُعائے کے ثابت ہے۔ اس کا مطلب اور ہے اور اُس کا مطلب اور جیسا کہ ماہر فن حدیث پر پوشیدہ نہیں ہے۔

اور نیز یاد رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے خاص کر حادثہ نازلہ کی قنوت کے لئے کچھ الفاظ مقررہ معینہ مخصوص نہیں ہیں بلکہ جیسا محل موقع ہوتا ویسے ہی دُعائے بددُعائے کرتے البتہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کرام سے الفاظ مقررہ تعیین کے ساتھ منقول ہیں اُن کو وقت حاجت حادثہ ہو یا نہ ہو اگر طبیعت چاہے تو پڑھا کرے اور اگر ضرورت اشد ہو جیسا کہ آج کل ہے تو ضرور ہی صدق دل سے خشوع خضوع عاجزی انکساری ڈر ہیبت امید قبولیت کے ساتھ نماز میں رکوع سے پہلے بعد ختم کرنے قرارت کے یا پیچھے رکوع کے قنوت پڑھے لیکن پیچھے رکوع کے یعنی قومہ میں پڑھنا افضل اور اولیٰ ہے کہ اس طرف حدیثیں بہت صحیح ہیں اور نیز قومہ میں دیر لگانا شرعاً مطلوب ہے اور خلفاء کا بھی عمل اسی پر رہا ہے۔



دُعائے قنوت کا بیان

افکار اور طرانی وغیرہ میں حضرت عمرؓ حضرت علیؓ وغیرہ صحابہ کرامؓ سے منقول ہے کہ جب اُن پر دین کے بارے میں مصیبت پڑتی تو دشمنانِ دین کے لئے اللہ میاں سے یہ دعا کر لیا کرتے تھے کہ

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغِيْثُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَ
نَخْلَعُ مِنْ يَّفْجُرِكَ اَللّٰهُمَّ اَيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَ اَلَيْكَ
نَسْعٰی وَنَحْفَدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰی عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ
الْحَدَّ بِالْكَفٰرِ مُلْحِقٌ۔ اَللّٰهُمَّ عَذَابُ نَفَرَةٍ اَهْلِ الْكِتٰبِ الَّذِيْنَ
يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيَكْنُبُوْنَ رُسُلَكَ وَيَقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَآءَكَ
اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمٰتِ
وَاصْلِحْ ذٰاتَ بَيْنِهِمْ وَاَلْفُ بَيْنِ قُلُوْبِهِمْ وَاجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِهِمْ
الْاِيْمَانَ وَالْحِكْمَةَ وَثَبِّتْهُمْ عَلٰی مِلَّةِ رَسُوْلِكَ وَاَوْزِعْهُمْ
اَنْ يُّنْفِقُوْا بِعَهْدِكَ الَّذِيْ عَاهَدْتَ عَلَيْهِمْ وَانْصُرْهُمْ عَلٰی
عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اِلٰهَ الْحَقِّ وَاجْعَلْنَا مِنْهُمْ

(ترجمہ) اے اللہ! لائق گرو گرائے محبت رکھنے مانگتے مدد چاہنے

بخشش مانگتے خبر گیری کرنے کے۔ اے بیشک یعنی تحقیق ہم اقرار کرتے ہیں کہ نَسْتَغِيْثُكَ تجھ ہی سے دین دنیا کے کاموں میں مدد اعانت و سہیلہ یاری چاہتے ہیں اور چاہیں گے۔ وَاَوْزِعْهُمْ اپنے گناہ و قصور خطائیں

بھول چوک نافرمانیاں تجھ ہی سے معاف کراتے ہیں اور کرائیں گے۔
 وَ اور۔ لَا تَنْفُورُکَ بے قدری کریں گے ہم تیری کہ ہم اور کسی نبی ولی
 جن بھوت پاس گواہیوں میں یا ہم کسی کی نذر نیاز منت مانیں یا ہم تیری
 بات کلام مسئلہ فتوے کو ٹال ٹول دیں یا ہم تیرا یا تیرے رسول کا
 کہا ہوا حق چھپائیں یا ہم تیری توحید الوہیت کو چھوڑ دیں۔ وَ اور اقرار
 ہیں ہم کہ نُوْمِنُ ماننے ہیں۔ بِکَ تجھ ہی کو ان کاموں میں۔ وَ اور نَخْلَعُ
 چھوڑتے ہیں ہم۔ مَنَ یَفْجُرُکَ اُس کسی کو جو مخالفت کرے اپنا ہو خواہ
 بیگانہ۔ اَللّٰھُمَّ اے ان سب باتوں کے مستحق۔ اِیَّاكَ تَعْبُدُ خاص
 تجھ ہی سے محبت رکھتے ہیں ہم، خاص تیری ہی اطاعت فرمانبرداری کرتے
 ہیں ہم۔ خاص تجھ ہی پر بھروسہ تکیہ کرتے ہیں ہم، خاص تیرا ہی ڈر خوف
 رکھتے ہیں ہم، خاص تیرے ہی لئے خضوع خشوع گواہی انا عاجزی کرتے
 ہیں ہم، خاص تیرے ہی لئے تعظیمیں آداب بجالاتے ہیں۔ وَ لَکَ اور
 خاص تیرے ہی لئے نَصَلِّ نماز دعا درود و وظیفہ پڑھتے ہیں ہم۔
 وَ اور تیرے ہی لئے نَسْجُدُ سجدہ سر جھکانا، ماتھا ٹکانا، ذلیل پنا
 ظاہر کرتے ہیں ہم۔ وَ اور۔ اِلَیْکَ طرف تیرے ہی۔ نَسْعٰ سعی کوشش کرتے ہیں
 ہم۔ وَ اور نَحْفِدُ بہت ہی دوڑتے ہیں ہم۔ وَ اور نَرْجُو امید رکھتے
 ہیں ہم۔ رَحْمَتُکَ تیری ہی رحمت فضل انعام اکرام بخشش کی۔ وَ اور
 نَخْشٰی ڈرتے ہیں ہم عَنَّا اَبَکَ عذاب سزا مار بیکڑ تیری سے۔ اِنَّ
 تحقیق عَنَّا اَبَکَ عذاب تیرا۔ اِلْحَدًا واقعی۔ بِالْکُفَّارِ ساتھ بے قدروں

حق چھپانے والوں، توحید الوہیت کے چھوڑنے والوں کے۔ مُلْحَقٌ
 لاحق ملنے چھٹنے والا ہے۔ اَللّٰهُمَّ اے مالک بے پرواہ۔ عَذَابُ غَارَتِ
 نیست نابود کر تو کُفْرَةَ حق چھپانے والوں، حق پر عمل عقیدہ نہ
 رکھنے والوں، حق کی ہاں نہ کرنے والوں، توحید الوہیت چھوڑنے والوں
 کو، اَهْلُ الْکُتُبِ پڑھے لکھوں (یعنی مسلمانوں، یہودیوں نصرانیوں)
 میں سے۔ الَّذِیْنَ وہ جو۔ یَصْدُقُوْنَ روکتے باز رکھتے منع کرتے
 ہیں تیری مخلوقات یعنی بنی آدم کو۔ عَنْ سَبِيلِكَ تیرے سیدھے رستے
 سے جو قرآن حدیث ہے۔ وَ اَوْرِیْکَ یُوْنُ جھٹلاتے ٹکراتے ہیں
 رُسُلُکَ تیرے بھیجے ہوؤں کے کلام حکم مسئلہ فتوے کو (جو کتاب اللہ
 اور صحاح ستہ میں ہے) وَ اَوْرِیْقَاتُکَ لُوطَے جھکڑتے مارتے
 رہتے ہیں۔ اَوَّلِیَّاءِ لَکَ تیرے پیاروں دوستوں محبوبوں سے (جو
 سنت جماعت فرقہ ناجیمشہور الٰہدیت ہیں) اَللّٰهُمَّ اے ساری مخلوق
 کے مالک مختار۔ اِغْفِرْ نَجَشْشَکَ مَعَانِی دے پردہ پوشی کر لے مومنین
 اُن ماننے والوں مردوں کے لئے جو توحید الوہیت ذات صفات کو
 مضبوط پکڑے ہوئے ہیں۔ وَ اَوْرِیْزِ الْمُؤْمِنَاتِ ماننے والیوں
 عورتوں کے لئے۔ وَ اَوْرِیْزِ الْمُسْلِمَاتِ قرآن حدیث پر عمل کرنیوالوں
 مردوں۔ وَ اَوْرِیْزِ الْمُسْلِمَاتِ قرآن حدیث پر عمل کرنیوالیوں
 عورتوں کے لئے۔ وَ اَوْرِیْضِ سَنَوَارَ کُھیک ٹھاک کر تو
 ذَاتَ بَیْنِهِمْ کارِ بَارِ اُن کے جھکڑے فساد آپس کے وَ اَوْرِیْضِ

اَلْفُ اَلْفَتْ مَحَبَّتِ پیارا خلاص دے تو بَیْنِ درمیان قُلُوْ بِہِمُ
ان کے دلوں کے۔ وَاوْرَا جَعَلُ کر تو فی دِیْنِ قُلُوْ بِہِمُ ان کے دلوں
کے۔ اَلَا یٰہٰنَ تَوْحِیْدِ (یعنی قرآن) وَاوْر۔ اَلْحِکْمَہُ سُنَّتِ (یعنی
حدیث) وَاوْر۔ ثَبَّتْہُمْ ثَابِتِ قَدَمِ رُکھ تُو اُن کو۔ عَلٰی اُوپر سَلَّہُ
طریقہ مذہب چال چلن۔ رَسُوْلُکَ سچے انا پیر مرشد بھیجے ہوئے
تیرے کے جن کا نام اہل ربِّ مُحَمَّدٌ صلی اللہ علیہ وسلم وَاوْر
اَوْرَ عَہْمُ بُو اسطہ الہام کے توفیق دے تُو اُن کو۔ اَنْ اِس امر
کی کہ یُوْفُوْ اُوپر اکر یں بَعْدَ اَلْاَعْمَدِ قول اقرار پیمان تیرے کو
اَلَّذِیْ وَہ جو عَاہِدُ تَہْمُ عہد لیا تو نے اُن سے۔ وَاَنْصُرُ
ہم اور مدد کر تُو اُن کی۔ عَلٰی اُوپر عَدُوْکَ اپنے دشمنوں۔
وَاوْر عَدُوْہِمُ ان کے دشمنوں کے۔ اِلَہِ اے معبود بزرگ
اَلْحَقُّ سچے۔ وَاوْر۔ اَجْعَلْنَا کر تو ہم کو بھی مِثْلُہُمْ ان ہی میں سے
ہر مرد عورت مدعی اسلام پر فرض ہے کہ اس دعا قنوت کے
معنی کو خوب سمجھے اور اپنے عمل عقیدہ کو اس کی تعلیم کے موافق
درست کرے کراے کیونکہ نجات ایمان اسلام آخری اسی پر موقوف
ہے اور اگر اس کے سوا عقیدہ ہو تو یاد رہے کہ وہ ایمان اسلام دنیاوی
ہے۔ اس پر نجات آخری نہیں ہے۔ اس قنوت کے معنی پر اکتفا
کیا گیا ہے زیادہ بشرح نہیں کی گئی۔ اگر اللہ تعالیٰ کو توحید الوہیت
اتباع سنت نبوی نصیب کرنا منظور ہوا تو اسی سے کام چل جائیگا

ورنہ وَمَنْ كَانَ فِي هَذِهِ اَعْمٰی فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰی کا مضمون موجود ہے یعنی جو مختصر معنی مطلب سے اندھا ہے سو وہ شرح یعنی کھولنے سے اور زیادہ اندھا ہو گا مگر وفار عہد قول اقرار کا تھوڑا سا مطلب کھولا جاتا ہے راضی رہو خواہ ناراض سو تم سنو اے میرے بہن بھائیو! ہو شیار ہو کہ شاید ہم تم پر فضل خدا ہو جائے۔

ایمانے عہد کا بیان

اول عہد بیان کہ پورا کرنا اس کا ہم پر فرض ہے تو حیدر الوہیت ہے کہ اس میں ہرگز ہرگز کوئی بھی بہ سبب غفلت جہالت تقلید کی معذور نہ کیا جائے گا برابر جہنم رسید ہو گا جیسا کہ اللہ پاک اپنے کلام پاک میں فرماتا ہے وَإِذَا أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوا بَلٰی شَهِدْنَا أَن نَقُولُوا يَوْمَ الْقِيَمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِينَ ۝ أَوْ تَقُولُوا إِنَّمَا أَشْرَكَ آبَاؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَكُنَّا ذُرِّيَّةً مِّنْ بَعْدِهِمْ أَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُونَ ۝ یعنی یاد کرو اور کرو اس وقت کو کہ جب الیا عہد بیان قول اقرار تمہارے مالک نے آدم کی اولاد پر پشت سے سب کو ایک جگہ حاضر کر کے کہ میں تمہارا ربی خبر گیراں مالک آقا ہوں یا نہ؟ سب کے سب نے ہاں کی کہ مالکا! تو ہی ماننے کے لائق ہے تیری ہی الوہیت تعظیم تکریم اطاعت نیاز نذر منت ہیبت ڈر خوف محبت بھروسہ امید نفع نقصان

ایکے طور پر بجلائیں گے، کسی ایراعیہ اپنے بیگانے کو تیری توحید الوہیت میں شریک ہرگز نہ کریں گے اس لئے کہ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ غِثُکے سچ ہے جس کا کھائیے اس کا کائیے۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا سب کو حاضر جمع اکٹھا کر کے قیامت تک ہونے والی اولاد آدم مرد و عورت نیک بد امیر غریب عالم جاہل سے کہ ہم نے تم سب کو حاضر کر کے شاہد گواہ ایک دوسرے پر بنا کر اقرار لیا تاکہ تم لوگ قیامت کے دن جھوٹے سچے عذر حیلے بہانے بنا کر نہ کہو کہ ہم تو اس توحید الوہیت سے غافل بے خبر تھے یا یوں کہو کہ شرک تو ہمارے بڑوں بوڑھوں نے مروج کیا۔ مولود گیارہویں عرس تعزیه نیاز نذر، تقلید وغیرہ امور شرکیہ اور رسوم بدعیہ اپنے بیگانوں میں پھیلا گئے جاری کر گئے، ہم تو انکی ذریات یعنی جھوٹے تھے جیسا کہ انکو کرتے کرتے دیکھا وہی انکے بعد ہم بھی کرتے کرتے رہے کیا پس اے مالک ہمارے ہم کو ہلاک کرتا ہے اُن اعتقادوں عملوں کی وجہ جو ہمارے بڑے بوڑھوں جھوٹوں نے رکھے رکھوائے کرے کرائے۔ سچ ہے اپنی اپنی کرنی اپنی اپنی بھرنی۔ کوئی کسی کی گور میں نہیں جائیگا اور حق کے اظہار کرنے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے محل میں ایسے الفاظ بولنا جھوٹ ہے۔

دوسرے عہد کا بیان

دوسرا عہد تنبیوں، خلیفوں عالموں مولویوں سے لیا گیا ہے کہ

علم آسمانی یعنی قرآن حدیث کو لوگوں پر ظاہر کرنا ہوگا، ہرگز ہرگز چھپانا ہوگا۔ اگرچہ جان مال کا ضرر نقصان ہو ورنہ بہت ہی بُرا انجام کار ہوگا جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ لَتُبَيِّنُنَّهُ لِلنَّاسِ وَلَا تَكْتُمُونَهُ فَنَبَذُوهُ وَرَاءَ ظُهُورِهِمْ وَاشْتَرَوْا بِهِ ثَمَنًا قَلِيلًا فَبُخْسُ مَا يَشْتَرُونَ ○ الآية۔ ترجمہ اس آیت کا صفحہ ۳۵۵ میں گزر چکا ہے وہاں سے یاد کرنا عمل عقیدہ درست کرنا لازم ضروری امر ہے اور نیز اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو علماء و اعظما درس کہنے والے مولوی پڑھنے پڑھانے والے علم آسمانی قرآن حدیث کو کہ جس میں احکام واضح کئے ہوئے ہیں اور ہدایت بھی اسی میں ہے چھپاتے ہیں سو وہ بیشک اللہ تعالیٰ کے نزدیک ملعون مردود ہیں اور تمام مخلوقات اُن پر لعنت پھٹکا رکھتی ہے جیسا کہ فرمایا ہے سبحانہ و تعالیٰ نے إِنَّ الَّذِينَ يَكْتُمُونَ مَا أَنزَلْنَا مِنَ الْبَيِّنَاتِ وَالْهُدَىٰ مِنْ بَعْدِ مَا بَيَّنَّاهُ لِلنَّاسِ فِي الْكِتَابِ أُولَٰئِكَ يَلْعَنُهُمُ اللَّهُ وَيَلْعَنُهُمُ اللَّعِينُونَ ○ الآية۔ یعنی جو علماء کتاب اللہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے احکام مسائل کو چھپاتے ہیں جو کہ سراسر ہدایت ہی ہدایت ہیں اور صاف ہی صاف کلمہ کھلا ہیں سو یقیناً ایسے مولویوں حق پوشوں پر خدا کی پھٹکار ہے اور جو بھی چھوٹی بڑی مخلوق خدا ہے وہ سب کی سب ایسے وعظ درس کہنے والوں کو پھٹکاری بناتی بنواتی ہے۔

تیسرے عہد کا بیان

تیسرا عہد اقرار خاص عام سے یوں لیا گیا ہے کہ جب کبھی تمہارے پاس کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ پہنچی یا کوئی اللہ والا کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق مطابق مسائل احکام بیان کرے کرائے یعنی قرآن اور صحاح ستہ کی تصدیق کرے کرائے تو ضرور ضرور اس کو ماننا ہوگا اور اس کی مدد عانت مال جان سے کرنی ہوگی ورنہ تمہارا نام دفتر فساق فجار میں درج کیا جائیگا جیسا کہ فرماتا ہے

اللہ تعالیٰ اپنے کلام پاک میں بطور پیشین گوئی کے **وَإِذَا أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيْتُكُمْ مِنْ كِتَابٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مُصَدِّقٌ لِمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنْصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِي قَالُوا أَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوا وَأَنَا مَعَكُمْ مِنَ الشَّاهِدِينَ** ○ **فَمَنْ تَوَلَّىٰ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ**

یعنی یاد کرو کہ اس وقت کو کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے عہد پیمان لیا آسمانی خبروں کے بیان کرنے والوں پہنچانے والوں سے کہ جب کبھی میں تم کو دوں آسمانی علم کتاب سنت کی پکی سچی مضبوط محکم باتیں قرآن حدیث کے احکام مسائل پھر اپنے تمہارے پاس کوئی احکام خدا پہنچانے والا جو تصدیق کرے کرائے اُن ہی پکی سچی باتوں قرآن حدیث کی تو ضرور ضرور اس کے مسائل کی ہاں کرنی کرانی ہوگی تم کو اور ضرور ضرور

اس کی مدد اعانت طرف داری اپنی مال جان سے کرنی کرانی تمہرے فرض ہوگی وہاں ہی اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا سب سے مخاطب ہو کر کیا اقرار کیا تم نے یا نہیں اور اس عہدیمان میرے کو مضبوط پکڑا تم نے یا نہیں؟ سب وہیں بولے کہ حضور! ہم سب نے اقرار کیا۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا تم سب کے سب گواہ شاہد رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ شاہدوں میں سے ہوں۔ پس جو کوئی پھر جائے گا بعد اس اقرار عہدیمان کے سو وہی قاسق ہیں۔

اور نیز عام خاص سے عہد لیا گیا ہے کہ جہاں کہیں قرآن حدیث کا انکار استہزاء ٹھٹھا کیا جائے وہاں مت بیٹھنا ہوگا ورنہ تم بھی اُن ہی کے مانند مثل ہو یعنی منافق کافر کا کام ہے قرآن حدیث کا انکار کرنا۔ قرآن حدیث کے عمل عقیدہ پر استہزاء ٹھٹھا مسخر این اٹا انا سو ایسے لوگوں اور اُن کے ہم پیالہ ہم نوالہ ہونے والوں کو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم ان سب کو جہنم رسید کریں گے جیسا کہ فرمایا ہے وَقَدْ نَزَّلَ عَلَيْكُمْ فِي الْكِتَابِ أَنْ إِذَا سَمِعْتُمْ آيَاتَ اللَّهِ يُكْفَرُ بِهَا وَيُسْتَهْزَأُ بِهَا فَلَا تَقْعُدُوا عَنْهَا حَتَّىٰ يَخُوضُوا فِي حَدِيثٍ غَيْرِهَا إِنَّكُمْ إِذَا مَثَلْتُمْ إِلَّا لِيْلَةٍ يَعْنِي اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے کلام اللہ میں یہ حکم نازل فرمایا ہے کہ جب کبھی تم اللہ کے مسائل کا انکار یا ان پر استہزاء ٹھٹھا کرنا کرنا سنو تو ہرگز ہرگز انکار ٹھٹھا کرنے والوں کے پاس مت بیٹھو جب تک کہ اس کو چھوڑ کر اور بات چیت میں نہ لکیں ورنہ تم بھی



ہو بہو ویسے ہی ہو جیسے وہ کافر منافق ہیں۔

اور ایسے عہد شکن قول اقرار پر نہ رہنے والے کے حق میں یوں ارشاد ہوا ہے کہ یہ لوگ گمراہ ہیں فاسق ہیں مفسد ہیں بیاں کار ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَمَا يُضِلُّ بِهِ إِلَّا الْفَاسِقِينَ
الَّذِينَ يَتَقَصُّونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ الْآيَاتِ۔

اور نیز ایسے عہد پر قائم نہ رہنے والوں کے بارے میں یہ حکم رب العالمین کا چڑھا ہے کہ ایسے ہی لوگ اللہ کے حکموں کو کاٹتے برباد کرتے ہیں اللہ کی تعلیموں کو پس پشت ڈالتے ہیں۔ زمین میں فساد برپا کرتے پھرتے ہیں لعنتی بھٹکا رہے ہوئے دوزخی ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالَّذِينَ يَتَقَصُّونَ عَهْدَ اللَّهِ مِنْ بَعْدِ مِيثَاقِهِ وَيَقْطَعُونَ مَا أَمَرَ اللَّهُ بِهِ أَنْ يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِي الْأَرْضِ أُولَٰئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوءُ الدَّارِ ۝

اور نیز اس مضمون کی بہت سی آیتیں ہیں جیسا کہ ماہر کلام اللہ پر تحقیق نہیں ہے، صرف قدر قلیل کے ساتھ بیان میں تفصیل کی گئی کہ آدمی غور سے

لے یعنی اور نہیں گمراہ کرتا ساتھ اس مثال فرمودہ خط کے مگر فاسقوں کو جو لوگ توڑتے ہیں عہد اللہ کے کو بعد مضبوطی اُس کی کے ۱۲۔ منہ سلمہ ربہ۔

۱۱ یعنی اور وہ لوگ جو توڑتے ہیں عہد اللہ کے بعد مضبوطی اُس کی کے اور کاٹتے ہیں اُن حکموں کو جن کے جوڑنے ملائے کا حکم فرمایا ہے اور فساد کرتے پھرتے ہیں زمین میں جن کیلئے لعنت ہے اور برا گھر ہے جہنم کا ۱۲۔ منہ سلمہ ربہ۔

دیکھئے کہ تم نے کیا کیا خیالی پلاؤ پکار رکھے ہیں اور اللہ میاں کے نزدیک ہمارا شمار کن میں ہو رہا ہے۔ افسوس صد افسوس کہ تم بڑی ہی غفلت میں بیڑے ہوئے ہیں۔ یا اللہ! ہم کو جبکا دے ہو شیار کر دے کتاب اللہ سنت رسول اللہ یعنی کلام اللہ اور صحاح ستہ کا پابند کر دے آمین کم آمین۔

اب سنئے جو لوگ کہ اس عہد اقرار کے پابند ہو رہے ہیں اسی کے پورے کرنے کی فکر میں دن رات گزارتے ہیں۔ آسمانی علم یعنی قرآن شریف اور صحاح ستہ ہی کو حق جانتے ہیں اسی کو کسوٹی ٹھہرا رکھا ہے سوائے حق میں حکم احکم الحاکمین کا یوں وارد ہوا ہے کہ یہی لوگ بینا آنکھوں والے ہیں۔ یہی لوگ عقل مند ہیں۔ ان ہی لوگوں کیلئے انجام کار اچھا ہے۔ یہی لوگ جنت عدن کے مستحق ہیں۔ یہی لوگ ہیں جنکو فرشتے سلام کریں گے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اَفَمَنْ يَتْلُمُ آتْمَا نُزِّلَ إِلَيْكَ مِنْ رَبِّكَ الْحَقُّ كَمَنْ هُوَ أَعْلَىٰ إِنَّمَا يَتَذَكَّرُ أُولَٰئِكَ الْبَابِ ۝ الَّذِينَ يُؤْفُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَلَا يَنْقِضُونَ الْمِيثَاقَ ۝ الْآيَةُ خدا کے عہد اقرار پر رہنے والوں کے لئے بہت کچھ اللہ رسول کی طرف سے منقول ہے مگر ایمان والے کے لئے یہی بس اور کافی ہے کیونکہ یہ رسالہ طوالت کی گنجائش نہیں رکھتا ہے و یا اللہ التوفیق۔

حضرت علیؑ کا قنوت

طبرانی وغیرہ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ وہ

لوگوں کو یہ قنوت بھی سکھایا کرتے تھے اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغِيْرُكَ
وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُشِيْ عَلِيْكَ الْخَيْرَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَحْلَعُ وَنَتْرُكُ
مَنْ يَفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اَيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَآلِيْكَ
نَسْعِيْ وَنَحْفَدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخْشَى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ
الْجَدَّ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقٌ۔ اَللّٰهُمَّ عَذِّبْ كَفَرَةً اَهْلِ الْكِتَابِ
وَالْمُشْرِكِيْنَ يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيَجْعَلُوْنَ آيَتِكَ وَ
يَكْنُبُوْنَ رُسُلَكَ وَيَتَعَدَّوْنَ حُدُودَكَ وَيَدْعُوْنَ مَعَكَ اِلٰهًا
اٰخَرَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اَنْتَ تَبَارَكْتَ وَتَعَالَيْتَ عَمَّا يَقُوْلُ الظَّالِمُوْنَ
عَلُّوْا كَثِيْرًا ○ (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اے مالک ربیٰ عالم سرور اعظم،
بزرگی والے ہر چیز کی خبر رکھنے والے، دبذہ شان شوکت والے تمام
جہان کی حاجتیں روا کرنے والے سب سے نرالے۔ اِنَّا بِلَا رِبِّیْ ضَرُوْرِی
ہم نَسْتَغِيْرُكَ تجھ ہی سے دین دنیا کے کاموں میں مدد چاہتے ہیں۔
وَاور نَسْتَغْفِرُكَ خطاؤں گناہوں بھول چوک سے بخشش معافی چاہتے
ہیں ہم تجھ ہی سے۔ وَاور نُشِيْ تعریف بڑائی کرتے ہیں۔ عَلِيْكَ اوپر
تیرے۔ اَلْخَيْرُ اچھے اچھے القایوں عمدہ عمدہ الفاظوں کے ساتھ۔
وَلَا اور نہیں نَكْفُرُكَ بے قدری ناشکری کرتے ہیں تیری۔ وَنَحْلَعُ
اور الگ ہوتے ہیں۔ وَنَتْرُكُ اور چھوڑ چھاڑ دیتے ہیں ہم حصہ بجز
بھاجی کا لینا دینا ملنا جلنا مَنْ يَفْجُرُكَ اس شخص سے کہ مخالفت
نافرمانی حکم عدولی کرتا ہے تیری اپنا ہو خواہ بے گانہ۔ اَللّٰهُمَّ اے معبود

محبوب مطلوب ہمارے۔ اِیَّاكَ فَخَاصَّ تَجْهِي سَے نَعْبُدُ اپنے بیگانے چھوٹے
 بڑے بزرگ، نبی کو تیرے مقابلہ میں عاجز محتاج ذلیل جان کر پیار
 بھروسہ ڈر رکھ کر تجھ ہی کو راضی رکھنا چاہتے ہیں ہم۔ وَلَئِكَ اَوْتِرَے ہی
 لئے نَصَلِّیْ نماز پڑھتے ہیں، نہ کسی نبی ولی کے لئے کہ نماز غوثیہ یا نماز رسولیہ
 پڑھیں یا پڑھائیں۔ وَنَسْجُدُ اور تیرے ہی لئے سر جھکاتے تعظیم میں
 بجالاتے ہیں ہم، نہ کسی نبی ولی کے لئے۔ وَارِیْكَ اور طرف رضا مندی
 تیری ہی کے۔ نَسْتَعِیْ سچی کوشش کرتے ہیں ہم وَنَحْفِدُ اور ڈر ہیبت
 تیری ہی خدمت نہ بجالانے کے سبب سے دوڑتے پھرتے ہیں ہم۔

وَنَرْجُو اور امیدوار ہیں رَحْمَتَكَ فضل کرم تیرے کے۔ وَتَخْشٰی
 اور ڈر پگھل رہے ہیں عَذَابَكَ مار پیٹ سزا تیری کی سے۔ اِنَّ بَیْشَکْ
 عَذَابَكَ مار پیٹ تیری اِلْجَدَّ سچی واقعی بِالْكَفَّارِ ساتھ توحید الوہیت کے

۱۔ نماز فجر کے بعد قطب کی طرف منہ کر کے دست بستہ ہو کر بعض کھڑا ہو کر بعض چند قدم
 چل کر شیخ عبدالقادر جیلانی سے اپنی دنیاوی دینی مقاصد حل کرنے کے لئے طرح طرح
 کے الفاظ شریک بولتے اور پڑھتے ہیں مثلاً یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیخ عبداللہ وغیرہ
 اس کو نماز غوثیہ کہتے ہیں۔ العیاذ باللہ ۱۲۔ منہ

۱۳۔ اکثر لوگ مرد عورت عالم جاہل یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ سنت جو فرضوں کے قبل یا
 بعد پڑھی جاتی ہیں یہ رسول کی ہیں اور نیت کرنے کے وقت یوں نیت کرتے ہیں چار یا
 دو سنت پڑھتا ہوں رسول کے لئے اور منہ کرتا ہوں قبلہ کی طرف، یہ سب کام بدعت ہیں
 فرض سنت نقل نماز اللہ ہی کے لئے ہے نہ غیر اللہ کے لئے ۱۲۔ منہ

چھوڑنے والوں حق کے چھپانے والوں کے مُلحق چھٹے والی ہے یعنی جو کچھ کہ بیان ہوا اس کا نام ہے توحید الوہیت اب جو اسکو چھوڑے، حق جو قرآن حدیث میں مذکور ہے اسکو چھپائے وہ بلاریب کافر ہے اس کو اللہ عذابِ آخرت میں گرفتار کریگا اَللّٰہُمَّ لے ہمارے سارے کام بنائیو اے عَذْبُ عذاب کر تو کُفْرَۃ حق کے چھپانے والوں توحید الوہیت کے چھوڑنے والوں کو اَہْلِ الْکِتٰب پڑھے لکھوں میں سے یعنی آسمانی علم سے واقف ہونے والے مراد ہیں اور وہ تین فِریق ہیں اور تینوں ہی اہل کتاب کہلاتے ہیں یہود نصاریٰ مسلمان۔ وَا اور عذاب کر تو الْمُشْرِکِیْنَ شرک کرنے والوں کو۔ اَلَّذِیْنَ وہ کافر مشرک کہ یُضَدُّوْنَ روکتے ہیں اپنے بیگانوں مرد عورتوں کو عَنِ سَبِیْلِکَ راہ تیری سے جو صحاح ستہ میں ہے۔ وَیَجْحَدُوْنَ اور دیدہ و دانستہ انکار کرتے ہیں اٰیٰتِکَ مسئلوں فتوؤں باتوں تیری کا۔ وَیَکْذِبُوْنَ اور جھٹلاتے ہیں رُسُلَکَ بھیجے ہوئے نبی تیرے کے کلام فتوے حدیث کو وَیَتَعَدُّوْنَ اور گزرتے ہیں حُدُودَکَ حدوں تیری سے۔ وَاوْرِیْدُوْنَ ٹھیراتے ہیں وہ ان کاموں کے کرنے کے لائق مَعٰکَ ساتھ تیرے اِلٰہًا بزرگ آخر اور کو جو با سوا تیرے ہیں حالانکہ لَا نہیں ہے کوئی اِلٰہ لائق نذر نیاز کرنے منت ماننے چڑھاوا چڑھانے محبت رکھنے اطاعت کرنے عاجزی انکساری ظاہر کرنے بزرگی تعظیم دل میں جانے کے کہ اس کی راہ سے مرد عورتوں کو نہ روکا جائے۔ دیدہ و دانستہ اُس کے

قانون کا انکار نہ کیا جائے اس کے ایچیوں پیغام پہنچانے حکم احکام
سنانے والوں کو جھٹلایا مکرایا نہ جائے۔ اس کی حد بندی سے آگے
نہ گزرا جائے۔ اس کے جوڑ توڑ کا دوسرا تیسرا نہ کھڑا کیا جائے کہ اُسکی
محبت عظمت خوف ڈر میں اگر اپنا مال جان فدا کیا جائے۔ اِلا مگر
اَنْتَ تَوْبٰی ہے تَبَارَكْتَ بڑی برکتوں والا ہے تو۔ وَاَوْرَتَعَالٰیث
برتر بہت ہی اونچا ہے تو عَمَّا انْ عَلُوں عقیدوں وصفوں سے کہ
یَقُوْلُ کہتے سنتے ہیں۔ اَلظَّالِمُوْنَ مشرک بدعتی عَلُوْا برتر ہونا
کَبِیْرًا بڑا۔

اس قنوت کے معنی کے موافق عمل عقیدہ درست رکھنا
پکے سچے مسلمان بننے کی علامت ہے ورنہ منہ سے تو ابو جہل وغیرہ
بھی اپنے کفر شرک بدعت کا اقرار نہیں کرتے بلکہ اپنے آپ کو حنیف
مُوحِّد مسلمان کہتے کہلاتے تھے جیسا کہ حدیث تفسیر کے ماہر پر
پوشیدہ نہیں ہے۔

قنوت میں پڑھنے کی دُعا

امام بیہقی کی سنن کبریٰ ابن ابی شیبہ کے مصنف میں حضرت عمرؓ اور
حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے موقوفاً منقول ہے پڑھنا اس قنوت
کا کبھی وہ بھی یہ اَللّٰهُمَّ اَعِزَّنَا وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَ
اَلْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَلْفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاَصْلِحْ ذَاتِ

بَيْنَهُمْ وَانصُرْهُمْ عَلَىٰ عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ ۝ اللَّهُمَّ الْعَنِ
الْكُفْرَةَ الَّذِينَ يَصُدُّونَ عَنِّي سَبِيلَكَ وَيَكِيدُونَ لُزْكَ
وَيَقَاتِلُونَ أَوْلِيَاءَكَ ۝ اللَّهُمَّ خَالَفَ بَيْنَ كَلِمَتِهِمْ وَزَلَزَلْ
أَقْدَامَهُمْ وَأَنْزِلْ بِهِمْ يَأْسَكَ الَّذِي لَا تَرْدُهُ عَنِ الْقَوْمِ
الْمُجْرِمِينَ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ۝ اللَّهُمَّ
إِنَّا نَسْتَغِيثُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُتِنِّي عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَلَا نَكْفُرُكَ
وَنُخْلَعُ وَنُتْرَكُ مَنْ يَفْجُرُكَ ۝ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ
اللَّهُمَّ إِنَّا لَكَ تَعَبٌ وَلَكَ نَصْلٌ وَلَسْجُدٌ وَإِلَيْكَ نَسْعَى وَنَخْفِدُ
وَنُخْشِي عَذَابَكَ الْجِدِّ وَتَرْجُو رَحْمَتَكَ إِنَّا عَدَا أَبَا الْجِدِّ
بِالْكَفَارِ مُلْجِقٌ (ترجمہ) اللَّهُمَّ اے مالک حاکم سردار مرنے، گناہ
خطاؤں کے بخشے معاف کرنے والے، مستحق کرگڑا لے محبت رکھنے
عظمت بزرگی دل میں رکھنے کے۔ اغفر پردہ پوشی کرتو لٹنا ہمارے
گناہوں کی۔ واور پردہ پوشی کر لٹو مہینے ان مردوں کے چھوٹ
بڑے گناہوں کی جو تیری توحید الوہیت اتباع سنت نبی ہی کو
مانتے ہیں۔ واور پردہ پوشی کر تو۔ اَلْمُؤْمِنَاتِ ان عورتوں کے صغیرہ
کبیرہ گناہوں کی جو تیری توحید الوہیت اتباع سنت ہی پر یقین رکھتی
ہیں۔ واور پردہ پوشی کر تو اَلْمُسْلِمِينَ اُن مردوں کے گناہوں
خطاؤں بھول چوک کی جو تیرے بھیجے ہوئے سچے اما نبی ہی کی (جن کا
نام اطر ہے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اتباع پیروی حکم برداری

کرتے کرتے ہیں۔ واور پردہ پوشی کرتو شاہان شاہا المسلمین
 اُن عورتوں کے گناہوں خطاؤں بھول چوک کی جوتیرے مقرر کئے ہوئے
 سچے امام محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی اتباع اطاعت کرتی کراتی ہیں۔ و
 اور اَلْفُ محبت پیارا اتحاد سلوک سے رکھ اَلْفَتْ ڈال تو مؤثفا!
 یٰنِیْنِ درمیان قُلُوْبِهِمْ دلوں ایسے مردوں اور عورتوں کے۔ و
 اور اَصْلِحْ سنوار ٹھیک ٹھاک کر دے تو مصلحا! ذَاتَ بَیْنِهِمْ
 ان کے کاروبار دین دنیا کے بغض عداوت آپس کے۔ واور
 اَصْرُهُمْ مدد اعانت یاری کرتو ایسے مردوں اور عورتوں کی
 عَلٰی اوپر عَدُوًّا اپنے مخالفوں دشمنوں کے۔ واور اوپر
 عَدُوًّا ان کے مخالفوں دشمنوں بیروں کے۔ اَللّٰهُمَّ لے اس
 لائق کہ جو چاہے سو کر دکھائے اَلْعَن لَعْنَتِیْ ملامتی دیکر رحمت فضل اپنے
 سے دُور کرتو اَلْکُفْرَةَ کافروں توحید کے چھوڑنے والوں، حق کے
 چھپانے والوں کو اَلْذِیْنِ کافروہ لوگ (دہوتے) ہیں کہ یَصْدُوْنَ
 روکتے ہیں (اللہ کی مخلوق نبی کی امت کو) عَنْ سَبِيلِکَ راہ تیری
 یعنی عمل عقیدہ صحاح ستہ ترجمہ کلام اللہ کے) سے واور یُکَذِّبُوْنَ
 جھٹلاتے ہیں تاویل میں کر کے دائیں بائیں عمل عقیدہ سے پھرتے پھرتے
 ہیں رُسُلَکَ ایلچیوں قاصدوں تیرے بھیجے ہوؤں کی بات حدیث کو
 (یعنی جو مرد عورت ایک رسول کی بات حدیث) نہ مانے تو گویا اُس نے
 تمام رسولوں کی بات نہ مانی۔ واور یُقَاتِلُوْنَ (مارتے پیٹتے محلہ، مسجد

شہر، عہدہ سے باہر نکال کھڑا کرتے) لڑتے ہیں۔ اُولَیَئِكَ دُوسْتُوں
 پیاروں تیرے (سچے امام محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع تقلید کرنیوالوں)
 سے۔ اَللّٰهُمَّ اے مالکِ مہربانِ غریب پرور سب اختیار والے خالِف
 خلاف تفرقہ پھوٹ ڈال تُو بَیْنَ درمیان کَلِمَتِہُمْ فتوؤں مسئلوں
 باتوں اُن کی کے تاکہ ان کے آپس میں اختلاف واقع ہو اور اُنکا اتفاق
 ایک ٹوٹنا نظر آئے۔ وَ اَوْرِ زَلْزَلْ ہلا پھسلاوے اَقْدَامُہُمْ قدموں
 اُن کے کو کہ نہ ثابت قدم رہ سکیں لڑائی مقابلہ مباحثہ میں۔ وَ اَوْرِ
 اَنْزِلْ اُتار تُو بَیْہِمُ اُن پر بِاسْطَرِ عذاب و وبال اپنا اَلْذِّخْرِ وہ جو لا نہیں
 تُو دُکَّار دکر تاروکتا ہے تُو اُس تکلیف سختی عذاب و وبال کو عَنِ الْقُوٰرِ
 الْمُجْرِیْمِیْنَ قوم مجرموں گنہ گاروں خارجیوں، باغیوں، حکمِ عہدِ ولی
 کرنے والوں سے کُڑ کُڑا کر دُعا کرتا کرتی، ہوں میں۔ بِسْمِ اللّٰہِ
 ساتھ مدد و وسیلہ برکت نامِ پاک اللہ کے۔ الرَّحْمٰنِ جو بڑی بخشش
 کرنے والا ہے۔ اَلرَّحِیْمِ جو بڑا ترس رحم کرنے والا ہے۔

باقی دُعائے قنوت کا ترجمہ صفحہ ۳۸۵ پر پہلی دُعائے قنوت میں
 لکھا گیا ہے وہاں سے یاد کرنا عمل عقیدہ درست کرنا اس کے
 موافق لازم ضروری بات ہے۔ اور نیز اس دُعائے قنوت کے معنی
 ترجمہ میں بھی غور فکر کرنا چاہئے اور پھر نظر انصاف سے دیکھئے کہ ہمارے
 کیا کیا خیالات ہیں اور صحابہ کرام کے کیا کیا تھے۔ اے اللہ جو عمل
 عقیدے سلف صالحین یعنی صحابہ کرام کو تو نے سچھائے سوچھائے

تھے وہی ہم کو بھی سمجھا سو جھائے۔ آمین۔ شَرُّ اَمِّیْنَ یَا اِلٰہَ الْعَالَمِیْنَ

جبرائیلی دُعا

مراسل ابی داؤد میں منقول ہے جیسا کہ ذیل میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت جبرائیلؑ نے حادثہ نازلہ غارِ ثعلبہ کے وقت مخصوص طور پر لعن طعن سب و شتم سے منع فرمایا اور یہ دعا قنوت سکھائی کہ حادثہ کے وقت یوں دُعا بدُعا کر کیا کرواَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَغْفِرُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَخْضَعُ لَكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَكْفُرُكَ۔ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنُسَبِّحُ وَ اِلَيْكَ نَسْعُ وَنَحْفِدُ وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَخَافُ عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ الْخِزْيَانُ الْكُفَّارِ مُدْحِجٌ (ترجمہ) اَللّٰهُمَّ اے مالکِ حاکمِ مریّٰ لا الہ الا انت نے محبت پیار رکھنے عظمت بزرگی بڑائی بیان کرنے کے۔ اِنَّا بِكَ اَشْكُ وَشِبْہِمْ نَسْتَغْفِرُكَ مدد چاہتے ہیں ہم تجھ ہی سے وَاَوْ نَسْتَغْفِرُكَ بخشش معافی پردہ پوشی تمام عیبوں کے لئے چاہتے ہیں ہم تجھ ہی سے وَاَوْ نُوْمِنُ یقین ایمان لاتے ہیں ہم بِكَ ساتھ ذات صفات کتاب مسئلہ فتویٰ تعلیم توحید الوہیت تیری کے وَاَوْ نَخْضَعُ دُرُخُوفِ خُضُوعِ خُشُوعِ گُرُخُطَانَا عاجزی انکساری فروتنی محبت پیار کرتے بزرگ تعظیم بجالاتے ہیں ہم لَكَ خَاصِّ تیرے ہی لئے۔ وَاَوْ نَخْلَعُ الْکَبِیْرَ الْعِلْمِ جہاد ہوتے ہیں ہم۔ وَاَوْ نَتْرُکُ

چھوڑتے ہیں ہم، ملاپ اتحاد یعنی لین دین بھاجی حصہ بخرانہیں کرتے
 کراتے ہم۔ مَنَیٰ اس شخص میں دعورت اپنے بیگانے سے کہ یَقْرُکُ
 حق تلفی بے قدری کرتا (کرتی) ہے تیری یعنی اور اوروں کے لئے
 نذریں نیازیں کرتا (کرتی) ہے گڑ گڑاتا محبت پیار رکھتا، عظمتیں
 بزرگیاں بجالاتا (لاتی) ہے۔ ان ہی کے مسائل فتوے ظاہر کرتا (کرتی)
 ہے۔ تیرے دشمنوں مخالفوں سے ملاپ اتحاد رکھتا (رکھتی) ہے۔ اَللّٰهُ
 لے لائق عظمت بزرگی بجالانے محبت پیار ڈر خوف رکھنے بھروسہ
 اعتماد تکلیف عاجزی کرنے گڑ گڑانے کے۔ رَاِیَاكَ خاص تیرے ہی سامنے
 نَعْبُدُ گڑ گڑاتے عاجزی انکساری کرتے ہیں ہم، خاص تجھ ہی سے
 ڈرتے ہیبت رکھتے ہیں ہم، خاص تجھ ہی پر بھروسہ اعتماد کرتے ہیں
 ہم، خاص تیرے ہی لئے نذر نیاز کرتے ہیں۔ وَ اَوْرَاكَ خاص تیرے
 ہی لئے نَصَلِیٰ نماز دعا وورد و وظیفہ پڑھتے ہیں ہم۔ وَ اَوْرَاكَ تیرے ہی لئے
 نَسْجِدُ سر جھکاتے ماتھا ٹکاتے سجدہ عاجزی ذلیل پناظر کرتے ہیں ہم
 وَ اَوْرَاكَ خاص تیری رضامندی محبت توحید اَلوہیت کتاب سنت
 عظمت بزرگی کی طرف۔ نَسْعٰی سعی کوشش کرتے ہیں ہم۔ وَ اَوْرَاكَ کاموں
 کی طرف نَحْفِدُ جلدی دوڑتے ہیں ہم۔ وَ اَوْرَاكَ اُمید رکھتے ہیں
 ہم۔ رَحْمَتُكَ برکت فضل تیرے کی۔ وَ اَوْرَاكَ ڈر خوف رکھتے ہیں
 ہم۔ عَذَابُكَ عذاب سزا مار پیٹ تیری کا۔ اِنَّ بِالرَّیْبِ عَذَابُكَ مار
 پیٹ تیری اَلْحَدَّ واقعی یا لگھڑا ساتھ کافروں حق کے چھپانے والوں

توحید الوہیت کے چھوڑنے والوں کے مُلحق لائح ہونے چھٹے والی ہے۔ اس دعائے قنوت کے معنی میں بھی غور تدبر کرنا اور پھر اس کے موافق عمل عقیدہ درست کرنا ضروریاتِ دین سے ہے ورنہ خالی لفظوں ہی کے پڑھنے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا کیونکہ جو کچھ مقصود و غرض اس میں بیان ہے وہ توحید الوہیت ہے۔ جب تک یہ توحید الوہیت خالص محض نہما اللہ تعالیٰ ہی کے لئے نہ ہوگی تو ہرگز ہرگز ایمان اسلامِ اُخروی نہیں ملنے کا اگرچہ ایمان اسلام دنیاوی مل گیا تو کیا ہوا۔

ان قنوتوں میں سے جس قنوت کو چاہے وقتِ ضرورت حاجت ہر نماز میں پڑھے رکوع سے پہلے خواہ پیچھے لیکن پیچھے افضل اور مختار ہے جیسا کہ ماہر فن حدیث پر مخفی نہیں ہے۔

اَحْثَافُ کی غَیْرِ سُنُّونِ دُعَائِینِ مَعْتَبَرِہِیْنَ

یاد رہے کہ ان ہی قنوتوں میں سے حنفیہ نے اپنی دعائے قنوت مشہورہ مروّجہ گھڑی گھڑائی تَرَشِی تَرَشِی ہے اور ہو ہو ہو یہ دعائے قنوت مروّجہ ثابت نہیں ہوئی ہے نہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ صحابہ کرام سے اور نہ کسی امامِ تنبوع سے حدیث کی کتابوں میں اس قنوت مروّجہ کا ہو ہو ہو کہیں اتا پتا نہیں لگتا۔ واللہ اعلم نہ معلوم کہ حنفیہ نے کہاں سے گھڑی گھڑائی ہے۔ صرف صاحبِ درمختار وغیرہ نے تو اس قنوت کو بیان کیا ہے مگر صاحبِ درمختار وغیرہ

حنفیہ کا کچھ اعتبار نہیں ہے کیونکہ اعتبار محدثین ہی کا ہے جب تک کہ حدیث کی کتابوں کے موافق نہ ہوں تو ان کا ہرگز ہرگز اعتبار نہیں ہے۔ اہل حدیث پر تو یہ بات بالکل مخفی نہیں ہے۔ ہاں اگر اہل فقہ مصطلح پر مخفی رہے تو کچھ بعید دور نہیں ہے۔ مگر عاجز ابو محمد عبد الوہاب ہاجر ملتانی عفی عنہ اس اخبار پوشیدگی کو ان سے بھی کرنا چاہتا ہے آگے اختیار اللہ تعالیٰ کے ہے ہمارا کام تو ظاہر کرنا ہے۔ سیدھی راہ لو وہی اکیلا اللہ ہی جس کو چاہتا ہے دکھاتا ہے۔ دیکھو طحاوی میں کتاب الذبائح کو اور مجمع البحار میں خ ط کی بحث کو اور موضوعات کبیر ملا علی قاری کو اور ظفر الامانی کو اور عقد الجید اور وصیت نامہ شاہ ولی اللہ وغیرہ علماء حنفیہ کی تصنیفات کو کہ ان میں صاف صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ صحاح ستہ کی نقل کے مطابق و موافق عمل عقیدہ لکھنے والے ہی سنت جماعت فرقہ ناجیہ ہیں نہ غیر۔ اور حنفی شافعی مالکی وغیرہ کے مسئلے فتوے صحاح ستہ کی موافقت مطابقت کریں تو فہم ورنہ ہرگز ہرگز قابل اعتبار کرنے کے نہیں ہیں۔ اور واللہ اعلم یہاں قنوت کے بارے میں حنفیوں نے اپنے مفتی بہ مسئلہ کا کیوں خلاف کیا ہے اور غیر مقلدی کی طرف کیوں جھکے ہیں اس لئے کہ حنفیہ کامدہ یہ ہے کہ ادعیہ نہ صوبہ ہی پڑھنا لازم ضروری ہے یعنی جو دعائیں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے یا صحابہ کرام سے ثبوت کو پہنچی ہیں وہی پڑھنی چاہئیں اور یہاں دیکھو تو وہ دعائے قنوت گھڑی تراشی ہے کہ اس کا

ہو، ہونہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اور نہ صحابہ کرام سے اتنا چلتا ہے۔ مسک الختام شرح بلوغ المرام میں لکھا ہے کہ امام سندش از حدیث پیدا نیست یعنی اس دُعائے قنوت مروج کا حدیث سے اتنا پتا نہیں ہے۔

مقام غور ہے کہ جب سرے سے قنوت ہی کا پتہ نہیں ہے تو بھلا وجوہ کہاں سے آگیا۔ اور نیز دُعائے قنوت میں نہ تکبیر یعنی اللہ اکبر اور نہ رفع الیدین یعنی ہاتھ اٹھانا کسی حدیث صحیحہ نہ ضعیف میں ثابت ہوا، واللہ اعلم یہ شریعت کہاں سے گھر ٹکھڑا لی ہے۔ سچ فرماتا ہے اللہ اپنے کلام پاک میں اَمْرٌ لِّہُمْ شُرَکَآءُ اَشْرَعُوْا لَہُمْ مِّنَ الدِّیْنِ مَا لَمْ یَاذَنْ بِہِ اللہ یعنی جس مسئلہ میں فرض ہو خواہ واجب، سنت ہو یا مستحب اللہ رسول نے اُن کو اجازت نہیں دی ہے اور لوگ اس کو دین اسلام سمجھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ایسے لوگ بھی مشرک ہیں۔ برہان شرح مواہب الرحمن میں لکھا ہے وَلَمْ نَقِفْ بَعْدُ عَلٰی دَلِیْلِ نَقْلٍ فِی رَفْعِ الْیَدِیْنِ وَالتَّکْبِیْرِ وَلَا عَلٰی مَا یَقْتَضِیْ وَجُوْبُ الْقُنُوْتِ کَذَا فِی مُسَلِّحِ الْاِحْتِمَاہِ یعنی وجوب قنوت پر اور رفع الیدین کرنے اور تکبیر کہنے پر وتروں میں کوئی دلیل اللہ رسول سے نہیں پائی گئی ہے۔ ہاں اگر قنوت وتروں میں کوئی مرد عورت عالم جاہل پڑھنی چاہے تو وہ قنوت پڑھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت امام حسنؑ کو تعلیم کی تھی کہ وتروں میں بعد رکوع کے پہلے سجدہ کرنے سے یہ دُعائے قنوت

پڑھا کر اور حاکم نے بھی روایت کیا ہے کہ بعد رکوع کے دعائے قنوت پڑھے اور قبل رکوع کے دعائے قنوت پڑھنا جائز ہے جیسا کہ سنن ابن ماجہ وغیرہ میں حضرت ابی سے مروی ہے مگر حدیث میں کلام ہے جیسا کہ زیلعی سے ظاہر ہوتا ہے اور نیز اس کا راوی مدلس ہے اور اس نے عنج کے ساتھ روایت کی ہے اور صحیح صحیح حدیثوں سے بعد رکوع ہی کے ثابت ہوا ہے۔ پڑھنا دعائے قنوت کا مختار افضل بعد رکوع ہی کے ہے جیسا کہ زاد المعاد میں ہے اور نیز صحیح ابن حبان وغیرہ کی حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی کبھی کبھی یہی قنوت پڑھتے تھے جو امام حسنؑ کو سکھائی ہے۔ اور اگر دعائے قنوت میں رفع ایدی کرے یعنی ہاتھ اٹھا کر دونوں ہاتھ ملا کر جیسا کہ اور دعاؤں میں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے تو البتہ یہ رفع الیدین یعنی ہاتھ اٹھانا دعائے قنوت میں درست ہے جیسا کہ تقریری حدیث میں جو صحیح بخاری وغیرہ میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ سے مروی ہے ثابت ہوتا ہے کہ انھوں نے نماز میں ہاتھ اٹھا کر دعا کی۔ اور حضرت ابو ہریرہ ابن مسعود وغیرہ صحابہ رضی اللہ عنہ سے ہاتھ اٹھا کر وتروں میں دعا کرنا مروی ہوا ہے جیسا کہ فصل رابع مشکوٰۃ وغیرہ میں روایت کیا گیا ہے۔ اور نیز اگر بعد دعا قنوت ہاتھوں کو منہ پر پھیرے تو بھی جائز ہے کہ حضرت نے ہاتھوں کا منہ پر ملنے کو آداب دعا سے فرمایا ہے جیسا کہ حدیث کی کتابوں میں موجود ہے اور تلخیص حبر میں بھی یوں ہی لکھا ہے۔

رَمَضَانُ الْمُبَارَكُ كَيْ نَصْفِ أَخْرِيسِ دُعَاةِ قَنُوتِ

اور نیز ہمیشہ پڑھنے پر بھی قنوت کے کوئی دلیل نہیں ہے۔ رمضان کے نصف آخر میں تو لگاتار پڑھنا دعائے قنوت کا صحابہ کرام سے پایا گیا ہے اور عبد اللہ بن مسعود وغیرہ سے تمام برس بھی پڑھنا قنوت کا پایا گیا ہے لیکن وہ اکیلے ہیں اور صحابہ ان کے خلاف ہیں سو اس میں حجت نہیں ہو سکتی جیسا کہ اہل علم پر مخفی نہیں ہے۔ غرض کہ دعائے قنوت و ترووں میں پڑھے تو فیہا اور اگر نہ پڑھے تو فیہا کیونکہ صحابہ کرام کا فعل اسی طرح پایا گیا ہے۔ اور ان کا فعل قول تقریر بمقابلہ فعل قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حجت شرعیہ نہیں ہے۔ اور وہ حدیث جو ابن ماجہ وغیرہ میں مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و تروں میں قنوت پڑھتے تھے سو وہ حدیث ضعیف ہے جیسا کہ امام احمد بن حنبل سے زاد المعاد میں مروی ہے کہ وَلَحَرَّيْصَةً عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي قُنُوتِ الْوُتْرِ قَبْلَ أَوْ بَعْدَ شَيْءٍ مَكْرِيَةً ثَابِتٌ هُوَ أَكْثَرُ پڑھے تو مستحب ہے درست و جائز بلا گراہت ہے۔ بدعت نہیں ہو سکتا مگر وہی دعائے قنوت جو حدیث کی کتابوں میں امام حسنؒ سے ثابت ہے نہ گھڑی تراشی کہ اس کا کہیں بھی ثبوت نہیں ہے۔

نواسہ رسول حضرت امام حسنؑ کا قنوت

سنن اربعہ وغیرہ حدیث کی کتابوں میں امام حسنؑ سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کو دُعائے قنوت و تروں کے لئے اخیر رکعت میں بعد رکوع کے تعلیم فرمائی اور وہ قنوت یہ ہے اللّٰهُمَّ اهْدِنِيْ فِيْمَنْ هَدَيْتَ - وَعَافِنِيْ فِيْمَنْ عَافَيْتَ - وَتَوَلَّيْنِيْ فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ - وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا اَعْطَيْتَ - وَقِنِيْ شَرَّمَا قَضَيْتَ اِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰ عَلَيْكَ - اِنَّكَ لَا يَدِيْلُ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعْزِيْ مَنْ عَاذَيْتَ تَبَارَكَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ - نَسْتَغْفِرُكَ وَنُتُوْبُ اِلَيْكَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَيَّ النَّبِيِّ - (ترجمہ) اللّٰهُمَّ اے لائقِ کرم! اپنے تعظیمِ بڑا محبت پیار رکھنے حکم برداری سوال کرنے کے - اہدائی قرآن حدیث پر عمل عقیدہ درست کرنے کی راہ بتاؤ مجھ کو فیْمَنْ بیچ شمار جماعت اُن لوگوں کی کے کہ ہدایت قرآن حدیث پر عمل کرنے کرائے عقیدہ رکھنے رکھو اُن کی راہ بتائی ہے تو نے اُن کو - وَاورِ عَافِنِيْ دین دنیا میں عافیت تندرستی دے تو مجھ کو - فِيْمَنْ بیچ شمار گنتی جماعت ان لوگوں کی کے کہ عَافِيَّتْ دین دنیا میں عافیت تندرستی دی ہے تو نے ان کو وَاوِ تَوَلَّيْنِيْ دوست رکھ تو مجھ کو - فِيْمَنْ بیچ اُن لوگوں کے کہ تَوَلَّيْتَ دوست رکھا ہے تو نے اُن کو - وَبَارِكْ اور ترقی برکت کر تُو لِيْ واسطے درست کرنے کرائے میری شکستگی ٹوٹ پھوٹ کے فیْمَا بیچ اس چیز کے کہ

أَعْطَيْتَ دِي هَيْ تَوْنِي مُجْهَو - وَقِيْ اَوْرِيْ مَحْفُوظ رُكْه تَوْ مُجْهَو - شَرَّ
 بُرَائِي - مَا اُسْ چِيْزِ كِي سَمِ كَه قَضِيَّتْ قَضَار وَ قَدْر مِيں فِیْصَلَه كِیَا هِے
 تَوْنِے - اِنَّكَ بے شَكْ یَقِيْنًا تَو تَقْضِيْ فِیْصَلَه حَكْم كِرْتَا هِے تُو كَه سَبْ كِی سَبْ
 تِرِے هِي مَاتَحْتِ مَحْكُومِ هِيں - وَلَا اَوْر نِهِيں یُقْضِيْ فِیْصَلَه حَكْم كِیَا جَاتَا
 عَلَیْكَ اَو پَر تِرِے كَه دُونُوں جِهَان كَا تُو هِي حَاكِم مَالِك مَرْبِي هِے اِنَّهُ
 تَحْقِیْقِ شَانِ یَے هِے كَه لَا یَذِلُّ نِهِيں ذَلِيلُ هُو تَا هِے مَنْ وَ اَلِیَّتْ
 وَه عَوْرَتِ مَرْدِ كَه مَحْبُ وِلِی وَا رِثْ هُو اَے تُو اُس كَا - وَلَا اَوْر نِهِيں
 یَعِزُّ عَرَبٌ اَبْر وَا لَّا هُو تَا هِے مَنْ وَه مَرْدِ عَوْرَتِ كَه عَادَیَّتْ
 عَرَاوَتِ دُشْمَنِ رُكْھِي هِے تَوْنِے اُس سَمِے - تَبَارَكْتَ بَرِي بَر كَتُوں لَّا
 هِے تُو رَبَّنَا لَے مَالِكِ مَرْبِي سَرْدَارِ حَاكِمِ هِمَارِے - وَ اَوْر تَعَالَيْتْ بَہُت
 بَلَنْدِ اُو بچِے مَرْتَبَہ وَا لَّا هِے تُو - وَ اَوْر تَسْتَغْفِرُكَ بَخْشِشِ مَعَانِي ہر اِيكِ
 قُصُورِ كِي چَاہِتے هِيں ہِم تَجھ سَمِے وَ اَوْر تَتُوبُ ہر كَامِ حَاجَتِ ضَرُورَتِ
 مِيں رَجُوعِ تَوْبَہ كِرْتے هِيں ہِم اَوْر نَادِمِ پَشِيْمَاں ہُو تے هِيں ہِم اِلَيْكَ
 طَرَفِ تِرِے - وَ اَوْر صَلَّی اللہُ رَحْمَتِ عَظْمَتِ شَہْرَتِ ہُو اللہ كِي طَرَفِ سَمِے
 عَلٰی النَّبِيِّ اَو پَر نَبِي صَلٰی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَم كَے كَہ تَمَامِ جِهَانِ عَرَبِ عَجْمِ ہِنْدِ سِنْدِ
 مِيں اُپ كِي سُنَّتِ مُرُوجِ ہُو جَا ئے - ہر مَسْئَلَه فُتُوٰی مِيں اُپ ہِي كَا نَامِ
 لِيَا جَا ئے - ہر عَادَتِ خُصْلَتِ اُپ ہِي كِي پَسَنْدِ كِیَا ئے - اُپ ہِي كَا عِلْمِ قُرْآنِ
 حَدِیثِ جَوْعَامِ مِيں كِتَابِ اللہِ سُنَّتِ رَسُوْلِ اللہِ اَو رُخْوَا صِ مِيں قُرْآنِ
 فِرْقَانِ صَحَاحِ سِتہ مشہور ہِے ہر عَمَلِ عَقِيدَہ مِيں مُفْتٰی بہ دَسْتُورِ تَعْمَلِ بِنِجَا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعد سلام پھیرنے کے نماز وتر سے تین مرتبہ کہتے سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ۔ لیکن تیسری مرتبہ میں باوازا بلند کھینچ کر کہتے (ترجمہ) سُبْحَانَ پالکی تنزیہ دُور کرنا کرنا ہے بھول چوک تمام عیبوں نقصانوں بے ادبیوں گستاخیوں سے الْمَلِكِ بَارِئاً شہنشاہ تمام اختیار تصرف والے الْقُدُّوسِ پالکی تنزیہ والے کیلئے۔

حضرت ابن مسعودؓ سے دلیل پکڑنا غلط ہے

وتروں میں قعدہ صرف حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے لیکن ان کا یہ فعل مقابلہ میں نص کے قابلِ حجت نہیں ہے جیسا کہ ان کی اور بہت باتیں بسبب ہونے خلافِ سُنَّتِ نبوی کے نہیں مانی جاتی ہیں جیسا کہ وہ کہتے ہیں کہ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ○ اور قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ○ ہر دو سورت قرآن سے نہیں ہیں بلکہ وہ اس قدر تشدد کرتے کہ جہاں کہیں قرآن میں لکھی ہوئی دیکھتے تو برابر وہاں سے اُڑا دیتے پھیل چھا لے ڈالتے جیسا کہ صحیح بخاری اور تفسیر ابن کثیر میں موجود ہے مگر یہ بات ان کی بسبب ہونے خلاف حدیث نبوی کے نہیں مانی جاتی کیونکہ حدیثوں میں ان ہر دو سورت کا کلام اللہ سے ہونا ثابت ہے جیسا کہ ماہر حدیث پر پوشیدہ نہیں ہے۔ اور نیز وہ کہتے ہیں کہ جب تین آدمی ہوں تو ایک امام بنے بیچ میں کھڑا ہو اور ایک اُسکے دائیں اور ایک بائیں کھڑا ہو جیسا کہ



صحاح میں موجود ہے مگر یہ بات ان کی بسبب مخالف ہوئے حدیث نبوی کے نہیں مانی جاتی ہے جیسا کہ ماہر شریعت محمدیہ پر مخفی نہیں ہے اور نیز وہ کہتے ہیں کہ رکوع میں تطبیق کرنی چاہئے جیسا کہ صحاح ستہ میں موجود ہے مگر یہ بات ان کی بسبب مخالف ہونے حدیث نبوی کے مانی نہیں جاتی ہے جیسا کہ ذی علم پر مخفی نہیں ہے اور نیز وہ کہتے ہیں کہ غورت کے چھوٹے بوسہ لینے سے وضو رٹ جاتا ہے جیسا کہ مشکوٰۃ وغیرہ میں موجود ہے مگر یہ بات ان کی بسبب مخالف ہونے مذہب امام ابو حنیفہؒ کے اور بسبب موافق ہونے مذہب امام شافعیؒ کے مقلدین حنفیہ نہیں مانتے ہیں حالانکہ اس مسئلہ میں عبداللہ بن مسعود نص قرآنی یعنی اَوَلَيْسَتْهُمُ النِّسَاءُ پیش کرتے ہیں جیسا کہ ماہر حدیث تفسیر پر پوشیدہ نہیں ہے۔

سبحان اللہ! کیا انصاف کیا ایمان کیا اسلام ہے کہ صحابہ کا استدلال کرنا نص قرآنی سے بسبب مخالف ہونے امام ابو حنیفہؒ کے نہ مانا جائے اور حنفیہ کا استدلال کرنا آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُواْ لَهُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کے نہ مانا جائے مقتدی کے الحمد کو چھپے امام کے نہ مانا جائے اگرچہ صدہا حدیثوں کے خلاف ہو بلکہ خود امام ابو حنیفہؒ کے فرمانے کے بھی خلاف ہے کیونکہ آیت وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ فَاسْتَمِعُواْ لَهُ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ کے تحت صاف کھلے نفلوں میں منقول ہے اِنَّ الْاٰیَةَ (اَمْی وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ) نَزَلَتْ فِی تَوَكُّلِ الْجَمْعِ بِالْقِرَاءَةِ وَرَأَءِ الْاِمَامِ اِلٰی اَنْ قَالَ وَهُوَ قَوْلُ اَبِی حَنِیْفَةَ وَاصْحَابِهِ اِنْ تَهَلَّلَ

مَا فِي التَّفْسِيرِ الْكَبِيرِ صَفْحَ ۳۵۰ یعنی امام ابو حنیفہ اور ان کے اصحاب کہتے ہیں کہ یہ آیت اُتری ہے مقتدیوں کے اوچھا پڑھنے کے بارے میں پیچھے امام کے۔ اور نیز وہ کہتے ہیں کہ بیع مُصَرَّاتِ مردُو ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ثابت ہے مگر یہ بات ان کی بسبب مخالف ہونے مذہب امام ابو حنیفہ کے مقلدین حنفیہ کے نزدیک مردود کی جاتی ہے، حالانکہ یہ بات اُن کی حدیث نبوی اور اصول فقہ کے موافق مطابق بھی ہے لیکن چونکہ امام کے مذہب کے خلاف ہے تو اس وجہ سے مردود ہے۔

اس قسم کی اور بہت باتیں ابن مسعودؓ کی ہیں کہ مقلدین حنفیہ ان کی نہیں مانتے حالانکہ قرآن حدیث کے بھی موافق ہیں اور الحدیث جو عبد اللہ بن مسعود کا قعدہ گزنا بیچ میں وتروں کے نہیں مانتے تو اس وجہ سے کہ یہ فعل ان کا حدیث نبوی کے خلاف ہے مگر مقلدین حنفیہ تو جو بات مسئلہ ان کا امام ابو حنیفہ کے مخالف ہو اگرچہ قرآن حدیث کے موافق بھی ہو تو بھی نہیں مانتے جیسا کہ یہی مسئلہ مذکور ہے اور نیز وہ کہتے ہیں کہ گاؤں میں جمعہ فرض و واجب ہے اگرچہ چار آدمی ہی ہوں مگر یہ بات اُن کی مقلدین حنفیہ بسبب مخالف ہونے مذہب امام ابو حنیفہ کے نہیں مانتے ہیں اگرچہ یہ بات ان کی موافق بھی ہے حدیث نبوی کے جیسا کہ وہ حدیث کشف الغمہ مطبوعہ مصر کے صفحہ ۲۰۳ اور حجتہ اللہ مطبوعہ بریلی کے صفحہ ۲۲۵ میں موجود ہے

پس جو جواب مقلدین حنفیہ کا اس بارے میں ہے وہی جواب
اہلحدیث کی طرف سے سمجھنا چاہیے۔

غرض کہ تین وتر اگر پڑھے بھی جائیں تو بیچ کا قاعدہ ہرگز ہرگز نہ کرنا
چاہئے کیونکہ مخالف ہے نبی کے فعل کے بلکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے
ایسے تین رکعت پڑھنے سے بہت سخت ممانعت کی ہے جیسا کہ ماہرین
حدیث پر مخفی نہیں ہے اور نیز پانچ رکعت وتر پڑھنے بھی ایک ہی
قعدہ سے مستنون ہیں جیسا کہ صحیح مسلم وغیرہ میں ثابت ہے یعنی
اکٹھی پانچ ہی رکعت کی تحریم کرے اور نہ بیچ میں یعنی دو پر نہ چار پر
بیٹھے بلکہ ایک ہی بار پانچ رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور نیز سات وتر
اور نو وتر بھی ہیں کہ چھٹی اور ساتویں اور آٹھویں اور نویں کے
درمیان قعدہ کرے مگر تین پانچ سات نو وتر تجد وغیرہ نفل
سمیت ہیں۔

حُضُوْا کَرَّمَ اَوْصَاہُ اَکْثَرُ اَیْکَہِی تَر پڑھتے تھے

اصل وتر ایک ہی رکعت ہے۔ اکثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی
رکعت وتر پڑھتے تھے اور صحابہ کرام اور تابعین میں سے جو وتر ایک
ہی رکعت پڑھتے تھے ابو بکر صدیق۔ عمر فاروق۔ عثمان غنی۔ علی کمؓ
وجہہ سعید بن ابی وقاصؓ۔ معاویہؓ۔ جبؓ۔ ابی بن کعبؓ۔ ابو موسیٰ
اشعریؓ۔ ابوالدرداءؓ۔ حذیفہ بن یمانؓ۔ ابن مسعودؓ۔ ابن عمرؓ۔ ابن عباسؓ۔

امیر معاویہؓ، تنیم داریؓ، ابوالیوب انصاریؓ، ابوہریرہؓ، فضالہ بن عبیدہؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، سالم بن عبداللہؓ، عبید اللہ بن عبداللہ بن عباسؓ، حسن بصریؓ، محمد بن سیرینؓ، عطاء بن ربیعؓ، عقبہ بن عبدالعافرؓ، سعید بن جبیرؓ، نافع بن جبیرؓ، جابر بن زیدؓ، امام زہریؓ، ربیعہ بن ابی عبدالرحمنؓ وغیرہ صحابہ و تابعین اور ائمہ مشہورین میں سے امام مالکؒ، امام شافعیؒ، امام احمدؒ وغیرہ ائمہ معتبرین ہیں۔

تقلید شخصی کی تردید

سبحان اللہ تقلید شخصی نے کیا ہی ہر کس و ناکس کی مٹی ویران کی ہے کہ خلفاء اربعہ اور عبادہ خاص کر عبداللہ بن مسعود ہی کو بالائے طاق رکھا ہے۔ ان کے مسئلہ فتوے کو تو انکار ہے مگر امام کے قول پر جان نرا ہے وہی مثل ہے کہ دین جائے پر مذہب نہ جائے۔ افسوس صد افسوس

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِلَیْهِ رَاجِعُونَ ۝

خاتمہ : اکثر اہلحدیث بھائیوں کا بھی عمل درآمد اعمال عقائد میں اسی طرح ہے کہ ہر کس و ناکس عالم مولوی جو برائے نام ہے سے دریافت کرتے کرتے ہیں اور یہ نہیں معلوم کرتے کہ یہ عالم واقعی عالم ہے استاد سے سیکھا ہے یا کسی بے اُستاد سے یا کسی حاشیہ یا کسی شرح سے سیکھا ہے یا رواجی رسمی مولوی عالم ہیں یا جیسا دیں ویسا بھیس کے یا رہیں یا موقع محل دیکھنے والے مصالحتی مولانا ہیں کیونکہ یہ

علم کتاب سنت کا بغیر سیکھے بغیر سمجھے بغیر استاد کے نہیں آتا ہے اسی لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے **لَا تَمَّا الْعِلْمَ بِالتَّعْلُمِ وَالْفِقْهَ بِالتَّفْقُّهِ** یعنی آسمانی علم کتاب سنت جس کا اصل اصول صحیح سنت ہے وہ تو استاد سے سیکھنے سکھانے سے آتا ہے اور اس کا سمجھنا اسناد کے سمجھنے سمجھانے سے سمجھ میں آتا ہے۔ اور چونکہ یہ بات بدیہی ظاہر باہر ہے دنیا کا دستور یہی ہو رہا ہے اور جتنے منہ اتنی ہی باتیں سچا مقولہ ہے۔

تنظیم جماعت ضروری ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے اپنی امت کیلئے کہ اس آسمانی علم کے متعلق امیر اور مامور بن کر رہیں ہمیں تب انتظام دین دنیا کا موافق کتاب سنت کے ہو گا اور تب ہمیں ترقی اسلام و ترقی مسلمانان نظر آئے گی اور اظہر من الشمس ہے کہ امیر ایک شخص ہو کر رہتا ہے اور باقی سب کے سب اس کے مامور محکوم ماتحت ہو کر رہتے ہیں۔ پس ہر ایک شہر والوں پر فرض ہے کہ اپنی دیانت اپنی صدق نیت اپنی صدق لسان اپنے صدق اعتقاد سے ایک شخص ماہر کتاب سنت عامل معتقد قرآن حدیث اصل اصول جاننے والا صحاح ستہ ہی کو امیر بنائیں اور باقی سب کے سب عام جاہل اس امیر کے مامور محکوم ماتحت بن کر رہیں ہمیں کہ خدا و رسول کا

یوں ہی حکم ہے کہ امیر اور مامور کے علاوہ مُؤَرَّع یا مُحْتَئِل یعنی ریاکار یا متکبر ہے۔ سب چیز سے پہلے مقدم ہر ایک اِمَارۃ سے ہی علم کی اِمَارۃ لیکن لوگوں نے غلطی سے التامطلب سمجھ سمجھا لیا ہے۔ مشکوٰۃ پہلی کتاب علم حدیث کی ہے۔ اسی سے یہ مسئلہ شروع ہوتا ہے۔ اسی آسمانی علم کے امیر مامور بن بنا کر رہنے سہنے کا نام جماعت ہے۔ جو کوئی اس امیر کی جماعت ماموریت ماتحتی سے الگ ہوا تو ریاکار متکبر ہوا اَلْعِیَاضُ بِاللّٰہِ۔ صحابہ کرام سب کے سب عالم چھوٹے یا بڑے تھے لیکن تنازع اختلاف باہمی کے وقت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو امیر جانتے آپ کی ماموریت سے باہر نہ ہوتے۔ اسی طرح ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں صحابہ کرام اہل علم مروج کتاب سنت تھے مگر سب کے سب ابوبکرؓ کے ماتحت رہتے تھے۔ اسی طرح عمر فاروقؓ عثمان غنی رضی اللہ عنہ علی کرم اللہ وجہہ کے عہد خلافت میں صحابہ کرام قرآن حدیث پڑھتے پڑھاتے اظہار حق کرتے کراتے۔ دین اسلام کی ترویج سب کے سب کرتے کراتے تھے مامور بن کر کیونکہ دین اسلام کا انتظام اسی میں ہے جیسا کہ مخفی پوشیدہ نہیں ہے مگر کتاب سنت پر وباللہ التوفیق۔ یا اللہ شرک، بدعت، حق کے چھپانے،

الحمد للہ جماعت غرباء اہل حدیث کثیر اللہ سوا دہم کا کتاب الامارت کی احادیث پر عمل ہے۔ اس جماعت کے موجودہ امیر حضرت مولانا حافظ عبد الرحمن صاحب سلفی دہلوی سلمہ ربہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو عمل کی توفیق دے۔ آمین ۱۲۔ ص

توحید الوہیت کے چھوڑنے کو دُور کر علم آسمانی کتاب اللہ سنت
 رسول اللہ یعنی قرآن فرقان اور صحاح ستہ ہی کے پڑھنے پڑھانے
 سُننے سنانے و عطا درس کہنے کہلوانے فتوے دینے لینے اتباع پروری
 کرنے کرانے مفتی بہا پھیرانے سے دلوں کو منور یعنی نور سے مالا مال کر
 اور اسی کتاب اللہ سنت رسول اللہ ہی پر خاتمہ کر اور مجھ کو اور بے
 ماں باپ، احباب، ازواج، اولاد، مشائخ، اخوان، مومنین،
 مومنات، مسلمین مسلمات کو بھی اسی کی توفیق دے اور اسی پر
 خاتمہ کر۔ آمین ثم آمین۔ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ وَالْمِنَّةُ وَبِالتَّوْفِیْقِ

وَالْعِصْمَةِ وَنَسَّأَلُهُ الْمَوْتَ عَلَى الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ وَ أَنْ
 یَّجْعَلَ مَا کَتَبْنَا فِیْ هَذَا الْکِتَابِ خَالِصًا لِّوَجْهِهِ
 الْکَرِیْمِ ۝ وَ نَفْسِهِ الْعَظِیْمِ ۝ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا
 اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ۝ رَبَّنَا اِنْتَا فِی الدُّنْیَا
 حَسَنَةٌ وَ فِی الْاٰخِرَةِ حَسَنَةٌ ۝ وَ قِنَا عَذَابَ
 النَّارِ ۝ اٰمِیْنِ یَا اِلٰهَ الْعٰلَمِیْنَ ۝ وَ
 اُقَوِّضْ اَمْرِیْ اِلٰی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌ
 بِالْعِبَادِ ۝ سُبْحٰنَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا
 یَصِفُوْنَ ۝ وَ سَلَامٌ عَلٰی الْمُرْسَلِیْنَ ۝
 وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

فہرست مضامین کتاب ہذا

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۷۵	مؤذن کی فضیلت اور اسکا اجر و ثواب	۳	مختصر سوانح حیات مصنف کتاب ہذا
۷۸	چھٹا باب :	۳۵	حرفِ اول
۷۸	سحری کی اذان و مسائل میں	۳۷	نماز مترجم مجمل
۷۹	ساتواں باب :	۳۸	وضوء کرتے وقت پڑھنے کی دعاء
۸۵	مساجد کے فضائل و مسائل میں	۳۸	وضوء کے بعد پڑھنے کی دعاء
۸۵	مساجد میں محراب بنانے کا بیان	۳۸	وضوء کی ترکیب
۸۸	قبروں کو مسجد بنانے والوں پر لعنت	۴۰	نماز
۸۸	آٹھواں باب :	۴۹	دعاء قنوت
۹۰	ارکانِ خمسہ اور اس کے مسائل	۵۰	سنتوں کا بیان
۹۰	نواں باب :	۵۲	پھلا باب - طہارت کا بیان
۹۹	صف بندی کے بیان میں	۵۹	دوسرا باب - سواک کے بیان میں
۱۰۳	صف بندی کے ترک پر سخت وعید	۶۰	تیسرا باب - وضوء کے بیان میں
۱۰۵	صفیں درست نہ کر نیسے اختلاف پیدا ہوتا ہے	۶۲	بے وضوء نماز پڑھنے کی سزا
۱۰۷	صفیں درست نہ ہونے سے	۶۵	چوتھا باب - تیمم کے بیان میں
۱۰۷	نماز میں دخلِ شیطان	۶۹	پانچواں باب - اذان کے بیان میں
۱۰۷	دسواں باب - پانچوں نماز	۷۱	اذان کے جواب کی طریقہ اور اسکا ثواب
		۷۲	اذان کے جواب دینے پر بہشت کا داخلہ

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۱۲۵	پڑھنے کے بیان میں بیشٹواں باب :	۱۱۲	کے اوقات کا بیان گیارہواں باب :
۱۲۸	جمعہ کی نماز و دیگر مساکن کے بیانی	۱۱۴	فاتحہ خلف الامام کا بیان
۱۵۳	جمعہ کے دن چند سورتوں کے فضائل		بارہواں باب :
	اکیسواں باب :	۱۱۷	قرآنی آیات کے جوابات میں
۱۶۲	عیدین کی نماز کا بیان بائیسواں باب :		تیرہواں باب
	نماز خوف کا بیان	۱۱۹	رکوع کی رکعت ہونیکے بیان میں
۱۶۵	تیسرا باب :		چودھواں باب :
	تیسرا باب :	۱۳۱	جب امام رکوع سے سر اٹھائے تو کیا کہے
۱۶۷	صلوٰۃ توبہ کا بیان چوبیسواں باب :		پندرہواں باب :
۱۶۸	تحتہ المسجد کا بیان پچیسواں باب :	۱۳۲	رکوع کے بعد حالت قومہ میں ہاتھ باندھنے کی تحقیق
۱۶۹	سفر کی نماز کا بیان چھبیسواں باب :		سولہواں باب :
۱۷۱	مریض کی نماز کا بیان	۱۳۶	سجدہ سہو کے بیان میں
۱۷۸	بیماری میں دوا کا استعمال		سترہواں باب :
۱۸۱	بیماری کی فضیلت	۱۴۳	دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا بیان
۱۸۶	بیماری میں پڑھی جانے والی دعائیں	۱۴۴	اٹھارہواں باب :
			بیسواں باب : استراحت کے بیان میں
			انیسواں باب : التحیات

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
	چھتیسواں باب :		تینتالیسواں باب :
۲۵۲	چارندہبوں کی نماز اور انکی حقیقت اور مسلک اہلحدیث کی نماز کا بیان	۱۹۴	نماز جنازہ اور اسکے مسائل کا بیان
	سینتیسواں باب :		اٹھائیسواں باب :
۲۵۸	فرض نماز ونکے بعد دعا کی قبولیت اور ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنا	۲۰۲	تعزیت اور اسکے مسائل کا بیان
	ارٹیسواں باب :		انٹیسواں باب :
۲۶۲	استخارہ کی نماز کا بیان	۲۰۴	قبروں کی زیارت کا سنون طریقہ
	اٹتالیسواں باب :		تیسواں باب :
۲۶۶	سورج اور چاند گرہن کی نماز کا بیان	۲۰۷	ایک صحابی کا نصیحت آمیز قصہ
	چالیسواں باب :		اکتیسواں باب :
۲۷۱	نماز تہجد اور نماز تراویح کے بیانیں	۲۱۶	سماع موتی کا بیان
	سنت رسولؐ سے آٹھ رکعت تراویح کا ثبوت		بیسواں باب :
۲۸۰	اکتالیسواں باب :	۲۲۷	اشراق کی نماز کا بیان
	نماز حاجت کا بیان		تینتیسواں باب :
۲۸۲	بیالیسواں باب :		چاشت کی نماز کا بیان
	استسقاء کی نماز کا بیان	۲۲۹	چونتیسواں باب :
۲۸۳	تینتالیسواں باب : نماز تسبیح کا بیان		مسیوق کی امامت کا بیان
۲۸۸		۲۳۷	پینتیسواں باب :
			وہ بدضییب نمازی جسکی نماز اللہ کے ہاں قبول نہیں ہوتی

صفحہ	عنوان	صفحہ	عنوان
۷۸	دعاء استفتاح کا بیان	۲۹۰	چوالیسواں باب :
۷۸	تعوذ کا بیان	۲۹۱	نماز کے متفرق مسائل کا بیان
۸۹	بسم اللہ الرحمن الرحیم کا بیان	۲۹۲	زیر لہ کی نماز کا بیان
۹۰	قراءة فاتحہ خلف الامام کا بیان	۲۹۳	پینتالیسواں باب :
۹۰	رکوع کرنے کا بیان	۲۹۴	مسنون اور ضروری دعاؤں کا بیان
۹۱	سجدوں کی دعاؤں کا بیان	۲۹۵	مسجد میں داخلے کی دعائیں
۹۱	دو سجدوں کے درمیان بیٹھنے اور دعا کا بیان	۲۹۶	فقر دور ہونے کا وظیفہ
۹۲	التحیات پڑھنے کا بیان	۳۱۴	خطبہ نکاح
۹۲	درود شریف کا بیان	۳۱۵	بیوی سے ہمبستری کرنے کی دعا
۹۲	سلام پھرنے کا بیان	۳۲۰	نظر بد کی تحقیق اور اس کا شرعی علاج
۹۳	سلام پھیر کر وظیفہ پڑھنے کا بیان	۳۲۱	قبرستان جا کر پڑھنے کی دعائیں
۹۴	سلام کے بعد سر پر ہاتھ رکھنے کا بیان	۳۲۲	اللہ تعالیٰ سے سوال کرنے کی دعائیں
۹۵	قنوت اور وتروں کا بیان	۳۲۳	نقشہ اوقات فرض نماز مع سنن
۹۶	نواسہ رسول حضرت امام حسن کا قنوت	۳۲۴	نماز یا معنی کی تالیف کا سبب
۹۶	حضرت ابن مسعودؓ کے دلیل پکڑنا غلط ہے	۳۲۵	فضائل نماز کا بیان
۹۷	حضور اکرمؐ اور صحابہ کرامؓ کا	۳۲۶	تکبیر تحریمہ کا بیان
۹۷	ایک ہی وتر پڑھنا	۳۲۷	نیت کا بیان
۹۷	تقلید شخصی کی تردید	۳۲۸	رفع الیدین کرنیکا طریقہ
۹۷	تنظیم جماعت ضروری ہے	۳۲۹	سینے پر ہاتھ باندھنے کا بیان